متن و اردو ترجمہ

کلام حضرت بُلّھے شاہؒ

اردو ترجمہ

میاں ظفر مقبول

دانیال

Scanned with CamScanner

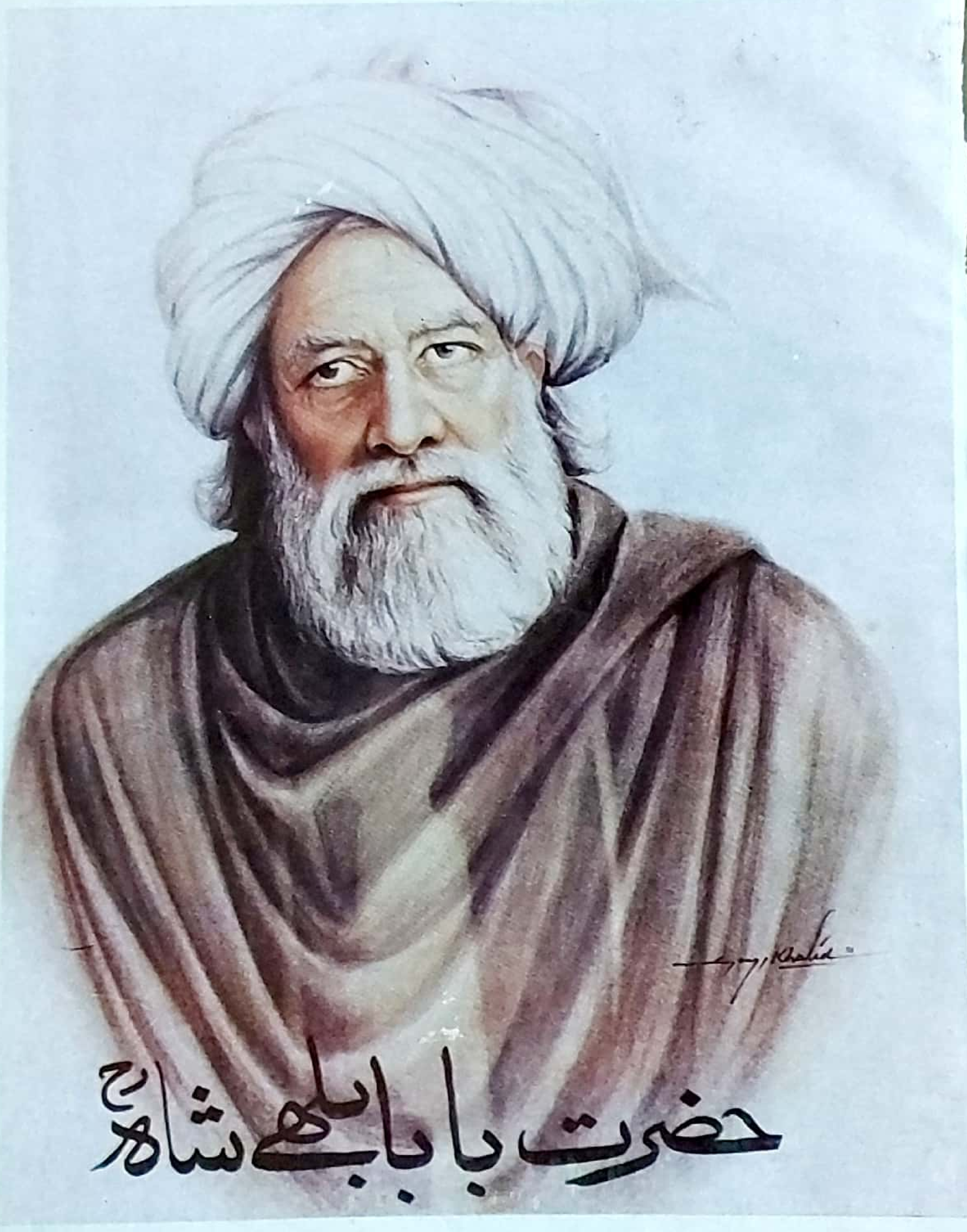

حضرت بابا بلھے شاہ رح

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کلام

بُلّھے شاہؒ

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
(کتاب ہذا کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے، فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں)

نگران طباعت و اشاعت:
محمد ابوبکر صدیق، محمد عثمان شیخ

پرنٹر ——— ندیم یونس پرنٹرز، لاہور

بار اول ——— 2000ء

قیمت:

سادہ ایڈیشن: ——— 180/-

لائبریری ایڈیشن: ——— 300/-

Klam - E - Bullah Shah (Title) — کلام بلھے شاہ

Mian Zafar Maqbool (Translator) — میاں ظفر مقبول

Maktaba Danayal (Publisher) — مکتبہ دانیال

کتاب ہذا کی جملہ تصاویر ریاض راجی صاحب نے فراہم کی ہیں۔ ادارہ ان کے تعاون کا شکر گزار ہے۔

لائبریری کال نمبر
۸۹۱٫۴۲۱
ب ۱۷ ک

Scanned with CamScanner

کلام بلھے شاہ رح

(اردو ترجمہ و تشریح)

میاں ظفر مقبول

بہ اہتمام مکتبہ دانیال' لاہور

تقسیم کار: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار' لاہور

Scanned with CamScanner

شاعر کے مُرشد

حضرت شاہ عنایتؒ قادری شطاری لاہوری

کے نام

ویروا

عرض ناشر--- محمد ابوبکر صدیق	
پیش لفظ	
(پروفیسر ڈاکٹر) مظہر محمود شیرانی	9
کافی بلھے شاہؒ کی--- صدیق تاثیر	13
کافی جدید--- میاں ظفر مقبول	18
سوانح سید بلھے شاہؒ	20
الف اللہ رتا دل میرا!	68
اب کیوں ساجن چر لایو رے؟	69
اب لگن لگی کیہہ کریے؟	72
اب ہم ایسے گم ہوئے	74
اپنے سنگ رلائیں	75
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں	76
اُٹھ گئے گوانڈھوں یار	82
اک اَلف پڑھو!	83
اِک رانجھا!	85
اک نقطے وچ گل مکدی اے!	87
اِک نقطہ!	89
اُلٹی گنگا بہایو رے سادھو!	90
اُلٹے ہور زمانے آئے	91
اماں بابے دی بھلیائی	93
ایس نیونہہ دی اُلٹی چال	95
ایسا جگیا گیان پلیتا!	96
ایہہ اچرج سادھو!	97
ایہہ دُکھ جا کہوں	98
آ سجن گل لگ آساڈے	100
آکھاں دے ول جانی پیاریا	101
آمل یارا سار لے	102
آؤ سیو!	103
آؤ فقیرو میلے چلئے	105
اب تو جاگ	106
آپے پائیاں کنڈیاں	107
آئی رُت شگوفیاں والی	107
اپنا دس ٹکانا	108
اِک ٹونا	109
بس کر جی!	110
بلھا کیہ جاناں!	112
بلھا کیہ جاناں میں کون؟	113
بلھے نوں سمجھاون آئیاں	117
بنسی کاہن اچرج بجائی	118
بے حد رمزاں دسدا نی	120
بھانویں جان نہ جان وے	121
بھروا سا کیہہ اشنائی دا	122
بھینا! میں کتدی کتدی ہٹی	124
پانی بھر بھر گئیاں سبھے	125
پتیاں لکھاں میں شام نوں	127
پردہ	130
پڑتالیو!	132
پیا پیا کرتے	134

پیاریا سانوں مٹھرا نہ لگدا شور!	135
پیارے بن مصلحت!	136
پیاریا! سنبھل کے نیونہ لا	138
تانگھ ماہی دی	140
تسی آملو!	143
تسی کرو آساڈی	144
توں کدھروں آیا!	147
تونہیوں ہیں، میں ناہیں	148
تیرا نام دھیائیدا سائیں	149
تیرے عشق نچایا!	150
تیں کت پر پاؤں پسارا ہے؟	152
ٹک بوجھ کون!	154
عشق مجازی	158
جس تن لگیا عشق کمال	159
جند کڑکی دے مونہہ آئی	161
جو رنگ رنگیا گوہڑا رنگیا	165
چپ کرکے کریں گزارا	167
چلو ویکھئے!	169
حجاب کریں درویشی کولوں	171
خاکی خاک سوں رَل جانا	175
دل لوچے ماہی یار نوں	177
ڈھولا	178
ڈھلک گئی چرخے دی ہتھی	179
رانجھا جو گیڑا	181
رانجھا رانجھا کردی	183
روزے، حج، نماز	184
رہ رہ وے عشقا!	185
رین گئی سبھ لٹکے تارے	192
ساڈے دل مکھڑ موڑ	194
سانوں آمل یار پیاریا!	195
سائیں چھپ تماشے نوں آیا	197
سبھ اکو رنگ کپاہیں دا	199
سجناں دے وچھوڑے کولوں!	201
سنو تم عشق کی بازی!	203
سے ونجارے آئے	205
سیو ہن میں ساجن پایو ای	208
عشق اساں نال کیہی کیتی!	211
عشق حقیقی نے مٹھی کڑے	213
عشق دی نویوں نویں بہار	214
علموں بس کریں او یار	216
فثم وجہ اللّٰہ دسائیں اج او یار	220
کپوری ریوڑی	221
کت کڑے نہ وت کڑے	223
کدی اپنی آکھ بلاؤ گے!	226
کدی مل برہوں ستائی نوں	229
کدی آمل یار پیاریا	230
کدی موڑ مہاراں ڈھولیا	231
کر کتن ول دھیان کڑے	232
کون آیا پہن لباس کڑے	239
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا	241
کیوں عشق اساں تے آیا ہے	244
کیوں لڑناں ہیں؟	246

Scanned with CamScanner

- کیہ بے درداں دے سنگ یاری 247
- کیہ جاناں میں کوئی 249
- کیہ کردا؟ 251
- کیہہ کردانی کیہہ کردانی؟ 253
- کینہوں لامکانی دسدے او 254
- کیہے لارے دینائیں سانوں؟ 257
- کھیڈ لے وچ دیہڑے 258
- گر جو چاہے 259
- گل رولے لوکاں پائی اے 261
- گھر میں گنگا آئی سنتو! 267
- گھڑیالی دیو نکال نی 268
- گھنگٹ او ہلے نہ لک سوہنیا! 270
- گھنگٹ چک او سجناں! 271
- لَن تَرانی دس کے جانی 273
- ماٹی قدم کریندی یار 274
- ماہی دے تیں ملیاں 276
- مائے نہ مڑدا عشق دیوانہ 277
- متر پیارے کارن 279
- مرلی باج اٹھی ان گھاتاں 281
- ملاں مینوں مار دا ای 283
- مل لو سہیلڑیو! 283
- من اٹکیا شام سندر سوں! 285
- مونہہ آئی بات نہ رہندی اے 287
- میرا رانجھن ہن کوئی ہور! 291
- میری بکل دیوچ چور 292
- میرے کیوں چر لایا ماہی 294
- میرے گھر آیا پیا ہمرا 300
- میرے ماہی کیوں چر لایا ہے 302
- میرے نوشوہ دا کت مول 304
- میں اڈیکاں کر رہی! 305
- میں بے قید 309
- میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں 310
- میں پایا ہے، میں پایا ہے 311
- میں پچھاں شوہ دیاں واٹاں 312
- میں چوہڑی آں! 314
- میں کسنبڑا چک چک ہاری 316
- میں کیونکر جاواں کعبے نوں 318
- میں گل اوتھے دی کردا ہاں 319
- میں وچ میں نہ رہ گئی کائی 321
- میں ویساں جوگی دے نال 324
- مینوں چھڈ گئے! 329
- مینوں درد اولڑے دی پیڑ! 330
- مینوں سکھ دا سنیہڑا! 332
- مینوں عشق ہلارے دیندا 333
- مینوں کیہہ ہویا؟ 334
- نت پڑھنا ایں استغفار 336
- نہ جیواں مہاراج! 338
- نی سیو! 339
- نی کو ٹیچل میرا ناں 341
- نی میں کملی ہاں 342
- نی میں ہن سنیا! 342
- نی مینوں لگڑا عشق اول دا 343

واہوا چھنج پئی دربار 344
وہوا رمز سجن دی ہور 346
واہ سوہنیا! 349
وت نہ کرساں مان! 350
ول پردے وچ پایا یار 352
ویکھو نی پیارا مینوں 354
ویکھو نی شوہ عنایت سائیں 356
ویکھو نی کیہہ کر گیا ماہی 357
ہندو نہ نہیں مسلمان 358
ہن کس تھیں آپ چھپائیدا 359
ہن میں لکھیا سوہنا یار 363
ہن مینوں کون پچھانے! 366
ہوری کھیلوں گی! 367

اٹھوارہ 369

چھنچھر وار 369
ایت وار 370
سوم وار 371
منگل وار 372
بدھ وار 373
جمعرات 374
جمعہ 375

باراں ماہ 378

چیت 378
وساکھ 379
جیٹھ 380
ہاڑھ 381
ساون 382
بھادوں 383
اسوں 384
کتک 385
مگھر 386
پوہ 387
ماگھ 388
پھاگن 389

سی حرفیاں 390

سی حرفی اول 390
سی حرفی دوم 405
سی حرفی سوم 417
گنڈھاں 424
دوہڑے 442

پیش لفظ

(پروفیسر ڈاکٹر) مظہر محمود شیرانی، شیخوپورہ

تصوف کی جو روایت فارسی شاعری کی وساطت سے پنجابی شعر و ادب پر اثرانداز ہوئی اس کی روشن مثال حضرت بلھے شاہ" ہیں۔ یہ روایت جس کا بھرپور آغاز دسویں صدی ہجری میں شاہ حسین نے کیا اور گیارہویں صدی میں سلطان باہو" نے جس کا علم تھاما' بارہویں صدی میں بابا بلھے شاہ" کے ہاں نقطۂ عروج کو پہنچ گئی۔ ان کے کلام کا طرۂ امتیاز وجد و سرمستی ہے۔ اس کے علاوہ سادگی' سچائی اور خلوص نے ہر ہر مصرع کو "از دل خیزد و بر دل ریزد" کی کیفیت کا آئینہ دار بنا دیا ہے۔ وہ کسی مقصد کی خاطر یا محض شوق کی بنا پر قافیہ پیمائی نہیں کرتے بلکہ اشعار ان کے ذہن رسا سے اس طرح سرزد ہوتے ہیں جیسے سورج سے کرنیں!--- بلھے شاہ" کے کلام میں ان کا سوز دل باقاعدہ محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ایسے من چلے شاعر دنیا میں بہت کم ہوئے ہیں۔ ان کا بے باک اور دبنگ لہجہ دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آ جاتا ہے:

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

بلھے شاہ" کے کلام کی ایک نمایاں صفت اس کا ترنم ہے۔ اسی سبب سے ان کا کلام مغنیوں اور قوالوں میں ہمیشہ مقبول رہا ہے۔ ان سب خوبیوں نے مل کر ان کی کافیوں میں وہ ہم آہنگی اور تناسب پیدا کر دیا ہے جس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔

بلھے شاہ" کے کلام کی اشاعت انیسویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں شروع ہوئی۔ یہ کام بڑے غیر ذمہ دارانہ انداز میں انجام دیا گیا۔ ان ابتدائی اشاعتوں میں ان کی کافیوں کی تعداد پچاس سے بھی کم تھی اور دوسری اصناف مثلاً دوہوں' گنڈھوں' اٹھواروں' بارہ ماہوں اور سی حرفیوں کو تو قابل التفات ہی نہیں سمجھا گیا۔ بتدریج یہ خامی دور ہوئی لیکن وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ کلام بلھے شاہ" کے تعین' اس کی تصحیح اور بالخصوص اس کے عروضی اسقام رفع کرنے کا فریضہ ابھی تک انجام نہیں پاسکا۔

حضرت بلھے شاہ" کی شخصیت اور ان کی روح پرور شاعری نے جلد ہی جدید تعلیم یافتہ طبقے کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔ ان میں تقدم کا فخر آسبورن نامی ایک انگریز آئی۔ سی۔ ایس افسر کو حاصل ہے جس کی انگریزی کتاب اور اس میں شامل بلھے شاہ" کے منتخب کلام کا اردو ترجمہ ضیاء الدین برنی نے 1920ء میں دہلی سے شائع کیا تھا۔ بابا بلھے شاہ" کو انگریزی خواں طبقے میں متعارف کرانے کے ضمن میں ڈاکٹر لاجونتی راما کرشنا اور اتم سنگھ کی مساعی بھی قابل قدر ہیں۔ توفیق رفعت نے کلام بلھے شاہ" کا جو منظوم انگریزی ترجمہ کیا ہے' اسے ایک کامیاب کوشش کہا جاسکتا

ہے۔ یہ 66 کافیوں اور پانچ دیگر منظومات پر مشتمل ہے اور پہلی بار 1982ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔

اب تک شائع ہونے والے کلام بلھے شاہؒ کے متون میں بلاشبہ سب سے اہم ڈاکٹر فقیر محمد فقیر مرحوم کا مرتبہ کلیات ہے جسے پنجابی ادبی اکیڈمی نے 1960ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم اور آصف خاں کے تیار کردہ نسخے حسن طباعت کے اعتبار سے دیدہ زیب ہیں لیکن متنی تحقیق کے نقطۂ نظر سے ان میں کوئی ترقی نظر نہیں آتی۔

بعض خوش ذوق حضرات نے بلھے شاہؒ کی کافیوں کا منظوم اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ مثلاً سرور مجاز نے 33 منتخب کافیوں کا ترجمہ "بکل" کے عنوان سے پیش کیا۔ جناب عبدالمجید بھٹی نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ ان کی کتاب "بلھے شاہؒ" کے عنوان سے لوک ورثہ اشاعت گھر' اسلام آباد نے پہلی بار 1975ء میں شائع کی تھی۔ اس میں 94 کافیاں اور ان کا اردو نظم میں ترجمہ متقابل صفحات پر درج کیا گیا ہے۔ میرے پیش نظر اس کا تیسرا ایڈیشن ہے جو مارچ 1987ء میں نکلا ہے۔ اس کے مقدمے میں بھٹی صاحب نے کلام بلھے شاہؒ کے متنی تعین و تصحیح کا ذکر چھیڑا ہے۔ ان کی اس نیم دلانہ سعی کے بارے میں' میں اظہار خیال کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سب سے پہلے عبدالمجید بھٹی صاحب نے ایک کافی (اللہ شہ رگ تھیں نزدیک) کو بلھے شاہؒ کی ملک تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے لیکن یہ کوئی نیا انکشاف نہیں ہے کیونکہ ان سے پہلے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اس کافی کو بلھے شاہؒ سے انتساب رد کر چکے تھے۔

بلھے شاہؒ کی مشہور اور نمائندہ کافی "راتیں جاگیں' کریں عبادت' راتیں جاگن کتے۔۔۔ الخ" کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ یہ کافی بلھے شاہؒ کی نہیں ہو سکتی۔ اس ضمن میں ان کے دلائل یہ ہیں:

1. یہ کافی بلھے شاہؒ کے خیال اور اسلوب سے مختلف نوعیت کی حامل ہے۔
2. بلھے شاہؒ شرف انسانی کا قائل ہے۔ وہ انسان کو ایسے مردود جانور سے کم تر قرار نہیں دے سکتا جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جس گھر میں وہ موجود ہو' وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔
3. کتے کو زاہد کی طرح شب بیدار کہنا بھی غلط ہے۔ وہ بالارادہ قطعاً شب بیداری نہیں کرتا۔
4. اس کافی میں یہ حوالہ ہے: "جا روڑاں تے ستے" جو خلاف واقعہ ہے۔ کتا کبھی کنکریلی زمین پر نہیں سوتا۔ اس سے متعلق تو دم ہلا کر بیٹھنا ضرب المثل ہے۔

میرے نزدیک بھٹی صاحب کی یہ چاروں دلیلیں زیر بحث کافی کے بلھے شاہؒ سے انتساب کی تردید کے لئے بالکل ناکافی ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارشات یہ ہیں:

1. خیال کا تعلق تو بھٹی صاحب کی دوسری دلیل سے ہے البتہ جہاں تک اسلوب کا سوال ہے' اہل نظر کو اس کافی میں بلھے شاہؒ کا مخصوص انداز جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر بھٹی صاحب کی مراد موضوع سے ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ بلھے شاہؒ کے کلام میں موضوعات کا بڑا تنوع ہے۔ یہ درست ہے کہ متعدد الفاظ ان کے ہاں علامتی حیثیت کے حامل ہیں اور ان کے کلام میں ان کی تکرار نظر آتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ان مخصوص علامات اور ان سے متعلق موضوعات کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر انہوں

نے ایک کافی میں کتے کی مثال پیش کی ہے تو اس کو محض اس بنا پر رد نہیں کیا جاسکتا کہ ایسا صرف ایک مقام پر کیوں کیا اور مختلف نظموں میں اس کی تکرار کیوں نہیں ملتی؟

2 بے شک بلّھے شاہ" شرف انسانی کے قائل ہیں اور وہ کیا ہر صاحب فہم اور ان سے بڑھ کر ہر صاحب دل اس کا قائل ہے لیکن کیا اس بنا پر آدم زاد کی پستی اور رکیک الحرکتی سے انکار کیا جاسکتا ہے؟ بنی آدم تو ایک طرف خود خالق کائنات نے کہا کہ: "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا: "ثم رددنه اسفل سفلین" جب قرآن مجید میں دونوں پہلو موجود ہیں تو آپ بلّھے شاہ" سے صرف ایک پہلو کی توقع کیوں رکھتے ہیں؟

صوفی، فلسفی اور شاعر من موجی ہوتے ہیں۔ حضرت شہاب الدین مقتول کی شہادت کا واقعہ مشہور ہے کہ جب وہ گرفتار ہو کر ایک تاتاری کے قیدی بنے تو اس نے انہیں فروخت کرنا چاہا۔ ایک شخص نے جو ان کو پہچانتا تھا انہیں چھڑانے کی غرض سے ایک بڑی رقم کی پیشکش کی۔ شیخ نے تاتاری سے کہا کہ "میں بڑی بیش بہا چیز ہوں یہ رقم تو میرے پاسنگ بھی نہیں۔" تاتاری نے فروخت سے انکار کر دیا۔ بڑی دیر بعد شام ڈھلے ایک خریدار آیا اور تاتاری سے بولا: "یہ بوڑھا تمہارے کسی کام کا نہیں، دس درہم میں مجھے دے دو۔" تاتاری نے شیخ کی طرف دیکھا۔ اس وقت ان پر ایک اور ہی عالم طاری تھا، کہنے لگے: "ہاں ہاں دے ڈالو، میں تو ایک درہم کا بھی نہیں ہوں۔" یہ بات سن کر تاتاری کو ایسا تاؤ آیا کہ تلوار کا ایک ہاتھ مار کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

حضرت بلّھے شاہ" تو صوفی ہی نہیں شاعر بھی تھے۔ ہر بڑے شاعر کے کلام میں ہمیں مختلف بلکہ متضاد افکار ملتے ہیں۔ مولانا روم کے کلام سے وجودی اور شہودی دونوں اپنی تائید میں اشعار پیش کرتے ہیں۔ حضرت بلّھے شاہ" بے سواد بھی نہ تھے۔ انہوں نے اپنی دور کی مروجہ درسی کتب کا مطالعہ کیا تھا۔ بالفرض محال اگر وہ دیو جانس کلبی کے کردار سے آگاہی نہ بھی رکھتے ہوں تو کم از کم فارسی کی اس مشہور حکایت سے تو ضرور واقف ہوں گے جس میں ایک بادشاہ کسی فقیر سے سوال کرتا ہے کہ تم بہتر ہو یا تمہارا کتا؟ اور وہ جواب دیتا ہے کہ "اگر میں اپنے خالق و مالک کا حکم بے چون و چرا بجالاؤں تو اس کتے سے بہتر ہوں ورنہ یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔"

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کتے کو شرع شریف میں ناپاک قرار دیا گیا ہے اس لئے حضرت بلّھے شاہ" اس کا نام نہیں لے سکتے تھے، سو یہ دلیل اسی قسم کی ہے جیسے کسی صاحب نے غالب کے شعر ؎

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

پر اعتراض کیا تھا کہ اس میں شاعر نے کعبہ شریف کی طرف پشت کر کے بڑی غیر شرعی حرکت کی ہے اور پھر آپ بلّھے شاہ" کے اس قسم کے دوہوں کی کیا توجیہہ پیش کریں گے:

ع بلھیا پی شراب تے کھا کباب ہیٹھ بال ہڈاں دی اگ

اور ع بلھیا کھا حرام تے پڑھ شکرانہ کر توبہ ترک ثوابوں

3 بھٹی صاحب کی تیسری دلیل بھی بڑی بودی ہے۔ تشبیہ کا مسلمہ اصول ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ کے مابین محض ایک وجہ شبہ کفایت کرتی ہے۔ اگر دونوں ہر لحاظ سے ایک دوسرے پر منطبق ہوں تو تشبیہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

4 چوتھی اور آخری دلیل میں بھٹی صاحب فرماتے ہیں کہ "جا روڑاں تے ستے خلاف واقعہ ہے۔ کتا کبھی کنکریلی زمین پر نہیں سوتا۔ اس سے متعلق تو دم ہلا کر بیٹھنا ضرب المثل ہے۔"

پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ پنجابی زبان میں کتے کا دم ہلا کر بیٹھنا کوئی ضرب المثل نہیں ہے البتہ دم سے جگہ صاف کر کے بیٹھنا ضرب المثل ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا بلّھے شاہؒ نے "روڑاں" کا لفظ استعمال بھی کیا تھا؟

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے اس مقام پر "رڑی" درج کیا ہے جو زیادہ بامعنی اور مصرع کی روانی میں ممد و معاون ہے۔ "رڑی" اس سخت زمین کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی روئیدگی سے خالی ہو۔ رڑی کو دم سے صاف کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔

بعض اشاعتوں میں اس جگہ "روڑی" بھی ملتا ہے جو گھورے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ توفیق رفعت نے یہ لفظ درج کر کے اس کا ترجمہ Trash-heap کیا ہے۔ روڑی سے کتے کو ویسے بھی مناسبت ہے۔ پنجابی کی مشہور مثل ہے "پنڈ نوں اگ لگی تے کتا روڑی تے" لہٰذا یہاں اگر متن کا جھگڑا ہے تو وہ "رڑی" اور "روڑی" کے درمیان ہے، بھٹی صاحب کے "روڑاں" کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

عبدالمجید بھٹی صاحب نے بلّھے شاہؒ کی ایک اور کافی کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک روا رکھا ہے۔ یہ کافی بلّھے شاہؒ کی بہترین کافیوں میں سے ایک ہے اور ہر قسم کے عروضی سقم سے بری ہونے کا باعث امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا ٹیپ کا مصرع ہے: "نی کوٹھچل میرا ناں"

"کوٹھچل" اسم مفعول ہے جس کے معنی "ہر وقت مار کھانے والی" کے ہیں۔ مار پیٹ کے لئے "کٹ" اور "کٹیچ" کے الفاظ آج بھی پنجابی زبان میں مستعمل ہیں۔ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے کلیات بلّھے شاہؒ میں حاشیہ (صفحہ 306) دیتے ہوئے "نی" کی دوسری قرأت "وے" اور "کوٹھچل" کا متبادل "کوٹیچر" درج کیا ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی سلیم الطبعی کی دلیل ہے کہ انہوں نے متن میں موزوں الفاظ کا اندراج کیا اور اختلاف حاشیے میں دکھانے پر اکتفا کی۔ لڑکیاں اپنا دکھ درد ماؤں یا سہیلیوں سے بیان کرتی ہیں لہٰذا "نی" زیادہ مناسب ہے۔ کوٹھچل اور کوٹیچر ہم معنی ہیں بلکہ یہ ایک ہی لفظ ہے۔ ہند آریائی زبانوں میں س اور ہ، ب اور و نیز ج اور ی کی طرح ل اور ر کا تبادلہ عام ہے اور اس عمل سے لفظ کے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے باوجود "نی" کے نون اور "کوٹھچل" کے لام میں جو غنائیت پوشیدہ ہے اس کا اندازہ کوئی صاحب ذوق ہی لگا سکتا ہے۔

باایں ہمہ، تعجب ہے کہ عبدالمجید بھٹی صاحب نے بیک جنبش قلم اس نغمہ بار مصرع کو بدل کر "وے کوہجڑ میرا ناں" بنا دیا ہے، اس فتوے کے ساتھ کہ:

"کسی کسی نے کوٹھچل کی جگہ کوٹیچر بھی لکھا ہے مگر کافی دونوں صورتوں میں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے--- [دو

بندوں کا ترجمہ کرنے کے بعد] --- اس بیان کی رو سے پنجابی کا ایک لفظ کوہجڑ سامنے آتا ہے جس کے معنی کم رو، کم سلیقہ اور قابل نفرت معین ہوتے ہیں جس سے کافی کا مضمون بر محل ہو جاتا ہے مگر اس لفظ پر کسی نے توجہ نہیں دی۔"

یہ تبدیلی ایسی ہی ہے جیسے اکسی نیم خواندہ کاتب نے قرآن پاک کی کتابت کرتے ہوئے "خر موسیٰ صعقا" کی جگہ "خر عیسیٰ صعقا" درج کر دیا تھا کیونکہ اس کے خیال میں خر (گدھا) حضرت عیسیٰؑ کا مشہور ہے حضرت موسیٰؑ کا نہیں۔

بھٹی صاحب کی اس ترمیم سے جو تصحیح متن کے کسی اصول کی رو سے جائز قرار نہیں دی جاسکتی نہ صرف یہ بولتا ہوا مصرع ٹھس ہو گیا بلکہ اس کا وزن بھی، جو پہلے نظم کے دوسرے تمام مصرعوں کے مطابق تھا، تبدیل ہو گیا۔ مضمون کو بر محل بنانے کے شوق میں مصلح نے اسے معانی کے اعتبار سے بھی بے محل بنا دیا تھا۔ یاد رہے کہ اس کافی کے پانچ بند ہیں جن میں سے اختتامی بند کو چھوڑ کر باقی چاروں میں مار پڑنے اور دھکے کھانے کا ذکر ہے۔ جس کے لئے موزوں ترین لفظ "کوٹھچل" ہی ہو سکتا تھا۔ "کوہجڑ" یعنی بدصورت یا کم سلیقہ کا یہاں کوئی موقع محل نہیں ہے۔ دراصل اس کافی میں روح انسانی کا شکوہ تمثیلی رنگ میں نہایت فنکاری سے پیش کیا گیا ہے:

بشنو از نی چون حکایت می کند
وز جدائی ھا شکایت می کند

اس کافی میں کلام پاک کی آیت "انا خلقنا الانسان فی کبد" کی ترجمانی کا پہلو بھی ہے۔

عبدالمجید بھٹی صاحب اردو اور پنجابی کے ایک خوش نوا شاعر تھے۔ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں متذکرہ بالا کافی کا اردو منظوم ترجمہ کرتے ہوئے "کوٹھچل" کا کوئی موزوں مترادف نہ مل سکا۔ اس بنا پر انہوں نے اس کی جگہ "کوہجڑ" کا لفظ رکھا اور "کم رو میرا نام" ترجمہ کر ڈالا۔ سچ پوچھئے تو ایک زبان کی شاعری کا دوسری زبان میں منظوم ترجمہ کرنے کے عمل میں جو دشواریاں حائل ہوتی ہیں، وہ کئی خرابیوں کو جنم دیتی ہیں۔ اسی لئے میں منظوم ترجموں پر نثری تراجم کو ترجیح دیتا ہوں۔ ان میں فن شعر کا خون ضرور ہوتا ہے لیکن مطلب و معانی کی جان بچ جاتی ہے۔

جہاں تک مجھے علم ہے حضرت بلھے شاہؒ کے کلیات کا اردو نثر میں کوئی قابل ذکر معیاری ترجمہ اب تک نہ ہوا تھا۔ اگر ہوا ہوگا تو میرے محدود مطالعہ میں نہ آسکا۔ عزیزی ظفر مقبول نے اس جانب توجہ کی ہے اور بڑی محنت سے یہ اہم کام انجام دیا ہے۔ میاں ظفر مقبول نے پنجابی زبان و ادب کی جو خدمت، جتنے قلیل عرصے میں، کی ہے اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ وہ پنجابی کے شاعر بھی ہیں اور انشائیہ نگار بھی۔ اب تک ان کی دو درجن سے زائد تخلیقی، تحقیقی اور تدریسی کتابیں شائع ہو کر قبولیت عام کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ درحقیقت پنجابی شعر و ادب سے یہ موانست ان کے خون میں سرایت کی ہوئی ہے۔ ان کے جد امجد حضرت مولا شاہؒ صاحب ایک ولی کامل ہونے کے ساتھ پنجابی کے نغز گو شاعر بھی تھے۔ ان کی کئی تخلیقات ظفر مقبول نے مرتب کر کے چھپوائی ہیں۔ ظفر کے دادا جان میاں محمد اسمٰعیل منظرؒ جو مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے، صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ کلام بھی ظفر مقبول کی

مساعی سے چھپ چکا ہے۔ ظفر کے والد پروفیسر میاں مقبول احمد صاحب (ریٹائرڈ پرنسپل) جو میرے مہربان دوست ہیں' زیادہ تر تعلیمی اور انتظامی فرائض میں منہمک رہے۔ اس کے باوجود ان کی تدریسی اور تخلیقی تصانیف کی تعداد ایک سو سے کیا کم ہوگی۔ یہ تمام ادبی و شعری روایات ظفر مقبول کو ورثہ میں ملی ہیں۔ میاں ظفر مقبول کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں سہ ماہی "واشنا" نے 1989ء میں ظفر نمبر نکالا اور حکیم ابن مبشر نے "ظفر جیونی" کے نام سے ان پر لکھے جانے والے مضامین کا ایک مجموعہ 1994ء میں شائع کیا۔

عزیزی ظفر مقبول نے اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کا مرتب کردہ "کلیات بلھے شاہؒ" کا انتخاب کیا اور یہ بڑا صائب فیصلہ تھا۔ جب تک حضرت بلھے شاہؒ کے کلام کا اصول تدوین کی روشنی میں کوئی مستند متن تیار نہیں ہو جاتا' ہمیں اسی اشاعت پر انحصار کرنا ہوگا۔ کتاب کے آغاز میں مترجم نے بطور مقدمہ ایک طویل تعارفی مضمون سپرد قلم کیا ہے جس میں حضرت بلھے شاہؒ کے بارے میں سیر حاصل معلومات فراہم کی ہیں نیز شاعر کے کلام کا فکری اور فنی جائزہ پیش کیا ہے۔ پنجابی زبان کے دو بڑے کافی نگاروں یعنی شاہ حسینؒ اور خواجہ غلام فریدؒ کے ساتھ بلھے شاہؒ کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ آخر میں کلام بلھے شاہؒ کی مختلف اشاعتوں کا تعارف درج ہے۔

اس تعارفی مضمون کے تناظر میں' میں چند مختصر معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں جو محض پراگندہ اشارات کی حیثیت رکھتی ہیں:

- مسٹر آسبورن نے بلھے شاہؒ کے گاؤں کا نام بزبان انگریزی Pandoke (پانڈوکے) بالکل درست لکھا تھا۔ اگر ضیاء الدین برنی نے ترجمہ کرتے ہوئے اسے پنڈوک پڑھا تو اس میں آسبورن کا کوئی قصور نہیں ہے۔
- مفتی غلام سرور لاہوری کا "خزینۃ الاصفیاء" میں درج کردہ حضرت بلھے شاہؒ کا قطعہ تاریخ وفات جو ماضی میں آپ کے لوح مزار پر ثبت تھا اور اب وہاں موجود نہیں ہے اس طرح ملتا ہے:

چون بلھے شاہ شیخ ہر دو عالم

مقام خویش اندر خلد ورزید

رقم کن "شیخ اکرام" ارتحالش

دگر "ھادی اکبر مست توحید"

اس قطعہ میں دو خفیف غلطیاں ہیں۔ پہلی یہ کہ "چون" کی جگہ "چو" ہونا چاہئے یعنی نون زائد اور غیر ضروری ہے۔

دوسری یہ کہ "شیخ اکرام" سے سنہ 1172ھ برآمد ہوتا ہے اور "ھادی اکبر مست توحید" سے 1171ھ۔ یوں تو تاریخ گوئی میں ایک عدد کی کمی بیشی قابل معافی سمجھی جاتی ہے لیکن ایک ہی قطعہ میں آنے والی دو تاریخوں میں فرق کا کوئی جواز نہیں۔ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب کا کہنا بالکل درست ہے کہ یہاں "اکرام" نہیں "اکرم" ہوگا۔ اس قیاس کی صحت کا ایک قرینہ یہ ہے کہ اکرام (بمعنی عطا' بخشش' بزرگی) اسم مجرد ہے جبکہ اکرم (بمعنی بخشندہ و بزرگ تر) اسم صفت اور یہاں "شیخ اکرم" مرکب توصیفی ہے چنانچہ صفت اکرم ہوگی' اکرام نہیں۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس قطعہ کے پہلے اور تیسرے مصرع کا وزن "مفاعیلن مفاعیلن فعولن" ہے (دوسرے اور چوتھے مصرعوں میں آخری رکن "فعولن" کی جگہ "فعولات" ہوگیا ہے)۔ اس وزن کی تقطیع میں نہ چون کے نون کی گنجائش ہے اور نہ اکرام کے دوسرے الف کی۔ ظاہر ہے کہ لکھتے یا کندہ کرتے وقت ان دونوں حروف کا اضافہ غلطی سے ہوگیا ہوگا۔

⬅ عبدالعزیز خاں فیروز پوری کے مملوکہ اوراد و وظائف کے مخطوطے میں بلھے شاہؒ کا نام "سید عبداللہ شاہ عشقی عرف میاں بلہ شاہ" اور اسی نسخے میں دو مقامات پر ثبت مہر میں "بلھا شاہ قادری 1181" درج ہے۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب ایک محقق کی احتیاط کے ساتھ کہتے ہیں کہ "بظاہر" یہ ہی میر بلھے شاہ قادری شطاری ہیں۔

مولوی شفیع صاحب کے پیش کردہ امکان کو نسبت "عشقی" سے مزید تقویت ملتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سلسلہ شطاریہ پہلے خاندان طیفوری کہلاتا تھا کیونکہ اس سلسلے کے سردفتر حضرت ابو یزید طیفور شامیؒ تھے۔ ان کے بعد سلسلہ وار یہ نام آتے ہیں:

1. خواجہ ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی
2. شیخ محمد حذاقلی ماورالنہری
3. شیخ محمد عشقی
4. شیخ محمد عارف طیفوری
5. شاہ عبداللہ شطاری منڈوی

شاہ عبداللہ اس سلسلہ عالیہ کے پہلے فرد ہیں جو ہندوستان آئے اور یہاں اس سلسلے کی اشاعت کے بانی ہوئے۔ ان کے بارے میں مولوی احمد علی "قصر عارفاں" میں کہتے ہیں کہ "کسی کہ اول بر لقب شطار اشتہار یافت از خانوادہ طیفوری وی بود" (صفحہ 124) یہ لقب ان کے مُرشد شیخ محمد عارف نے انہیں دیا تھا۔ مجھے یہاں عرض یہ کرنا ہے کہ اوپر درج کردہ اسماء میں تیسرے نمبر پر حضرت شیخ محمد عشقی کا نام ہے۔ اس نام کی مناسبت سے سلسلہ شطاریہ کو سلسلہ عشقیہ بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ محمد غوثی مانڈوی، اپنے تذکرہ "گلزار ابرار" میں اس سلسلے کے بزرگوں کا ذکر بعنوان ذیل کرتے ہیں:

"انجمن اصحاب شہود و ارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ"

لہٰذا سید عبداللہ شاہ عشقی ہی ہمارے شاعر حضرت بلھے شاہ قادری شطاریؒ ہیں جو اس مخطوطے پر ثبت مہر کی رو سے سنہ 1181ھ تک بقید حیات تھے۔

☆ عزیزی ظفر مقبول نے ایک حاشیے میں شطاری کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔ تذکرہ گلزار ابرار نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی "اخبار الاخیار" (بحوالہ رسالہ شطاریہ از شیخ بہا الدین شطاری) سے ان کے درج کردہ حاشیے کی تصدیق ہوتی ہے۔ البتہ مولوی احمد علی "قصر عارفاں" میں یہ اضافی اطلاع دیتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ "اندر اصطلاح صوفیان شطار نام شغلی باشد کہ ازروی کسب آن فنا بحق و بقا بحق صورت پذیرد"

یہی مؤلف حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری کے رسالہ "جواہر خمسہ" کے حوالے سے اس ضمن میں ایک اور دلچسپ انکشاف کرتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

"قال النبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم: نزل علم الشطار قبل الفرقان فی صدری فتحققت حقیقت الاشیاء من الازال الی الابدO پس آن علم از جناب رسالت پناہ ﷺ بحضرت علی ایثار و ازوی در عرفای اُمت انتشار یافت و ازین کہ شیخ عبداللہ--- آن را بوجوہ احسن ضبط کردہ شیخ محمد عارف وی را بدین لقب نواخت۔" (صفحہ 124)

میں اپنی گزارشات ختم کرتے ہوئے عزیزی ظفر مقبول کو اس کام کی تکمیل پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پنجابی زبان کے شعری جواہر کو بتمام و کمال اردو میں منتقل کیا جائے تاکہ جو اہل ذوق اس زبان سے نابلد ہیں وہ بھی اس گراں بہا ورثہ سے محظوظ و مستفید ہو سکیں۔ داستان ہیر رانجھا سن کر انشاء اللہ خاں انشاء پکار اٹھے تھے:

سنائی ایک کہانی جو ہیر رانجھا کی
تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

ہمیں میاں ظفر مقبول کا ممنون ہونا چاہئے کہ انہوں نے کلیات بلھے شاہؒ کے علاوہ شاہ حسینؒ کے کلام کا بھی اردو میں ترجمہ کر کے اس کار خیر کا آغاز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ کام جاری رکھنے کی توفیق دے۔

کافی بلّھے شاہؒ کی

صدیق تاثیر، شیخوپورہ

بات رمز کی سخن حقانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے
مہ عنایت ؒ ، امر کہانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

رنگ و آہنگ بھی ہے اس میں رندی اور سر مستی بھی
عشق تصوف کی اِک بانی کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

درد محبت اور عرفاں کا بہتا ہوا اِک دریا ہے
سر سے پاؤں تلک عرفانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

ہر اِک صنف سخن پر اس کا ہی سکہ بس چلتا ہے
فن کی ملکہ سخن کی رانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

اس کی حکومت اس کی سیادت مانتے ہیں یہ لوگ سبھی!
کیا ہندی اور کیا ایرانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

رنگ اور نُور کی موجیں لہریں اس کے اِک اک حرف میں ہیں
کیسی چال چناب روانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

پُر تاثیر عبارت ہے یہ دنیا ہے اک معنوں کی!
توضیح تشریح ظفر نشانی، کافی بلّھے شاہ ؒ کی ہے

کافی جدید

میاں ظفر مقبول

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

بلّھے کیتا جنہوں پیار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار
الف دا ای اے کل پسار
دوئی دا نہ جھل کھلار

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

پڑھیا الف تے سُدھ بُدھ گئیا
سبھ حرفاں وچ الف اے بھیا
پیا نچاوے تھیا تھیا
ازلوں ایہدی ایہا کار

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

ہوش بھلائی عشقدے باباں
پڑھیے کیہ ہن ہور کتاباں
خاب خیال ہوئیاں سبھ خاباں
دِتا جاگن سون وسار

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

بھیناں کیہ تے کیہ بھرجائیاں
کیہ کیہ اوہناں نے سمجھائیاں
چیت تے مول اساں نہ لائیاں
کٹھرے کم آئی تکرار

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

شاہ عنایتؒ دا سمجھاونا
ایدھروں پٹنا اودھر لاونا
ظفر جو کرنا اوہو پاونا
کر لے کجھ تُوں جاندی وار

الف دا اِی تُوں کر آذکار
دوجیاں حرفاں نُوں چھڈ یار

سوانح سید بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

خاندان اور وطن:

سید بلھے شاہ ؒ کے والد کا نام سید سخی درویش محمد تھا۔ جو اُچ گیلانیاں سے آئے تھے۔ اُن دنوں اُچ گیلانیاں صوبہ سندھ کی عملداری میں شامل تھا۔ آج کل یہ تاریخی قصبہ بہاولپور پنجاب کے علاقہ میں ہے۔

"تاریخ اُچ" میں مولانا محمد حفیظ الرحمٰن بہاولپوری جو کہ محبوب المطابع دہلی نے شائع کی' میں گیلانی سیدوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف نے ان کا جدی تعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرزند ارجمند سید عبدالوہابؒ سے بتایا ہے۔ اس خاندان کے جو سب سے پہلے آباد کار تھے وہ شیخ بندگی محمد غوثؒ تھے۔ جو 887 ہجری میں 54 سال کی عمر میں عرب سے ہجرت کرکے اُچ گیلانیاں میں آباد ہوئے۔ ان سے ڈھائی سو سال قبل بخاری سادات کے بڑے بزرگ سید جلال الدین میر سرخ بخاری' بخارہ سے ملتان آئے اور انہوں نے حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کچھ مدت تک آپ کی حاضری میں رہ کر خلافت کا جبہ حاصل کیا اور ان کی اجازت سے آپ اُچ گیلانیاں میں آکر آباد ہو گئے۔ لیکن خاندانی تحقیق کے اعتبار سے سید بلھے شاہؒ درج بالا دونوں خاندانوں کے ساتھ نہیں ملتے۔ اصل میں وہ حضرت غوث الاعظمؒ کے دوسرے فرزند سید عبدالرزاقؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن یہ تفصیل کہ ان کے کون سے بزرگ یہاں کب آئے اور ان کے کون سے بزرگ نے اُچ گیلانیاں میں آنے کی پہل کی' اس بارے میں "تاریخ اُچ" میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہاں البتہ اُچ سے سید بلھے شاہؒ کے والد کا ساہیوال کے علاقے میں آنے کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ آپ کے والد ماجد کا نام سید سخی درویش محمد تھا' لیکن اُچ سے یہ پہلے پہل کہاں آئے اور سید بلھے شاہؒ کہاں پیدا ہوئے اس ضمن میں تمام محقق ایک دوسرے سے بالکل اتفاق نہیں کرتے--- مثلاً--- تاریخ "سات ستارے" کے مصنف صفحہ 13 پر رقمطراز ہیں کہ:

> "لاہور سے جنوب کی جانب بیس میل کے فاصلے پر ایک بستی "پانڈوکے" نہرباری دوآب کے کنارے آباد ہے۔ یہاں بخاری سیدوں کے خاندان میں 1148 ہجری کے لگ بھگ بلھے شاہؒ نے جنم لیا۔"

لیکن سید بلھے شاہؒ کی یہ تاریخ پیدائش اس لئے غلط ہے کہ سید بلھے شاہ اپنے پیرومرشد عنایت قادریؒ کی خدمت میں پورے تیس سال رہے اور ان کا وصال 1147 ہجری میں ہوا۔ لہٰذا ان کا اپنے مرشد کی وفات کے ایک سال بعد پیدا ہونا ناقابل یقین بات ہے۔

مصنف "بلھے شاہ" مسٹر آسبورن نے سید بلھے شاہؒ کی تاریخ پیدائش 1680ء اور وفات کی تاریخ 1785ء تحریر کی ہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ایک سو پانچ برس بنتی ہے۔ لیکن آسبورن صاحب نے اپنے اس دعویٰ کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اس تذکرے کے مترجم ضیاء الدین احمد برنی نے گاؤں پانڈوکے کو "پنڈ پنڈوک" غلط لکھا ہے اور اسی گاؤں میں ان

کی پیدائش لکھی ہے۔ یعنی جس طرح مسٹر آسیورن نے پنڈ پنڈوک (Pind Pandoke) لکھا اسی طرح انہوں نے بھی لکھ دیا مگر آسیورن نے کسی تاریخی ماخذ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

سید بلھے شاہ" کے کلام کے مرتبین میں مولوی انور علی رہتکی اور خان صاب عبدالرحمٰن اور بھائی پریم سنگھ زرگر قصوری سرفہرست ہیں لیکن انہوں نے بھی اپنے اپنے نسخوں میں سید بلھے شاہ" کی پیدائش اور وصال کے بارے میں کوئی تاریخی تفصیل بیان نہیں کی۔ مولوی انور علی رہتکی نے وصال کی تاریخ 1171 ہجری بمطابق 1785ء بیان کی ہے کیونکہ "خزینۃ الاصفیا" کے مصنف نے اپنی اس تصنیف کے صفحہ 199 پر سید بلھے شاہ" کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:

> "میر بلھے شاہ" قادری شطاری قصوری' قدس سرہ! از عظماء خلفاء حضرت عنایت شاہ قادری لاہوری است۔ در قصبہ قصور سکونت داشت و نسبت پیران کبار وے بچند واسطہ بشاہ محمد غوث گوالیاری می رسد کہ اسامی گرامی ہمہ حضرات در ذکر محمد رضا قادری لاہوری مندرج شدہ اند۔ شیخ بود عابد و زاہد و صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و وجد و سماع در توحید سخنان بلند و تقاریر ارجمند داشت و اشعار وے بزبان پنجابی کہ مملو از معارف و توحید اند۔ زبان زد خواص و عوام اند و کافی ہائے مجوزۂ وے در مجالس اصفیا قوآلاں میخوانند کہ موجب زیادتی شوق و ذوق می گردد۔ و خوارق و کرامات بسیار از وے نقل می کنند۔ وفات وے در سال یکہزار و یک صد و ہفتاد و یک ہجری است۔"

اس عبارت کے بعد "خزینۃ الاصفیا" کے مصنف مولوی غلام سرور لاہوری نے سید بلھے شاہ" کی تاریخ وفات کا ایک فارسی قطعہ بھی نقل کیا ہے جو سید بلھے شاہ" کی بالین قبر کی زینت بنا ہوا ہے:

چوں بلھے شاہ" شیخ ہر دو عالم
مقام خویش اندر خلد ورزید
رقم کن شیخ اکرام ارتحالش
دگر ہادی اکبر مست توحید

اس قطعے کے آخر دونوں مصرعوں میں سے دو تاریخیں نکلتی ہیں اور بقول بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر پہلے مصرعے کی تاریخ شیخ اکرام کی گنتی میں ایک عدد زیادہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ اصل میں شیخ اکرم ہو اور کاتب کی غلطی سے اکرام لکھا گیا ہو۔ بہرحال اس قطعے کا سید بلھے شاہ" کی قبر کے بالین ہونا' ان کی تاریخ وفات کا ایک واضح ثبوت ہے۔ سید بلھے شاہ کے مرشد شاہ عنایت قادری لاہوری کی تاریخی تصنیف "نافع السالکین" میں اس سلسلے میں جو عبارت ملتی ہے اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

> "بلھے شاہ" کے والد سخی شاہ محمد درویش گاؤں اُچ گیلانیاں علاقہ سندھ میں رہتے تھے۔ یہ گاؤں گیلانی سیدوں نے آباد کیا تھا۔ شاہ محمد بھی ذات کے گیلانی سید تھے۔ سید بلھے شاہ" نے اسی گاؤں میں ان کے گھر جنم لیا اور ان کے والد نے ان کا نام عبداللہ شاہ رکھا۔ جو کہ ان کی شاعری کی شہرت کی وجہ سے بلھے شاہ" مشہور ہو گیا۔ انہوں نے اپنا یہ اصل نام کہیں کہیں اپنی شاعری میں بھی

استعمال کیا ہے۔ (آپ کے نام کے بارے میں سبھی محقق و ادیب متفق ہیں کہ عبداللہ شاہ ہی تھا۔ لیکن جناب فضل فرید لالیکا نے اپنے ایک مضمون "بلّھے شاہ" دا اصل ناں" کے عنوان کے تحت جو کہ چھماہی "کھوج" جولائی دسمبر1995ء شمارہ 35 میں شائع ہو چکا ہے' نام سے اختلاف کیا ہے جبکہ ان سے پہلے ڈاکٹر محمد بشیر گورائیہ بھی بلّھے شاہ" کے اصل نام عبداللہ شاہ سے متفق نہیں تھے اور انہوں نے بھی اس ضمن میں ایک مضمون لکھا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی دلیل یہ تھی کہ پنجاب کے وسیب میں عبداللہ کا بگاڑ بلھا نہیں بلکہ ڈلا بنتا ہے۔ ہاں البتہ حبیب اللہ بلھا ضرور بن سکتا ہے۔ جبکہ کچھ محققین و متقدمین نے عبداللہ شاہ کے بجائے آپ کا نام بلّھے شاہ ہی لکھا ہے۔ جن میں انور علی رہتکی' سی ایف سیورن' ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ' ڈاکٹر لاجونتی' رام کرشنا' ڈاکٹر بنارس داس جین' مفتی غلام سرور لاہوری' محمد اختر دہلوی' اُتم سنگھ' جے آر پوری ٹی آر شنگاری اور ڈاکٹر سی ایل نارنگ شامل ہیں۔ عبداللہ شاہ لکھنے والوں میں مولابخش کشتہ' بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر' سید اختر حسین اختر' مطیع الرحمٰن ہاشمی' شمیم چودھری' عبدالغفور قریشی' حمید اللہ ہاشمی' نادم عصری' محمد شریف گلزار' قریشی احمد حسین قلعداری اور عارف عبدالمتین کے نام قابل ذکر ہیں۔

لیکن جناب فضل فرید لالیکا نے اپنے مضمون میں بحوالہ "انوار الاسرار" جس کے مصنف 1280 ہجری میں انتقال کر گئے' کا حوالہ دیا ہے جبکہ "خزینۃ الاصفیا" بھی 1280 ہجری میں تصنیف ہوئی جس میں بلّھے شاہ ہی لکھا ہوا ہے لیکن لالیکا کے بقول یہ نام بو علی شاہ کا بگاڑ ہے جو قابل توجہ ہے۔) اسی گاؤں میں جب بلّھے شاہ" کی عمر چھ سال کی ہوئی تو ان کے والد کچھ گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے اپنے گاؤں سے ہجرت کر کے ساہیوال کے علاقے ملک وال نامی گاؤں میں آکر آباد ہو گئے۔

ملک وال کی آبادکاری میں ابھی انہیں تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ چودھری پانڈو بھٹی اپنے کسی ذاتی کام کے سلسلے میں ملک وال کے نزدیکی گاؤں تلونڈی میں آیا تو اس نے اپنے ملنے والوں کے ہاں قیام کیا اور انہوں نے چودھری سے گاؤں کا حال احوال پوچھا جو چودھری نے بڑے مزے سے سنایا اور انہیں بتایا کہ گاؤں کی زمین بڑی زرخیز ہے اور خوب فصلیں ہوتی ہیں۔ خوشحالی کا دور دورہ ہے اور روپے پیسے کی ریل پیل ہے مگر ایک ہی گھاٹا ہے کہ میں نے بڑے چاؤ اور ارمان سے گاؤں میں مسجد تعمیر کی ہے جس میں کوئی امام نہیں ہے' کوئی اچھا عالم اگر مل جائے تو ہماری عاقبت بھی سنور جائے۔ گاؤں والوں نے انہیں بتایا کہ ہمارے ساتھ والے گاؤں میں اُچ شریف کے ایک بہت بڑے عالم فاضل جو کہ سید بھی ہیں' آئے ہیں' ان کو پوچھنا چاہئے کیونکہ وہ ضرورت مند بھی ہیں۔

اگلے روز چودھری پانڈو بھٹی تلونڈی کے نمبردار کو لیکر ملک وال میں شاہ محمد درویش سے ملا اور انہیں اپنے گاؤں کی مسجد میں آنے پر راضی کر لیا۔ مسجد کی امامت شاہ صاحب نے خود سنبھالی اور اپنے بیٹے بلّھے شاہ" کو پڑھائی لکھائی کے ساتھ ساتھ مال ڈنگر کی دیکھ بھال سونپ دی۔ اس طرح سید

بلھے شاہؒ نے چرواہا بن کر بزرگوں کی سنت کی تکمیل بھی کر لی۔"

اس روشنی میں ان کی عمر کا ایک اندازہ یہ قائم ہوتا ہے کہ ان کے والد ماجد اُچ گیلانیاں سے ملک وال آئے تو سید بلھے شاہؒ کی عمر اس وقت چھ سال کے قریب تھی۔ ان کی پوری عمر کی تحقیق کے لئے اگر ان کی تاریخ وفات 1171 ہجری میں یہ چھ سال جمع کر لئے جائیں تو یہ کل تہتر سال بنتے ہیں۔ لیکن ہمارے اس اندازے کے خلاف اک اور بہت بڑا علمی اور تحقیقی ثبوت بھی ملتا ہے جس کی موجودگی میں اس اندازے کو درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ثبوت بقول بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کا ایک تحقیق مقالہ ہے جو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے عربک پرشیئن سوسائٹی کے تیسرے سالانہ جلسے منعقدہ 22 اپریل 1939ء کو اورینٹل کالج کے پرنسپل اور اس جلسے کے صدر کی حیثیت سے پڑھا اور اورینٹل کالج میگزین کے ضمیمہ مئی 1939ء کے چھٹے صفحہ پر چھپا ہوا ملتا ہے۔ یہاں پر اس کی جوں کی توں نقل پیش کی جاتی ہے:

> "خزینۃ الاصفیا" مصنفہ مرحوم مفتی غلام سرور لاہوری طبع 1284ھ ص 99 پر ان کا مختصر حال دیا ہے کہ وہ بلھے شاہؒ عنایت قادری لاہوری کے عظماء خلفاء میں سے تھے، قصور میں رہتے تھے۔ ان کے پیروں کی نسبت چند واسطہ سے شاہ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتی ہے۔
>
> وہ عابد و زاہد تھے اور صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و وجد و سماع تھے۔ توحید میں بلند مرتبہ مقام اور قیمتی تقریریں پیش کرتے تھے۔ ان کے پنجابی اشعار کہ معارف و توحید سے پُر ہیں۔ خاص و عام کی زبان پر ہیں۔ ان کی کافیوں کو قوال اصفیاء کی مجلسوں میں گاتے ہیں۔ سننے والوں کا ذوق و شوق ان سے بڑھتا ہے۔ ان کے خوارق اور کرامتیں زبان زد خلائق ہیں۔ وہ 1171ھ میں فوت ہوئے۔"

مطلب یہ ہوا کہ سید بلھے شاہؒ کا سن وفات جو "خزینۃ الاصفیا" درج ہے، وہ درست نہیں لگتا اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کے بقول ہی ایک اور نسخہ جو کہ عبدالعزیز خان صاحب کلرک آف سیشن کورٹ فیروزپور کے پاس محفوظ ہے اور اس پر سید بلھے شاہؒ کی مہر بھی ثبت ہے "1181 قادری بلھا شاہ" اس میں اوراد و وظائف بھی شامل ہیں اور سید بلھا شاہ کا نام عبداللہ عشقی لکھا ہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں کہ 1181ہجری (1767ء) میں آپ حیات تھے اور زندگی کے آخری ایام تک اوراد و وظائف میں مشغول رہے۔ اس مہر کی رو سے کہ وہ 1181ہجری میں حیات تھے تو ان کی تاریخ وفات 1171ء درست تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ اب ہمارے پاس "خزینۃ الاصفیا" اور لوح مزار سے آگے اور کوئی تحریری ثبوت نہیں رہ جاتا کہ جسے ان کی تاریخ وفات کے طور پر پیش کیا جاسکے۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ بارہویں صدی ہجری میں حیات تھے اور وہ اٹھارہویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔ جیسے آپ کہتے ہیں کہ:

موہنہ بارویں صدی پساریا
سانوں آ مل یار پیاریا!

تعلیم:

چونکہ آپ کے والدِ ماجد مروجہ علوم عربی و فارسی کے بہت بڑے عالم تھے اور موضع ملک وال کے امام مسجد بھی تھے۔ اس لئے غالب خیال یہی ہے کہ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کی ہوگی۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سید بلھے شاہؒ سن بلوغت کو پہنچے تو حصول تعلیم کے لئے قصور آگئے۔ ان دنوں قصور میں خواجہ حافظ غلام مرتضٰی قصوری کی مشہور دینی درسگاہ کا بڑا چرچا تھا اور آپ نے اس میں داخلہ لے لیا۔ اس طرح انہیں ایک قابل و فاضل اور کہنہ مشق استاد کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔ یہ وہی حافظ غلام مرتضٰی ہیں کہ وارث شاہ جیسا عظیم شاعر بھی ان کا شاگرد تھا۔ حافظ صاحب کو اپنے ان دونوں شاگردوں پر بڑا ناز تھا۔ مشہور ہے کہ انہوں نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ:

> "مجھے دو شاگرد عجیب ملے ہیں۔ ایک بلھے شاہؒ جسے علم پڑھایا تو اس نے سرنگی پکڑ لی اور دوسرا وارث شاہ ہے جو عالم ہو کر ہیر رانجھے کے گیت گانے لگ گیا ہے۔"

ایک روایت کے مطابق مخدوم غلام محی الدین قصوریؒ کو سید بلھے شاہ کا استاد قرار دیا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ ان دونوں کے زمانوں میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ قصور شہر اس وقت پنجاب کا ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا اور وارث شاہ اور بلھے شاہؒ دونوں کا ٹھکانہ! یہ دونوں ہم جماعت تھے اور یہ دونوں عظیم شاعر اُستاد بھائی تھے۔ اگرچہ یہ بڑی مشہور روایت ہے کہ بلھے شاہؒ اور وارث شاہ دونوں ہم جماعت تھے لیکن کسی بھی محقق یا سوانح نگار نے اس پر کوئی دلیل ناطق پیش نہیں کی اور اس ضمن میں کوئی تاریخی مصدقہ بیان نہیں ملتا اور نہ ہی ان دونوں عظیم شاعروں نے اپنے کلام میں کہیں ایک دوسرے کے متعلق کسی آراء کا ہی اظہار کیا ہے کہ جس سے ہم ان کے ہم جماعت ہونے کا اندازہ لگا سکیں۔

بہرحال یہ طے ہے کہ یہ دونوں عظیم شاعر حافظ غلام مرتضٰی قصوریؒ کے ہی شاگرد تھے اور دونوں اس عظیم درسگاہ کے فیض یافتہ تھے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سید بلھے شاہؒ ان پڑھ تھے اور محض اپنے تجربے کی بنا پر شاعری کرتے تھے۔ لیکن ان کے کلام کے بغائر مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے ناظرہ پڑھنے کے علاوہ فارسی میں گلستان بوستان پڑھیں تھیں اور منطق و نحو و معانی، کنز قدوری، شرح وقایہ سبقاً پڑھ چکے تھے۔ یعنی آپ اپنے دور کے مروجہ علوم سے مکمل طور پر بہرہ ور تھے اس لئے ان کے کلام میں عربی و فارسی اصطلاحات کا بے تکلفانہ استعمال ملتا ہے۔ اسلامی تصوف کی کتب کے بارے میں بھی خصوصاً ابن عربی کی "فصوص الحکم" اور "فتوحات مکیہ" کا بھی انہوں نے خوب مطالعہ کر رکھا تھا۔ علاوہ ازیں آپ ہندوؤں کے علوم سے بھی پوری طرح آشنا تھے اور آپ کے ایک مصرعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے "امرت کنڈ" کا ترجمہ "بحرالحیواۃ" کا مطالعہ بھی کیا تھا جو کہ شیخ محمد غوث گوالیاری نے 1562ء میں کیا۔ اس میں ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں کے اطوار و اشغال کی تفصیل بتائی گئی ہے۔

باطنی علم:

سید بلھے شاہؒ نے اپنے ظاہری علوم کی تکمیل حافظ محمد مرتضٰی قصوریؒ سے کرنے کے بعد باطنی علم کی طرف توجہ کی۔ جب وہ تمام ظاہری علوم پر دسترس حاصل کر چکے تو بقول خیام "معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد" کے مترادف یہ سوچنے پر مجبور

ہو گئے کہ ابھی تو انہوں نے کچھ بھی نہیں جانا اور اس خیال کے آتے ہی وہ اپنے ظاہری علوم کے استاد سے بخوشی اجازت لے کر قصور سے نکل پڑے۔ اب وہ کسی ایسے استاد کی تلاش میں تھے کہ جو ان کو اپنی زندگی کی صحیح پہچان کرا سکے۔ یہی شوق انہیں کشاں کشاں لاہور لے آیا۔ اس تشنگی کو بجھانے کے لئے وہ کبھی تو رات کو حضرت داتا علی ہجویری ؒ کے قدموں میں گڑگڑاتے تو کبھی دن کو حضرت میاں میرؒ کی دہلیز پر بیٹھ کر روتے رہتے۔ دوپہر کو پیر مکیؒ پہنچتے تو شام کو شاہ حسینؒ کی درگاہ پر جا ڈیرہ لگاتے۔ اسی طرح وہ اپنی باطنی علوم کی تمنا میں بیتاب و بیقرار پھرتے رہتے۔

آپ کے باطنی علم کی تلاش میں قصور سے نکلنے کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ "تذکرہ بلھے شاہ" کے مصنف مطیع الرحمٰن قریشی الہاشمی مطبوعہ اللہ والوں کی قومی دکان لاہور، جو 1970ء سے پہلے کا مطبوعہ ہے، تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ؟
آپ مروجہ علوم حاصل کرنے کے بعد کسی کامل مرشد کی تلاش میں لگ گئے تاکہ باطنی علوم اور روحانی تعلیم حاصل کر سکیں۔ ایک دن اسی جستجو میں ایک درخت کے سایہ میں ستانے کے لئے بیٹھے تھے کہ اُونگھ آگئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کی پانچویں پشت سے آپ کے جد امجد حضرت سید عبدالحکیم صاحبؒ کا تخت مبارک ہوا میں سے نیچے اترا۔ انہوں نے آپ کو کہا کہ تم کون ہو؟ کہا میں سید ہوں۔ پھر ان کے دریافت کرنے پر آپ نے انہیں اپنے والد صاحب کا نام بھی بتایا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا **ہمیں پیاس لگی** ہے۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لبالب پیش کیا۔ انہوں نے کچھ پیا اور کچھ بچا کر آپ کو عنایت فرمایا کہ لو بیٹا یہ تم پی لو۔ اس کا پینا تھا کہ آپ بیخود و سرمست ہو گئے اور نور معرفت سے قلب منور ہو گیا۔ تب انہوں نے فرمایا کہ بیٹا ہمارے پاس یہ تمہاری امانت تھی جو ہم نے تمہیں عنایت کر دی ہے۔ آج سے 10 روپیہ تمہارا روزینہ مقرر ہے۔ اب مرشد کی تلاش کرو۔ جو تمہیں معرفت اور سلوک کے مقامات طے کرائے۔ اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی اور آپ واپس گھر چلے آئے۔ تمام ماجرا اپنے والد صاحب سے بیان کیا اور انہوں نے فرمایا۔ بیٹا تم سے بھول ہو گئی ہے۔ ایسے بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی تو انہی سے کہنا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر کون سا مرشد تلاش کروں۔ آپ نے والد صاحب سے عرض کی کہ اب فرمائیے کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں۔ آپ کے والد صاحب نے مراقبہ کے ذریعے معلوم کر کے آپ کو بتایا کہ بیٹا اس وقت وہ بزرگ موضع سانده میں تشریف فرما ہیں۔ سید بلھے شاہؒ اُسی وقت گھر سے روانہ ہوئے اور ڈیڑھ پہر ابھی رات رہتی تھی کہ سانده میں پہنچ گئے۔ مسجد میں آکر لیٹ گئے چنانچہ سید عبدالحکیم صاحبؒ سے پھر ملاقات ہوئی۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور آپ کے بغیر دوسرا مرشد کہاں تلاش کروں۔ انہوں نے فرمایا بیٹا تمہارا حصہ مولوی عنایت قادری شطاریؒ کے پاس ہے۔ وہاں جا کر اپنا حصہ لے لو۔ چنانچہ آپ سیدھے اپنے گھر گئے اور والد صاحب کی خدمت میں پہنچ کر انہیں تمام واقعہ سنایا اور بیعت کرنے کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دی اور کچھ روپے اور ایک دستار مرشد کی خدمت میں نذر کرنے کے لئے بھی دی اور فرمایا کہ بیٹا کہیں تکبر میں نہ آجانا بلکہ نہایت عجز و عقیدت کے ساتھ مرشد کی خدمت میں یہ چیزیں نذر کرنا اور جو تعلیمات وہ دیں، انہیں غور سے سن کر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنا۔"

شاہ عنایت قادری شطاریؒ [1] سے بیعت:

سید بلھے شاہؒ نے والد صاحب سے رخصت ہو کر آپ نے لاہور کی راہ لی۔ راستہ میں خیال گزرا کہ میں سید ہوں اور جد امجد کی طرف سے میرا دس روپے روزینہ بھی مقرر ہے۔ میرے بیعت کرنے میں اب شاہ عنایتؒ کو کیا عذر ہو سکتا

Scanned with CamScanner

ہے۔

(1) شطاری کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ سلوک و طریقت میں وہ دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے زیادہ چست و سرگرم (شطار) ہوتے ہیں۔

شاہ عنایت قصوری (م 1728ء) جو حضرت شاہ محمد رضا قادری شطاری لاہوری (م 1706ء) کے مرید اور خلیفہ تھے' شاہ عنایت مفسر قرآن تھے اور تصوف کے متعلق کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تصنیف "دستور العمل" میں یوگ کے طور طریقوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ شطاری فرقہ کے فقراء ایسے اشغال اختیار کیا کرتے تھے جو تیزی سے "فنا بحق اور بقا بحق" کی منزل پر پہنچا دیتے تھے۔

ہندو یوگیوں نے بھی توحید کے متعلق بڑے معنی خیز نکات بیان کئے ہیں اور مسلمان انہیں اپنا گم شدہ خزانہ تصور کیا کرتے تھے۔ میرزا مظہر جان جاناں (م 1780ء) نے بھی اپنے خطوط میں ہندو یوگیوں کی توحید پرستی کا ذکر کیا ہے۔ "امرت کنڈ" کے ترجمہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ کتاب کے مفہومات کا زنار توڑ کر توحید اور اسلام کی تسبیح' ان کی گردن میں ڈالی گئی ہے اور صاحب تحقیق صوفیوں کے اذکار و اشغال سے ان کی تطبیق کی گئی ہے۔

سید بلھے شاہؒ کے خاندان میں کئی نسلوں سے فقر و لاہیت کے ساتھ وابستگی چلی آ رہی تھی اور ان کی اپنی فطرت بھی بڑی موزوں تھی۔ اس لئے انہوں نے بھی بڑی تیزی سے منازل فقر طے کیں اور انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ شریعت کے ظواہر پر لوگ زندگی بھر عمل پیرا رہتے ہیں اور علم کے حصول کی خاطر زندگی ختم کر ڈالتے ہیں لیکن حقیقی مقصد تک پھر بھی ان کی رسائی نہیں ہو پاتی۔ لیکن برعکس اس کے مرشد کامل کی پیروی تھوڑی مدت میں ہی انہیں واصل باللہ کر دیتی ہے۔ مولوی شاہ عنایت قادریؒ ان دنوں بھاٹی دروازہ لاہور میں اونچی مسجد کے پیش امام تھے اور وہیں انہوں نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا ہوا تھا۔ حضرت شاہ عنایت قادری اپنے زمانے کے ایک معروف صوفی تھے اور علم و فضل میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔ فقہ حنفی کی کتابوں پر آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے عربی زبان میں قیمتی حواشی پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہیں۔ یہ حضرت شاہ رضا قادری شطاری لاہوری کے عظیم خلفاء میں سے تھے۔ خرقہ خلافت ملنے کے بعد قصور میں ہدایت خلق پر مامور ہوئے تھے لیکن نواب حسین خاں حاکم قصور سے کسی بات پر ناراض ہو کر قصور چھوڑ کر لاہور آگئے تھے اور یہیں آکر بس گئے تھے اور تادم آخر یہیں پر ہی سلسلہ رشد و ہدایت جاری رکھا اور یہیں پر ہی 1728ء بمطابق 1141 ہجری کو وفات پائی۔ آپ کا مزار چڑیا گھر لاہور سے مغرب کی جانب اس سڑک پر ہے جو اسمبلی ہال سے اچھرہ کی جانب جاتی ہے۔

جب سید بلھے شاہؒ نے شاہ عنایتؒ کے پاس پہنچ کر اپنا مدعا بیان کیا تو شاہ عنایت صاحب نے فرمایا کہ پہلے ایک کام کرو' پھر مرید کریں گے۔ اب دوپہر کا وقت ہے اور وہ کام کر کے مغرب کی نماز ہمارے ساتھ اونچی مسجد میں پڑھنی ہے۔ کام یہ ہے کہ پانچ سو روپیہ نقد' پانچ سو روپے کا ایک گھوڑا' پانچ سو روپے کی طلائی کنگنوں کی ایک جوڑی اور پانچ سو روپے کی ایک پوشاک لے آؤ' پھر بیعت کریں گے۔ آپ وہاں سے نکلے اور سوچنے لگے کہ یہ شرائط بڑی کٹھن ہیں' میری اوقات ہی کیا ہے اور میں یہ شرائط کیسے پوری کر سکتا ہوں جبکہ جو کچھ میرے گھر میں تھا وہ تو لے آیا' اب کیا کروں کہاں جاؤں۔ آخر

Scanned with CamScanner

اسی شش و پنج میں دریائے راوی کے کنارے پہنچے۔ ان دنوں دریائے راوی بادشاہی مسجد کے بالکل قریب سے بہتا تھا۔ آپ نے فیصلہ کر لیا کہ اب مجھے اس دریا میں ڈوب مرنا چاہئے اور اس کے سوا اب کوئی چارہ کار نہیں۔ لہٰذا جونہی انہوں نے یہ فیصلہ کرتے ہوئے قدم آگے کو بڑھایا تو فوراً ان کے پیچھے سے کسی نے آواز دی کہ اوہ لڑکے ذرا ٹھہر میری بات سن۔ آپ نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نقاب پوش گھوڑ سوار آرہا تھا۔ اس نے قریب آکر کہا کہ اے لڑکے میں نہانا چاہتا ہوں' ذرا میرا گھوڑا اور سامان تھامنا۔ چنانچہ اُس نقاب پوش نے گھوڑے سے اتر کر سب سے پہلے آپ کو پانچ سو روپے کی تھیلی پکڑائی' پھر ہاتھوں سے طلائی کنگنوں کی جوڑی تھمائی اور پھر اپنی قیمتی پوشاک جو پانچ سو روپے کی تھی' اتار کر آپ کے حوالے کی اور گھوڑے کی لگام آپ کو تھما کر دریا میں غوطہ زن ہو گیا اور ایسا غوطہ لگایا کہ آپ ظہر سے عصر تک اس کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے بالآخر یہ سوچ کر وہ بیچارہ دریا میں غرق ہو گیا ہے یا اسے کسی دریائی بلا نے کھا لیا ہے۔ بہرحال اللہ نے مجھے میری تمام مطلوبہ اشیاء دے دی ہیں جو کہ مجھ سے میرے مرشد نے مانگی ہیں۔ چنانچہ یہ تمام چیزیں لے کر آپ بھاٹی دروازہ سے شہر میں داخل ہوئے تو راستے میں ملنے والے لوگوں نے کہا کہ یہ گھوڑا اور پوشاک تو مولوی شاہ عنایت کی ہیں۔ آخرکار جب آپ اونچی مسجد میں پہنچے تو شاہ عنایت نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ ان سے گھوڑا اور دیگر سازوسامان لے لے اور ان کے گھر پہنچا دے۔ لہٰذا شاہ عنایت نے سید بلھے شاہؒ سے فرمایا' میاں صاحبزادے بس یہی شیخی تھی کہ تم دریا میں ڈوب مرنے کو تیار ہو گئے تھے۔ پھر فرمایا کہ تم سید زادے ہو اور خوبرو نوجوان ہو پھر تمہارا دس روپے روزینہ بھی مقرر ہے اور میں ایک باغبانی کے پیشہ والا آرائیں ہوں' آپ کو کیا فیض دے سکتا ہوں؟ سید بلھے شاہؒ نے عرض کی کہ حضور "میری شاہی" آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ آپ کی یہ عقیدت مندی اور عاجزی کو دیکھتے ہوئے شاہ عنایت نے آپ کو بیعت کیا اور باطنی علوم سے بہرہ ور فرمایا۔

یہ تمام واقعہ سلطان احمد عرف مستانہ جو کہ سید بلھے شاہؒ کے پالک تھے اور مرید بھی تھے' انہوں نے اپنی قلمی بیاض میں نقل کیا ہے اور انہوں نے اپنی اسی بیاض میں ان کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں لکھی ہیں جو کہ طوالت کے باعث چھوڑ رہا ہوں۔

سید بلھے شاہؒ کا زمانہ:

کسی بھی شاعر کے کلام کو پوری طرح سمجھنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس کے عہد کی سیاسی' مذہبی' تمدنی اور ادبی حالت کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اپنے دور اور ماحول سے ہر کس و ناکس متاثر ہوتا ہے اور پھر شاعر جو کہ عام آدمی سے کئی گنا زیادہ حساس اور عمیق نظر رکھتا ہے' وہ کیسے بیگانہ رہ سکتا ہے۔ بلاشبہ اس کا کلام اپنے ماحول اور حالات کا ایک آئینہ ہوتا ہے مگر وہ ان حالات اور ماحول کو آئینہ دکھاتا بھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سید بلھے شاہؒ کے کلام میں اس قسم کے تاثرات جگہ جگہ جلوہ گر دکھائی دیتے ہیں۔

سیاسی حالت:

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کا ستارہ گردش میں آگیا تھا اور دلی کی عظمت ایک قصہ پارینہ بن کر رہ

گئی تھی۔ مرکزی سلطنت کے روبہ انحطاط ہونے کے بعد ملک میں ہر طرف افراتفری اور شورش آرائی ہو رہی تھی اور سیاسی ابتری کا دور دورہ تھا۔ محمد شاہ رنگیلا رات دن لال قلعہ کے محلات میں دادعیش دینے میں محو و مستغرق تھا۔ غرضیکہ سلطنت مغلیہ کے دفترمئے ناب کی میناؤں میں غرق ہو چکے تھے۔ ملک میں ہر طرف طوائف الملوکی کا دوردورہ تھا لیکن پنجاب میں صورتحال کچھ زیادہ ہی دگرگوں تھی۔ یہ نہ تو اودھ اور دکن کی طرح خودمختار ہوسکا اور نہ بنگال کی طرح اس پر کوئی دوسری طاقت ہی قابض ہو سکی بلکہ یہاں پر یہاں کے مختلف صوبیداروں نے اپنی اپنی صوبیداری کا اعلان کر دیا تھا۔

سکھوں نے بھی بھرپور شورش برپا کر رکھی تھی اگرچہ سکھوں کی اورنگ زیب کے زمانے میں کچھ پیش نہ جاتی تھی کیونکہ اورنگ زیب بڑا تجربہ کار فوجی جرنیل تھا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد انہیں موقع مل گیا اور بہت سے صوبیداروں کے خودمختار ہوتے جانے سے میدان خالی دیکھ کر سکھی بغاوتوں نے سر نکالنا شروع کر دیا تھا اور انہوں نے اپنی حکومت کی بنیاد رکھ دی تھی۔ جو اپنے سکھی پنتھ کا محل تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ان میں سے ہی بعض سکھوں نے علم بغاوت بلند کر دیا جس کے نتیجے میں ان کے اپنے گھر میں ہی بے اتفاقی پڑ گئی اور پنجاب میں اور بدامنی پیدا ہو گئی اور جھگڑے اور فسادات بڑھتے چلے گئے تو ان بغاوتوں اور شورشوں کی دھوم پنجاب سے باہر افغانستان پہنچتے ہوئے نادرشاہ کے کانوں میں جا پہنچی۔

اس وقت نڈر فوجی جرنیل نادرشاہ ترکستان کو فتح کر کے افغانستان پر قبضہ جمائے بیٹھا تھا۔ پنجاب کی سیاسی حالت ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے اس کے منہ میں پانی بھر آیا تھا۔ لہٰذا 1739ء میں نادرشاہ درانی پنجاب کو روندتا ہوا دلی پر حملہ آور ہوا۔ نظام الملک کی غداری سے محمد شاہ کی فتح، شکست میں بدل گئی اور دلی میں وہ قتل عام ہوا کہ جس کی یاد سے آج بھی دلی والے کانپ اٹھتے ہیں۔

ابھی لوگ نادر شاہ کے وحشیانہ مظالم کو بھی نہ بھولے تھے کہ 1761ء میں اس کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر حملہ کر دیا اور اس نے نادر شاہ سے بھی کہیں زیادہ خونی داستان دہرائی اور نادرشاہ کی طرح پنجاب کو نیست و نابود کرتا ہوا دلی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اگرچہ کچھ مرہٹوں نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن مرہٹے کم اور غیر منظم تھے جس لئے انہوں نے پانی پت کے میدان میں کچھ اس طرح شکست کھائی کہ اس شکست نے مغلوں کی رہی سہی حکومت کی بھی کمر توڑ کر رکھ دی۔ احمد شاہ نہایت بداخلاقی اور انتہائی مظالم کا مظاہرہ کرتے ہوئے جھگڑے اور فساد کی حالت میں ہی سارے ملک کو لوٹ پوٹ کر اپنے گھر کو چلتا ہوا اور اجڑی اور ویران دلی اسے پیچھے سے دیکھتی ہی رہ گئی۔

وہ تو اپنے ملک واپس چلا گیا۔ لیکن اس دوران پنجاب کا نظم و نسق بالکل تباہ و برباد ہو کر رہ گیا جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہو گیا۔ سکھ سرداروں کی خانہ جنگیوں سے اہل پنجاب کی زندگی دوزخ کا نمونہ بن کے رہ گئی۔ چاروں طرف بدامنی اور بے چینی کا دور دورہ تھا اور ایسے ہی موقع پر سید بلھے شاہ نے کہا تھا کہ:

در کھلا حشر عذاب دا برا حال ہویا پنجاب دا
وچ ہاویہ دوزخ ساڑیا سانوں آ مل یار پیاریا
مغلاں زہر پیالے پیتے بھوریاں والے راجے کیتے
سبھ اشراف پھرن چپ کیتے بھلا اوہناں نوں چھاڑیا ای

رہ رہ وے عشقا ماریا اِی
کہہ کس نوں یار اُتاریا اِی

ایک دوسری جگہ کہا:

کاں لگڑ نوں مارن لگے چڑیاں جرے کھائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
عراقیاں نوں ایں چابک پوندی گدوں خود پوائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
اگلے جا بنگالے بیٹھے پچھیاں فرش وچھائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
پیو پتراں اتفاق نہ کوئی دھیاں نال نہ مائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
اپنیاں وچ نہ الفت کوئی کیہہ چاچے کیہہ تائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
سچیاں نوں ہن ملدے دھکے جھوٹھے کول بہائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
بھوریاں والے راجے کیتے راجے بھیکھ منگائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
بلھا حکم حضوروں آیا تس نوں کون ہٹائے
اُلٹے ہور زمانے آئے

جس زمانے میں سید بلھے شاہؒ اس طرح کے اشعار لکھ رہے تھے وہ زمانہ بارھویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا:

جدوں اپنی اپنی پے گئی دِھی ماں نوں لٹ کے لے گئی
موہنہ بارھویں صدی پساریا سانوں آ مل یار پیاریا

اس صدی کے سیاسی حالات اور معاشرتی واقعات پر سید وارث شاہ نے بھی قلم خوب اٹھایا ہے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب بدانتظامی کے اندھے اندھیرے میں مخلوق خدا اِدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے بکھر کر رہ گئی تھی اور جدھر بھی کسی کا رخ ہوتا وہ اسی طرف چل دیتا تھا:

جدوں دیس دے جٹ سردار ہوئے گھرو گھری جاں نویں سرکار ہوئی
اشراف خراب کمین تازہ زمین دار نوں وڈی بہار ہوئی
پیا ملک دیوچ ہے بڑا رولا ہر کے دے ہتھ تلوار ہوئی

پردہ ستر حیا دا اُٹھ گیا ننگی ہو کے خلق بازار ہوئی
چور چودھری یار تے پاک دامن بھوت منڈلی اک توں چار ہوئی
وارث" جنہاں نے آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہاں دی عاقبت یار ہوئی

یہ تو درست ہے کہ پنجابی کے ان دونوں ہی عظیم شاعروں سید بلھے شاہ" اور سید وارث شاہ" کی نظر اپنے دور کے پنجاب کی تباہی و ابتری پر بڑی گہری تھی لیکن خصوصاً احمد شاہ ابدالی کے پنجاب پر حملے اور پنجاب کی عام تباہی پر وارث شاہ" کی نظر بڑی عمیق تھی اور انہیں اس تباہی و بربادی کا بڑا گہرا صدمہ پہنچا تھا۔ وہ یہ بات جانتے تھے۔ پٹھان بڑے ضدی اور جنگجو ہوتے ہیں اور انہیں اس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ احمد شاہ ابدالی پھر پنجاب پر حملہ کرے گا:

احمد شاہ از غیب تھیں آن پوسی رب رکھ جنڈیالے نوں جا سیا او

شاعری کا آغاز:

کسی دانائے راز نے کہا ہے کہ شاعر پیدا ہوتے ہی شاعر ہوتا ہے' بنانے سے نہیں بنتا۔ سید بلھے پر یہ قول پوری طرح صادق آتا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک روز گاؤں ملک وال میں اپنے ہجولیوں کے ساتھ چینا کھیل رہے تھے (چینا پنجابیوں کا ایک بہت پرانا کھیل ہے جس میں لڑکے ایک گول دائرہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک جوان ان میں سے یہ بول شروع کرتا ہے کہ "چینا انج چھڑیندا لال" اور ساتھ یہ پاؤں پاؤں کے ساتھ اور ہاتھ ہاتھوں کے ساتھ ایک تال پر اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں اور لڑکوں کا گول دائرہ اسی گولائی میں چلنے لگ جاتا ہے۔ بول کی شکست کے ساتھ پاؤں اور ہاتھوں کی مشترکہ ضرب کا کام لیا جاتا ہے اور بول کے ختم ہونے تک یہ منظر بجھا رہتا ہے۔) سید بلھے شاہ" کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی اور آپ اپنے ہجولیوں کے ساتھ مل جل کر کھیل رہے تھے کہ ان کے والد سخی محمد درویش اس طرف آنکلے۔ آپ کے ہاتھوں میں تسبیح تھی جسے آپ پھیرتے اور کچھ ذکر کر رہے تھے۔ سید بلھے شاہ" نے یہ دیکھتے ہوئے ایک رسی کی تسبیح بنالی اور تسبیح کو پھیرتے ہوئے چینے کے بول گانے شروع کر دیئے:

لوکاں	دیاں	جپ	مالیاں	
تے	بابے	دا	جپ	مال
ساری	عمراں	مالا	پھیری	
اک	نہ	کھتھا	وال	
چینا	انج	چھڑیندا	لال	

سخی محمد درویش کے کان میں جب یہ بول پڑے تو اس معرفتی طنز سے ان کی طبیعت وجد میں آگئی تو حال کے اسی اثر میں وہ معرفت کی منزل پر پہنچ گئے۔

سید بلھے شاہ" کی شاعری اور اُن کا مقام:

ہر بڑا شاعر اور ادیب اپنے دور کے سماجی' سیاسی' مذہبی اور علمی و ادبی حالات کا عکاس ہوتا ہے اور وہ کبھی بھی اپنے

اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا جس دور میں سید بلھے شاہؒ سانس لے رہے تھے' وہ بڑا مخدوش اور خراب و ابتر دور تھا۔ سیاسی عدم استحکام اور معاشرتی ناہمواریاں اپنے عروج پر تھیں اور مذہبی فرقہ بندیوں کا دور دورہ تھا۔ خلوص اور حسن نیت کا عام فقدان تھا اور ہر طرف ریا و مکر و فریب اور ظلم و ستم کو حکمرانی حاصل تھی۔ اس طرح کے ناگفتہ بہ حالات نے سید بلھے شاہ کو متاثر ضرور کیا مگر وہ ان میں پھنس نہ سکے۔ اصل میں وہ قدرت کی طرف سے ناقدانہ اعلیٰ شعور لے کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آفاقی انداز سے سوچنے کا ذہن عطا کر رکھا تھا۔ انہوں نے نہ صرف اپنے دور کی ان خرابیوں کو اپنی مادری زبان کے ذریعے بیان کیا بلکہ لوگوں کو ایک مثالی اور پُرسکون اور پُرامن زندگی گزارنے کے لئے آفاقی قدروں پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں بھرپور رہنمائی بھی کی۔

سید بلھے شاہؒ کا کلام نہایت بلند پایہ افکار کا حامل ہے۔ اگرچہ آپ کے بیشتر کلام میں صنائع بدائع کی اشد کمی ہے۔ لیکن آپ نے جو بات بھی کی ہے وہ بڑی سادہ اور سیدھی سادی کی ہے۔ لیکن اس میں جذبے کی صداقت و شدت اور نظر کی گہرائی و گیرائی کی بڑی فراوانی پائی جاتی ہے اور وہ قاری یا سامع کو اس طرح متاثر کرتی ہے کہ فن پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان کے شعروں میں وہ سادگی بھی نہیں ہے کہ جسے سہل ممتنع کہا جاتا ہے اور جو کثرت مشق کے بغیر پیدا نہیں ہوتی تاہم ان کی سادگی میں بھی پُرکاری و ہوشیاری پائی جاتی ہے اور وہ ان کے فن کی طرح بے ساختہ اور نہایت توانا ہے۔ انہوں نے اپنے صوفیانہ آہنگ کے حسن کو حروف علت کی بجائے حروف صحیح کی تکرار سے نکھارا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں خوش آہنگی اور بے ساختگی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے اور یہ ان کے کلام کی ایک نہایت نمایاں اور اہم خصوصیت ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے ایک عام اور نہایت سادہ زبان میں زندگی کی بڑی پیچیدہ اور گہری حقیقتیں نہایت واضح طور پر بیان کر دی ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ یا یہ بات ان لفظوں میں کہہ لیں کہ انہوں نے اپنے دور میں جو کچھ دیکھا یا ان کے تجربے میں آیا' انہوں نے اسے فطری انداز میں منظوم صورت میں جوں کا توں پیش کر دیا ہے۔ لیکن ان کے کلام کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ ان کا طرز اظہار بڑا خوبصورت ہے اور اس میں بڑی دلکشی پائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اثرانگیزی و معنی خیزی بھی ہے۔ وہ اپنے کلام میں ایک صاحب بصیرت صوفی بھی نظر آتے ہیں اور ایک بالغ نظر فنکار بھی دکھائی دیتے ہیں اور آپ کی بڑائی کا راز بھی یہی ہے اور اسی راز کی وجہ سے ہی ان کی کافیاں آج تک لوگوں میں مقبول چلی آ رہی ہیں بلکہ زندۂ جاوید ہو چکی ہیں۔ پنجابی زبان کے مایہ ناز صوفی شاعر میاں محمد نے ان کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

بلھے شاہؒ دی کافی سن کے ٹٹ دا کفر اندر دا

اور یہ حقیقت ہے کہ سید بلھے شاہؒ نے جس طرح معاشرے کے ناسوروں پر نشتر زنی کی ہے اور جیسے صحت مندانہ اقدار کے فروغ میں سعی کرنے کے سلسلے میں اپنے کلام کے جملہ محاسن کو پیش نظر رکھتے ہوئے زبان و بیان کے دریا بہائے ہیں اس ضمن میں ان کے مقابل اردو شعراء میں تو کوئی شاعر دکھائی نہیں دیتا ہاں چند پہلوؤں کی مماثلت سے فارسی شعراء رومیؒ' سعدیؒ اور عمر خیامؒ کا نام ضرور لیا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ اپنے نڈر' بیباک اور قلندرانہ انداز بیان کی وجہ سے دنیائے ادب میں بے مثل' بے نظیر اور واحد و یگانہ شاعر دکھائی دیتے ہیں۔ وہ کوئی بھی بات کرتے ہوئے بالکل کوئی قسم کی جھجک

محسوس نہیں کرتے اور اس طرح قلندری اور بے باکی پر اُتر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شوخی کرتے ہوئے بھی کچھ عار محسوس نہیں کرتے:

بلھیا پی شراب تے کھا کباب
ہیٹھ بال ہڈاں دی اگ
چوری کر تے بھن گھر رب دا
اوس ٹھگاں دے ٹھگ نوں ٹھگ

قلندری و مستی اور شوخی ورندی ملاحظہ ہو:

پھوک مصلیٰ بھن سٹ لوٹا
نہ پھڑ تسبیح عاصا سوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا
ترک حلالوں کھا مردار

سید بلھے شاہ" ایک انقلابی شاعر تھے۔ انقلابی سے مراد باغی شاعر ہے۔ ان کے سامنے فارسی و عربی زبان کا بیش بہا سرمایہ موجود تھا اور وہ خود بھی فارسی و عربی زبان و ادب پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی مادری زبان کو ہی اپنے دلی اظہار کے لئے اپنایا اور ایسے انداز زبان اور علمی و ادبی سلیقے سے روایتی انداز میں پنجابی زبان کو ایک ایسا سادہ فلسفیانہ انداز بخشا ہے کہ وہ فارسی کے عظیم صوفی شعراء رومی" اور شمس تبریز" کے ہم پلہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور بقول پروفیسر سرفراز حسین قاضی سلطان العارفین حضرت سلطان باہو" تو یہ فیصلہ ہی نہ کر سکے تھے کہ جذبہ اور فکر میں سے بڑا کون ہے۔ لیکن سید بلھے شاہ" اس فیصلے سے بہت آگے گزر گئے ہیں۔ انہوں نے روحانیت اور فلسفے کو ایک کر کے رکھ دیا ہے۔ حضرت بابا فرید" نے اپنی شاعری سے تبلیغ اسلام کا کام لیا ہے، پر جب ہم ان دونوں بزرگ شعراء کا موازنہ کرتے ہیں تو سید بلھے شاہ" بہت آگے نظر آتے ہیں۔ بابا فرید" ویسے بھی غیر فلسفی شاعر تھے اور ان کے ہاں سیدھی سادی تبلیغی فضا ملتی ہے اور پھر ان کی اولیت ہی ان کی اہمیت ہے۔ جس طرح وارث شاہ" کو سرتاج الشعراء کہا جاتا ہے اسی طرح سید بلھے شاہ" بھی صوفی شاعروں کے سرتاج ہیں اور نہ صرف مسلم بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی سید بلھے شاہ" کے اس مقام کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ ان کی قدر بھی کرتے ہیں۔ اب اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ سید بلھے شاہ" دنیا کے منتخب شعراء میں سے ایک ہیں۔ تصوف کو جس طرح مولانا جلال الدین رومی" نے سمجھا اور برتا اسی طرح سید بلھے شاہ" نے بھی استعمال کیا ہے اور اسی لحاظ سے ان کے ذہن رسا کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ بلاشبہ پنجابی زبان کے سب سے بڑے صوفی شاعر ہیں اور پنجابی ادبی روایت میں کسی صوفی شاعر کو وہ شہرت و مقام حاصل نہیں ہو سکا جو کہ سید بلھے شاہ" نے پایا ہے۔

ان کی کافیوں میں بلا کی موسیقیت اور بھرپور درد و سوز پایا جاتا ہے اور اس موسیقیت اور درد و سوز کی وجہ سے ہی ان کا کلام ہر حلقے اور ہر محفل میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ آپ اپنے کلام میں حق اور سچ کا پرچار اور باطل کا سختی سے انکار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور آپ کے کلام کو ایک ایسی برہنہ تیغ قرار دیا جاسکتا ہے کہ جو ہمیشہ نفاق

اور جھوٹ کی گردن زدنی کرتی ہے۔ آپ کے ہاں کسی قسم کی رو رعایت نہیں پائی جاتی۔ آپ حق و صداقت کے بندے تھے اور ہمیشہ حق و صداقت کی ہی بات کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بات میں انسانی آفاقیت اور اس کی عالمگیری و ہمہ گیری پائی جاتی ہے۔ آپ ہمیشہ ایسے پیرائے میں بات کرتے ہیں کہ جس میں ادب کی چاشنی کے ساتھ ساتھ تاثیر کی فراوانی بھی پائی جاتی ہے۔ جس میں قاری یا سامع کو براہ راست متاثر کرنے کی بدرجہ اتم صلاحیت پائی جاتی ہے اور اسی لئے آج تک ہمارے گھروں میں عورتیں' کھیتوں میں کسان' گلیوں میں بچے اور صوفیاء کی خانقاہوں میں سید بلھے شاہؒ کا کلام انتہائی ذوق و شوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

اصل میں سید بلھے شاہؒ کی شاعری کا تعلق تصوف سے ہے اور تصوف بنیادی طور پر تزکیہ باطن کا نام ہے اور ذات الٰہی سے گہرا تعلق قائم کرنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ محی الدین ابن عربیؒ (م 1240ھ) نے تصوف میں جذبات کی گہرائی کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ افکار کو بھی شامل کر دیا تھا اور آپ کا تعلق بھی قادری سلسلے سے تھا لہٰذا بعد کے قادری سلسلے کے بزرگوں اور صوفیوں نے نہ صرف ابن عربیؒ کے خیالات کو خصوصیت کے ساتھ قبول کیا بلکہ اس میں مابعد الطبیعات سے متعلق مسائل بھی شامل کر دیئے اور اب چونکہ تصوف سر سے پاؤں تک انسانی باطن سے متعلق ہے اور مابعد الطبیعاتی افکار اشعار میں جذبات انگیز صورت میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہی سید بلھے شاہؒ کی شاعری میں جہاں ہمیں اثر انگیزی نظر آتی ہے وہاں ان کی شاعری میں مابعد الطبیعاتی افکار و مسائل کی بھی فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر تخلیق کائنات کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ:

کن کیہا فیکون کہایا
بے چونی سے چون بنایا
احد دے وچ میم رلایا
تاں کیتا ایڈ پسار
عشقدی نویوں نویں بہار

سید بلھے شاہؒ کے کلام کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان کا کلام عوامی زندگی کا کلام ہوتا ہے اور انہوں نے عشق الٰہی کے بیان کے لئے جو علامتیں استعمال کی ہیں' وہ انہوں نے فارسی و عربی سے مستعار نہیں لیں بلکہ اپنے اردگرد اور مقامی ماحول سے لی ہیں مثلاً چرخہ' تکلا' بھٹی' چوڑا' کونج اور کوئل جیسی تشبیہیں اور علامتیں جو ان کے کلام میں معانی دے رہی ہیں وہ ان کے اردگرد کے ماحول نے ہی انہیں عطا کی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے شادی بیاہ اور ترنجن کی کامیاب تمثیلوں کے ذریعے دھرتی اور شاعری جو گہرا رشتہ استوار کیا ہے' یہ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور ان کی شاعری دھرتی کی شاعری ہے خالصتاً پنجاب کی دھرتی کی۔

انہوں نے اپنی شاعری میں صرف مسلمانوں سے ہی خطاب نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہندوؤں کو بھی اپنے سچے عشق کا تخاطب بنایا ہے اور انہیں حق و صداقت کا پیغام دیتے ہوئے بڑے خلوص کے ساتھ صلائے عام دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں ہمیں وہ مسجد کی بات کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہاں وہ ٹھاکر دوارے کا بھی چرچا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جہاں

Scanned with CamScanner

شیخ کی بات کرتے ہیں وہاں جٹادھاری اور بیراگیوں کی باتیں بھی ضرور بتاتے ہیں۔ یا جہاں یوسفؑ اور منصورؒ کے نکات بیان کرتے ہیں وہاں دُھنے اور ہدر کی بات بھی بتاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ مسلمانوں میں پائی جانے والی ریاکارانہ مذہبی رسموں کی برائی بیان کرتے ہیں تو ہندوؤں کے کرم کانڈ کی بھی بھرپور مذمت کرنے سے بھی نہیں چوکتے:

مسلماں سوے توں چڑ دے
ہندو چڑ دے گور

سید بلھے شاہؒ کے کلام کا نمایاں وصف ہندی اور عربی فارسی روائتوں کا عین سنگم ہے اور اس حسین سنگم سے ہی پنجاب کا گہرا رنگ صاف اور نمایاں ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً وہ گندم کا دانہ کھانے سے بات شروع کرتے ہوئے موسیٰؑ، یوسفؑ، منصورؒ اور رہزکریاؑ کی بات کرتے کرتے کورواں' پانڈواں' پرہلاد اور رام اور ہنومان پر ہی اپنی بات ختم کرتے ہیں اور پھر اُسی بات کو طول دیتے ہوئے سسی پنوں' مرزا صاحباں اور ہیررانجھے کی عوامی زندگی میں تحلیل شدہ کرداروں کے ساتھ ربط استوار کر کے ہی سکھ کا سانس لیتے ہیں۔

اگر ان کے کلام کی مقبولیت و پذیرائی کو دیکھا جائے تو اس کا سب سے بڑا سبب یہی نظر آتا ہے کہ ان کے ہاں فکر و عمل کی یک رنگی پائی جاتی ہے اور زبان زد خواص عام ہونے کی جس قدر خوبیاں مذہبی رہنماؤں کے پاس ہوتی ہیں وہ حکیموں اور فلسفیوں کے پاس شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور اگر اس روشنی میں تمام مذہبی کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں بھی یہی حقیقت دکھائی دیتی ہے اور کسی بڑی سے بڑی مذہبی کتاب کا بھی بغور جائزہ لیا جائے تو اس کی تعلیمی تہہ میں بھی زندگی کی ایک ہی اصل حقیقت برآمد ہوتی ہے جسے بعض دفعہ لکھتے ہوئے ایک دو سطریں ہی کافی ہوتی ہیں اور اگر اس تحقیقی انداز کے تحت سید بلھے شاہؒ کے کلام کو دیکھا اور پرکھا جائے تو یہی حقیقت نظر آتی ہے۔

پنجابی زبان و ادب میں فکر و فن اور زور بیان کے لحاظ سے سید وارث شاہؒ کے سوا کسی پنجابی شاعر کو بھی سید بلھے شاہؒ کے پایہ کا شاعر قرار نہیں دیا جاسکتا اور اگر کوئی ہے بھی تو اس کے اشعار میں وہ اثرانگیزی اور معنی خیزی نہیں ہے جو سید بلھے شاہؒ کے کلام کی خصوصیت ہے۔ اس بات کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان جیسے کئی اور شاعروں نے جہاں مجلسوں اور محفلوں سے اپنی نرمی اور کوملتا کی داد وصول کی ہے وہاں سید بلھے شاہؒ کے کلام کی سرمستی و جوش نے مجلسوں کی مجلسیں نچا نچا کر حال سے بے حال کر دی ہیں۔

"بلھے شاہ" کے مصنف سی ایف آسبورن نے اپنی اس تصنیف میں سید بلھے شاہؒ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "ہم مغربیوں کو یہ بات بڑی سخت ناگوار گزرتی ہے کہ پنجابی شاعری میں مرد محبوب اور عورت چاہنے والی ہے اور یہ بھی کہ مرد شاعر بھی شعر لکھتے ہوئے عاشق کی حیثیت سے اپنے آپ کو عورت کے روپ میں ظاہر کرتے ہیں۔"

آسبورن رقمطراز ہیں کہ: "ایک پنجابی نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ پنجاب میں عورت کا عشق مرد سے زیادہ پختہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس لئے پنجابی شاعری میں شاعری کی اس رو سے ہی اظہار کیا جاتا ہے۔"

آسبورن کے اس اعتراض کے جواب میں کئی عالموں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اپنے اپنے ڈھنگ سے اس کے اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ڈاکٹر باقر کا جواب بڑا معقول اور مناسب ہے' وہ لکھتے ہیں کہ

"میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس میں ناگواری والی کوئی بات نہیں بلکہ اس میں وہ حسن ہے جو مرد کے فداکار بننے سے پیدا ہوتا ہے۔ عورت کا مرد کے ساتھ اپنے عشق کا اظہار کرنا اگرچہ کتنا بھی پُراثر اور شدید ہو پر اس میں ایک ایسی سہانی حیا داری ہے جو مرد کے اپنے عشق کا اظہار کرنے میں کبھی بھی برقرار نہیں رہ سکتی۔ اس لئے میرے خیال سے پنجابی شاعری میں یہ خاص حسن ہے کہ اس میں محبوب مرد ہے اور عورت چاہنے والی ہے۔"

ڈاکٹر محمد باقر کے اس مناسب اور معقول جواب پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر" لکھتے ہیں کہ:

یہ جواب بھی مسٹر آسبورن کے سوال کا بڑا معقول جواب ہے۔ جس پر مزید کچھ کہنے کی گنجائش تو نہیں لیکن اس مسئلے کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی خاطر آسبورن کی یہ خواہش کہ پنجابی شاعر یا ادیب انگریزی شاعروں یا ادیبوں کی طرح کیوں نہیں لکھتے' کا جواب تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ یوں لکھا جاسکتا ہے کہ "مانا کہ آج کی مشینی تیز رفتاری نے طویل سفروں کے فرق مٹا کر رکھ دیئے ہیں اور ساری دنیا ایک ملک اور سارے ملک ایک ملک کے شہر بن گئے ہیں لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ طویل سفروں کی طوالت ابھی سکڑ کر اکٹھی نہیں ہوسکی اور آج بھی پنجاب اور انگلینڈ کے خطے آپس میں اتنے ہی دور ہیں کہ جتنے قدیم سے قدیم دور میں تھے۔ تقریباً آٹھ ہزار میل کی طویل مفارقت کو آج کی مشینی تیز رفتاری بھی ختم نہیں کر سکی اور یہ برقی چال ایک فرلانگ کا فاصلہ بھی کم نہیں کر سکی۔ شعر کی فنی حیثیت جو کہ اپنے اردگرد کے ماحول کی مصوری ہوتی ہے وہ مجبور ہے کہ وہ اپنی نظر کی کٹھالی میں ڈھل کر اپنی تہذیب اور تمدن کا چہرہ مہرہ بنے۔ ایک مشہور مغربی اکھان ہے کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب" میری اس بات کی واضح دلیل ہے۔"

سید بلّھے شاہؒ کا پیغام:

سید بلھے شاہؒ نے انسان کو خدا کا عکس قرار دیا ہے اور وہ اس کو اس کے کمالات کا نمونہ گردانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کی ذات میں ہی ذات باری تعالیٰ نمایاں ہے لیکن یہ اس دنیا کے دھندوں میں پڑ کر خدا کو فراموش کر بیٹھتا ہے اور اسفل سافلین کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے شمار خرابیوں میں گھر جاتا ہے۔ لیکن بالآخر اس کی نجات اپنی اصل یعنی خدا سے اتصال میں ہی پوشیدہ ہے۔ اس لئے وہ معاشرے کی منافقانہ روش کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے توبہ توبہ و استغفار کرنے لگ جاتے ہیں:

نت پڑھنا ایں استغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار؟
سانویں دیکھے لویں سوائی وادھیاں دی توں بازی لائی
مسلمانی ایہہ کتھوں آئی
جتھے نہ جانا اوتھے جائیں مال پرایا منہ دھر کھائیں!
کوڑ کتاباں سر تے چائیں ایہہ تیرا اعتبار

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضائل سے نوازا ہے لیکن وہ خدا سے عدم تعلق کی بنا پر تمام فضیلتیں کھو بیٹھتا ہے اور اگر اس کا تعلق کامل ہو تو وہ قرب اور حضوری کا شرف پاتا ہے۔ سید بلھے شاہؒ اس ضمن میں کہتے ہیں کہ:

بلھا شوہ اساں تھیں وکھ نہیں بن شوہ تھیں دوجا ککھ نہیں

پر ویکھن والی اکھ نہیں تاہیں جان جدائیاں سہندی اے

مونہہ آئی بات نہ رہندی اے

بلاشبہ دنیا فنا پذیر ہے اور یہ فنا ہو کر ہی رہے گی۔ وقت نہایت قلیل ہے لہٰذا غفلت میں سراسر نقصان ہے اسی لئے تو بلھے شاہ کہتے ہیں کہ:

اک پلک جھلک دا میلا اے کجھ کر لے ایہو ویلا اے

سید بُلھے شاہ نے چونکہ اپنے پُرآشوب دور میں اپنے کلام کے ذریعے جگہ جگہ پُرامن اور باالاتفاق رہنے کا سبق دیا ہے اور خاص کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کی بھرپور کوشش کی ہے:

اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں ایہہ سون تیرے درکار نہیں

اک روز جہانوں جانا اے جا قبرے وچ سمانا اے

تیرا گوشت کیڑیاں کھانا اے کر چیتا مرگ وسار نہیں

ایہہ سون تیرے درکار نہیں

اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں

سید بلھے شاہ مسلمانوں کی 14 سو سالہ عظمت رفتہ کو بحال دیکھنے کے متمنی ہیں اور مسلمانوں میں الفت و محبت اخوت و بھائی چارہ کی فضا کے زبردست داعی بھی۔ وہ مسلم معاشرے میں پائی جانے والی فرقہ واریت اور عصبیت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں:

اساں عصبیت سخی دے پائے اُلٹے ہور زمانے آئے

اپنیاں دے وچ اُلفت ناہیں کیا چاچے کیا تائے

پیو پتراں اتفاق نہ کوئی دھیاں نال نہ مائے

اُلٹے ہور زمانے آئے

سید بلھے شاہ نے اپنی شاعری میں تصوف کو اپناتے ہوئے وحدت الوجود کے گیت گائے ہیں۔ وہ خود بھی اسی مسلک پر کاربند تھے اور اس مسلک کے پیروکار عموماً بڑے وسیع المشرب ہوتے ہیں لیکن بلھے شاہ کا کمال یہ ہے کہ وہ وسیع المشرب ہوتے ہوئے بھی اپنے زمانے میں پائی جانے والی خرابیوں اور برائیوں پر بھی بڑی گہری نظر رکھتے ہیں اور کبھی بھی ان سے مفاہمت کرنے پر تیار نہیں ہوئے اور خاص کر منافقانہ ریاکاری اور ظاہرپسندی سے تو انہیں ایک چڑ سی ہے اور ان کے لئے یہ چیز ہمیشہ ہی ناقابل برداشت رہی ہے اور اس چیز کا اظہار انہوں نے اپنے کلام میں جابجا کیا ہے:

بلھے نوں لوک متیں چا دیندے بلھا جا بہہ مسیتی

وچ مسیتاں دے کیہہ کجھ ہوندا جو اندروں گئی نہ پلیتی

باہروں پاک کیتے کیہہ ندا جو اندروں گئی نہ پلیتی

بن مرشد کامل بلھا ایویں گئی عبادت کیتی
بھٹھ نمازاں چکڑ روزے کلمے پھر گئی سیاہی
بُلھے شاہ " شوہ اندروں ملیا' بھلی پھرے لوکائی

زبان سے شور مچانے والے علماء کی بات کو وہ بے حقیقت اور بے اثر گردانتے ہیں اور زبانی عالموں سے وہ ہمیشہ دور بھاگتے ہیں اور انہیں وہ "پاپڑھیا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور ایسے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے انہوں نے یہ ایک نئی علمی ترکیب وضع کی ہے کہ جس کا جواب نہیں:

میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں
عالم فاضل میرے بھائی
پا پڑھیاں میری عقل گوائی
دے عشق ہلارے!
تاں میں دساں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں

نام نہاد علماء و مشائخ کی ظاہریت پسندی کی مزید نقاب کشائی اس طرح کرتے ہیں:

پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں اُچیاں بانگاں چانگاں ماریں
منبر تے چڑھ وعظ پکاریں کیتا تینوں حرص خوار
پڑھ پڑھ شیخ مشائخ ہویا بھر بھر پیٹ نیندر بھر سویا
جاندی وار نین بھر رویا ڈُبا وچ اُرار نہ پار
علموں بس کریں او یار
پڑھ پڑھ مُلّاں ہوئے قاضی! اللہ علماں باجھوں راضی
ہووے حرص دنوں دن تازی نفع نیت وچ گزار
علموں بس کریں او یار

جو علم نفع نہ دے اُس سے پناہ طلب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

علموں پئے قصے ہور آکھیں والے انھے کور
پھڑے سادھ تے چھڈے چور دوہیں جہانیں ہویا خوار
علموں بس کریں او یار

مزید کہتے ہیں کہ:

اک الف پڑھو چھٹکارا اے
اک الفوں دو تن چار ہوئے پھر لکھ کروڑ ہزار ہوئے!
پھر اوتھوں باجھ شمار ہوئے ہک الف دا نکتہ نیارا اے

رومیؒ نے کہا تھا کہ:

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را برجاں زنی یارے بود

سید بلھے شاہؒ کے نزدیک بھی وہی علم فائدے مند ہے جو کہ جسم کی بجائے روح کے لئے حاصل کیا جائے۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ:

اساں پڑھیا علم تحقیقی اے اوتھے اکو حرف حقیقی اے
ہور جھگڑے سبھ ودھیکی اے ایویں رولا پا پا بہندی اے
مونہہ آئی بات نہ رہندی اے

ان کا علمی دنیا کی بے عملی پر طنز دیکھئے کہ کس قدر مؤثر و معنی خیز ہے:

پڑھ پڑھ علم لگاویں ڈھیر قرآن کتاباں چار چوفیر
کر دے چانن وچ انھیر باجھوں رہبر خبر نہ سار
علموں بس کریں او یار

انہوں نے اپنے کلام میں ہمیشہ لوگوں کو عمل کی ہی ترغیب دی ہے۔ کیونکہ وہ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا ایک عارضی مقام ہے اور ہر کسی نے اپنی اپنی باری پر یہاں سے چلے جانا ہے:

نڈھا گردا بڈھا گردا آپو اپنی واری
کیہہ بیوی کیہہ باندی لونڈی کیہہ دھوبن بھٹھیاری

جب ان کے دور میں شرفاء کی زبوں حالی ہوئی اور ادنیٰ اور کمینے قسم کے لوگ برسراقتدار آگئے تو ان کو بڑا دکھ پہنچا جس کا اظہار انہوں نے یوں کیا:

کاں لگڑاں نوں مارن لگے چڑیاں جرے کھائے
اُلٹے ہور زمانے آئے
بھوریاں والے راجے کیتے راجے بھیکھ منگائے
اُلٹے ہور زمانے آئے

سید بلھے شاہؒ کو فن کے جدید تناظر میں دیکھا جائے تو انہیں اپنے وقت کا ایک لازوال کارٹونسٹ قرار دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں کپوری ریوڑی، پتاسے، بھیڈ، پلنگ، برفی، چنے دی دال، سے، شنیاں، چوہیاں، بلی اور اُلو جیسی

علامتوں سے اپنے دور کے سیاسی انقلابات اور سکھوں اور مرہٹوں کے دور اقتدار میں ڈھائے جانے والے مظالم کی جو تصویر کشی کی ہے وہ کسی طور بھی ایک تاریخی دستاویز سے کم نہیں کہ منحوس اور گھٹیا قسم کے لوگ تو اقتدار کے حامل ہو گئے اور وہ شرفا جو کہ اقتدار کے اہل تھے روبہ انحطاط ہوئے۔

سید بلھے شاہؒ نے اپنے کلام میں اپنے آپ کو آفاقی و عالمی سطح پر پیش کیا ہے۔ وہ اول و آخر ایک ہی خدا کی عبادت کو فرض قرار دیتے ہیں اور فرقہ بندیوں سے آزاد مذہب اسلام کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ:

ہندو ناں نہیں مسلمان بہے ترنجن تج ابھمان
سنی ناں نہیں ہم شیعہ صلح کل کا مارگ لیا

یا یہ اشعار:

نہ میں مومن وچ میتاں نہ میں وچ کفر دیاں ریتاں
نہ میں پاکاں وچ پلیتاں نہ میں موسیٰ نہ فرعون
بلھیا کیہہ جاناں میں کون

یا پھر:

نہ میں عربی نہ میں لاہوری نہ میں ہندی شہر نگوری
نہ ہندو نہ ترک پشوری نہ میں رہندا وچ ندون
بلھیا کیہہ جاناں میں کون

ان اشعار سے واضح ہو جاتا ہے کہ سید بلھے شاہؒ صلح کل اور وسیع المشرب صوفی تھے اور اسی حیثیت سے ہی انہوں نے اپنے آپ کو اپنے کلام میں پیش کیا۔ یوں تو جس قدر پنجابی شاعری قدیم ہے اس میں علامت پسندی کی روایت بھی اتنی ہی پرانی ہے اور اس روایت کو سید بلھے شاہؒ نے خوب نبھایا ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں جو مشہور علامتیں استعمال کی ہیں، وہ یہ ہیں:

چرخہ (انسان جسم)، کاتنا اور تند ڈالنا (اعمال کمانا اور نیکی حاصل کرنا)، داج (سرمایۂ اعمال)، پیکا (دنیا)، ترنجن (دوستوں کی مجلس)، مکلاوا اور سسرال (موت اور دوسرا جہان)، کڑی یا ہیر (روح)، سائیں یا رانجھا سے مراد بلھے شاہؒ کی اپنی ذات یا مرشد اور ذات باری تعالیٰ--- اب کچھ وہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں کہ جن میں سید بلھے شاہؒ نے یہ علامات استعمال کی ہیں:

توں ستیاں عمر ونجائی اے توں چرخے تند نہ پائی اے
کیہہ کرسیں داج تیار نہیں اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
چرخہ بنیاں خاطر تیری کھیڈن دی کر حرص تھوریڑی
ہونا نیوں ہور وڈیری مت کر کوئی اگیان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

ماں پیو تیرے گھنڈاں پائیاں اجے نہ تینوں سرتاں آئیاں

دن تھوڑے تے چا مکلائیاں نہ آسیں پیکے وت کڑے
اجکل تیرا مکلاوا اے کیوں ستی کر کر دعوا اے
ان ڈھیاں نال ملاوا اے ایہہ بھلکے گرم بازار نہیں
جد سب سیاں ٹر جاون گیاں پھر اوتھوں مول نہ آون گیاں
آ چرخے مول نہ ڈھاون گیاں تیرا ترنجن پیا ویران کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی
رانجھا میں وچ میں رانجھے وچ ہور خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپ ہے اپنی آپ کرے دلجوئی
ہتھ کھونڈی میرے اگے منگو موڈھے بھورا لوئی
بلھا ہیر سلیٹی ویکھو کتھے جا کھلوئی

سید بلھے شاہؒ چونکہ عشق حقیقی کے سب سے بڑے مبلغ تھے اور اسی لئے ان کے کلام میں رانجھے کا عشق، عشق مجازی کی بجائے عشق حقیقی کے رنگ میں رنگا دکھائی دیتا ہے:

جاں میں سبق عشق دا پڑھیا مسجد کولوں جیوڑا ڈریا
ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا جتھے وجدے ناد ہزار
عشق دی نویوں نویں بہار

یا ایک اور کافی کے یہ اشعار:

مینوں عشق ہلارے دیندا موہنہ چڑھیا یار بلیندا
کیہہ پچھدا ہیں ذات صفات میری اوہو آدم والی ذات میری
نحن اقرب دیوچ گھات میری وچ رب دا سر جھلیندا

سید بلھے شاہؒ کی صوفیانہ شاعری کا جائزہ:

سید بلھے شاہؒ کی صوفیانہ شاعری کے سلسلے میں اپنی تصنیف پُرلطیف "تصوف تے پنجابی دے صوفی شاعر" میں پروفیسر سرفراز حسین قاضی لکھتے ہیں کہ: "پچھلے صوفی شاعروں کے مقابلے میں حضرت بلھے شاہؒ نے تصوف کے جن مسئلوں پر غور کیا ہے وہ ہیں تو سارے ہی لیکن کچھ خصوصی لحاظ سے ان کے نظر میں رہے۔ وہ ہیں توحید، شہودی اور وجودی--- جذب یا یکرنگی، ذکر، عمل، اطاعت، علم، فنا و بقاء، حسن اور انسان اور اسی طرح کے سوالیہ نشان جو کہ صوفیوں کے ہاں ابھرتے رہے۔ وہ ان کے ہاں بھی موجود ہیں اور انہوں نے ان کو بیان کرنے میں کسی قسم کا اخفا یا جھجک و شرم محسوس نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے بھی آگے گئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے

جس چیز پر کھل کر بات کی ہے وہ نظریہ توحید ہے۔ توحید کے بارے میں دو سکول سامنے آتے ہیں۔ ایک وحدت وجودی' دوسرا وحدت شہودی۔ پہلا نظریہ ابن عربی کا ہے اور دوسرا شیخ احمد سرہندی کا ہے۔ وحدت وجود کو ایک ہندو ازم کی شاخ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ "ہمہ اوست" اور "ہمہ از اوست" دونوں ہی درست لگتے ہیں۔ جس طرح کہ اُس--- اللہ--- کے سوا کچھ اور دیکھے ہی نہ یا پھر ہر جگہ پر اس کا رنگ ڈھنگ اور اسی کے جلوے ہی دیکھے۔ سید بلھے شاہؒ کے ہاں بھی اس کا کوئی فرق نہیں ملتا۔ ان کے ہاں وجود اور غیر وجودی بحث بھی موجود ہے اور شہود بھی ہے۔ لیکن وحدت کے مسئلے کو کھول کر بیان کرنے کا سہرا بلھے شاہؒ کے سر ہی ہے۔"

ہم نے ابھی کہا تھا کہ جس طرح جلال الدین رومیؒ نے تصوف کو سمجھا اور استعمال کیا اسی طرح سید بلھے شاہؒ نے بھی استعمال کیا ہے۔ سید بلھے شاہ نے اپنے پیشروؤں سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کی اور اگرچہ ان کی سوچ و فکر میں اپنے پیغمبروں کے خیالات ہی رچے بسے ہوئے ہیں لیکن ان کے ہاں ایک بانکپن ہے' بیباکی ہے اور جرأت و جسارت سے وہ بے دھڑک زبان استعمال کرتے ہیں اور بلند حوصلگی اور بے خوفی ان کے فکر و خیال کی امتیازی خصوصیت ہے۔ وہ بات کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے اور ہر وہ بات جو کہ کہی ہو یا ان کہی بے دھڑک کہہ جاتے ہیں اور یہ تمام صفتیں رومیؒ میں بھی پائی جاتی ہیں:

میری بکل دیوچ چور نی
نی میری بکل دیوچ چور
میں کنہوں کوک سناواں
نی میری بکل دیوچ چور

اس طرح وہ آزاد خیالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی ایک جماعت یا مسلک کی بات نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے کلام میں تمام کے تمام روپ ہی دکھا دیتے ہیں جن کا وہ بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں:

کتے رام داس کتے فتح محمد ایہو قدیمی شور
مٹ گیا دونہاں دا جھگڑا بکل پیا کجھ ہور
میری بکل دیوچ چور
میری بکل دیوچ چور

آپ کی عظمت کے بارے میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "پنجاب کے رومان" میں لکھتے ہیں کہ:

مس لاجونتی راما کرشنا کی کتاب Punjabi Sufi Poet کے اس اقتباس سے آپ کی عظمت اور آپ کے کلام کے پُر تاثیر ہونے کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ بلھے شاہؒ پنجاب کا سب سے بڑا صوفی شاعر تھا۔ شہرت اور ہر دلعزیزی میں کوئی اور پنجابی صوفی شاعر اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس کی کافیاں بے نظیر اور ہر دلعزیز ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ بلھے شاہؒ دنیا کے عظیم ترین صوفیا میں سے ہیں اور تخیل میں وہ جلال الدین رومیؒ اور شمس تبریزؒ کے ہم پلہ ہیں۔

ایک شاعر کی حیثیت سے سید بلھے شاہ" پنجابی زبان کے تمام دوسرے صوفی شعراء سے یکسر مختلف ہیں۔ وہ پنجابی زبان کے ایک پاکیزہ اور مضبوط نوعیت کے نمائندہ شاعر ہیں۔ جن کے کلام میں جذباتیت کم اور حقیقت پسندی کی فراوانی ہے۔ آپ کی شاعری اصل میں تمام کی تمام الہامی شاعری ہے۔ وہ نہ تو کوئی فلسفی ہیں اور نہ ہی کوئی دینی مدرس اور نہ ہی وہ منطق کے دلائل پر اکتفا کرتے ہیں۔ مکان ہو یا لامکان وہ اسی ذات باری ہی کے حسن کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ زمین ہو یا آسمان انہیں ایک ہی محبوب حقیقی کا روپ دکھائی دیتا ہے:

کینہوں لامکانی وسدے او
تسی ہر رنگ دیوچ وسدے او
کتے رومی او کتے زنگی او
کتے ٹوپی پوش فرنگی او
کتے میخانے وچ بھنگی او
کتے مہر مہری بن دس دے او
کینہوں لامکانی وسدے او
تسی ہر رنگ دیوچ وسدے او

وہ طنزو تشنیع کے وسوسات اور توہمات سے نکل کر اس جگہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ جہان اُن کو رومی، زنگی اور فرنگی کا ایک ہی روپ دکھائی دیتا ہے۔ وہ جدائی کے کرب اور بے اعتنائی کے درد کو خوشیوں میں ڈھال لیتے ہیں:

ہن بس کر جی، ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی

دل میرے وچ وسدے ہو ایویں دور کیوں ساتھوں نسدے ہو
گھت جا روپے دل کھسدے ہو ہن کت ول جاسو نس کر جی

بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی

ان کی صوفیانہ فکر عشق و خیال کے مختلف روپ بدلتی نظر آتی ہے جسے دیکھ کر وہ ان کی زبان میں ہیر کی زبان کا بلالحاظ اثر آجاتا ہے جو کہ انہیں رانجھے جوگی کے سہاگ گانے پر مجبور کر کے رکھ دیتا ہے:

رانجھا جوگیڑا بن آیا
رانجھا جوگیڑا بن آیا
ایس جوگی دے نین کٹورے
بازاں وانگوں لیندے ڈورے

مکھ ڈٹھیاں ڈکھ جاون جھورے
اوہناں اکھیاں لال ونجایا
رانجھا جوگیڑا بن آیا
رانجھا جوگیڑا بن آیا

یہ ان کی صوفیانہ فکر کی واقفیت کا کھلا ثبوت ہے کہ اب وہ اسی ازلی بھید کو چھپانے کی بجائے جگہ جگہ آنے بہانے ظاہر کرنے کے درپے ہیں۔ پہلے جہاں وہ روز روشن میں چھپ چھپا کر رات کے اندھیرے میں اپنے محبوب حقیقی کو ڈھونڈنے میں کوئی حکمت گردانتے تھے اور سوئے ہوئے شیروں کو پھلانگتے پھرتے تھے اب انہوں نے چھپا چھپائی کھیلنے والے کو پکڑ لیا ہے۔ جس سے وہ اُس ازلی بھید کو آشکار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تسی رل مل نام دھیاؤ
لک سجن دی ناہیں چھپ دی
ساری خلقت سکدی تپ دی
تسی دارو نہ ڈھونڈن جاؤ
سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تسی رل مل نام دھیاؤ

اب وہ اس ازلی بھید کی باتیں بجھارتوں کی بجائے صاف سمجھ میں آنے والی باتوں میں کرتے ہیں اور اپنے نادان اور چھچھورے دوستوں (سہیلیوں) کو بھی پیار محبت کی صلائے عام دیتے ہیں:

کون آیا پہن لباس کڑے
تسی پچھو نال اخلاص کڑے
ہتھ کھونڈی موڈھے کمبل کالا
اکھیاں دیوچ نور اُجالا
چاک نہیں کوئی ہے متوالا
پچھو بیٹھا کے پاس کڑے
کون آیا پہن لباس کڑے
تسی پچھو نال اِخلاص کڑے

اب وہ غیروں کے سامنے بھی ان کی رمزوں اور ان کے اشارات کی وضاحت کرتے ہوئے ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے۔ ساری جھجک اور ساری شرم ابُ کافور ہو جاتی ہے اور اب وہ ہر معاملہ اپنی بجائے پوری محفل کے سپرد کر ڈالتے ہیں کہ وہی اب ان سے پوچھیں اور وہی انصاف کریں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے:

کیہہ کردا نی کیہہ کردا نی
کوئی پچھو ہاں دلبر کیہہ کردا
اکسے گھر وچ وسدیاں رسدیاں
نہیں ہندا وچ پردا
کیہہ کردا نی کیہہ کردا نی
کوئی پچھو ہاں دلبر کیہہ کردا

اب وہ فکر و نظر کے تذبذب سے نکل کر اُس جگہ پر آن کھڑے ہوتے ہیں جہاں اسے اپنے محبوب کے اخلاق کا عکس مخلوق کی ہر صورت میں عیاں دکھائی دینے لگتا ہے اور وہ ہر صورت میں ہر کی صورت دیکھتے ہیں۔ اسی لئے تو صاف اعلان کرتے ہیں کہ:

ڈھولا آدمی بن آیا
آپے آہو آپے چیتا
آپے نان دھایا!
آپے صاحب آپے بردا
آپے مل وکایا
ڈھولا آدمی بن آیا

سید بلھے شاہ کی شاعری میں جو مستی اور بانکپن ہے وہ اسی جلوے کی وجہ سے ہی ہے۔ یہ جلوہ ان کی شاعری کے حرف حرف میں رچا بسا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کے خمار سے نیاز حاصل کرنے کی وجہ سے ہی ہے۔ جس لئے وہ اُس ازلی حسن کا ذکر اور اس کے جلوے کی عظمت کے کمال کے گن گاتے نظر آتے ہیں اور بقول پروفیسر سرفراز حسین قاضی:
"صوفیانہ مسائل سے قطع نظر سید بلھے شاہ وہ پہلے شاعر ہیں کہ جنہوں نے اپنی شاعری کے فن کا بھی خیال رکھا ہے۔ پہلے تین شاعروں (بابا فرید، شاہ حسین، سلطان باہو) کے ہاں دل کا کرب تو موجود ہے۔ لیکن تبلیغ کا رنگ خاصا نمایاں ہے جبکہ بلھے شاہ کے پاس تبلیغی رنگ تو موجود ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک شاعرانہ فضا میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں ترکیبیں، تشبیہیں، استعارے فارسی اور ہندی دونوں سے ہی لئے ہیں اور قرآنی آیات کا استعمال بھی عام کیا ہے۔
جس کی وجہ سے تمام توحیدی اسرار و رموز کھل گئے ہیں اور شاعری کا رنگ اور بھی نکھر گیا ہے۔ آپ کے ہاں جوش، جذبے کی شدت اور خلوص۔ تینوں چیزیں ہی موجود ہیں اور اچھی اور اونچی شاعری کے لئے مولانا حالی نے یہ تینوں چیزیں ہی لازمی قرار دی ہیں۔"

سید بلھے شاہ کے ہاں موسیقیت اور آہنگ بھی موجود ہے اور ایک اچھی شاعری کے لئے یہ بھی بہت ضروری ہے۔ یوں تو سید بلھے شاہ کے عہد تک جتنے بھی صوفی شعراء ہوئے ان سب کی شاعری کے چہرے مہرے سے بلھے شاہ کی شاعری میل جول کھاتی ہے اور کہیں سرمو کا فرق بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن جو چیز انہیں سب صوفی شاعروں سے منفرد و ممتاز کرتی

ہے وہ یہ ہے کہ ان کی شاعری میں تصوف کا رنگ بڑا گہرا ہے۔

شاعری کا فنی جائزہ:

سید بلّھے شاہؒ کی شاعری کا فنی اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان کی شاعری میں ایک لفظ بھی فنی خوبی سے مبرا نہیں ہے۔ اُن کے ہر مصرعے کی بناوٹ کا روپ ان کے فنی کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے فکر کی ہمہ گیری اور خیال کی رعنائی و رسائی، زبان کی سادگی اور الفاظ کا انتخاب، معاملات کی سوجھ بوجھ اور تجربات کا پھیلاؤ اور اظہار بیان کی قدرت، ان کا پورا پورا ساتھ دیتی نظر آتی ہے اور یہ وہ خوبیاں ہیں کہ جو ہر بڑے شاعر کے کلام میں ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں۔

فن شعر کے سبھی ماہرین نے مضمون کی اصلیت و حقائق پسندی اور زبان کی سادگی و صفائی اور زور بیان اور پختہ بندش کو شعر کی خوبیاں قرار دیا ہے۔ اگر سید بلّھے شاہؒ کے کلام کو اس معیار کی رو سے پرکھا جائے تو وہ پوری طرح اس معیار پر پورا اترتا دکھائی دیتا ہے۔ ان کے کلام کا ہر نمونہ ان کی فنی خوبیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کا ہر مضمون اور ہر شعر ایسا بھرپور ہوتا ہے کہ اس میں ایک نقطے کی زیادتی یا کمی کی گنجائش بھی نہیں ملتی۔ وہ ایک شے کی اصل، حقیقت دکھاتے ہوئے ان کی چھوٹی سے چھوٹی جزئیات کو بھی دکھا دیتے ہیں اور اخلاق و مذہب کے وعظ و نصیحت کرنے سے بھی نہیں چوکتے:

اربعہ عناصر آپ بن آئیو، وچ وڑ بیٹھا آپے
آپے کڑی تے آپے منڈا، آپے بنیاں ماپے
آپے رووے آپے پٹے، آپے کرے سیاپے
بلھا شوہ بن ہور نہ کوئی، اوہ آپ آپ تھیں جاپے

یا یہ شعر کہ:

کپے دیوچ روڑ کھڑکدے، مورکھ آکے بولے کون
بلھا سائیں گھٹ گھٹ رچیا جیوں آٹے وچ لون

سید بلّھے شاہؒ زبان پر بھی زبردست دسترس رکھتے ہیں اور وہ ہمیشہ سادی اور ٹھیٹھ زبان استعمال کرتے ہیں اور ان کا یہ ٹھیٹھ انداز اصل میں انہیں مجلسی زندگی سے ملی ہوئی ایک جاگیر ہے جس پر انہیں مکمل قبضہ حاصل ہے۔ وہ ایک ایک لفظ کو اپنی شاعری میں ایک ماہر کاریگر صراف کی طرح اس طرح جڑتے ہیں کہ وہ نگینہ معلوم ہوتا ہے۔ ان کی زبان میں شستگی و روانی کی فراوانی پائی جاتی ہے:

بھرواسا کیہہ اشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

○

واہ واہ رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

O

در کھلا حشر عذاب دا
برا حال ہویا پنجاب دا

O

اجکل سد ہوئی البتہ
ہن میں آہ کلیجا تتا

O

اٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں

یہ برجستگی و شستگی اور سلاست و روانی سید بلھے شاہؒ کے کلام کی محض چھوٹی چھوٹی بحروں میں ہی نہیں پائی جاتی بلکہ طویل بحروں میں بھی ملتی ہے اور ان کا تمام کلام اس طرح کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مکے گیاں گل مکدی ناہیں' جچر نہ دلوں مکایئے
گنگا گیاں گل مکدی ناہیں' بھانویں سو سو غوطے لایئے

O

وچ میستاں کیہہ کجھ ہندا' جے دلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک کیتے کیہہ ہووے' جے اندروں نہ گئی پلیتی

O

اِٹ کھڑکے ڈکڑ وجے' تتا ہووے چلھا
اون فقیر تے کھا کھا جاون' راضی ہووے بلھا

O

آوندا ساجن ویکھئے' جاندا مول نہ ویکھ
مارے درد فراق دے' بن بیٹھے باہمن شیخ

O

جے بلھا غازی بننائیں' توں لک بنھ تلوار
پہلاں رنگھڑ مار کے' پچھوں کافر مار

O

رَل فقیراں مجلس کیتی، بھورا بھورا کھائی دا
بلھے نالوں چلھا چنگا، جس پر طعام پکائی دا

سید بلھے شاہؒ کی شاعری کی مقبولیت اور پذیرائی کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان کے بے شمار اشعار پنجابی زبان کے اکھان بن چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں محض اکھانوں کا استعمال ہی نہیں کیا بلکہ وہ جو بات بھی کرتے ہیں، وہ اکھان بن جاتی ہے۔ وہ اپنی اکثر باتوں میں روزمرہ اور قدیم قصوں اور کہانیوں کے حوالے مثال کے طور پر کچھ ایسے ڈھنگ سے برتتے ہیں کہ ان کے کلام کی دگنی طاقت ہو جاتی ہے اور پڑھنے یا سننے والا اس تجسّس میں پڑ جاتا ہے کہ وہ ان قصے کہانیوں کے علامتی اور اشاراتی بیانوں سے جلد ہی تمام قصہ یا کہانی سنے۔ مثلاً ان کے اشعار میں ہیر رانجھا، سوہنی مہینوال، سسی پنوں، مرزا صاحباں، یوسف زلیخا، شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں جیسے مشہور قصوں کا ذکر تمثیلی انداز میں موجود ہے جو ان کے عوامی شاعر ہونے کی شہادت دیتا ہے:

واہ واہ رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ بجھے کور
شیریں ہے برہوں دا کھانا
کوہ چوٹی فرہاد نمانا
یوسف مصر بازار وکانا
اس نوں ناہیں ویکھن کور
واہ واہ رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ بجھے کور
لیلیٰ مجنوں دوویں بردے
سوہنی ڈُبی وچ بحر دے
ہیر ونجائے سبھے گھر دے
اُس دی کھچی ماہی ڈور
واہ واہ رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ بجھے کور

وہ کبھی کبھی اشاروں اور کنائیوں سے دوسروں کے یہاں سے اپنے دکھوں اور دردوں کے رونے بھی روتے ہیں لیکن وہ اس طرح کہ مسافروں کے راستوں کے سہارے اپنی منزل کی طرف پیش قدمی جاری رکھتے ہیں:

مینوں درد آوَلڑے دی پیڑ
مینوں درد اولڑے دی پیڑ
آ میاں رانجھا دے نظارا

معاف کریں تقصیر!
مینوں درد اَولڑے دی پیڑ
مینوں درد اَولڑے دی پیڑ
تخت ہزاریوں رانجھا ٹریا
ہیر نمانی دا پیرا!
مینوں درد اَولڑے دی پیڑ
مینوں درد اَولڑے دی پیڑ

حال کے ایسے اشاروں اور کنائیوں سے سید بلھے شاہؒ اپنے عہد کے تاریخی انقلاب کا چہرہ دکھانے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنی کھانے پینے کی عادات کے ذریعے قومی اصلیتوں کی جانب بڑے واضح اشارے بھی کرتے ہیں اور ساتھ گزری بیتی کا کھلم کھلا اظہار بھی:

گڑ تے لڈو غصے ہوئے پیڑیاں تے فریادی
برفی نوں کہے دال چنے دی توں ہیں میری باندی
چڑھ سے شیشاں تے نچن لگے وڈی پئی دھمال
کوری ریوڑی کیونکر لڑے پتاسے نال
شکر کھنڈ کہے مصری نوں میری ویکھ صفائی
چڑوے چنے ایہہ کرنے لگے بدانے نال لڑائی
چوہیاں کن بلی دے کترے ہو ہو کے خوشحال
کوری ریوڑی کیونکر لڑے پتاسے نال
بلھا شوہ ہن کیہہ بتاوے جو دسے سو لڑ دا
لت بلتی گت گتی کوئی نہیں ہتھ پھڑ دا
ویکھو! کہی قیامت آئی آیا خر دجال
کوری ریوڑی کیونکر لڑے پتاسے نال

سید بلھے شاہؒ اپنے اشعار میں اسی تشبیہ کا استعمال کرتے ہیں کہ جو نہایت عام فہم اور مناسب و بلیغ بھی ہو اور جس سے وہ اپنا مقصد اور مطلب بھی حاصل کر سکیں:

عشق قصائی نے جیہی کیتی ہرگز خبر نہ کائی
عشق چواتی لائی چھاتی' پھیر نہ جھاتی پائی

ماپیاں کولوں چھپ چھپ رووّاں کر کر لکھ بہانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

ان اشعار میں بھی دیکھیں کہ انہوں نے کس قدر سادہ اور عام فہم تشبیہیں استعال کی ہیں:

زُلف کنڈل نے گھیرا پایا
بشیر ہو کے ڈنگ چلایا
ویکھ اساں وَل ترس نہ آیا
کرکے خونی اکھیاں وے

O

دو نیناں دا تیر چلایا
میں عاجز دے سینے لایا
گھائل کرکے مکھ چھپایا
ایہہ چوریاں کینہنے دسیاں وے

O

اکھیاں کاجل کالے بادل
بھو آسنی اگ لگاواں گی
ہور بساط نہیں کجھ میری
جو بن دھڑی گنداواں گی

O

مست سمندر دل دے اندر
سے لہر اُٹھاواں گی
بدلی ہو کر چمک ڈراواں
میں بادل گھر گھر جاواں گی

آپ کی شاعری جیسے کہ پہلے بات ہو چکی ہے کہ الہامی شاعری تھی اور اس میں سید وارث شاہ" کی طرح جو ہمیں عروض و قوافی کی کماحقہ پابندی نظر نہیں آتی تو اس کی وجہ اور ہے جس کے متعلق آگے چل کر بات ہوگی۔ اسے سید بلھے شاہ" کی شاعری اور فن کی کمزوری نہیں سمجھنا چاہئے۔ آپ کا بیشتر کلام چونکہ کافیوں کی صورت میں ملتا ہے لہٰذا ہم اجمالی طور پر کافی کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں۔

کافی کیا ہے اور کب ایجاد ہوئی؟:

تاریخی تحقیق کی جائے تو پتا چلتا ہے کہ کافی کے موجد حضرت امیر خسرو" ہیں جو کہ اپنے دور کے بہت بڑے فارسی، اردو، پنجابی اور ہندی کے شاعر تھے۔ بلکہ ان کی جس شاعری کو اردو شاعری کا نام دیا جارہا ہے اصل میں ان کی پنجابی شاعری ہے۔ وہ عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے موسیقار اور گلوکار بھی تھے اور مشہور ساز ستار کے موجد بھی۔

جس طرح کہ منظور نقوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ: ”جس زمانے میں دکن راگ کا مرکز تھا' اس وقت وہاں کے درباری گائک نائک گوپال کا شہرہ تھا۔ نائک گوپال دربار میں کسی اور گانے والے کو جمنے نہیں دیتا تھا۔ انہی دنوں امیر خسروؒ نے کچھ راگ اور راگنیاں ایجاد کیں۔ کافی بھی آپ کے ایجاد کردہ راگوں میں سے ایک ہے چونکہ یہ راگ سمپورن تھا اس میں سب سُر لگتے تھے۔ اس لئے امیر خسروؒ نے اس راگ کا نام کافی رکھا' مکمل پورا۔ کافی کی آروہی امروہی یہ ہے: سارے گاماپا دھانی سا سانی دھاپا ما گا رے سا-- کافی کے سروں میں نکھار اور گندھار کومل لگتے ہیں اس لئے اس راگ کو دوپہر اور آدھی رات کو گاتے ہیں۔ کافی راگ نہایت ہی مقبول ہوا اور گانے والے اس راگ کو ملک میں ہر طرف گانے لگے۔ لیکن اس راگ کی مقبولیت ہندوستان کے مغرب کی طرف زیادہ ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ یہ راگ ہندوستان کے مغرب میں مقبول ہونے لگا۔ جہاں اس راگ کی مقبولیت ہوئی وہاں یہ بھی ہوا کہ لوگ اس راگ کے سُر کو نہیں بلکہ اس سُر میں گائے جانے والے الفاظ کو ”کافی“ کہنے لگے۔ یہاں تک کہ چند گائکوں کے علاوہ باقی لوگ انہی الفاظ کو ”کافی“ سمجھنے لگے جو اس راگ میں گائے جاتے تھے۔ نہ صرف یہ ہوا بلکہ ”کافی“ کے نام سے شاعری کی ایک صنف پیدا ہو گئی اور پنجابی' ملتانی اور سندھی شعراء نے اس صنف میں نہایت مقبول کافیاں لکھیں۔ الغرض یہ کہ درحقیقت کافی ایک راگ ہے جو سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر کافی (نظم) کو کافی (راگ) میں گایا جائے تو پھر سونے پر سہاگہ ہے۔ یاد رہے کہ حضرت بلھے شاہؒ کی کافیاں ”کافی راگ“ میں گائی جاسکتی ہیں۔“

عربی لغت میں ”کافی“ کفایت کرنے والی چیز کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال اس طرح ملتا ہے کہ وکفٰی باللّٰہ شہیدا-- یا-- وکفٰی اللّٰہ المومنین القتال-- یا-- وکفٰی باللّٰہ حسیبا جیسی آیتوں کے نمونے ملتے ہیں۔ جہاں تک عربی شاعروں کے کلام کا تعلق ہے تو انہوں نے ”کافی“ کے لفظ کو نظم کے عنوان سے کہیں بھی استعمال نہیں کیا اور یہ درست ہے کہ پنجابی شعر و شاعری میں کافی کا لفظ رواج پاکر اب اس کا ایک جز بن چکا ہے۔ پنجابی زبان کے صوفی شاعروں نے اپنے شعروں اور دوہوں کے ساتھ ساتھ جب کافی کی فنی ترکیب وضع کی تو اس میں مذہب و اخلاق کا رنگ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی فنی ساخت کو اپنے عقیدت مندوں کے لئے کفایت کرنے والی سمجھ کر اس کا نام کافی رکھ دیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ یہ دو چار بندوں کی ایک ایسی چھوٹی نظم بن گئی کہ جسے کفایت کرنے والی سمجھ کر اس کی فنی ترکیب کے حوالے سے اسے اس کا ایک جز بنا ڈالا۔

کافی کے بارے میں کچھ اور خیال کے حامل لوگ بھی ملتے ہیں کہ جن کا یہ خیال ہے کہ کافی قدیم ہندی راگوں سے نکلی ہے اور یہ ایک راگنی ہے۔ سید لطف علی شاہ قدیم اور مشہور سندھی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے کلام کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ”شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کافی کے موجد نہیں۔ کافی ہندوؤں کے قدیم گرنتھوں کے مطابق ہندی موسیقی کے ایک ٹھاٹ سے پیدا شدہ راگ کا نام ہے۔ جس کا ذکر آج سے سات سو سال قبل پنڈت سارنگ دیو نے اپنے گرنتھ ”رتناکر“ میں ”ہرپریا میل“ میں کیا ہے۔ اس ہرپریا میل ٹھاٹ کو اس سے پہلے سرپراگ بھی کہا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں تقریباً ہر ایک ٹھاٹ سے وقت کے موسیقاروں نے نئے

نئے راگ ایجاد کئے اور اس طرح ہرپریا میل سے بھی کئی راگنیاں ایجاد ہوئیں۔ مثلاً دھناسری، بھیم بلاس، مدھ ملار، بھاگیسری، حسینی لہرا، راماداسی، ملار، پیلو، میاں کا سارناگ، شدھ سارنگ، بردہ اور ماونت سارنگ وغیرہ۔"

ایک سندھی ادیب رشید لاشاری اپنے اک مضمون "سندھی کافی میں نئے راگوں کی ایجاد" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں کہ "ستار کے موجد امیر خسروؒ نے بادشاہ وقت کے تعاون سے شاہی موسیقیار نائک گوپال کو شکست دینے کی غرض سے ہندی اور عجمی راگ کے ملاپ سے چند نئے راگ ایجاد کئے۔ مثلاً عجمی راگ یمن سے ایمن کلیان، حجاز سے ہجیج اور ہرپریا میل سے کافی اور بروہ راگ ایجاد کیا۔ یعنی امیر خسروؒ نے ہرپریا میل ٹھاٹ سے ایک سمپورن راگ وضع کیا اور اس کا نام کافی رکھا۔ اس راگ کو کافی اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں موسیقی کے سب راگ براہ راست موجود تھے اور صرف اس کی آروہی امروہی ہی میں سات راگ شامل تھے۔ اس لئے اس کا نام کافی رکھا گیا۔ (یعنی مکمل، پوری، بالکل تمام، رکاف، کافہ، مکمل) پھر یہ کافی رفتہ رفتہ پنجاب میں (بول اور سرراگ) دونوں کے معنوں میں اور سندھ میں صرف بول کے معنی میں استعمال ہونے لگی کیونکہ اس زمانے میں بول کا نعم البدل غزل ابھی رائج نہیں ہوئی تھی۔ اگر تنقیدی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو غزل اور کافی دونوں میں بول کے اعتبار سے اکثر ایک جیسا مواد ملے گا۔"

شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام کا تعارفی جائزہ لیتے ہوئے ایک اور ادیب سید عبدالقادر نے اپنے خیال کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے کہ "جناب شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے کلام میں کافی کا لفظ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے شاہ صاحب کو کافی کی بجائے "وائی" کا موجد کہنا بالکل بجا ہے۔ "وائی" کی بندش اکثر ٹپہ کے طریقے پر ہوتی ہے۔ ٹپہ چونکہ ایک ہی مصرعہ پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے اس کو وائی بھی کہا جاسکتا ہے۔ کافی میں ڈیوڑھے، دگنے، تگنے اور چوگنے مصرے گائے جاتے ہیں اور "وائی" کے مقابلے میں اس کی تاریخ بھی بالکل قدیم نظر آتی ہے۔ لیکن ہمارے متاخرین نے غلط فہمی کی وجہ سے "وائی" کو بھی کافی سمجھ لیا کیونکہ اضافہ شعریت یا موسیقی کا سندھ میں اتنا مواد موجود نہ تھا اس لئے یہ امتیاز قائم نہ ہوسکا کہ "وائی" کیا چیز ہے اور کافی کیا چیز! کافی درحقیقت عربی لغت کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں وافر، زیادہ، کفایت کنندہ اور "وائی" سندھ لغت کا لفظ ہے جس کو عموماً بات بھی کہا جاتا ہے۔ وائی کا لفظ واءُ (ہوا) سے مشتق ہے اور اکثر قدیم سندھی شعراء نے اظہار درد یا فریاد محبت کے مضمون کو ہوا (واءُ) سے تشبیہ دی ہے۔ اسی تاویل و مناسبت سے سندھی شاعری کو اس صنف کی وائی کہنا بالکل بجا ہے اور مناسب ہے۔"

بقول بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیراب اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ کافی ایک راگنی کا سمپورن روپ ہے جسے امیر خسرو نے ایجاد کیا اور ان کے بعد پنجابی شاعری کے رنگ میں کافی کو گہرا رنگ دینے والے شاہ حسینؒ ہیں جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے صوفی اور درویش اور صوفی شاعر ہوتے ہوئے اپنا زیادہ کلام کافی کے رنگ میں ہی کہتے رہے اور سب سے پہلے انہوں نے ہی کافی لکھی۔

بلھے شاہؒ کا دو عظیم کافی نگاروں سے موازنہ:

ذیل میں ہم پنجابی زبان کے دو عظیم کافی نگاروں اول شاہ حسینؒ جو شہنشاہ اکبر کے دور میں ہوئے اور خواجہ غلام فریدؒ جو کہ سید بلھے شاہؒ کے بہت بعد آئے سے موازنہ کراتے ہیں تاکہ سید بلھے شاہؒ کے فن و فکر کا اندازہ کرنے میں آسانی ہو سکے اور ان کے امتیازی مقام کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ شاہ حسینؒ پیدائشی شاعر تھے اور درویش و صوفی بھی۔ وہ بھی بچپن سے ہی شاعری کا شوق کرتے تھے۔ شاہ حسینؒ نے بھی کافی کہتے ہوئے اسی خیال کی ضرورتوں کو بعینہٖ اُسی طرح پورا کیا کہ جس طرح سید بلھے شاہؒ نے کافی کی بناوٹ میں یہ ضرورتیں پوری کیں۔ پیش ہے مثال کے لئے ایک کافی جسے شاہ حسینؒ نے بھی پیش کیا اور بلھے شاہؒ نے بھی۔ دونوں کے خیالات اور دونوں کی بندش ان کے خیالات کی بھرپور غمازی کرتی ہے جو کہ فن کے لئے ہونے چاہئیں یا ہوتے ہیں:

شاہ حسینؒ کی کافی ہے کہ:

ماہی ماہی کوک دی میں آپے رانجھا ہوئی!
آکھو مینوں رانجھن سب کوئی، ہیر نہ آکھو کوئی!
جس شوہ نوں میں ڈھونڈ دی، ڈھونڈ لدھا شوہ سوئی
کہے حسین سادھاں دے ملیاں نکل بھول گئیوئی

ان شعروں میں جو خامیاں اور خوبیاں ہیں، وہ اہل نظر خصوصاً شعر کے ماہرین سے پوشیدہ نہیں ہیں اور پھر شعروں میں جو لفظوں کی جڑت ہے وہ بھی ڈھیلی ڈھیلی ہے اور وہ اُکھڑے اُکھڑے معلوم ہوتے ہیں۔ اب اسی خیال کو سید بلھے شاہؒ اپنی پختہ بندش کا سہانا لباس پہنا کر دیکھیے کس فلسفے سے مجلس کا شنگار بنا کر پیش کرتے ہیں:

رانجھا رانجھا کر دی نی میں، آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دِھیدو رانجھا، ہیر نہ آکھو کوئی
رانجھا میں وچ میں رانجھے وچ ہور خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپ ہے اپنی، آپ کرے دل جوئی
رانجھا رانجھا کر دی نی میں، آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا، ہیر نہ آکھو کوئی
ہتھ کھونڈی میرے اگے منگو، موڈھے بھورا لوئی
بلھیا ہیر سلیٹی ویکھو! کتھے جا کھلوئی
رانجھا رانجھا کر دی نی میں، آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا، ہیر نہ آکھو کوئی

کیا درست بندش جچتے راگ اور لفظوں کی ضرورتوں کو کس طرح بلھے شاہؒ نے پورا کیا ہے اور اسی خیال کو وہ اٹھا کر کہاں لے گئے ہیں۔ دونوں کافیوں کو ساتھ ساتھ رکھتے ہوئے اندازہ ہو جاتا ہے کہ سید بلھے شاہؒ کی کافی شاہ حسینؒ کی کافی سے بہت آگے کی چیز دکھائی دیتی ہے۔

Scanned with CamScanner

سید بلھے شاہؒ کے بعد جو کافی کے نامور شاعر ہوئے وہ خواجہ غلام فریدؒ ہیں۔ خواجہ صاحبؒ کو صوفیانہ فکر ورثے میں ملی اور انہوں نے بھی چھوٹی عمر میں ہی شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی زبان پر ہلکا سا سندھی رنگ اور ملتانی رنگ گہرا ہے۔ یہ وہی ملتانی رنگ ہے کہ جسے اب سرائیکی کا نام دے کر اسے ایک الگ زبان منوانے کے جتن ہو رہے ہیں حالانکہ ملتانی زبان پنجاب اور پنجابی زبان کا ہی ایک رنگ اور لہجہ ہے۔ ملتانی بولی اصل میں پنجابی زبان کا ایک قدیم رنگ ہے اور اس کے بولنے کا رواج قدیم پنجاب کے مغربی حصے کے چھوٹے سے خطے میں ہے جس میں ملتان، مظفرگڑھ، بہاولپور، مٹھن کوٹ اور اس کے اردگرد کا تھوڑا سا علاقہ آتا ہے۔ اس علاقے کے باشندوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جن کے آباؤاجداد عربوں اور ایرانیوں کی اولاد تھے۔ جو کبھی کسی زمانے میں وہاں سے آکر یہاں پر آباد ہو گئے تھے اور اسی لئے ہمیں ملتانی میں عربی فارسی الفاظ کی بھرمار نظر آتی ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ اور سید بلھے شاہؒ کے درمیان تقریباً ڈیڑھ سو سال کا فرق ہے اور اسی عرصے میں پنجابی زبان پر زبردست نکھار آچکا تھا اور خواجہ صاحب کو جو زبان ملی وہ بڑی منجھی ہوئی او شستہ تھی۔ لیکن پھر بھی خواجہ صاحب کا کلام سید بلھے شاہؒ کے پائے تک نہیں پہنچتا۔

جب ہم سید بلھے شاہؒ اور خواجہ غلام فرید کی کافیوں کا موازنہ کریں تو خواجہ صاحب بلھے شاہؒ کے مدرسے کے ہی ایک طالب علم معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں اپنی طرف سے کہنے کے لئے کوئی بات ہے ہی نہیں کہ گویا ایک سعادت مند شاگرد کی طرح استاد کو دیکھ کر وہ صفحوں کے صفحے نقل کئے جاتے نظر آتے ہیں۔ چونکہ وہ بھی سید بلھے شاہؒ کی ہی طرح توحید وجودی کے قائل ہیں جس لئے ان کی فکر و نظر بلھے شاہؒ کی ہی فکر و نظر کا ایک جز معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ اپنے استاد کے خیالات کی حد تک ہی پیروی نہیں کرتے ان کے الفاظ تک کو دہرا جاتے ہیں:

بلھے شاہؒ:

ابراہیم چِخا ساڑیو
ذکریے سر کلوتر دھرایو
یوسف ہٹو ہٹ وکایو
کہو سانوں کیہہ کجھ لیایا اے

O

خواجہ فریدؒ:

ابراہیم اڑاہ اُڑایو
یار برہوں دا چایو
زکریا کلوتر چرایو
یحیٰ گھوٹ کہایا

O

بلھے شاہؒ:

موسیٰ نوں کوہ طور چڑھایو
اسماعیل نوں ذبح کرایو
یونس مچھلی نوں نگلایو

کیہہ اوہناں نوں رتبے چاڑھیائی

O

خواجہ فریدؒ: صابر دے تن کیڑے بچھے
موسیٰ طور جلایا
یونسؑ پیٹ مچھی دے پایو
نوح طوفان لڑھایا

O

بلھے شاہؒ: آپے یوسف قید کرایو
یونس مچھلی توں نکلایو
صابر کیڑے گھت بہایو
پھیر اوہناں تخت چڑھائیدا

O

خواجہ فریدؒ: مان مہیں دا چاک
اساڈے من بھانو دا

O

بلھے شاہؒ: لوکاں بھانے چاک مہیں دا
رانجھا وگاں وچ کھیندا
ساڈا دین ایمان

O

خواجہ فریدؒ: سکھ ریت روش منصوری نوں
ہن ٹھپ رکھ کنز قدوری نوں

O

بلھے شاہؒ: عین غین دی خبر کیہہ جانیں
پڑھیا علم بھلاتا!
کنز قدوری منطق معنے
پڑھیا علم گواتا

کہیں کہیں تو سید بلھے شاہؒ کے وہ الفاظ جن کی بندش پر الہام کا گمان ہوتا ہے خواجہ فریدؒ کے مونہہ سے بے ساختہ نکل جاتے ہیں جس طرح کہ بلھے شاہؒ نے ہی اُن کو یہ کہہ دیا تھا:

اِکّو الف تیرے درکار

علموں بس کریں او یار

○

خواجہ فریدؒ: الف ہکو ہم بس وے میاں جی

بے مثال محبت کا عکس تو جیسے دونوں پر ہی یکساں پڑا تھا جس لئے فکر و نظر کے اعتبار سے دونوں ہی ایک دوسرے کے مماثل دکھائی دیتے ہیں:

بلّھے شاہؒ: رانجھا جوگیڑا بن آیا
واہ واہ سانگی سانگ رچایا

○

خواجہ فریدؒ: رانجھا انگ لگایا اے
سب غیر دا وہم بھلایا اے

ان دونوں کافی نگاروں نے اپنی اپنی کافیوں میں علمی پڑھائی پر طنز و تشنیع کے ڈونگرے برسائے ہیں اور اس اعتبار سے خواجہ فریدؒ کو سید بلّھے شاہؒ کے خیال مکتب کا ایک طالب علم کہا جاسکتا ہے۔

بلّھے شاہؒ: ملاں مینوں سبق پڑھایا
الفوں اگے کجھ نہ آیا
اوہ ب ای ب پکار دا ای

○

خواجہ فریدؒ: ہکو الف مینوں بر نوم ڑی
تی ب ت مول نہ بھا وم ڑی

حقیقت یہ ہے کہ سید بلّھے شاہؒ نے وحدت وجودی کا قدیم خیال شاہ حسینؒ سے ہی لیا اور خواجہ فریدؒ نے سید بلّھے شاہؒ سے حاصل کیا۔ اس بات کا واضح ثبوت یہ ہے کہ خواجہ فرید نہ صرف سید بلّھے شاہؒ کے خیال و فکر کے طالب علم ہیں بلکہ ان کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے والے ایک راہی بھی ہیں۔

خواجہ فریدؒ: ہن میں رانجھن ہوئی
رہا فرق نہ کوئی
جیں سنگ دلڑی پیت لگائی
آخر بن گئی سوئی!

○

خواجہ فریدؒ: رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

سید بلّھے شاہؒ کے کلام کی پختگی اور جامعیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ ان سے ڈیڑھ صدی بعد آنے والا ایک عظیم صوفی شاعر اُن کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلنے کا انداز سیکھ رہا ہے۔ اس اعتبار سے بھی سید بلّھے شاہؒ بے مثل اور بے نظیر شاعر تھے۔ اپنے کلام کے متعلق ان کی اپنی رائے بھی یہی تھی اسی لئے توانہوں نے اپنی ایک مشہور کافی میں یہ کہا تھا:

جس نہ درد دی بات کہی
اُس پریم نگر نہ جھات پئی
اوہ ڈُب موئی سب گھات گئی
اوہ کیوں چندری نے جایا ہے

اُن کا یہ خیال کہ جس بات میں درد نہ ہو اس بات کا کیا فائدہ بلکہ اس کا دنیا میں آنے کا کیا مقصد جو بھرپور بات نہ کر سکا۔ یعنی سخن نہ کہہ سکا۔ اس سے تو موت اچھی۔ اس کا ہونا نہ ہونا ایک جیسا ہے۔ یعنی جو اپنے دل کی آتش کو درد کے لانبوؤں میں چڑھا کر ورق کو نہ لگا سکا اسے کسی طرح بھی پختہ شاعر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ درست ہے کہ یہ تینوں شاعر ہی کافی کے عظیم شاعر ہیں اور ان کا کوئی ثانی نہیں ہے لیکن سید بلّھے شاہؒ کے مقابل ان باقی دو میں سے کوئی ایک بھی آنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ فکر و فن کے لحاظ سے، مقبولیت و پذیرائی کے لحاظ سے اور نہ ہی زبان و بیان کے لحاظ سے سید بلّھے شاہؒ کافی کے بے تاج بادشاہ ہیں جو جوش، جو جذبہ اور سلاست و روانی بلّھے شاہؒ کی کافیوں میں موجود ہے ان باقی دونوں شاعروں کے کلام میں نہیں ہے اور جو مقبولیت و پذیرائی بلّھے شاہؒ کو حاصل ہے وہ کسی اور پنجابی صوفی شاعر کو نصیب نہیں ہو سکی۔

کافی کی ہیئت کے حوالے سے پروفیسر محمد آصف خان کی کتاب ''کافیاں شاہ حسینؒ'' اور راقم کی کتاب ''لٹکیں لٹکیں آگیا'' قاری کی تشنگی کو بڑی حد تک دور کرتی ہیں۔

شاہ عنایت قادریؒ کا بلّھے شاہؒ سے ناراض ہونا:

شاہ عنایت قادریؒ آرائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے اور بلّھے شاہؒ سید تھے جس لئے ان کے رشتہ دار اکثر طنز و طعن کیا کرتے تھے کہ دیکھو اس نے سید زادہ ہو کر ایک آرائیں کی بیعت کر لی ہے۔ اس بات کا ذکر اشاروں میں سید بلّھے شاہؒ نے اپنے کلام میں بھی جا بجا کیا ہے۔ مگر بلّھے شاہؒ فرط عقیدت سے اکثر یہ کہا کرتے کہ بلّھےؒ کو سید مت کہو وہ بھی آرائیں ہے۔

اس طرح آپ اپنے قول و عمل سے ثابت کیا کرتے تھے کہ فقر کی دنیا میں نام و نسب کی کوئی حقیقت نہیں۔

مشہور ہے کہ ایک دفعہ سید بلّھے شاہؒ کے محبوب مرشد شاہ عنایت قادریؒ ان سے زبردست ناراض ہو گئے تھے۔ یہ مکمل واقعہ کئی کتابوں میں مذکور ہے جس طرح کہ مطیع الرحمٰن ہاشمی نے اپنی تصنیف ''تذکرہ بلّھے شاہؒ'' میں نقل کیا ہے کہ ''جس طرح کہ سید وارث شاہؒ کی زبانی حافظ غلام مرتضیٰ قصوریؒ نے ہیر کے چند بیت سن کر فرمایا تھا: وارثاؒ تو نے موبخ

کی رسی میں نایاب موتی پرو دیئے ہیں۔" اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلھے شاہؒ کی کوئی عرفانی کافی سن کر حافظ صاحب پھڑک اُٹھے ہوں گے بہرحال اگلے صفحات میں آپ کو اندازہ ہو گا کہ اب استاد اور شاگرد میں کس قدر ارتباط ہو گیا تھا۔

اب استاد اور شاگرد میں روابط بڑھ گئے تھے بلکہ استاد اپنے شاگرد کے عقیدت مندوں میں سے ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد حافظ غلام مرتضیٰؒ صاحب کی صاحبزادیوں کی شادیاں شروع ہوئیں۔ چونکہ حافظ صاحبؒ کے تعلقات دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اس لئے بہت سے مہمان اس تقریب رخصتی میں شامل ہوئے۔ شادیوں میں کھانے کا انتظام بہت وسیع پیمانے پر کیا گیا تھا اور حضرت بلھے شاہؒ کو منتظم مقرر کیا گیا تھا جس اثنا میں آپ مہمانوں کو کھانا کھلا رہے تھے عین اسی وقت مولوی ظہور محمد صاحب قصور میں آپ سے ملنے کے لئے آگئے۔ صاحب موصوف شاہ عنایت قادری کے داماد بھی تھے اور بھتیجے بھی اور پھر مرید خاص بھی تھے۔ چنانچہ مولوی ظہور محمد صاحب نے ایک درویش کے ذریعے حضرت بلھے شاہؒ صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع بھجوائی۔ آپ نے درویش سے کہا کہ مولوی صاحب کی پوری پوری خاطر مدارت کریں۔ غرضیکہ ہر طرح سے ان کی دیواری و مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں شادی کے مدعوئین کو کھانا کھلانے میں مصروف ہوں۔ اس لئے یہاں سے فارغ ہو کر حاضر ہوں گا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے شب بھر آپ وہیں مصروف رہے اور ملاقات کے لئے مولوی ظہور محمد صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ ادھر مولوی ظہور محمد صاحب رات بھر آپ کا انتظار کرتے رہے۔ علی الصبح غصہ میں آکر سیدھے لاہور پہنچے اور حضرت شاہ عنایت قادریؒ سے جاکر شکایت کی کہ میں قصور میں بلھے شاہؒ صاحب سے ملنے کے لئے گیا تھا' شب بھر انتظار کرتا رہا لیکن وہ مجھے ملنے تک نہیں آئے اور اپنی خودی اور تکبر کے نشہ میں اس قدر سرشار تھے کہ میرے آنے کی پروا تک بھی نہیں کی۔ الغرض شاہ عنایت قادریؒ جلال میں آگئے اور ناراض ہو کر اسی وقت آپ نے بلھے شاہؒ کی تمام ولایت سلب کرلی۔

اصل میں یہ ایک زبردست امتحان تھا۔ ایک طرف تو آپ کو اپنے استاد حافظ غلام مرتضیٰ صاحب کی خوشنودی کے پیش نظر کھانے کے انتظامات سرانجام دینے تھے اور اُدھر دوسری طرف مرشد کا بھتیجا اور داماد نیز آپ کا پیر بھائی آیا بیٹھا تھا۔ لازمی طور پر ان دو میں سے کسی ایک کی اطاعت سے دوسرے کی نافرمانی کا الزام آپ پر وارد ہونا ہی تھا۔ آپ بھی عجیب کشمکش میں مبتلا تھے' بقول کسے:

ع بیک کعبہ روئے و بیک کعبہ پشت

الغرض جب آپ کی تمام ولایت سلب ہو گئی تو اسی وقت آپ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کی خدمت میں گئے اور کہا کہ آپ اپنا انتظام اور سامان خوردونوش مجھ سے سنبھال لیں۔ چنانچہ آپ نے تمام سامان اُن کے سپرد کیا اور اپنے ڈیرے پر واپس تشریف لے آئے اور آپ نے اپنی غلطی کی معذرت خواہی کے لئے شطاریہ فرقہ کے شیخ اعظم شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے مزار پر گوالیار جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اُن سے سفارشی چٹھی لائی جائے۔ کیونکہ وہ اس ملک کے افسر بالا تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر تان سین کی قبر پر بیری کے پتے بھی کھائے جن کے متعلق مشہور ہے کہ جو وہ پتے کھائے وہ موسیقی

سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ سو اس مقصد میں آپ کو کامیابی حاصل ہوئی اور شاہ محمد غوث گوالیاری" کے مزار پر آپ نے چلہ بھی کیا۔ تان سین کی قبر بھی انہی کے احاطۂ مزار میں ہے۔

الغرض کچھ عرصہ بعد آپ گوالیار سے واپس قصور تشریف لے آئے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں آپ نے الہامی اور پُرسوز شاعری کی۔ آپ کو اپنے مرشد شاہ عنایت قادری" سے اس طرح عشق تھا کہ جس طرح مولانا روم" کو شمس تبریز" سے تھا۔

جس طرح مولانا روم" نے شمس تبریز" کی فرقت میں ایک انتہائی ضخیم دیوان لکھ ڈالا اور تمام دیوان میں جا بجا شمس تبریزی" کا نام تسلی خاطر کے لئے لکھتے رہے۔ حتیٰ کہ غزلیات کے مقطع میں اپنا تخلص یا نام بھی نہیں لکھا بلکہ شمس تبریز" کا نام ہی لکھتے رہے۔ جس سے عوام اُسے شمس تبریز" کا ہی دیوان سمجھنے لگے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دیوان مولانا روم" کا ہی ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت بلھے شاہ" بھی اپنی کافیوں میں جا بجا اپنے محبوب مرشد شاہ عنایت قادری" کا نام لکھ لکھ کر اپنی آتش عشق کو سرد کرتے رہے اور اپنے دل کو تسکین دیتے رہے۔ ملکہ شاعری تو قدرت نے آپ کو پیدائشی طور پر ہی ودیعت کیا ہوا تھا۔ اب آپ شیخ محمد غوث گوالیاری" کے فیضان سے اور تان سین کی قبر سے بیری کے پتے کھانے سے موسیقیت کے لئے مزید طبیعت موزوں اور ہموار ہو گئی تھی۔ پھر اس طویل ہجر و فراق سے طبیعت کے جوہر اور کھل گئے تھے۔

چنانچہ آپ نے اس زمانہ میں سوز سے بھری ہوئی اور ایسی دلدوز کافیاں لکھیں جو دلوں پر تیر و نشتر کا سا کام کرتی ہیں۔

الغرض قصور میں ایک دن ٹھہر کر لاہور کی راہ لی اور سیدھا مجرا کرنے والوں کے پاس گئے اور یہ لوگ اکثر شاہ عنایت" کو قوالی سنایا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت بلھے شاہ" کو پہچان لیا۔ لیکن آپ نے انہیں افشائے راز کرنے سے منع کر دیا۔ ایک دن جمعہ کے روز انہوں نے شاہ عنایت" کے ہاں قوالی کو جانا تھا اور آپ نے انہی کہا کہ آپ قوالی ختم کر چکیں تو حضور سے کہنا ہمارے گھر ہندوستان سے ایک مغنیہ آئی ہے۔ اگر ارشاد ہو تو اگلے جمعے کو مجرا کے لئے حاضر کی جائے۔ پھر جو حکم ملے مجھے بتانا۔ جب اگلے جمعہ کو قوال شاہ عنایت قادری" کے ہاں محفل کے لئے آئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ شاہ عنایت" نے فرمایا کہ اس مغنیہ کو ہم خوب جانتے ہیں خیر اگلے جمعے اسے ساتھ ضرور لانا۔

الغرض جمعہ آگیا اور آپ نے صبح صادق ہونے سے پہلے غسل فرمایا۔ نماز تہجد ادا کی اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے تاکہ منظوری ہو جائے اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنا سابقہ لباس اُتارا اور مغنیوں کا لباس پہنا۔ پاؤں میں گھنگرو ڈالے اور چہرے پر نقاب ڈال کر ان کے ساتھ چل پڑے۔ جونہی محفل سماع منعقد ہوئی' آپ نے ایسا پُرسوز کلام سنایا کہ تمام اہل محفل وجد میں آگئے۔ خود گانے والے اور سازندے حیران ہو کر رہ گئے۔

جب ہر طرف سے واہ واہ اور آفرین باد کی آوازیں آنے لگیں تو آپ نے فوراً لے بدل کر یہ کافی شروع کر دی:

تیرے عشق نچائیاں کر تھیا تھیا

ایس عشق دے کولوں سانوں ہٹک نہ مائے

لاہور جاندے بیڑے کون موڑ ہٹائے

ایس عشقدی جھنگی وچ مور بولیندا
سانوں قبلہ تے کعبہ پیارا یار دیندا
سانوں گھائل کرکے پھیر خبر نہ لیا
تیرے عشق نچائیاں کر تھیا تھیا

اسی محفل سماع میں شاہ عنایت قادریؒ کے چھوٹے صاحبزادے بھی موجود تھے جو نہایت سادگی میں آکر والد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ باباجی پتا نہیں یہ مغنیہ کون ہے کہ عین اُس وقت آپ نے دوسری کافی شروع کر دی:

کیا جاناں میں کوئی رے بابا کیا جاناں میں کوئی
نچن لگی تے گھونگٹ کیہا مونہہ توں لہہ گئی لوئی
جو کجھ کرسی اللہ بھانا کیا کجھ کرسی کوئی
جو کجھ لیکھ متھے دا لکھیا میں اُس تے شاکر ہوئی
کُو کُو کردی قمری آئی! گل وچ طوق پیوئی
بس نہ کردی کُو کُو کولوں کُو کُو اندر موئی
عاشق بکرا معشوق قصائی! میں میں کردی کوہی
جوں جوں میں زیادہ کردی توں توں موہی موہی
کسے اِک سہی میں دَس سہیاں پھر کیہہ کرسی کوئی!
جس دے نال میں پیت لگائی تس جیہی میں ہوئی
الف پچھاتا ب پچھاتی ت ملامت ہوئی
جو کجھ ساڈے اندر دسدا ذات ہماری سوئی
جے مہر کریں تے فضل کریں پھر میں عاجز نوں ڈھوئی
بلھا شاہ عنایت کرکے!! شوق شراب ذتوئی
کیہہ جاناں میں کوئی رے بابا کیا جاناں میں کوئی

سید بلھے شاہؒ جب یہ کافی گا چکے تو شاہ عنایت قادریؒ نے فرمایا کہ تو بلھا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ نہیں حضور بھلا (بھولا) ہوں۔ مرشد نے اُٹھ کر گلے سے لگا لیا اور جو کچھ فیض سلب کیا تھا واپس عنایت کر دیا اور فرمایا: "شاباش بیٹا! اب بے فکر ہو کر رہو۔ آئندہ تمہاری ولایت تم سے کوئی نہیں چھینے گا۔"

اس طرح سید بلھے شاہؒ نے اپنے محبوب مرشد کو راضی کر لیا اور دونوں گلے مل گئے۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور

ع جب گلے سے مل گئے سارا گلہ جاتا رہا

الغرض اپنے مرشد کو راضی کرنے کے بعد آپ واپس قصور آگئے اور حسب معمول لوگوں کو ہدایات و تبلیغ کرنے میں مصروف ہو گئے اور قصور کے رہنے والے آپ کے تقویٰ اور فقر درویشی کے سبب اُسی طرح آپ کا احترام کرنے لگ

گئے۔

خوارق و کرامات:

یوں تو ہمارے بزرگوں اور صوفیوں سے بے شمار غیر معمولی افعال اور تصرفات منسوب کئے جاتے ہیں اور کچھ لوگ بھی ان غیر معمولی افعال و تصرفات کو مزید مرچ مسالہ لگا کر بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔ سید بلھے شاہؒ کے بارے میں بہت سا قلمی اور مطبوعہ اور یادداشتوں پر مبنی مواد ملتا ہے اور بے شمار کرامات آپ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ تاہم ان میں سے چند کرامات جو کہ بہت مشہور اور قلمی و مطبوعہ نسخوں میں پائی جاتی ہیں' بیان کرتے ہیں:

کرامت اول: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ جس گاؤں (پانڈوکے) میں رہتے تھے سخت قحط آن پڑا اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ میری نشست گاہ پر مٹی ڈال ڈال کر اسے اونچا کریں اور فی کس دو آنے کے حساب سے سب کو اُجرت دی جائے گی۔ چنانچہ اردگرد کے لوگ مٹی ڈالنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ آپ روزانہ شام کو جب دیہاڑی پوری ہو جاتی تو اپنے جائے نماز کے نیچے سے رقم نکال نکال کر تمام مزدوروں کو فی کس دو آنے کے حساب سے ادا کر دیتے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے دو آدمیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یقیناً اس جائے نماز کے نیچے ایک بہت بڑا خزانہ دفن ہو گا۔ چنانچہ یہ دونوں شخص رات کو آئے اور انہوں نے اس جگہ کو نیچے سے کھودنا شروع کر دیا۔ لیکن اُن کو کافی گہری کھدائی کرنے کے باوجود جب ان کو وہاں سے کچھ نہ ملا تو انہوں نے مجبوراً وہ کھدائی کی ہوئی مٹی اس گھڑے میں ڈال دی اور جگہ ہموار کر دی اور حسب معمول جائے نماز بچھا دیا تاکہ یہ بھید نہ کھل سکے۔

دوسرے روز وہ دونوں شخص دیگر مزدوروں کے ساتھ مل کر پھر اسی جگہ مٹی ڈالنے لگ گئے۔ جب دیہاڑی پوری ہو چکی تو آپ نے اُن دو آدمیوں سے کہا کہ تمہیں آج کی مزدوری ان تمام مزدوروں کو مزدوری ادا کر چکنے کے بعد دی جائے گی۔ سو جب آپ تمام مزدوروں کو دو دو آنے ادا کر چکے تو ان دو آدمیوں کو آپ نے چار چار آنے ادا کئے۔ تو دوسرے مزدوروں نے آپ سے عرض کی کہ آپ نے ہمیں تو سب کو دو دو آنے اُجرت ادا کی ہے لیکن ان مزدوروں کو چار چار آنے دیئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بھئی یہ تو رات کو بھی کام کرتے رہے ہیں اور آپ لوگوں نے تو صرف دن کو ہی کام کیا ہے۔ اس بات پر وہ دونوں آدمی بڑے شرمسار ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

کرامت دوم: ایک بار سردیوں کے موسم میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ گویا چاروں طرف سے ابرو بادوباراں کا ایک طوفان اُمڈ آیا تھا اور اتفاق سے آپ اس وقت گھر میں نہ تھے صرف خواتین ہی تھیں۔ آپ کا مکان کچا تھا اور اس کی چھت پر لکڑی کا پرنالہ لگا ہوا تھا کہ اس اثنا میں ایک راجپوت جو کہ پانڈو کی اولاد میں سے تھا' اس کا آپ کے مکان کے پچھواڑے سے گزر ہوا۔ اُس نے اپنے ہاتھ میں ایک بانس کی لمبی سی چھڑی پکڑ رکھی تھی۔ جس سے اس نے شرارت کرتے ہوئے آپ کے مکان سے پرنالے کو گرا دیا اور چھت کا تمام پانی مکان کے اندر گرنے لگا۔ اس شخص نے جو یہ نازیبا شرارت کی اسے پاس ہی مسجد میں ایک آدمی نے دیکھ لیا تھا۔ اُس شخص نے آپ کو بتایا کہ حضور فلاں شخص نے آپ کے پرنالہ کو چھڑی مار کر گرا دیا ہے تو آپ جلال میں آگئے اور فرمانے لگے کہ کیا وہ شخص خیریت سے اپنے گھر پہنچ گیا ہے؟

کہتے ہیں کہ ابھی وہ شخص اپنے گھر تک بھی نہیں پہنچنے پایا تھا اس کے پیٹ میں شدید درد کی لہر اٹھی اور وہ تڑپنے

لگا۔ اس کے والدین بھی اس کی اطلاع پا کر بھاگے آئے اور آپ سے معذرت طلبی کے لئے آئے۔ ابھی وہ آہی رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے یہ اطلاع دے دی کہ وہ بدبخت مرگیا ہے۔

کرامت سوم: یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ جب اورنگ زیب عالمگیر کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی وفات کے بعد چاروں طرف بالخصوص پنجاب میں طوائف الملوکی اور خانہ جنگی کی آگ بھڑک اُٹھی تھی اور سکھ پنجاب پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دور ایک پُرآشوب دور تھا اور اس دور میں دو ہزار سکھ سپاہیوں کا ایک جتھہ جن کے پاس توپ خانہ بھی تھا' ملتان کی جانب کسی مقام پر حملہ کرنے کی غرض سے رواں دواں تھا۔ یہ جتھہ جب موضع منگے نزد رائے ونڈ پہنچا تو اس نے یہاں پر پڑاؤ ڈالا۔ اس جتھہ میں ایک سکھ سپاہی جو موضع گھونڈ کا رہنے والا تھا' اس نے اپنے سکھ افسر سے ایک رات کی چھٹی مانگی تاکہ وہ اپنے بیوی بچوں سے مل آئے جو کہ نزدیکی گاؤں میں رہتے تھے۔ اُس کے افسر نے اسے چھٹی دے دی اور وہ سکھ سپاہی نزدیکی گاؤں "گھونڈ" کی جانب روانہ ہوگیا۔

اُس کے گاؤں کو جانے والا راستہ اتفاق سے موضع پانڈو کے میں سے گزرتا تھا اور یہ وہ گاؤں تھا کہ جہاں حضرت بلھے شاہؒ مقیم تھے۔ یہ گاؤں پانڈو بھٹی کی ملکیت تھا اور یہاں کے تمام رنگھڑ بڑے متکبر اور ہٹ دھرم تھے۔ وہ اپنے گاؤں سے کسی بھی گھوڑ سوار کو گزرنے نہیں دیتے تھے اور ان کا اعلان تھا کہ اگر کسی میں یہ جرأت ہے تو وہ ہمارے علاقہ میں سے گھوڑے پر بیٹھ کر گزر کر دکھائے۔ جب وہ سکھ سپاہی گھوڑے پر سوار ہو کر گاؤں سے گزرا تو رنگھڑ نوجوانوں نے اسے گھوڑے سے اُتار لیا۔ گھوڑا اُس سے چھین لیا اور اس کی خوب پٹائی کی۔ اسے گھسیٹ کر اس جگہ پر لایا گیا جہاں موچی چمڑا رنگتے تھے۔ انہوں نے سکھ سپاہی کے کیس کھول ڈالے اور کنوں کا غلیظ پانی اس کے سر اور منہ میں ڈالا گیا حتیٰ کہ اسے بری طرح ذلیل کیا۔ اُس دن گاؤں کا سردار پانڈو اتفاق سے گاؤں میں موجود نہ تھا۔ بہرحال یہ ہنگامہ دیکھ کر سید بلھے شاہؒ آگے بڑھے اور سکھ سپاہی کو ان رنگھڑ نوجوانوں سے چھڑا دیا۔ اس کو اس کے گھوڑے پر سوار کرایا اور اسے گاؤں کی حدود سے پرے تک چھوڑ کر آئے اور کہا کہ تم جاؤ میرے ساتھ جو کچھ ہوگا' دیکھا جائے گا۔ جب آپ اس سکھ سپاہی کو الوداع کر کے واپس آئے تو گاؤں کے تمام رنگھڑ آپ کے خلاف ہوگئے۔ آپ پر الزام یہ لگایا گیا کہ آپ نے ایک غیر مسلم کی حمایت کیوں کی ہے۔ اتنے میں گاؤں کا سردار پانڈو بھی آن پہنچا۔ اس نے بغیر کسی صلاح مشورے کے یہ فیصلہ دے دیا کہ بلھے شاہؒ کو پتھر مار مار کر یہاں سے نکال دیا جائے۔

تاہم لوگوں کی اکثریت آپ کے تقویٰ و نجابت کی وجہ سے بڑا احترام کرتی تھی جس لئے آپ کو پتھر مارنے کی کوئی بھی گستاخی کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ لیکن پانڈو اور سدھار کی اولاد نے آپ کو اینٹیں اور روڑے مارنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ اس وقت ایک شیخو نامی شخص کی بروقت امداد سے آپ کی جان بچ گئی لیکن آپ کچھ روڑے لگنے سے زخمی ضرور ہو گئے۔ یہ شیخو پانڈو کا داماد تھا اور آپ کا بڑا ارادت مند تھا۔ اس ناخوشگوار واقعہ سے دلبرداشتہ ہو کر پانڈو کے سے آپ موضع "دفتوہ" میں چلے گئے جو کہ پانڈو کے سے صرف دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ اس وقت آپ کے والدین اور ہمشیرہ وفات پا چکے تھے۔ چنانچہ گاؤں کے چند معززین نے پانڈو بھٹی کے پاس جا کر کہا کہ دیکھئے حضرت بلھے شاہؒ کے والد ہمارے پیش امام رہ چکے ہیں اور سید بھی ہیں اور ان کی نجابت و شرافت کسی بھی شک و شبہ سے بالا ہے اور جب اردگرد کے لوگ

Scanned with CamScanner

سنیں گے تو کیا کہیں گے کہ پانڈو کس قدر بے لحاظ اور ناقدر شناس آدمی ہے کہ اس نے ایک سید زادے اور عالم زادے کو اپنے گاؤں سے نکال باہر کیا۔ راجپوتوں اور راٹھوں کا تو یہ شیوہ ہرگز نہیں ہے۔ تاہم ان لوگوں نے فیصلہ یہ کیا کہ موضع دفتوہ میں جاکر بلھے شاہؒ سے معافی مانگی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی بددعا کر دیں اور ہماری تباہی و بربادی ہو جائے۔ چنانچہ پانڈو، سدھار اور شیخو (جو پانڈو کا داماد اور آپ کا ارادت مند تھا) یہ تینوں موضع دفتوہ میں جا پہنچے اور آپ سے کہا کہ ہم آپ کو لینے آئے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ گاؤں چلیں۔ آپ نے فرمایا، ہم اس گاؤں کو چھوڑ آئے ہیں اب دوبارہ اس گاؤں نہیں جائیں گے۔

پانڈو نے کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ واپس گاؤں رضامندی سے نہیں جائیں گے تو زبردستی اٹھا کر لے جائیں گے۔ آپ نے پھر انکار کیا اور پانڈو نے نہایت بے ادبی سے آپ کا بازو کھینچ کر ساتھ چلنے کو کہا۔ آپ نے فرمایا میرے بازو کو چھوڑ دو، ہم نہیں جائیں گے۔ تو اس نے کہا کہ اگر آپ نہیں جائیں گے تو ہم کم از کم آپ سے دعا یا بددعا کچھ نہ کچھ ضرور لے کر ہی جائیں گے، خالی نہیں لوٹیں گے۔ تاہم آپ نے فرمایا میرے پاس نہ دعا ہے اور نہ بددعا! لیکن آپ کے اس دو ٹوک جواب پر بھی پانڈو آپ سے بحث و تکرار سے باز نہ آیا اور اُلٹی سیدھی باتیں کرنے میں مشغول رہا۔ وہ وہی کھینچا تانی کرتا رہا اور آپ غصے میں آگئے اور فرمایا:

بلھا جے توں غازی بنائیں لک بنھ تلوار
پہلوں رنگھڑ پانڈو مار کے پچھوں کافر مار
اُجڑ گئے پانڈوکے نکھر گیا سدھار
وسدا رہے شیخوپورہ لگی رہے بہار

نوٹ: یہ شیخوپورہ ضلع شیخوپورہ نہیں ہے بلکہ پانڈوکے کا گاؤں ہے جو اب بھی آباد ہے اور اسی گاؤں کو پھر سے شیخو کی اولاد نے آباد کیا تھا۔

وہ سکھ سپاہی جب اپنے بال بچوں سے مل کر واپس اپنے رسالہ میں آیا تو اس نے تمام واقعہ اپنی پلٹن کو سنا دیا۔ تب فوج کے تمام افسروں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ملتان کی جانب بعد میں چلیں گے پہلے پانڈوکے والوں کی خبر لی جائے اور سکھوں کی فوج بلائے آسمانی کی طرح پانڈوکے پر ٹوٹ پڑی۔ جو سامنے آیا تہہ تیغ ہوا اور جب گاؤں کی زمین لوگوں کے خون سے سرخ ہو گئی تو سکھ جتھے نے لوٹ مار شروع کر دی۔ پانڈوکے کا تو یہ حشر ہوا اور سدھار کے متعلق یہ مشہور ہے کہ ایک ایسا جھٹکا آیا کہ یہ سارا گاؤں زمین میں دھنس گیا اور اب بھی اس گاؤں کے کھنڈر کی شکل میں آثار باقی ہیں۔ جب پانڈو نے اپنے گاؤں پر سکھوں کا حملہ دیکھا تو وہ کسی طرح بھاگ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی کہ حضور میرا کچھ تو رہنے دیں تو آپ نے فرمایا کہ اے پانڈو تمہارا رہا تو کچھ بھی نہیں ہاں گاؤں کا نام پانڈوکے ضرور رہے گا اور جب تک یہ گاؤں رہے گا تمہارا نام قائم رہے گا تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

ایک اور واقعہ جو اکثر قصور کے ثقہ لوگوں کی زبانی سنا گیا ہے اور آج بھی یہ واقعہ وہاں کے اکثر بوڑھوں کو یاد ہے کہ جب آپ اپنے مرشد کے حکم سے قصور روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ بھی تھیں اور جمال اور سلطان احمد

مستانہ بھی ہمراہ تھے۔ شہر کے باہر آپ نے ایک تالاب کے کنارے ڈیرہ لگایا۔ آج کل اس تالاب کو سالانے والا تالاب کہا جاتا ہے۔ جو کہ قصور ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی ہے چونکہ یہاں کے لوگ فقر و درویشی کے قائل نہ تھے جس لئے آپ نے شہر سے باہر ہی رہائش اختیار کی تھی اور دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے تھے۔ شروع شروع میں آپ اکثر رویا کرتے تھے اور لوگوں سے بہت کم ملتے اور بات کرتے تھے۔

چند روز بعد اسی تالاب پر کہ جہاں آپ رہتے تھے' آپ نے لنگر کا اجراء بھی کر دیا تھا اور تقسیم لنگر کا انتظام سلطان احمد مستانہ کے سپرد تھا۔ ان دنوں یہ عام چرچا ہوا کہ سالانے والا تالاب پر ایک سید صاحب آئے ہیں جو بڑے متقی اور پہنچے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ سے شرف ملاقات کے لئے دور دور سے لوگ آنے لگے اور رفتہ رفتہ آپ کے زہد و تقویٰ کی خبریں نوابوں کے محلات میں بھی جا پہنچیں۔ انہیں نوابوں میں سے ایک مشہور نواب حاجی رانجھے خاں بھی تھا۔ ان کی ایک ہمشیرہ تھی جو کہ بیوہ ہو چکی تھیں اور اپنی جوانی کی عمر سے ڈھل چکی تھیں لیکن تاہنوز اس کے حسن و جمال کا طنطنہ ابھی باقی تھا۔ اُس نے آپ کا تذکرہ سنا تو اس نے آپ سے نیاز حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی رانجھے خاں سے اجازت طلب کی اور بھائی نے بخوشی اجازت دے دی۔ اگلے روز منادی کرائی گئی کہ حاجی رانجھے خاں کی ہمشیرہ سید بلھے شاہ ؒ کی زیارت کے لئے گزر رہی ہیں اور تمام لوگوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کاروبار بند کر دیں اور سڑکوں بازاروں میں نہ پھریں۔ غرضیکہ پردہ کا پورا پورا اہتمام کیا گیا اور وہ خاتون پالکی میں سوار ہو کر ایک تھالی میں جواہرات لے کر نذر و نیاز کے ساتھ اپنی خادماؤں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں آن پہنچی۔

حضرت بلھے شاہ ؒ چونکہ نہایت حسین اور خوبرو تھے اور پھران کا عہد شباب تھا۔ اس خاتون نے جب آپ کا حسن ملیح دیکھا تو اپنے دل سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اگرچہ گھر سے روانہ ہوتے وقت ان کا ایسا کوئی خیال نہ تھا۔ لیکن اس نے جب آپ کا حسین اور منور چہرہ دیکھا تو دل بے اختیار ہو گیا۔ آپ کو بذریعہ کشف اس خاتون کے دل کی تمام کیفیت کا علم ہو گیا اور اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔ وہ خاتون جواہرات سے بھری تھالی لے کر آپ کے سامنے آگئی۔ لیکن آپ نے پھر دوسری طرف اپنا رخ پھیر لیا۔ بالآخر اس خاتون نے آپ سے اس بے التفاتی کی وجہ پوچھی اور کہا کہ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ میں نواب رانجھے خاں کی ہمشیرہ ہوں اور آپ کے نیاز دیدار کی خاطر آئی ہوں اور کچھ نذرانہ بھی لے کر آئی ہوں۔ لیکن میں اس بے التفاتی کی وجہ نہیں جان سکی۔

آپ نے اس خاتون سے فرمایا' میں نے تو آپ کو اپنی والدہ سمجھا ہے اور آپ کی نذر اس شرط پر منظور کروں گا کہ تم بھی مجھے اپنی زبان سے بیٹا کہو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی اس خاتون کے دل میں اگر کوئی جنسی قسم کے خیالات تھے بھی تو فوراً دور ہو گئے اور اس نے کہا کہ بیٹا آج سے میں تمہاری ماں ہوں اور تو میرا بیٹا ہے۔

ایک دن اسی خاتون نے آپ سے عرض کی کہ آپ شہر کے اندر اپنا ڈیرہ لے آئیں' میں آپ کی رہائش کے لئے بندوبست کر دیتی ہوں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے لئے شہر سے باہر رہنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ لیکن خاتون نے اس قدر اصرار کیا کہ آپ آخر شہر میں آنے پر آمادہ ہو گئے۔ خاتون نے گھر جا کر اپنے بھائی سے آپ کی رہائش کے بندوبست کے لئے جگہ طلب کی اور نواب صاحب نے اپنے گھوڑوں کا طویلہ آپ کے رہنے کے لئے مختص کر دیا۔ یہ وہی جگہ ہے

Scanned with CamScanner

جہاں آج کل مسجد بھی ہے اور آپ کی چلہ گاہ بھی ہے۔

چنانچہ آپ نے وہاں اپنے مکانات بنوالئے۔ اس وقت بارہ کمرے' چھ چوبارے اور ایک کنواں اور ایک بیٹھک تھی۔ آپ کا قیام ایک علیحدہ حجرے میں تھا اور سلطان احمد مستانہ اپنے بال بچوں کے ساتھ ان کمروں میں رہائش پذیر تھے۔ ڈیرے کے لئے جگہ شہر سے باہردی گئی اور یہ جگہ ایک مربع تھی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آج کل آپ کا مزار شریف ہے۔ اس وقت اس ڈیرے کا رقبہ پچیس گھماؤں تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب آپ عبادت سے فارغ ہوتے تو ڈیرے میں آکر بیٹھ جاتے۔ ارادت مند بھی وہاں آجاتے اور آپ ان سے رشد و ہدایت کی باتیں کرتے۔ آپ کو سماع کا بےحد شوق تھا اور دور و نزدیک کے قوال آپ کے ہاں حاضر ہوتے اور آپ کو سماع سے محظوظ کرتے اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور یونہی جاری و ساری رہے گا۔

آپ کی تصنیفات:

کہا جاتا ہے کہ سید بلھے شاہؒ نے جب شاعری کا آغاز کیا تو سب سے پہلے سی حرفیاں اور دوہے ہی لکھے۔ اس طرح انہوں نے پنجابی ادب کی قدیم ترین روایت کو نبھاتے ہوئے اپنے دل میں لگی ہوئی عشق حقیقی کی آگ کی جلن کو سرد کرنے کی کوشش کی لیکن یہ آگ تو وہ آگ ہے کہ جو بجھائے نہیں بجھتی بلکہ اور تیز ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے بارہ ماہے' اٹھوارے اور گنڈھاں کے عنوان سے بھی بڑے مؤثر اور خوبصورت اشعار کہے۔ لیکن ان کی تمام تر شہرت ان کی کافیوں کی وجہ سے ہی ہوئی۔ کیونکہ ان کی کافیاں ان کی دلی کیفیات اور جذبات و خیالات کی پوری پوری عکاس ہیں۔ ان کافیوں کی شہرت و مقبولیت کا اندازہ اس بات سے آپ بخوبی کر سکتے ہیں کہ پنجاب کا کون سا شہر' گاؤں یا گھر ہے جہاں سید بلھے شاہؒ کی کافیاں پڑھی یا سنی نہ جاتی ہوں؟ کون سا صوفیانہ محل ہے کہ جس کا شنگار آپ کی کافی نہ بنی ہو؟ بلکہ پورے ہندوپاک میں جس قدر سید بلھے شاہؒ کی کافیوں کو شہرت و پذیرائی حاصل ہوئی ہے آج تک کسی دوسرے شاعر کے کلام کو نصیب نہیں ہو سکی۔

سید بلھے شاہؒ کے کلام کا کوئی مصدقہ دیوان نہیں ملتا۔ چونکہ 1710ء سے 1750ء تک کا زمانہ پنجاب میں انتہائی بدامنی اور افراتفری کا زمانہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے خود اپنا کلام مدون و مرتب کیا ہو اور وہ کلام زمانے کی شورشوں کی نذر ہو گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اپنا کلام خود نہ مرتب کیا ہو اور کسی دوسرے کو لکھنے کی اجازت دے دی ہو؟ لہٰذا آپ کے کلام کا جو سب سے پہلا مطبوعہ و مرتب نسخہ ملتا ہے وہ (1882ء) کا ہے۔ ذیل میں ہم اب تک چھپنے والے مختلف نسخوں کے متعلق بیان کرتے ہیں:

کافیاں حضرت بلھے شاہؒ: مطبوعہ 1882ء ناشر ملک ہیرا کشمیری بازار' لاہور

اس کتاب میں مرتب کے مطابق سید بلھے شاہؒ کی کل کافیوں کی تعداد 39 ہے لیکن 47 کافیاں ہیں۔ اس میں مؤلف نے کچھ کافیاں شاہ حسین کی بھی شامل کر دی ہیں جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مؤلف و مرتب نے اسے تالیف و ترتیب دیتے ہوئے کس قدر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ نیز اس میں املا کی بھی بکثرت غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ غلط مصرعوں

Scanned with CamScanner

کی تعداد زیادہ اور درست کی تعداد کم ہے۔ طباعت و کتابت بھی انتہائی ناقص ہے۔

گنجینہ معرفت: مؤلفہ و مرتبہ دیوان چند، مطبع گیان پریس، گوجرانوالہ

اس کتاب پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔ یہ کتاب پنجاب پبلک لائبریری میں موجود ہے اور ایکیشن رجسٹر کے مطابق 1886ء میں خریدی گئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت ملک ہیرا کی کتاب کے بعد ہوئی ہے۔ اگرچہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پہلے کی مطبوعہ ہے۔

کافیاں میاں بلھے شاہؒ: پبلشر: ملک دین محمد کشمیری بازار، لاہور

اس کتاب پر بھی سن طباعت درج نہیں ہے۔ لیکن یہ کتاب ملک ہیرا کی کتاب سے بہت ملتی جلتی ہے اور لگتا یہ ہے کہ اس کی اشاعت انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی ہے۔ اس میں کل کافیاں 39 ہیں اور بعض کافیوں پر نمبر شمار کی بجائے راگ کا نام درج ہے اور کہیں کسی سی حرفی پر کافی لکھ دیا گیا ہے۔ اس میں بھی کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، طباعت بھی نازیبا ہے۔

قانون عشق: (عرف حلوائے پنجاب) مؤلف و مرتب انور علی رہتکی، مطبوعہ 1889ء، پبلشر: اللہ والے کی قومی دکان، کشمیری بازار، لاہور

یہ مجموعہ 116 کافیوں پر مشتمل ہے۔ لیکن اس میں دوہے، اٹھوارے، باراں ماہ، گنڈھاں اور سی حرفیاں شامل نہیں ہیں۔ رہتکی نے جس انداز سے ان کافیوں کی تشریح کی ہے وہ تو درکنار خود اسکی کی ہوئی تشریح کی بھی تشریح کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اس نسخہ کا متن نہایت صاف ہے لیکن پھر بھی ساقط الوزن شعروں کی کمی نہیں ہے۔ تاہم یہ وہ پہلا نسخہ ہے کہ جس میں اتنی تعداد میں بلھے شاہؒ کی کافیاں جمع کی گئی ہیں۔ رہتکی کافیوں کی تشریح کرتے ہوئے سالک کے فنافی الشیخ ہونے کا سبق ہی دیتے ہیں جبکہ انہیں بلھے شاہؒ کے شعری محاسن سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

کافیہائے بلھے شاہؒ: مطبوعہ 1896ء، مؤلف و مرتب: پریم سنگھ قصوری

یہ مجموعہ 130 کافیوں پر مشتمل ہے اور علاوہ ازیں اس میں تین سی حرفیاں، ایک اٹھوارہ، ایک بارہ ماہہ اور 40 گنڈھاں شامل ہیں۔ عبارت عموماً صاف ہے۔ پریم سنگھ نے اپنے منابع میں خان صاحب غلام حسین اور قوالوں کا ذکر کیا ہے لیکن قابل تعجب بات یہ ہے کہ اس نے ملک ہیرا، دیوان چند، دین محمد اور رہتکی کے متعلق کچھ نہیں کہا جبکہ 1896ء میں ان کی کتاب کو شائع ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی۔

قلمی نسخہ مرتبہ دسوندھی قصوری: سن تحریر ندارد، مؤلف و مرتب ندارد

یہ قلمی نسخہ ایک شخص دسوندھی کی ملکیت تھا جو کہ قصور میں چق سازی کرتا تھا اور 1932ء میں نسبت روڈ لاہور پر آگیا تھا۔ ان کے مملوکہ نسخے کی ایک نقل فضل میراں چوہان نے کرائی تھی جو ان کے فرزند پروفیسر عبدالغنی چوہان کے پاس محفوظ ہے۔ اس مسودے کے کل 445 صفحات ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس میں شامل کافیاں پریم سنگھ قصوری کے نسخے سے لی گئی ہیں۔ اس میں سی حرفیاں، اٹھوارہ اور باراں ماہ شامل نہیں ہیں۔

قلمی نسخہ شیخ وزیر علی قصوری: سن تحریر ندارد

پاکٹ سائز کا یہ نسخہ 159 صفحات پر مشتمل ہے اور پریم سنگھ قصوری کے نسخے سے ماخوذ لگتا ہے۔ اس میں دسوندھی کے نسخے کی مانند سی حرفیاں' اٹھوارہ اور باراں ماہ شامل نہیں ہیں۔

تذکرہ حضرت بلّھے شاہؒ : اردو ترجمہ از ضیاء الدین احمد برنی' تصنیف اُسبورن' آئی سی ایس' سن تصنیف نامعلوم' طباعت ترجمہ 1920ء' مطبوعہ: محبوب المطابع' دہلی

یہ مجموعہ اسبورن کا مرتب کردہ ہے اور اس میں اس نے بلّھے شاہؒ کی ان چند کافیوں کا انتخاب کیا ہے جو اسے پسند ہیں۔ لیکن ان منتخب اشعار میں بھی بے وزن اشعار کی بھرمار ہے اور ایسا غالباً اس لئے ہے کہ اسبورن کو وزن کا شعور نہیں تھا۔

پنجابی صوفی پوئیٹس (انگریزی): سن اشاعت 1933ء لاہور' مؤلف: ڈاکٹر لاجونتی راما کرشنا

اصل میں یہ پنجابی صوفی شعراء کا تذکرہ ہے اور اس میں ڈاکٹر لاجونتی نے سید بلّھے شاہؒ کی اٹھارہ کافیاں درج کی ہیں اور ان کی مشہور کافی: "بلّھے نوں سمجھاون آئیاں بھیناں تے بھرجائیاں" درج ہے جو کسی طور پہلے نسخے میں نہیں ملتی۔ اس نسخے میں انہوں نے کسی مولا بخش میراثی سے بلّھے شاہؒ کا ایک منظوم مناظرہ "عشق و شرع" بھی نقل کیا ہے۔ جو خاصا دلچسپ لیکن سپاٹ ہے۔ ان دونوں کا ہی خیال ہے کہ یہ اشعار بھی سید بلّھے شاہؒ کے ہی ہیں۔

سونگز آف بلھا (انگریزی): سن اشاعت 1940ء' مترجم: آتم سنگھ' سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس' لاہور

یہ نسخہ سید بلّھے شاہؒ کی 96 کافیوں پر مشتمل ہے جن کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے اور رہتکی کے متن پر مبنی ہے۔

سی حرفی بلّھے شاہؒ : سن اشاعت ندارد' پبلشر: جوت سنگھ' سنت سنگھ لوہاری دروازہ' لاہور

سید بلّھے شاہؒ کی یہ سی حرفی بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کے نسخہ میں سی حرفی دوم کے عنوان سے شامل ہے۔ اس میں بڑی بچگانہ غلطیاں دکھائی دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر حرف "ا" لفظ صحیح کی املا ایسی کی ہے اور سمجھ کا لفظ "ث" سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے باقی عبارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کلیات بلّھے شاہؒ : سن اشاعت 1960ء' مؤلفہ و مرتبہ بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر مرحوم' ناشر: پنجابی ادبی اکیڈمی' لاہور

یہ نسخہ سید بلّھے شاہؒ کی 156 کافیوں پر مشتمل ہے اور ہم نے بھی زیر نظر کتاب میں اسی نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔ اس نسخے میں کافیوں کے علاوہ دوہڑے 'گنڈھاں' سی حرفیاں' اٹھوارہ اور بارہ ماہہ بھی شامل ہیں۔ اس نسخے کی سب سے بڑی خوبی درست املا اور کتابت و طباعت کی صفائی ہے۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس نسخے میں بھی عروضی غلطیاں پائی جاتی ہیں جبکہ بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیرؒ پنجابی کے ایک قادرالکلام شاعر تھے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کلام بلّھے شاہؒ کے تقدس کے پیش نظر اس میں کسی قسم کی تحریف کو بے ادبی و گستاخی محمول کیا ہو۔ لیکن اسے ان کی فن شعر سے ناواقفی یا عروض سے ناآشنائی پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔

بکل: سن اشاعت 1972ء' مطبوعہ: شرکت پریس لاہور' مؤلف و مترجم: سرور مجاز

یہ مجموعہ سید بلّھے شاہؒ کی 33 کافیوں کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم و مؤلف نے اپنے پیش لفظ میں سید

بلھے شاہؒ کے اکثر مطبوعہ نسخوں میں عروض کی غلطیوں کا تذکرہ کیا ہے جو کہ ایک قابل یقین صداقت ہے۔

<u>کافیاں بلھے شاہؒ مع منظوم اردو ترجمہ</u>: سن اشاعت 1975ء' لوک ورثہ اسلام آباد' مئولف و مترجم: عبدالمجید بھٹی

یہ کتاب بلھے شاہؒ کی 96 منتخب کافیوں کے اردو منظوم ترجمے پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں مترجم نے قوالوں اور کاتبوں کے بے پروائی کی وجہ سے پیدا ہو جانے والے شعری اسقام کا تذکرہ بھی کیا ہے اور یہ بڑی جرأت و دلیری کا کام تھا جو کہ بھٹی صاحب نے کر دکھایا۔ ورنہ لوگ تو بلھے شاہؒ جیسے درویش و صوفی شاعر کے کلام پر کسی قسم کی تنقید کو بھی سخت بے ادبی پر محمول کرتے ہیں۔

<u>آکھیا بلھے شاہؒ نے</u>: سن اشاعت 1992ء' ناشر پاکستان پنجابی ادبی بورڈ' لاہور۔ مئولف: محمد آصف خاں

یہ کتاب سید بلھے شاہؒ کے اب تک شائع ہونے والے جملہ مجموعوں میں سب سے خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ ہے اور ضخامت میں بھی لاجواب ہے۔ خاں صاحب نے اپنی اس کتاب میں بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیرؒ کے نسخہ کو ہی اپنی بنیاد بنایا ہے اور اس کا انہوں نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔ بلاشبہ انہوں نے اس یادگار کتاب کو مرتب کرتے ہوئے بڑی محنت کی ہے۔ لیکن اس میں بھی بہت سی جگہوں پر بلھے شاہؒ کے کلام میں عروضی غلطیاں دکھائی دیتی ہیں بلکہ جس طرح ڈاکٹر فقیر مرحوم نے رہنے دیا اسی طرح خاں صاحب نے بھی جوں کے توں مصرعے نقل کر ڈالے ہیں اور وہ سوائے املا میں ردوبدل کے' کوئی دوسرا قابل ذکر کام نہیں دکھا سکے۔ باقی اس کتاب کی اس قدر خوبصورت طباعت و کتابت خاں صاحب کا ایک ایسا کارنامہ ہے کہ جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

<u>کلام بلھے شاہؒ</u>: سن اشاعت نامعلوم' مئولفہ و مرتبہ: ڈاکٹر سید نذیر احمد' ناشر پیکیجز لمیٹڈ' لاہور

یہ مجموعہ 86 کافیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں بارہ ماہہ' اٹھوارہ اور گنڈھاں کے دو بند شامل ہیں۔ اصل میں ڈاکٹر سید نذیر صاحب نے یہ بلھے شاہؒ کی کافیوں کا انتخاب پیش کیا ہے جس میں سے انہوں نے الحاقی اور وہ کافیاں کہ جن کے بارے میں انہیں کوئی شک و شبہ تھا' نکال باہر کی ہیں۔ اس مجموعے کی کتابت و طباعت بڑی عمدہ اور دیدہ زیب ہے اور اس کتاب کے "تعارف" میں ڈاکٹر صاحب نے سید بلھے شاہؒ کے بارے میں اور ان کے کلام کے متعلق ہمیں توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور تحقیق و تدقیق سے لبریز باتیں کی ہیں لیکن افسوس کہ وہ خود کسی ٹھوس نتیجے پر پہنچتے ہوئے اپنا کوئی فیصلہ نہیں دے سکے اور پھر انہوں نے جا بجا شعروں کے اوزان کی درستی کے چکر میں بہت سے شعروں کو وزن میں کرتے کرتے وزن سے خارج کر دیا ہے اور ان کا آہنگ بھی قائم نہیں رہنے دیا۔ تاہم اس کتاب کے آخر میں "اشارات" کے عنوان کے تحت انہوں نے اس کتاب میں شامل کافیوں کے نکات بیان کر دیئے ہیں۔ جن سے ان کافیوں کے مفاہیم کو سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے' یہ ان کا ایک قابل ستائش کارنامہ ہے۔

<u>کلام بلھے شاہؒ</u>: انتخاب: ملک نواب خان' ناشر: نواب سنز پبلی کیشنز' راولپنڈی

یہ مجموعہ بھی 86 کافیوں پر مشتمل ہے اور لگتا ہے کہ اس میں پیکیجز والے نسخے کو ہی بنیاد بنایا گیا ہے بلکہ یہ اس نسخے کی بعینہ نقل ہے۔ ہاں اس کے آخر میں کافیوں کے چیدہ چیدہ مشکل الفاظ کے معنی ضرور لکھ دیئے گئے ہیں جن میں سے اکثر غلط ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب کاروباری نقطہ نظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے شائع کی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

ان مندرجہ بالا نسخوں کے علاوہ بھی حسب ذیل نسخہ جات مطبوعہ شکل میں ملتے ہیں جن کی فہرست محمد آصف خان صاحب نے اپنی کتاب "آکھیا بلھے شاہ" نے" کے آخر میں دی ہے:

کافیاں بلھے شاہ": پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، تاج بک ڈپو، لاہور 1988ء

کلام بلھے شاہ": راجا رسالو، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

ارشادات بلھے شاہ": ترجمہ ضمیر اظہر، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد 1987ء

کافیاں بلھے شاہ": ڈاکٹر محمد جہانگیر خاں، بیگم شمیم عثمانی، پنجابی ادبی لہر، لاہور 1983ء

بلھے شاہ" کہندے نیں: فیروز سنز، لاہور 1988ء

بلھے شاہ" کا کلام: ترجمہ علی اکبر عباس، پنجاب آرٹ کونسل، لاہور 1989ء

بلھے شاہ": ڈاکٹر غفران سید، عزیز پبلشرز، لاہور 1984ء

کلیات حضرت بلھے شاہ": مرتبہ محمد شریف، نوازش علی، سن اشاعت نامعلوم، قصور

کافیاں بلھے شاہ": حسب فرمائش رائے گلاب سنگھ (لاہور) سن اشاعت نامعلوم

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اب یونیورسٹی کی سطح پر بھی سید بلھے شاہ" پر تحقیق اور تنقیدی کام ہوا ہے۔ مثال کے طور پر پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ بھارت نے 1989ء میں پی ایچ ڈی کی سطح پر ایک مقالہ "سائیں بلھے شاہ، چتن کلا" شردیو سنگھ گل سے لکھوایا ہے اور پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ بھارت نے 1986ء میں کلدیپ کور سے ایک مقالہ لکھوایا جس کا موضوع تھا "پنجابی صوفی کاوا تھیاچار پہلو شاہ حسین اتے بلھے شاہ" دی وشیش پرسنگ" اور اسی یونیورسٹی نے 1982ء میں کلجیت کور سے پنجابی صوفی کاود بمب بیڑن "بلھے شاہ" دے وشیش پرسنگ وچ" اسی طرح پنجاب یونیورسٹی لاہور بھی پی ایچ ڈی کی سطح پر مقالہ لکھوا رہی ہے جس کا موضوع ہے "بلھے شاہ، فکر تے فن" یہ مقالہ پروفیسر محمد ریاض شاہد لکھ رہے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی آپ کے کلام کے مجموعے مل جاتے ہیں مگر ان میں کتابت و طباعت کی اس قدر غلطیاں پائی جاتی ہیں کہ اصل کافیوں کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی ہے۔ جس وجہ سے معنی میں خبط پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نسخہ ہذا میں املا کے متعلق بڑا خیال رکھا ہے اور مروجہ طریقے کو اہمیت و اولیت دی ہے تاہم جہاں تک بلھے شاہ" کے کلام میں کہیں کہیں ساقط الوزن ہونے کی صورت نظر آتی ہے وہ پہلے سے ہی جوں کی توں رہنے دی گئی ہے تاکہ سید بلھے شاہ" کے کلام میں تحریف کی بے ادبی و گستاخی نہ سمجھا جائے اور پھر پبلشر کتاب ہذا کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ان کے کلام کو چھیڑا نہ جائے، جوں کا توں ہی نقل کیا جائے۔

(1) اَلف اللہ رَتا دِل میرا!

اَلف اَللہ رَتّا دِل میرا مَینُوں ب دی خبر نہ کائی
ب پڑھیاں کُجھ سمجھ نہ آوے لذّت اَلف دی آئی
ع تے غ دا فرق نہ جاناں ایہہ گل اَلف سُجھائی
بُلّھیا قول اَلف دے پُورے جیہڑے دِل دی کرن صفائی

مشکل الفاظ و معنی: الف: اکثر صوفی شعراء اس سے مراد اللہ لیتے ہیں۔ رَتا: (1)لال، سرخ، (2) تھوڑا سا، (3) رنگا ہوا، گھڑا ہوا، (4) مگن، مستغرق، مست مدماتا، رچا ہوا، بسا ہوا، (5)لفظ اللہ کا پہلا حرف بمعنی اللہ۔ ب: الف کا غیر یعنی مراد ہے غیراللہ۔ لذت: ذائقہ، مزہ، لطف مراد شغف۔ ع تے غ: عین بمعنی ذات اور غین بمعنی غیر مراد ہے۔ قول: کلام، کہنا

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے رنگ میں میرا دل رنگا جاچکا ہے۔ اب مجھے ماسوائے اللہ کے کچھ بھی خبر نہیں رہی چونکہ میرا دل الف (اللہ) کے رنگ میں رنگا گیا ہے اور اب میرا دھیان کسی دوسری طرف بالکل نہیں جاتا اور اگر جاتا بھی ہے تو ان میں بھی مجھے وہی لذت، وہی لطف ملتا ہے جو کہ اللہ کے ذکر میں پایا جاتا ہے۔ میں تو عین ذات اور غیریت کے فرق کو بالکل نہیں سمجھتا کیونکہ الف نے بھی یہی نکتے کی بات سمجھائی ہے۔ اے بلھے شاہؒ الف کی باتیں پوری ہیں، مکمل ہیں کیونکہ اس کے ذکر کے بغیر دل کو صفائی (اطمینان) حاصل نہیں ہوسکتا۔ جس طرح کہ ارشاد ہے لا تطمن القلوب الا بذکر اللہ یعنی اللہ کے ذکر کے بغیر اطمینان قلب حاصل نہیں ہوسکتا۔

اس کافی میں حضرت بلھے شاہؒ نے وحدت وجود کے تناظر میں بیان یہ کیا ہے کہ اہل اللہ (صوفیا) اکثر غیراللہ میں بھی ذات الیہ ہی کا پرتو دیکھتے ہیں اور یہ مضمون بلھے شاہؒ کو بہت مرغوب ہے اور ان کی بیشتر کافیوں میں پایا جاتا ہے۔ رتا سے مراد رنگ ہے یعنی صبغتہ اللہ (اللہ کا رنگ) ارشاد باری تعالیٰ ہے: صبغتہ اللہ ومن احسن من اللہ صبغتہ کہ دل کو اللہ کے رنگ میں رنگو یعنی اس کی محبت اور اس کے اخلاق اختیار کرو کیونکہ اس کے بغیر صفائی قلب ناممکن ہے۔ اس کافی کی استھائی کو دیکھتے ہوئے سلطان باہو کا یہ مصرع یاد آگیا ہے ع "جس نے الف مطالعہ کیتا ب دا باب نہ پڑھیا ھو!"

خواجہ غلام فریدؒ نے بھی دیگر صوفیوں کی طرح الف کو ذات احد یا وجود مطلق کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے ؎

الف گیوس دل کھس دے میاں جی ب ت دی پٹی کل نہ کائی

سید علی حیدرؒ نے بھی اسی روایت کو خوب نبھایا ہے ؎

ب بے دی بیج نہ دس ملاں اوہو الف سدھا خم گھت آیا اوہو یار کلو کڑی رات والا ہن بھیس وٹا کے وت آیا

صوفیا کا خیال ہے کہ ب، ت--- ی تک کے حروف الف سے ہی نکلے ہیں یعنی حقیقی وجود الف کا ہی ہے۔ باقی سب حروف اپنے وجود کیلئے اس کے ہی محتاج ہیں۔ جیسے کائنات کی کثرت اپنے وجود کیلئے ذات احد یا وجود مطلق کی محتاج ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اخوان الصفا نے حروف اور ہندسوں کی علامتوں کی شکل میں فلسفہ اور عرفان کے مضامین پیش کئے تھے۔ الف کی طرح "١" ایک بھی ذات احد کی علامت بن گیا تھا جس میں سے 2، 3، 4 وغیرہ دوسرے ہندسے نکلے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(2) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟

(1) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
ایسی آئی مَن میں کاء دُکھ سُکھ سبھ وَنجایو رے
ہار سنگار کو آگ لگاؤں گھٹ اُپّر ڈھانڈ مچایو رے

(2) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
سُن کے گیان کی ایسی باتاں نام نشان سبھی اَن گھاتاں
کوئل وانگوں کُوکاں آ تاں تَیں اَجے دی ترس نہ آیو رے

(3) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
گل مرگا نی رِسیس کھپریا بھیکھ منگن نوں دَر دَر پھریا
جوگن نام بھیا لُٹ دھریا آنگ بھبھوت رَمایو رے

(4) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
عشق ملّاں نے بانگ سُنائی اُٹھ دوڑن گل واجب آئی
کر کر سجدے گھر وَل دھائی مَتّھے محراب ٹِکایو رے

(5) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
پریم نگر دے اُلٹے چالے خُونی نین ہوئے خوش حالے
آپے آپ پھسے وِچ جالے پھَس پھَس آپ کُہایو رے

(6) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
دُکھ بِر ہوں نہ ہون پُرانے جِس تن پیڑاں' سو تن جانے
اندر جِھڑکاں باہر طعنے! نیونہہ لگیاں دُکھ پایو رے

(7) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
مینا مالن روندی پکڑی بِرہوں پکڑی کر کے تکڑی
اِک مرنا دُوجی جگ دی پھکّڑی ہُن کون بَنا بَن آیو رے

(8) اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟
بُلّھا شوَہ سنگ پریت لگائی سوہنی بَن تَن سبھ کوئی آئی

دیکھ کے شاہ عنایتؒ سائی
جی میرا بھر آیو رے

اَب کیوں ساجن چِر لایو رے؟

مشکل الفاظ و معنی: ساجن: محبوب حقیقی، دلبر، پیارا۔ چِر: دیر، تاخیر۔ لایو: لگائی / لگایا۔ رے: مخاطب کرنے کا بول۔ من: دل۔ کاء: کیا۔ ونجایو: ضائع کیا، خراب کیا، گنوایا۔ ہار سنگار: بناؤ سنگار، آرائش و زیبائش۔ گھٹ: گھٹا، دل۔ ڈھانڈ: آگ، آگ کے شعلے۔ گیان: سمجھ، عقل، وقوف، معرفت، آگہی، علم، اندازہ، عرفان۔ باتاں: باتیں۔ گھاتاں: داؤ، فریب، مکاری و عیاری۔ تاک: موقع۔ کوکاں: فریاد کروں۔ آتاں: بہت۔ مرگانی: ہرن کی کھال۔ سیس: سر۔ کھپریا: جوگیوں کا پیالہ نما برتن جس میں وہ کھاتے پیتے ہیں اور مانگتے ہیں۔ جوگن: جوگی کی تانیث۔ بھیا: ہوا۔ لٹ: لمبے بال، زلفیں، جوگیوں کے لمبے بال۔ دھریا: رکھا۔ انگ: جسم کا حصہ، جسم۔ بھبھوت: نفس کشی کے لئے جسم پر کوئلے کی راکھ مل لینا جس سے کالا اور سفید رنگ ایک سا ہو جاتا ہے، وہ راکھ جو جوگی اپنے جسم پر مل لیتے ہیں۔ رمایو: رچانا، بسانا۔ واجب: ضروری، لازمی۔ دھائی / دھاون: جانا، دوڑنا، حملہ کرنا۔ کوہایو: قتل کیا، ذبح کیا۔ بر ہوں: جدائی، ہجر، فراق، وچھوڑا۔ پیڑاں: پیڑ کی جمع بمعنی تکلیف، کسک، ٹیس۔ نیونہہ: عشق، محبت، پیار، چاہت۔ مینا: مشہور جانور۔ مالن: مالی کی تانیث۔ تکڑی: مضبوطی سے۔ پھکڑی: رسوائی، بے عزتی، بدنامی، تہمت، جگ ہنسائی۔ بنا: دولہا۔ شاہ عنایتؒ: شاہ عنایت قادریؒ بلھے شاہؒ کے مرشد۔ سائی: وہی۔ بھر آیو: بھر آیا

ترجمہ:

(1) سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! اب کس بات کی دیر ہے؟ ایسی کون سی بات دل میں آئی ہے کہ میں نے دکھ سکھ سب گنوا دیے ہیں۔ اب میں ہار شنگار کو کیا کروں، میرے دل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور میرا تن بدن ہجر کی آگ میں جل رہا ہے۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(2) میں علم و آگہی کی باتیں سن سن کر تیرے نام و نشان کی تاک میں بیٹھا ہوا ہوں اور کوئل کی طرح کوک رہا ہوں۔ لیکن تجھے پھر بھی مجھ پر ترس نہیں آرہا۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(3) میرا جسم فقیروں کے لباس کی طرح ہے اور سر کاسہ گدائی کی مانند اور میں در در پہ ایک بھکاری کی طرح تیری خوشنودی و رضا کی بھیک مانگ رہا ہوں اور میں نے اپنا حلیہ جوگیوں کی طرح بنا رکھا ہے یعنی میں نے اپنے جسم پر راکھ مل رکھی ہے اور میرا اندر باہر تمام کا تمام ایک جیسا ہو چکا ہے۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(4) عشق کے ملاں نے بانگ سنا دی ہے اور اب ہم پر اٹھ دوڑنا (یعنی عبارت کرنا) واجب ہو چکا ہے۔ سجدے کر کر کے ہمارے ماتھے پر محراب کا نشان پڑ چکا ہے اور ہم اپنے گھر واپس لوٹ آئے ہیں۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(5) محبت کی دنیا کے الٹے چالے (دستور) ہیں۔ لیکن تیرے خونی نین بدستور خوشحال ہیں۔ ہم کس پر دوش دیں جبکہ خود ہی جال میں پھنس چکے ہیں اور پھڑپھڑا کر اپنا آپ تباہ و برباد کر ڈالا ہے۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

یہ جدائی کے دکھ ایسے ہیں کہ پرانے نہیں ہوتے اور ہر دم تازہ رہتے ہیں۔ لیکن ان دکھوں کو وہی جان سکتا ہے جسے لگے ہوں۔ گھر میں جھڑکیں ملتی ہیں اور باہر والے مجھ پر طعنہ زن ہیں۔ یہ سب مصیبتیں مجھ پر محبت اختیار کرنے کی وجہ سے ٹوٹیں ہیں۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(6) میری مثال اُس مینا کی سی ہے کہ جسے کوئی مالی روتی ہوئی پکڑ لے اور مجھے جدائی نے بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے۔ ایک تو مرنے کا غم ہے اور دوسری جگ ہنسائی کا اندیشہ۔ خدا جانے کون کامیاب و کامران ٹھہرے گا۔ اے میرے محبوب اب کس بات کی دیر ہے؟

(7) اے بلھا ہم نے اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ پیت لگائی ہے یا اپنے مرشد کے ساتھ رشتہ محبت و عقیدت استوار کر لیا ہے۔ بڑوں بڑوں نے ہمیں بھرمانے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن شاہ عنایتؒ نے ایک نظر دیکھتے ہی ہمارا جی بھرمالیا۔ اے میرے محبوب حقیقی اب کس بات کی دیر ہے؟

(8) بلھے شاہؒ نے اپنی اس پوری کافی میں اپنے محبوب حقیقی خداوند تعالیٰ سے اپنی جدائی اور وصل کی آرزو کی شدت اور اس کی مختلف کیفیات بیان کی ہیں اور عشق کی واردات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نہایت مؤثر اور خوبصورت پیرائے میں پیش کیا ہے اور اس کافی کے آخر میں وہ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب حقیقی میں نے جبکہ اب مرشد کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہونا شروع کر دیا ہے تو بھی تیرا وصل نصیب نہیں ہو رہا! اب کس بات کی دیر ہے؟

(3) اَب لگن لگی رکیہہ کریئے؟

اَب لگن لگی رکیہہ کریئے؟ نہ جی سکئے نہ مَریئے
تُم سُنو ہماری بیناں
موہے رات دِنے نہیں چیناں
ہُن پی بن پلک نہ سریئے
اَب لگن لگی رکیہہ کریئے؟ نہ جی سکئے نہ مَریئے
اِیہہ اَگن برہوں دی جاری
کوئی ہَمری پیت نوَاری
بن درشن کیسے ترَیئے!
اَب لگن لگی رکیہہ کریئے؟ نہ جی سکئے نہ مَریئے
بُلھّا پئی مصیبت بھاری
کوئی کرو ہماری کاری
اِیہہ جیسے دُکھ کیسے جریئے!
اَب لگن لگی رکیہہ کریئے؟ نہ جی سکئے نہ مَریئے

مشکل الفاظ و معنی: لگن: تعلق، محبت۔ بیناں: بین، مونہہ نال وجایا جان والا اک ساز مراد روح۔ چیناں: سکھ، آرام، سکون۔ پی: پیا، محبوب، پیارا، پریتم۔ پلک: ایک پل، پل بھر۔ سریئے: نہ ہو سکے، نہ بن سکے۔ اگن: آگ۔ برہوں: جدائی، ہجر، وچھوڑا۔ جاری: لگاتار عمل۔ ہمری: ہماری۔ پیت: محبت، چاہت۔ نواری: نرالی، انوکھی، اچرج۔ کاری: سخت، تیز، گہرا، علاج، چارا، بہت سخت، تیکھا

ترجمہ:

اب ہمیں محبت ہو گئی ہے کیا کریں؟ نہ جی سکتے ہیں اور نہ مر سکتے ہیں۔ اے ہماری بنیاں (روح) تم ہی ہماری سنو! ہمیں رات چین ہے اور نہ دن کو۔ اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ محبوب کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہا جاسکتا۔ اب ہمیں محبت ہو گئی ہے کیا کریں؟ نہ جی سکتے ہیں نہ مر سکتے ہیں۔

جدائی کی آگ برابر جل رہی ہے اور ہم اس میں جلے جا رہے ہیں۔ ہماری محبت جیسے لگتا ہے کہ کوئی انوکھی اور اچرج

ہے مگر ہم دیدار (وصل یار) کے بغیر کیسے کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ اب ہمیں محبت ہو گئی ہے کیا کریں؟ نہ جی سکتے ہیں نہ مرسکتے ہیں۔

اے "بُلھے شاہ" ہم پر سخت افتاد آپڑی ہے، کوئی چارہ کرو۔ اس طرح کے دکھ کو کیسے برداشت کریں، اب ہمیں محبت ہو چکی ہے کیا کریں؟ نہ جی سکتے ہیں نہ مرسکتے ہیں۔

بلھے شاہ" نے اس کافی میں محبت میں پیش آنے والی ابتدائی مشکلات اور دل عاشق کی کیفیات بیان کی ہیں۔ میرؔ نے کہا تھا کہ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جس طرح کہ حافظ شیرازی" کہتے ہیں:

ع کہ عشق آساں نمود اول و ے افتاد مشکلہا

یعنی شروع میں تو عشق آسان دکھائی دیتا ہے لیکن بعد میں بڑی سخت مشکلیں پیش آتی ہیں۔ لیکن بلھے شاہ" کو شروع محبت میں ہی سخت مشکلات سے واسطہ پڑگیا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اب ہمیں محبت ہوگئی ہے کیا کریں؟ نہ جی سکتے ہیں نہ مرسکتے ہیں کیونکہ محبت کا معاملہ ہی کچھ ایسا ہوتا ہے جس میں انسان نہ تو اپنی مرضی سے جی سکتا ہے اور نہ مرہی سکتا ہے۔

(4) اَب ہم ایسے گُم ہوئے

اَب ہم ایسے گُم ہوئے
پریم نگر کے شہر
اَپنے آپ نُوں سودھ رہے آں!
نہ سر ہاتھ نہ پیر
کھوئی خودی اپنا پد چیتا
تب ہوئی گل خیر
لِتّھے پگڑے پہلے گھر تھیں
کون کرے نِر وَیر؟
بُلّھا شَوہ ہے دوہیں جہانیں
کوئی نہ دِسدا غیر

مشکل الفاظ و معنی: گم: محو- پریم نگر: محبت کی نگری، جہان عشق- سودھ: درشی، پاک کرنا، خود کو سنوارنا- خودی: خود کو، اپنے آپ کو- پد: درجہ، مقام، رتبہ- چیتا: سمجھا، یادداشت، حافظہ- پد چیتا: اپنا مقام پایا- نِروَیر: انصاف- شوہ: محبوب حقیقی

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ ہم عشق و محبت میں ایسے محو ہو چکے ہیں کہ ہمیں اپنے سر پیر کی بھی خبر نہیں ہے۔ جب ہم نے اپنے آپ کو گنوا دیا تو تب کہیں جاکر بہتری نصیب ہوئی یعنی خود کو پایا۔ ہم روز ازل سے ہی اپنی عزت کھو چکے ہیں۔ ہمارے ساتھ کون انصاف کرے۔

اے بلھے شاہؒ محبوب حقیقی تم سے دور رہتا ہے؟ بلکہ وہ تو دونوں جہانوں میں ہی نظر آتا ہے اور اس کے سوا غیر کوئی نہیں ہے۔

حضرت بلھے شاہؒ کہہ اصل میں یہ رہے ہیں کہ جب طالب صادق یعنی سالک اپنے جذبہ عشق میں اس قدر محو ہو جائے کہ اسے اپنے تن بدن (سر پیر) کا ہوش بھی نہ رہے تو تب وہ دونوں جہانوں میں صرف اور صرف لاموجود الا اللہ ہی دیکھتا ہے۔ بقول خواجہ میر درد ؎

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

(5) اَپنے سَنگ رَلائیں

اَپنے سنگ رَلائیں پیارے! اَپنے سنگ رَلائیں
پہلے نیُونْہہ لگایا سی تَیں، آپے چائیں چائیں

میں لایا ہے کہ تُدھ لایا، اپنی اور نبھائیں
راہ پوَاں تاں دَھاڑن بیلے، جنگل لکھ بلائیں!

بُوکن چِیتے چِت مچلتے، بھوگن کرن ادائیں!
تیرے پار جگاتر چڑھیا، کنڈھے لکھ بلائیں

ہول دِلے توں تھَر تھَر کنبدا، بیڑا پار لنگھائیں
کرلے بندگی رب سچّے دی، پوَن قبول دعائیں

بُلّھے شاہ نوں شَوہ دا مُکھڑا گھنگٹ کھول وکھائیں
اَپنے سنگ رَلائیں پیارے! اَپنے سنگ رَلائیں!

مشکل الفاظ و معنی: سنگ: ساتھ- نیونہہ: عشق، محبت، چاہت- تیں: تو نے- چائیں چائیں: شوق و ذوق سے- تدھ: تو نے- دھاڑن: بولنا، گجنا، شیر کا دھاڑنا- بیلے: جنگل- بوکن: شیر کا بولنا- چیت: دھیان، خیال، من، دل، مرضی، طبیعت، ارادہ، یاد، ہاں- بھوگن: عذاب سہنا، برداشت کرنا- جگاتر / جگادھر: طوفان نوح- ہول: خوف، ڈر، ہیبت- تھرتھر / تھرتھراون: ڈولنا، کانپنا- شوہ: محبوب حقیقی- گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ، نقاب

ترجمہ: حضرت بلّھے شاہ اپنے مرشد سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پیارے مرشد تو ہمیشہ ہمیں اپنے ساتھ رکھنا۔ تم نے پہلے بڑے چاؤ اور شوق کے ساتھ لگن لگائی تھی، چلو میں نے لگایا تم نے لیکن اسے نبھانا ضرور۔ یہ محبت کا راستہ بڑا پُرخطر ہے۔ قدم قدم پر شیر چیتے جنگل میں دھاڑتے پھرتے ہیں۔ اب میں اس قدر پُرخطر اور دشوار گزار راستے پر کیونکر چلوں۔ دریا کی دوسری جانب زبردست طوفان بپھرے ہوئے دکھائی دے رہا ہے اور اس کنارے پر لاکھوں بلائیں اپنے منہ کھولے ہوئے نظر آرہی ہیں اور مارے خوف اور ڈر کے ہمارا دل بری طرح کانپ رہا ہے۔ اے ہمارے مرشد تو ہمارا بیڑا پار لگا دے۔

اے انسان تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرلے۔ پھر تیری ہر دعا قبول ہوگی۔ بلّھے شاہؒ کے محبوب حقیقی نے اپنا چہرہ گھونگٹ میں چھپا رکھا ہے، اے میرے مرشد تو مجھے یہ گھونگٹ دور کرکے میرے محبوب حقیقی کا چہرہ دکھادے، اے ہمارے پیارے مرشد تو ہمیشہ ہمیں اپنے ساتھ رکھنا یعنی ہماری رہنمائی کرتے رہنا۔

حضرت بلّھے شاہؒ نے اس کافی میں جادۂ سلوک پر گامزن ایک مرید، سالک کو پیش آنے والی مشکلات اور اس سے پیدا ہونے والی دلی کیفیات کا ذکر کیا ہے اور وہ سالک اپنے مرشد سے مدد کا خواہاں ہے اور اس لئے کہہ رہا ہے کہ "اپنے سنگ رلائیں" راستے کی مشکلات، دریا کی بلاخیز موجیں اور اوپر سے خوفناک جنگل اور دل میں خوف و ڈر کا جس طرح نقشہ انہوں نے کھینچا ہے اسے دیکھ کر حافظ شیرازی کا یہ شعر یاد آگیا ہے۔

شب تاریک بیم موج گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکسا ران ساحلہا

ایسی ہی مدد کے حافظ شیرازی بھی خواہاں ہیں کہ اندھیری رات ہے، بپھری ہوئی موجوں کا خوف ہے اور چاروں طرف گرداب (بھنور) اٹھ رہے ہیں لہٰذا پار کر جانیوالوں کو ہمارے حال کی کیا خبر ہوسکتی ہے کیونکہ میں ان مشکلات سے دوچار ہوں۔

Scanned with CamScanner

(6) اُٹھ جاگ

(1) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

اِک روز جہانوں جانا ہے
جا قبرے وِچ سمانا ہے
تیرا گوشت کِیڑیاں کھانا ہے
کر چیتا مَرگ وَسار نہیں

(2) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

تیرا ساہا نیڑے آیا ہے
کُجھ چولی داج رنگایا ہے
کیوں اَپنا آپ وَنجایا ہے
اے غافِل تَینُوں سار نہیں

(3) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سوَن تیرے دَرکار نہیں

تُوں سُتیاں عُمر وَنجائی ہے
تُوں چَرخے تَنَد نہ پائی ہے
تیری ساعت نیڑے آئی ہے
کِیہہ کَرسیں داج تیار نہیں

مشکل الفاظ و معنی: گھراڑے: خراٹے۔ درکار: ضروری، کام آنے والا، کام کا، ضرورت کا، فائدے مند۔ مرگ: موت۔ وسار: بھلا۔ ساہا: شادی کی مقررہ تاریخ، معین وقت۔ چولی: قمیض، چولا، چھاتی ڈھکنے کا زنانہ کپڑا۔ داج: جہیز۔ ونجایا: ضائع کیا، گنوایا۔ سار: خبر، اطلاع، قدر، پرکھ۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو کیونکہ ایک دن آخر اس دنیائے فانی سے جانا ہے اور قبر میں جا کر سما جانا ہے۔ جہاں تمہارے تن بدن کا گوشت کیڑے مکوڑے کھا لیں گے۔ موت کو ہر پل یاد رکھو اور اسے بھولو نہیں۔

(2) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو کہ تمہارا جانے کا وقت قریب آ رہا ہے اور تم نے ابھی تک کوئی نیک عمل نہیں کمایا۔ کیوں اپنا آپ گنوا رہے ہو۔ اے غافل تجھے کچھ خبر ہے بھی کہ نہیں۔

(3) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ تم نے خواب غفلت میں ہی اپنی تمام عمر گنوا دی ہے اور ایک بھی اچھا عمل نہیں کیا۔ کیا کرو گے جب رخت سفر ہی تمہارے پاس نہ ہو ا کیونکہ سفر بالکل تیاری پر ہے۔

(4) اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں   اِیہہ سون تیرے دَرکار نہیں

تُوں جس دِن جوبن متّی سَیں
تُوں نال سَیّاں دے رَتّی سَیں
ہو غافِل دُنیا وَتّی سَیں
اِیہہ بھورا تَینُوں سار نَہیں

(5) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

تُوں مُڈّھوں بَوہت کُچجّی سَیں
رَر لجیاں دی رَر لجّی سَیں
تُوں کھا کھا کھانے رَجی سَیں
ہُن تائیں تیرا بار نہیں

(6) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

اَج کَل تیرا مُکلاوا ہے!
کیوں سُتّی کر کر دَعوئ ہے
اَن ڈِٹھیاں نال رلاوا ہے
اِیہہ بھلکے گرم بازار نہیں

جوبن: جوانی- متی: مست، مدہوش، مخمور، مغرور- رتی: لال سرخ، رچی بسی- گلیں وتی: باتوں کے پیچھے لگنے والی- کچجی: بد سلیقہ، بے وقوف- نرلجی: بے لج، بے شرم- رجی: پیٹ بھری- بار: حاصل جیون- مکلاوا: ودائی، رخصتی، بیاہ کے بعد دلہن کا وداع ہونا- ملاوہ: ملاپ، میل-

(4) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- جب تم جوانی کے نشے میں چور تھے اور دوستوں کے ساتھ رنگ رلیوں میں مشغول تھے- اسوقت تمہیں اس بات کا کچھ بھی ہوش نہ تھا اور اس بات کی تجھے ذرہ بھر بھی خبر نہ تھی-

(5) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- تم شروع سے ہی بے سلیقہ تھے اور تم پر بے شرمی کی حد ہو چکی تھی- تجھے صرف دن رات کھانے پینے سے ہی سروکار تھا، اب تک تم انہی اللوں تللوں میں پڑے ہوئے ہو-

(6) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- تمہاری رخصتی کا دن قریب ہے- تم بڑے دعوے کرتے تھے اور اب غفلت کی نیند میں محو ہو گئے ہو- تمہیں اَن دیکھوں سے ملاپ کرنا ہے یعنی بیگانوں سے تمہارا واسطہ پڑنا ہے اور کل تمہیں اس بات کی فرصت نہ مل سکے گی، کچھ کرنے کا ابھی موقعہ ہے-

(7) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں   اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

تُوں ایس جہانوں جائیں گی
پھر قدم نہ اِیتھے پائیں گی

اِیہہ جوبَن رُوپ وَنجائیں گی
تَیں رَہنا وِچ سَنسار نہیں

(8) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

منزل تیری دُور دُراڈی
تُوں بھَونا وِچ جنگل وادی
اَوکھا پُہنچن پَیر پیادی
وِسدی تُوں اَسوار نہیں

(9) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

اِک اَکلّی تنہا چل سَئیں
جنگل بَربَر دیوچ رَل سَئیں
لَے لَے توشہ ایتھوں گھَل سَئیں
اوتھے لَین اُدھار نہیں

دراڈی: دور- پیرپیادی: پیدل- بربر: اجاڑ، جنگل- توشہ: اسباب سفر- نج: ویرانی-

(7) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ کیونکہ جب تم اس جہان فانی سے چلے جاؤ گے پھر یہاں دوبارہ نہ آسکو گے۔ تمہارا یہ حسن اور شباب ضائع ہو جائے گا۔ تمہیں اس جہان میں سدا نہیں رہنا۔

(8) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ تمہاری منزل بہت دور ہے اور راستہ بھی انتہائی دشوار گزار ہے۔ وہاں پیدل پہنچنا بھی بہت مشکل ہے اور تمہارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے یعنی نیک اعمال نہیں ہیں۔

(9) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ تمہیں بالکل اکیلے چلنا ہو گا اور جنگل و بربر میں خاک چھاننی ہو گی۔ تمہیں یہیں سے ہی کچھ اسباب سفر وہاں بھیج دینا چاہئے یعنی (نیک اعمال کما لینے چاہئیں) کیونکہ وہاں پر تجھے کچھ بھی مستعار نہ مل سکے گا' اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

(10) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

اوہ خالی اے سُنجّ حویلی
تُوں وِچ رَہسیں اِک اکیلی
اوتھے ہو سی ہور نہ بیلی

ساتھ کِسے دا بار نہیں

(11) اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں ایہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

جیہڑے سَن دیساں دے راجے
نال جنہاں دے وَجدے واجے
گئے ہو کے بے تختے تاجے
کُجھ دُنیا دا اَتبار نہیں

(12) اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

کِتھّے ہے سُلطان سکنّدر
موت نہ چھڈّے پِیر پیغمبر
سبھّے چھڈ چھڈ گئے آڈنبر
کوئی ایتھے پائیدار نہیں

اڈنبر: ٹھاٹھ باٹھ، ظاہری نمائش، شان و شوکت۔

(10) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ جہاں تمہاری رہائش ہوگی، وہ بڑی ویران اور بے آباد جگہ ہے۔ جہاں تجھے اکیلے ہی رہنا پڑے گا۔ وہاں تمہارا کوئی عزیز اور دوست نہ ہوگا اور نہ ہی تمہارا کوئی ساتھ دے سکے گا۔

(11) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ بڑے بڑے ملکوں کے حکمران جو بڑے شکوہ و جلال کے مالک تھے، وہ بھی آخرکار بے تاج و تخت ہو کر چلے گئے۔ اس جہان فانی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

(12) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو۔ کہاں ہے وہ سلطان سکندر؟ موت نے تو بڑے بڑے پیروں اور پیغمبروں کو بھی نہ چھوڑا۔ سب اپنے دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر چلے گئے۔ یہاں پر کوئی بھی ہمیشہ نہ رہ سکا۔

(13) اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

کِتھّے یُوسفؑ ماہ کِنعانی
لئی زُلیخا پھیر جوانی
کِیتی موت نے اوڑک فانی
پھیر اوہ ہار سنگار نہیں

(14) اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

کِتھّے تخت سُلیمانؑ والا
وِچ ہَوا اُڈ دا سی بالا

اوہ بھی قادر آپ سنبھالا
کجھ زندگی دا اَتبار نہیں

(15) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں ایہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

رکھتے میر ملک سُلطاناں
سبھے چھڈ چھڈ گئے ٹکانا
کوئی مار نہ بیٹھے ٹھانا
لشکر دا جنہاں شمار نہیں

ماہ کنعانی: کنعان کا چاند، مراد حضرت یوسفؑ - اوڑک: آخر- میر: سردار، جاگیردار- ملک: بادشاہ- ٹھانا: ٹھکانہ، ڈیرا- سوسن / سنبل: پھولوں کے نام- بادخزاں: پت جھڑ کی ہوا- نت: ہمیشہ- خمار: نشہ، سرور-

(13) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ کہاں ہے یوسفؑ، ماہ کنعانی اور وہ زلیخا جس نے دوبارہ جوانی لی تھی۔ آخر کار موت کے ہاتھوں وہ بھی فنا ہو گئے۔ پھر وہ بننا ٹھننا اور آرائش و زیبائش حاصل نہ ہو سکے گی۔

(14) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ کہاں ہے وہ سلیمانؑ کا تخت جو ہوا میں اڑتا تھا۔ وہ بھی قادر نے اپنی قدرت سے خود سنبھال لیا۔ اس زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، یہ سراسر بے اعتباری چیز ہے۔

(15) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ کہاں ہیں وہ بڑے بڑے سردار، جاگیردار اور بادشاہ؟ سبھی اپنے اپنے ٹھکانے چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی بھی یہاں مستقل قیام نہ کر سکا جو بڑے بڑے لاؤ لشکر رکھتے تھے۔

(16) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں ایہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

پھُلاں پھُل چنبیلی لا لا
سوسن، سُنبل، سرو نرالا
باد خزاں کیتا بُر حالا
نرگس نت خُمار نہیں

(17) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں ایہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

جو کجھ کر سَیں سو کجھ پا سَیں
نہیں تے اوڑک پچھو تا سَیں
سُنجی کونج وانگوں کرلا سَیں
کھنباں باجھ اُڈار نہیں

(18) اُٹھ جاگ، گھُراڑے مار نہیں ایہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

ڈیرا کر سَیں اوہنیں جائیں
رِجھتے شیر' پَلنگ بَلائیں
خالی رَہسن محل سرائیں
پھر تُوں وِرثے دار نہیں

(19) اُٹھ جاگ' گھراڑے مار نہیں اِیہہ سون تیرے دَرکار نہیں

آسیں عاجز وِچ کوٹ علم دے
اوسے آندے وِچ قلم دے
بن کلمے دے ناہیں کم دے
باجھوں کلمے پار نہیں

(20) اُٹھ جاگ' گھُراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

بُلّھا شوہ بن کوئی ناہیں
ایتھے اوتھے دوہیں سَرائیں
سَنبھل سَنبھل کے قدم ٹکائیں
پھر آون دُوجی وار نہیں

اُٹھ جاگ' گھُراڑے مار نہیں اِیہہ سَون تیرے دَرکار نہیں

پچھوں تاسیں: پچھتائے گا- کونج: مرغابی کی ایک قسم جو ڈار سے بچھڑ کر بڑی دردیلی آواز نکالتی ہے- اڈار: اڑان- پلنگ: چیتا-
ورثے / ورثہ: وراثت- کوٹ: قلعہ- شوہ: محبوب حقیقی

(16) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- وہ پھولوں میں پھول چنبیلی اور لالہ' سوسن' سنبل اور وہ سرو آزاد و سرسبز ہوئے جن کو باد خزاں نے بری طرح برباد کر کے رکھ دیا- نرگس کا بھی برا حال ہے-

(17) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- جو کچھ یہاں کیا ہے وہاں وہی کچھ تو پائے گا اور اگر یہاں کوئی اچھا عمل نہ کیا تو آخر کار پچھتانا پڑے گا اور پھر تو اکیلی کونجوں کی طرح فریاد کرتا پھرے گا لیکن پروں کے بغیر اڑا نہیں جاسکتا-

(18) اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- تیرا ٹھکانہ اس جگہ پر ہو گا جہاں شیر' چیتا اور نہ جانیں کیا کیا بلائیں ہوں گی- یہ تیرے محل اور چوبارے خالی رہ جائیں گے- تیرے حصے (وراثت) میں کچھ بھی نہ آئے گا-

(19) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کمالو- ہم اپنے علم و عرفان کے ہوتے ہوئے بھی اس کے عاجز بندے ہیں- کیونکہ اسی نے ہمیں یہ سب کچھ سکھایا ہے یا تخلیق کیا ہے اور ہم کلمے کے بغیر کسی کام کے نہیں ہیں کیونکہ کلمے کے بغیر اس دنیا کا دشوار گزار دریا پار نہیں کیا جاسکتا-

(20) اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ اے بلھے شاہؒ! محبوب حقیقی کے بغیر اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں وہاں دونوں جہانوں میں ہی تجھے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھانے ہوں گے۔ کیونکہ یہاں سے جو ایک بار چلا گیا پھر وہ دوبارہ یہاں کبھی نہ آ سکے گا۔ لہٰذا ابھی وقت ہے کچھ نیک عمل کما لے۔ بلھے شاہؒ نے اپنی اس طویل ترین کافی میں بار بار انسان کو خواب غفلت سے بیدار ہونے اور نیک عمل کرنے کی تلقین کی ہے کیونکہ یہ زندگی انتہائی ناپائیدار ہے اور اگلے جہان میں حساب کتاب ہونا ہے۔ لہٰذا یہیں پر ہی نیک اعمال کر لینے چاہئیں تاکہ آگے جا کر شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

(7) اُٹھ گئے گوانڈھوں یار

اُٹھ گئے گوانڈھوں یار رَبّا ہُن کیہہ کریئے؟
اُٹھ چلّے ہُن رہندے ناہیں
ہویا ساتھ تیار
رَبّا ہُن کیہہ کریئے؟

ڈاڈھ کلیجے بَل بَل اُٹھّے!
بھَڑ کے برہوں نار
رَبّا ہُن کیہہ کریئے؟

بُلّھا شَوہ پیارے باجھوں
رَہے اُرار نہ پار
رَبّا ہُن کیہہ کریئے؟
اُٹھ گئے گوانڈھوں یار رَبّا ہُن کیہہ کریئے؟

مشکل الفاظ و معنی: اُٹھ گئے: چلے گئے۔ گوانڈھوں: پڑوس سے۔ ڈاڈھ: ٹیس، چبھن۔ برہوں: جدائی۔ نار: آگ۔ شوہ: محبوب حقیقی۔ اُرار: دریا کے اس طرف

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس سے ہمارا محبوب اٹھ کر چلا جا رہا ہے۔ اے اللہ اب ہم کیا کریں؟ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا مرشد ہمیں چھوڑ کر چلا جا رہا ہے' اللہ اب ہم کیا کریں؟ وہ اٹھ پڑے ہیں اور اب کسی طرح بھی رہنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارا رفیق وہ دیرینہ ساتھی چلنے کو تیار ہو چکا ہے۔ اے اللہ اب ہم کیا کریں؟

ہمارے دل میں رہ رہ کر ٹیس اٹھ رہی ہے اور جدائی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اے اللہ اب ہم کیا کریں' اسے کس طرح جانے سے روکیں۔ اے بلھے شاہ! پیارے محبوب کے بغیر ہم تو اُرار کے رہے اور نہ پار ہی ہو سکے یعنی کہیں کے بھی نہ رہے۔ ہمارا محبوب ہمیں چھوڑ کر چلا جا رہا ہے' اے اللہ! اب ہم کیا کریں؟

Scanned with CamScanner

حضرت بلھے شاہؒ کی اس کافی میں جذبے کی بے پناہ شدت پائی جاتی ہے اور انداز بیاں بھی منفرد ہے۔ انہوں نے اس کافی میں اپنے محبوب یا مرشد کے جدا ہو جانے کی تیاریوں پر جس بے چینی اور شدت کرب کا اظہار کیا ہے وہ شاید ان کی دوسری کافیوں میں شاذ ہی ملے گا اور "رباہن کیہہ کریے؟" کی تکرار نے اس کافی میں بہت زیادہ اثر پیدا کر دیا ہے جس سے کافی کی اثرانگیزی کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

.(8) اِک اَلف پڑھو!

(1) اِک اَلف پڑھو چھٹکارا ہے

اِک اَلفوں دو رتن چار ہوئے
پھر لکھّ کروڑ ہزار ہوئے
پھر اوتھوں بابجھ شمار ہوئے
ہِک اَلف دا نکتہ نیارا ہے

(2) اِک اَلف پَڑھو چھٹکارا ہے

کیوں پڑھنائیں گڈّ کِتاباں دی!
سِر چانائیں پنّڈ عذاباں دی
کیوں ہویاں شکل جلاداں دی
اَگّے مُشکل پینڈا بھارا ہے

(3) اِک اَلف پَڑھو چھُٹکارا ہے

بِن حافِظ حِفظ قُرآن کریں
پَڑھ پَڑھ کے صاف زَبان کریں
پھِر نعمت وِچ دھیان کریں
مَن پھر دا جیوُں ہلکارا ہے

(4) اِک اَلف پَڑھو چھُٹکارا ہے

بُلّھاَ رِبی بوڑھ دا بویا سی!
اوہ بِرچھ وَڈّا جا ہویا سی!

جُد ربرچھ او' فانی ہویا سی!
پھر رہ گیا جی آکارا ہے
اِک اَلف پڑھو چھُٹکارا ہے

مشکل الفاظ و معنی: اَلف: وحدتِ الٰہی' کی معرفت۔ چھٹکارا: نجات' غلامی' رہائی۔ شمار: گنتی' اندازہ۔ نیارا: عجیب' عجب۔

ہلکارا: پاگل' باؤلا۔ برچھ: درخت' شجر۔ اکارا: وحدت' اکیلا' تنہا

ترجمہ:

(1) سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ وحدت الٰہی کی معرفت حاصل کرو' اس میں ہی نجات ہے۔ اس وحدت سے ہی کثرت کا ظہور ہوا ہے اور یہ کثرت ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ گئی ہے اور پھر یہیں سے ہی اس کی گنتی شمار میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ وحدت کا عجیب نکتہ ہے کہ جو اس کثرت میں جلوہ فرما ہے۔

(2) وحدتِ الٰہی کی معرفت حاصل کرو' اس میں ہی نجات ہے۔ تم کتابوں کا یہ ڈھیر پڑھنے میں کیوں مشغول ہو اور سر پر کتابوں کی گٹھڑی اٹھائے پھرتے ہو۔ یہ گناہوں کی بھاری گٹھڑی ہے جو تم اٹھائے پھرتے ہو۔ تم بڑے ظالم ہو' آگے کا سفر بڑا مشکل اور دشوار گزار ہے۔

(3) وحدت الٰہی کی معرفت حاصل کرو' اسی میں نجات ہے۔ تم قرآن حفظ کرکے حافظ بن رہے ہو اور اسے پڑھ پڑھ کر اپنی زبان صاف کر رہے ہو اور دھیان میں (دل میں) ہوا و حرص بھرتے جارہے ہو۔ تمہارا من باؤلا (پاگل) ہو چکا ہے۔

(4) وحدت الٰہی کی معرفت حاصل کرو' اسی میں نجات ہے۔ اے بلھے شاہ! برگد کے درخت کا ایک بیج بویا تھا اور وہ بہت بڑا درخت بن گیا لیکن جب وہ درخت فنا ہو گیا تو پھر وہی ایک بیج ہی باقی رہ گیا۔ وحدت الٰہی کی معرفت حاصل کرو' اسی میں نجات ہے۔

حضرت بُلھے شاہؒ کو وحدت وجود کا مضمون بہت مرغوب ہے اور انہوں نے یہ مضمون اپنی کئی کافیوں میں بیان کیا ہے۔ مثلاً ؎

علموں بس کریں اور یار اِکو اَلف تیرے درکار

حضرت بُلھے شاہؒ کا مقصد یہ ہے کہ الف یعنی وحدت الٰہی کی معرفت کے علم کے بغیر دیگر تمام علوم میں مہارت حاصل کرنے سے انسان دنیاوی مناصب کو تو حاصل کر سکتا ہے لیکن خدا کے نزدیک وہ اعلیٰ منصب کا اہل نہیں ٹھہرتا۔ وہاں تو وہی لوگ قرب کے سزاوار قرار پاتے ہیں جن کو وحدت الٰہی کی معرفت حاصل ہو اور دن رات اسی معرفت میں مستغرق اور محو رہیں۔

Scanned with CamScanner

(9) اِک رَانْجھا!

(1) اِک رَانّجھا مَینُوں لوڑِی دا

کُن فَیکُونُوں اَگّے دیاں لگیاّں

نِیُونّہہ نہ لگڑا چوری دا

(2) اِک رَانجھا مَینُوں لوڑِی دا

آپ چِھڑ جاندا نال مَجّھیں دا

سانوں کیوں .بیلیوں موڑی دا

(3) اِک رَانجھا مَینُوں لوڑِی دا

رَانجھے جیہا مَینُوں نہ کوئی

مِنتاں کَر کَر موڑی دا

(4) اِک رَانجھا مَینُوں لوڑِی دا

مَن والیاں دے نین سلُونے

سُوہا دوپٹہ گوری دا

(5) اِک رَانجھا مَینُوں لوڑِی دا

اَحد احمد ﷺ وِچ فرق نہ کوئی

اِک رَتّی بھیت مرُوڑِی دا

اِک رَانجھا مینوں لوڑی دا

مشکل الفاظ و معنی: رَانْجھا: محبوب، محبوب حقیقی، اللہ تعالیٰ- لوڑی دا: چاہیے، تلاش ہے- کُن: ہو جا- فیکون: پس ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے جب یہ کائنات تخلیق کی تو فرمایا کُن یعنی ہو جا فیکون پس وہ ہو گیا یعنی کائنات وجود میں آگئی- اگے: پہلے- نیونہہ: عشق، محبت، چاہت- لگڑا: لگا، لگایا- چھڑ: چرواہا- مجّھیں: بھینسیں- بیلیوں: جنگل سے، چراگاہ سے- سلُونے: نمکین، سانولے- سوہا: سرخ- احد: ایک، واحد، ذات باری تعالیٰ کا صفاتی نام- احمد: نبی کریم ﷺ کا نام جو آپ کی والدہ نے رکھا، سب سے زیادہ تعریف کے لائق- رَتّی: ذرہ بھر- بھیت: بھید- مروڑی: لفظ م کا سر

ترجمہ:

(1) سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔ میرا اور محبوب حقیقی کا تعلق بہت پہلے سے ہے جبکہ ابھی یہ

کائنات بھی وجود میں نہیں آئی تھی اور چپکے سے میری اور اس کی پریت قائم ہو گئی تھی۔

(2) مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔ وہ خود تو وادی محبت میں ہر طرف گھومتا پھرتا ہے اور جب میں جاتا ہوں تو مجھے واپس کر دیتا ہے نجانے ایسا کیوں کرتا ہے؟

(3) مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔ کیونکہ اس پوری دنیا میں میرے لئے اس جیسا اور کوئی نہیں ہے اور میں اس کی منتیں اور خوشامد کر کر اسے واپس آنے کو کہہ رہا ہوں۔

(4) مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔ سانولی سلونی آنکھوں والوں کو بڑا مان ہے اور اوپر سے گورے رنگ پر سرخ دوپٹہ جس سے اس کے حسن کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

(5) مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔ اے بلھے شاہ" احد اور احمد ﷺ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ بس ذرا سا بھید میم کی مروڑی کا ہے۔ مجھے محبوب حقیقی کی تلاش ہے۔

حضرت بلھے شاہ" کا اشارہ شاید اس طرف ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اول ما خلق اللّٰہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق کیا اور اپنے نور سے میرا نور جدا کیا۔

تو مطلب یہ ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت ضروری ہے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اے بلھے شاہ" احد اور احمدؐ میں کوئی فرق نہیں ہے بس میم کی مروڑی جیسا بھید ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے رسول کریم ﷺ کا نور وجود میں آیا ہے جس طرح صنعت سے صانع یا شعر سے شاعر کو جدا نہیں کیا جاسکتا اسی طرح رسول کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں مانا جاسکتا اور آپ ﷺ بھی اسی کی تجلی کے نور کا ظہور ہیں۔

حضرت بلھے شاہ" نے ہی ایک دوسری جگہ بھی کہا ہے کہ ؎

احد توں احمد بن آیا نبیاں دا سردار
احد دیوچ میم رلایا تاں کیتا ایڈ پسار

مولانا جامیؒ نے بہت پہلے یہی بات کہی تھی ؎

ز احمد تا احد یک میم فرق است
جہانے اندر آں یک میم غرق است

(10) اِک نُقطے وِچ گل مُکدی ہے!

پھڑ نُقطہ چھوڑ حِساباں نُوں
کر دُور کُفر دیاں باباں نُوں
چھَڈ دوزخ گور عذاباں نُوں
کر صاف دِلے دیاں خواباں نُوں
گل ایسے گھر وِچ ڈُھکدی ہے
اِک نُقطے وِچ گل مُکدی ہے

اَینویں متّھا زمین گھسائیدا
پالمّا محراب وِکھائیدا
پڑھ کلمہ لوک ہسائیدا
دِل اندر سمجھ نہ لیائیدا
کدی بات سچّی بھی لُکدی ہے
اِک نُقطے وِچ گل مُکدی ہے

کئی حاجی بَن بَن آئے جی
گل نیلے جامے پائے جی
حج ویچ ٹکّے لَے کھائے جی
بھلا ایہہ گل کینھوں بھائے جی
کدی سچی گل بھی لکدی ہے
اِک نُقطے وِچ گل مُکدی ہے

اِک جنگل بحریں جاندے نیں
اِک دانا روزے کھاندے نیں
بے سمجھ وجُود تھکاندے نیں
گھر آون ہوکے ماندے نیں
اَینویں چِلیّاں وِچ جند سُکدی ہے

اِک نُقطے وِچ گل مُکدی ہے

پھڑ مُرشد عَبد خُدائی ہو

وِچ مَستی بے پَروائی ہو

بے خواہش بے نوائی ہو

وِچ دِل دے خوُب صفائی ہو

بُلّھا بات سچّی کدوں رُکدی ہے

اِک نقطے وِچ گل مُکدی ہے

مشکل الفاظ و معنیٰ: نقطہ: ذرا سی بات۔ ایک نقطہ: کثرت کی ضد' وحدت۔ باباں (واحد باب): کتاب کا حصہ' دروازہ۔ ڈھکدی: ہوتی' قریب ہوتی ہے' پہنچتی ہے۔ نیلے جامے: نیلے رنگ کے کپڑے جو سوگ اور بدنامی کی علامت ہیں۔ بھائے: پسند آئے۔ لکدی: چھپتی۔ ماندے: آزردہ' کمزور' ست' تھکے ہوئے۔ عبد: بندہ

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ ایک نقطے پر بات ختم ہے۔ تم اسی ایک نقطے کو ہی پکڑ لو باقی سارا حساب کتاب چھوڑ دو کیونکہ اس نقطے کے سوا باقی سب کفر کے باب ہیں' انہیں دور کر دو۔ دوزخ اور قبر کے عذابوں سے جان چھڑاؤ اور دلی خواہشات صاف کر لو یعنی ختم کر ڈالو۔ کیونکہ بات تبھی بن سکتی ہے۔

(2) ایک نقطے پر بات ختم ہے۔ ماتھا تو یونہی زمین پر گھسایا جاتا ہے اور دکھاوے کے لئے لمبے لمبے محراب پائے جاتے ہیں اور ریاکاری کے لئے منہ سے کلمہ پڑھا جاتا ہے اور دل میں اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن کیا کبھی سچی بات بھی چھپ سکتی ہے؟

(3) ایک نقطے پر بات ختم ہے۔ بڑے لوگ حاجی بن بن کر آئے ہیں اور انہوں نے نیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں جو کہ باعث ننگ ہیں کیونکہ انہوں نے حج کو بیچ کھایا ہے اور ایسا حج یا عبادت کون پسند کرتا ہے۔ کبھی سچی بات کو بھی چھپایا جاسکتا ہے؟

(4) ایک نقطے پر بات ختم ہے۔ ایک جنگلوں اور دریاؤں میں خدا کو ڈھونڈنے جاتے ہیں اور ایک دانا بینا ہوتے ہوئے بھی روزے کھا لیتے ہیں۔ یہ بے سمجھ ہیں جو وجود کو آزردہ کر رہے ہیں اور گھر میں ہوتے ہوئے خود کو کمزور و عاجز کئے جا رہے ہیں اور کئی لوگ بے سود چلوں میں اپنی جانیں ختم کر رہے ہیں۔

(5) ایک نقطے پر بات ختم ہے۔ تم کسی مرشد کامل کے مرید ہو جاؤ اور اس کی یاد میں محو و مست بنو۔ تمام خواہشات نفسانی کو ختم کر ڈالو پھر تمہارے دل میں صفائی ہی صفائی ہو جائے گی۔ اے بلھے شاہؒ یہ سچی بات ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ بس ایک نقطے پر بات ختم ہے۔

حضرت بلھے شاہؒ اپنی اس کافی میں کہہ یہ رہے ہیں کہ عیب اور صواب میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے ماسوائے ایک نقطے کے یعنی ذرا سا' نقطے کے برابر اور بات اس پر ختم ہے۔ یعنی خواہشات نفسانی کی آلودگی سے قلب کی صفائی اور اگر یہ صفائی یا پاکیزگی حاصل نہ ہو سکے تو پھر بڑے بڑے لمبے سجدے اور طویل فاقے اور سخت ترین چلے اور حج کے سفر کی

مشکلات' یہ سب کی سب چیزیں تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ یعنی یہ تو محض ریاکارانہ عمل ہوگا جبکہ عبادت کے لئے نیت کا خالص ہونا اور قلب کی حضوری ناگزیر ہے۔

(11) اِک نُکتہ

اِک نُکتہ یار پڑھایا ہے
ع غ دی ہِکّا صُورت
ہِک نُقطے شور مچایا ہے
اِک نُکتہ یار پڑھایا ہے
سسّی دا دِل لُٹّن کارَن
ہوت پُنّوں بَن آیا ہے
اِک نُکتہ یار پڑھایا ہے
بُلّھا شوَہ دی ذات نہ کائی
میں شوَہ عنایتؒ پایا ہے
اِک نُکتہ یار پڑھایا ہے

مشکل الفاظ و معنی: نُکتہ: باریک بات' کثرت کی ضد۔ اِک نُکتہ: وحدت۔ ہِکّا: ایک ہی' ایک جیسی۔ نُقطے: نقطہ بمعنی ذرا سی بات۔ ہوت: پنوں' پنوں کی ذات۔ کائی: کوئی۔ شوہ: محبوب حقیقی۔ عنایت: حضرت بُلّھے شاہؒ کے مرشد کا نام شاہ عنایت قادریؒ

ترجمہ: ایک باریک بات مجھے یار نے پڑھائی ہے۔ ع اور غ کی ایک ہی جیسی صورت ہے اور ساری ایک نقطے کی ہی بات ہے اور اسی کی ہی یہ ساری ہنگامہ آرائی ہے۔

ایک باریک بات مجھے یار نے پڑھائی ہے۔ سسّی کا دل لوٹنے (لبھانے) کے لئے وہ خود ہی پنوں ہوت بن کر آگیا یعنی خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق۔

ایک باریک بات مجھے یار نے پڑھائی ہے۔ اے بلھے شاہؒ محبوب حقیقی کی کوئی ذات نہیں۔ میں نے اسے اپنے مرشد کے روپ میں پالیا ہے۔

صوفیاء کا یہ شیوہ ہے کہ وہ غیر اللہ میں بھی اسی ذات واحد کو ہی دیکھتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی بات حضرت بلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں بیان کی ہے اور اپنے مرشد میں بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا ہی روپ دیکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(12) اُلٹی گنگا بہایو رے سادھُو!

اُلٹی گنگا بہایو رے سادھُو، تَب ہَر دَرسن پائے
پریم کی پُونی ہاتھ میں لیجو گنجُھ مروڑی پڑنے نہ دیجو
گیان کا تَکلا دھیان کا چرخہ اُلٹا پھیر بھوائے
اُلٹے پاؤں پر کُنبھ کرَن جائے تَب لنکا کا بھید اُپائے
دَھنیسر لُٹیا ہَن لچھمن باقی تَب اَنْہد ناد بجائے
ایہہ گَت گرُ کی پرَیوں پاوے گرُ کا سیوک تبھی سَدائے
اَمرت مَنّڈل مُوں رُٹبھ اَیسی دیکھے ہَری ہَر ہو جائے
اُلٹی گنگا بہایو رے سادھُو، تَب ہَر دَرسن پائے

مشکل الفاظ و معنی: اُلٹی گنگا بہانا: اچرج اور خلاف دستور کام کرنا، خلاف معمولی کارنامہ سرانجام دینا، تغیر و تبدل کر دینا، انقلاب لانا، زیر و زبر کرنا۔ سادھو: درویش۔ ہر: خدا۔ درسن: درشن، دیدار۔ لیجو: لے لینا۔ گنجھ: گنجھل۔ دیجو: دے دینا۔ کنبھ: وہ گڑھا جس میں جلاہا بنتے وقت اپنے پاؤں لٹکائے رکھتا ہے۔ انہد: بے حد، اَلوُہیت، وحدانیت، بے حساب۔ دَھنیسر: دس سروں والا، راون جو ستیا کو رام چندر جی کے بن باس کے دوران اغوا کر کے لے گیا تھا۔ لچھمن: رام چندر جی کا بھائی جس نے رام چندر جی کے ساتھ بن باس لیا تھا۔ ناد: جوگیوں یا سادھوؤں کے بجانے والا سنکھ۔ گت: سُر، لَے، حالت، کیفیت، چال، طریقہ۔ گرُ: گورو۔ سیوک: خدمتگار، پجاری، چیلا، خادم، سیواکار۔ اَمرت: آب حیات۔ مَنڈل: گِرہ، جتّھا، سنگت۔ ٹبھ: جوہڑ، تالاب۔ ہری: خدا۔ ہر: ہر کوئی

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہ" ایک سالک کو، طالب صادق کو ذاتِ خداوندی کے حصول کا طریقہ بتایا ہے کہ اے سادھو (درویش) خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تجھے غیر معمولی عبادت و ریاضت کرنا ہوگی۔ بہت زیادہ عبادت و ریاضت اور مجاہدۂ نفس کے بعد ہی تو اللہ تعالیٰ کے نور کی زیارت کر سکتا ہے۔ اس میں تجھے محبت کے مسلسل عمل سے گزرنا پڑے گا اور تمام علائق دنیا سے دل کو بچانا ہوگا۔ اِدھر اُدھر کے تمام تعلقات تجھے ختم کرنا ہوں گے۔ رات دن عبادت و ریاضت اور نفس کشی کرنا ہوگی اور دل کے اقلیم کو غیرت اور دوئی کی الجھنوں سے محفوظ رکھنا ہوگا اور اس کی محبت میں محو و مستغرق ہونا ہوگا لیکن اس کے لئے مرشد کامل کی خدمت کرنا ہوگی اور اس کے وسیلے سے ہی یہ سب کچھ ہو سکتا ہے کیونکہ جس نے بھی خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ لہٰذا تجھے امر ہونے کے لئے موتو قبل ان تموتو ہونا پڑے گا اور تب جا کر تو خود بخود اس ذات حقیقی سے واصل ہو جائے گا اور خداوند کریم کے دیدار سے مشرف ہو جائے گا۔ اے سادھو (درویش) تجھے قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے غیر معمولی عبادت و ریاضت کرنا ہوگی۔

(13) اُلٹے ہور زمانے آئے

کاں ٹُکڑ نوں مارن لگے
چڑیاں جُرّے کھائے
اُلٹے ہور زمانے آئے

عراقیاں نوں پئی چابک پوندی
گدّوں خود پوائے
(2) اُلٹے ہور زمانے آئے

اپنیاں دیوچ اُلفت ناہیں
کیا چاچے کیا تائے
(3) اُلٹے ہور زمانے آئے

پیو پُتراں اتفاق نہ کائی
دھیاں نال نہ مائے
(4) اُلٹے ہور زمانے آئے

سچیاں نوں پئے ملدے دَھکّے
جھوٹھے کول بہائے
(5) اُلٹے ہور زمانے آئے

اگلے جا بنگاہ لے بیٹھے!
پچھلیاں فرش وچھائے
(6) اُلٹے ہور زمانے آئے

بھوریاں والے راجے کیتے
راجیاں بھیکھ منگائے
(7) اُلٹے ہور زمانے آئے

بُلھا حکم حضوروں آیا

رِتس نُوں کون ہٹائے

(8) اُلٹے ہور زمانے آئے

مشکل الفاظ و معنیٰ: لگڑ: شاہین- جرّے: باز- عراقیاں: اعلیٰ نسل کے گھوڑے- چابک: دُرہ- گدّوں: گدھا- مائے: ماں- بنگاہ: بانس کا ڈنڈا- پچھلیاں: واحد پچھلے مراد نو دولتیے- بھوریاں والے: منحوس مراد سکھ- بھیکھ: بھیک- تس نوں: اُس کو- حکم حضوردی: تقدیر خداوندی' بارگاہ ایزدی سے

ترجمہ: سید بلّھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں انقلابات زمانہ کو موضوع بنایا ہے- کیونکہ انہوں نے اپنے دور میں جو کچھ دیکھا بعینہ بیان کر دیا ہے- سید بلّھے شاہؒ کا دور وہ دور ہے جب سلطنت مغلیہ روبہ زوال اور پنجاب میں سکھوں کو عروج حاصل ہو رہا تھا اور یہ اٹھارویں صدی کی بات ہے- جب پنجاب کے مسلمانوں پر سکھوں نے قیامت برپا کر رکھی تھی- کہتے ہیں کہ زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے- کوے شہباز کو مارنے لگے ہیں اور چڑیوں نے شاہین کھانے شروع کر دیئے ہیں-

(2) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے- اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کو دُرّے پڑ رہے ہیں اور یہ دُرّے گدھے لگوا رہے ہیں یعنی اشراف کی جگہ رذائل نے لے لی ہے-

(3) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ اپنوں میں الفت و محبت نہیں رہی اور بھائی بھائی کی جان کا دشمن ہو گیا ہے' خونی رشتے بھی اپنا اعتماد کھو چکے ہیں-

(4) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ باپ اور بیٹے تک میں اتفاق نہیں رہا اور ماں کی بیٹیاں اس کے خلاف ہو گئی ہیں-

(5) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ جو حق پر ہیں انہیں دھکے دیئے جا رہے ہیں اور ناحق لوگوں کو نوازا جا رہا ہے- یہ کیسے معاشرتی اور اخلاقی تغیرات ہیں-

(6) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ لائق و فائق لوگ غیر معتبر ہو گئے ہیں اور نودولتیوں کو شان و شوکت اور مراعات سے نوازا جا رہا ہے-

(7) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ بھوریاں والوں (سکھوں) کو صاحب جاہ و منصب کیا جا رہا ہے اور اشراف کو ذلیل اور کنگال بلکہ بھیک مانگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے-

(8) زمانے میں یہ کیسا انقلاب آگیا ہے- اے بلّھے شاہؒ یہ سب تغیرات حکم خداوندی ہے اور اس حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا-

اصل میں سید بلّھے شاہؒ نے یہ کافی نہیں بلکہ اپنے دور کے حالات حاضرہ کا نوحہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے عہد کے منفی تغیّرات پر رنج و غم کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ بین بھی کئے ہیں-

Scanned with CamScanner

(14) اماں بابے دی بھلیائی

اَمّاں بابے دی بَھلیائی
اوہ ہُن کَمّ آساڈے آئی

اَمّاں بابا چور دُھراں دے' پتر دی وڈیائی
دانے اُتوں گُت بگُتّی' گھَر گھَر پئی لڑائی
آساں قضیئے تداہیں جالے جد کنک اوہناں لُڑکائی
کھائے خیرا تے پھاٹیئے جُمعہ' اُلٹی دستک لائی
مُبلّھا طوطے مار باگاں تھیں' کڈھے اُلو رہن اُس جائی

اَمّاں بابے دی بَھلیائی!
اوہ ہُن کَمّ آساڈے آئی

مشکل الفاظ و معنی: بھلیائی: نیکی' اچھے اعمال' طنزاً خطا کو بھلیائی کا نام دیا ہے- دُھراں: مُدھ' ازل- وڈیائی: بڑائی- گُت بگُتّی: لڑائی' باہم دست و گریباں ہونا' عورتوں کی لڑائی جس میں ایک دوسرے کے بال کھینچے جاتے ہیں- قضیئے: حادثات' جھیڑے- تداہیں: تبھی' اسی وقت- لُڑکائی: چھپائی' چرالی- کنک: گندم- کھائے خیرا تے پھاٹیئے جُمعہ: کرے کوئی اور بھرے کوئی- جائی: جگہ

ترجمہ: سید بلھے شاہ'' اپنی اس کافی میں اماں حوّا اور بابے آدمؑ (جن کو بہشت میں گندم کھانے سے منع کیا گیا تھا لیکن انہوں نے گندم کا دانہ کھا کر خطا کی اور انہیں اس کی پاداش میں جنت سے نکلنا پڑا) سید بلھے شاہ'' ان کی اس خطا کو طنزاً بھلیائی کا نام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی یہ بھلیائی اب ہمارے کام آرہی ہے یعنی اس خطا کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں- اماں بابا جو ازلی خطاکار تھے کہ انہوں نے اجازت کے بغیر گندم کا دانہ کھالیا تھا اور اسی دانے کی وجہ سے گھر گھر لڑائی پڑی ہوئی ہے اور ہم پر تمام تر قضیئے اسی کی وجہ سے پڑے ہوئے ہیں جن میں ہم آج تک پھنسے ہوئے ہیں- یہ تو ایسی ہی مثال ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی کیونکہ دانہ گندم تو اماں اور بابے نے اڑایا اور اس کی سزا ان کی نسل کاٹ رہی ہے اور یہ بات نسل در نسل دشمنیوں کا باعث بن رہی ہے- اے بلھے شاہ'' یہ تو وہی بات ہوئی کہ باغوں سے طوطے نکال کر وہاں اُلوؤں کو رکھ لیا جائے کیونکہ جنّت اب انسان کے نکل جانے کے بعد ویران ہو چکی ہے اس کی رونقیں تو انسانی وجود سے ہی آباد ہوئی تھیں لیکن وہاں سے انسانوں کے اوّلین باپ اور ماں کو نکال دیا گیا ہے لیکن یہ سب ہمارے اماں بابے کی ہی بھلیائی (خطا) کا نتیجہ ہے جو کچھ ہوا اور ہم ان کی خطا کا خمیازہ آج تک بھگت رہے ہیں-

(15) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال

صابرؒ نے جد نیونہہ لگایا
دیکھ پیا نے رِکیھہ دِکھلایا
رَگ رَگ اندر رِکرم چلایا
زورا وَر دی گل محال

(2) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال
زکریاؑ نے جَد پایا کھارا
جس دَم وَجیا عشق نقارا
دَھریا سِر تے ترکھا آرا
کیتا ایڈ زوال

(3) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال
جد یحیٰؑ نے پائی جھاتی
رمز عشق دی لائی کاتی
جلوہ دِتا اپنا ذاتی
تن خنجر کیتا لال

(4) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال
آپ اِشارہ اَکھ دا کیتا
تاں مُدھوا منصورؒ نے پیتا
سُولی چڑھ کے درشن لیتا
ہویا عشق کمال

(5) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال
سُلیمانؑ نُوں عشق جو آیا
مُندرا ہتھوں چا گوایا
تخت نہ پریاں دا پھر آیا
بُھٹھ جھوکے تھیا بے حال

(6) ایس نیونہہ دی اُلٹی چال
مُلّھے شاہ ہُن چُپ چنگیری
نہ کر ایتھے ایڈ دلیری
گل نہ بن دی تیری میری

چھڈ دے سارے وہم خیال

ایس نیونہہ دی اُلٹی چال

مشکل الفاظ و معنیٰ: صابر: حضرت ایوبؑ کا لقب۔ نیونہہ: عشق، محبت، دل، چاہت۔ پیا: محبوب مراد محبوب حقیقی۔ کرم: کیڑا۔ زوراور: طاقت ور، جابر۔ محال: ناممکن۔ زکریاؑ: اللہ کے ایک نبی جن کو درخت سمیت آرے سے چیرا گیا۔ کھارا: بڑا ٹوکرا۔ نقارا: نوبت۔ ایڈ: اتنا، اتنے۔ یحییٰؑ: اللہ کے نبی جو عشق الٰہی میں جان دے دی۔ مدھوا: نشہ، شراب۔ منصور: حلاج ابن منصورؒ جنہوں نے اناالحق کا نعرہ لگایا اور اس کی پاداش میں انہیں سولی چڑھا دیا گیا۔ سلیمانؑ: اللہ کے پیغمبر

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ نے اس کافی میں حضرت عشق کی کارکردگی بیان کی ہے اور مختلف عاشقان الٰہی کی مثالیں دے دے کر (جن میں اولیاء، انبیاء شامل ہیں) اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عشق کسی سے بھی رعایت و لحاظ نہیں کرتا اس کے ہاں انبیاء و اولیاء اور بادشاہ و فقیر سب ایک جیسے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ عشق ہمیشہ الٹی ہی چال چلتا ہے۔ حضرت ایوب صابرؑ کو دیکھیں کہ جنہوں نے عشق الٰہی اختیار کیا تو عشق نے ان کے تن بدن میں کیڑے ڈال دیئے اور انہیں آزمانے کے لئے طرح طرح کی شکلوں میں مبتلا کیا۔ یہ بڑا ظالم اور جابر ہے اس کی کوئی بھی بات ٹالنی ناممکن ہے۔

(2) یہ عشق ہمیشہ اُلٹی ہی چال چلتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو دیکھیں کہ جب انہوں نے عشق کا ٹوکرا اپنے سر پر اٹھایا تو عشق نے نوبت کھڑکا دی تو ان کو آرے سے چیر دیا گیا۔ ان پر یہ زوال عشق کی وجہ سے ہی آیا۔

(3) یہ عشق ہمیشہ اُلٹی ہی چال چلتا ہے۔ جب حضرت یحییٰؑ نے نور الٰہی کی ایک جھلک دیکھی تو عشق نے ان پر چھریاں چلا دیں اور جب جمال الٰہی کا جلوہ دیکھا تو ان کے تن بدن کو عشق نے ان کے لہو میں نہلا دیا۔

(4) یہ عشق ہمیشہ اُلٹی ہی چال چلتا ہے۔ جب محبوب حقیقی نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا تو منصور ابن حلاج نے شراب معرفت سے بھرا ہوا پیالہ پی لیا اور سولی پر چڑھ کر اس محبوب حقیقی کے جمال کا نظارہ کیا۔ گویا ان کے عشق نے کمال حاصل کر لیا۔

(5) یہ عشق ہمیشہ اُلٹی ہی چال چلتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کو جب عشق ہوا تو ان کے ہاتھ سے عشق نے انگوٹھی گم کر دی (اس انگوٹھی کی وجہ سے انہیں عروج حاصل تھا اور ان کا تخت ہوا میں اڑتا تھا) اور پھر ان کو وہ عروج حاصل نہ رہا کیونکہ وہ ایک دانے بھوننے والی ماچھن پر عاشق ہو گئے تھے اور ان کے عشق میں وہ اس ماچھن کی بھٹی میں جلانے کے لئے ایندھن ڈالا کرتے تھے۔ اس طرح عشق نے ان کا بُرا حال کیا۔

(6) یہ عشق ہمیشہ اُلٹی ہی چال چلتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ اب چپ ہی بھلی ہے اب اس قدر یہاں بے باکی سے کام نہ لو کیونکہ یہاں تیری میری کی گنجائش نہیں ہے۔ اس قسم کے وہم و خیال سب چھوڑ دو۔ یعنی یہاں تو اپنی ہستی کی نفی کرنا پڑتی ہے اور محبوب حقیقی کے ہوتے ہوئے تیرا وجود بھی قائم رہے، یہ سب وہم اور خیال کی باتیں ہیں۔ ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ عشق ہمیشہ الٹی ہی چال چلتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(16) اَیسا جَگیا گیان پَلیتا!

نہ ہَم ہِندُو نہ تُرک ضرُوری
نام عشق دی ہے منظُوری
عاشق نے ہَر جِیتا

اَیسا جَگیا گیان پَلِیتا

ویکھو ٹھگّاں شور مچایا جَمنا مَرنا چا بنایا
مُورکھ بُھلّے رولا پایا جِس نوں عاشق ظاہر کِیتا

اَیسا جَگیا گیان پَلِیتا

بُلّھا عشق دِی بات نِیاری پریم والیاں بڑی کراری
مُورکھ دی مَت اَینویں ماری واک سُخن چُپ کِیتا

اَیسا جَگیا گیان پَلِیتا

مشکل الفاظ و معنی: جگیا: روشن ہوا' جگا۔ گیان: سمجھ' عقل' وقوف' معرفت' رسائی' واقفیت' علم' انداز' عرفان۔ پلیتا: فیتا' دیئے کی باتی' رسی۔ تُرک: سپاہی' لوٹ مار کرنے والا' ہندو باہر سے آنے والے مسلمانوں کو تُرک کہتے تھے۔ ہر: محبوب حقیقی' خدا۔ مورکھ: بیوقوف' ناواقف۔ رولا: شور' دہائی۔ نیاری: انوکھی' منفرد' اچرج' عجیب و غریب۔ کراری: تیز' تیکھی۔ واک: بول' فقرا' بات' کلا' م حکم۔ سخن: بات' کلام' بول

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر علم و عرفان کا ایسا چراغ روشن ہوا ہے کہ ہم پر اپنی ہستی روشن ہو گئی ہے۔ ہم نہ تو ہندو ہیں اور نہ ہی باہر سے آنے والے مسلمان ہیں۔ ہم تو صرف عشق کے منظور نظر ہیں اور ایسے عاشق ہیں کہ ہم نے محبوب حقیقی کو جیت رکھا ہے۔

ہمارے اندر علم و عرفان کا ایسا چراغ روشن ہوا ہے کہ ہم جان چکے ہیں کہ ان طریقت کے فریبیوں نے' جھوٹے پیشواؤں (جنہیں طریقت کی کچھ خبر نہیں) یونہی شور مچا رکھا ہے۔ یہ پیدا ہونے اور مرجانے پر ہی اکتفا کئے بیٹھے ہیں۔ اصل میں یہ حقیقت سے بے خبر ہیں اور دہائی دے رہے ہیں۔ ان سب کا بھید کوئی عاشق صادق ہی آشکار کر سکتا ہے۔

ہمارے اندر علم و عرفان کا ایسا چراغ روشن ہوا ہے اور ہم یہ باتیں یونہی نہیں کہہ رہے۔ اے بلھے شاہؒ ایک سچے عاشق کی ہر بات ہی نیاری ہوتی ہے اور محبت والے بڑی تیز اور تیکھی باتیں کرتے ہیں مگر بیوقوف لوگ ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے تو اب ہم نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔ ہمارے اندر علم و عرفان کا ایسا چراغ روشن ہوا ہے۔ ہم ان تمام راز کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(17) اِیہہ اَچرج سَادھُو!

اِیہہ اَچرج سَادھُو کون کہاوے چھِن چھِن رُوپ کِتے بن آوے

مکّہ لنکا سَہدیو کے بھیت، دویو کو ایک بتاوے
جب جوگی تم وصل کروگے بانگ کہے بھانوّیں ناد وجاوے
بھگتی بھگت نتارو ناہیں، بھگت سَوامی جیہڑا مَن بھاوے
ہَر پرگٹ پرگٹ ہی دیکھو! کیا پنڈت پڑھ بید سُناوے
دھیان دَھرو ایہہ کافر ناہیں، کیا ہندو کیا تُرک کہاوے
جَب دیکھوں تَب اوہی اوہی بُلھا شوہ ہَر رنگ سماوے

اِیہہ اَچرج سَادھُو کون کہاوے چھِن چھِن رُوپ کِتے بَن آوے

مشکل الفاظ و معنی: اچرج: انوکھا، عجیب و غریب۔ سَادھُو: بھگت، ہندو فقیر مراد مُرشد، پیر۔ چھِن چھِن: بجنے، کھنکنے یا ٹوٹنے کی آواز، لمحہ، پل، لحظہ۔ رُوپ: مراد بہرُوپ۔ سَہدیو: کم سونے والا۔ بھیت: بھید، راز کی بات۔ دویو: دو، دُوتی، غیراللہ، مراد کثرت۔ ناد: جوگیوں یا سادھوؤں کے بجانے والا سنکھ۔ بھگتی بھگت نتارو ناہیں: عبادت سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا (نجانے کون سے بھگت کی عبادت خدا کو پسند آئے)۔ ہر: ہر جگہ، ہر ایک۔ پرگٹ: ظاہر، پیش، بے پردہ۔ پنڈت: جاننے والا، عالم، گیانی، عاقل، دانا، زیرک، برہمن، پروہت۔ بید: عالم، گیانی۔ دھیان دھرو: دھیان کرو، سوچو، غور کرو۔ اوہی: وہی

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب سادھو (یہ بلھے شاہ" خود بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے مرشد بھی) (پیر فقیر) خود کو کیا کہلواتا ہے یا اسے کس نام سے پکارا جاتا ہے جو ہر لمحہ اور ہر پل نئے روپ میں سامنے آتا ہے۔ یہ کثرت سے وحدت تلاش کرتا ہے۔ دو کو ایک بتاتا ہے۔ جب صوفی یا فقیر کی منزل وصل ہی ٹھہری تو کوئی بانگ سنائے یا ناد بجائے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کسی بھی درویش کی عبادت سے اس کی درویشی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ خدا کے حضور کس کی عبادت منظور ہوئی۔ لیکن درویش وہی ہے جسے اس کی منظوری اور قبولیت حاصل ہو۔ اس کا جلوہ تو ہر ہر جگہ ظاہر ہے۔ کوئی پنڈت یا گیانی تجھے اس کے بارے میں کیا بتائے گا۔ یہ تو دھیان اور غور کرنے کی بات ہے کیا ہندو اور کیا مسلمان سبھی میں ہی اس کا نور موجود ہے۔ اے بلھے شاہ" میں جب بھی جس طرف بھی دیکھتا ہوں مجھے تو محبوب حقیقی کا ہی روپ دکھائی دیتا ہے۔ یہ عجیب و غریب سادھو (پیر فقیر) ہے اسے کس نام سے پکارا جائے جو ہر لمحہ اور ہر پل نئے روپ میں سامنے آتا ہے۔ سید بلھے شاہ" نے اپنی اس کافی میں وحدت وجودی بیان کی ہے اور وہ کثرت میں بھی وحدت، غیر اللہ میں بھی اللہ ہی کے نور کا عکس دیکھتے ہیں۔ یعنی ہر ہر جا اور ہر ایک چیز میں انہیں اسی ذات واحد کا حسن جمال دکھائی دیتا ہے۔ کیا کافر اور کیا مسلم سبھی تو اس کے نور کا ہی عکس ہیں اور اس تمام کثرت کا منبع وہی ذات واحد ہے جو کہ ہر جگہ اور ہر ایک روپ میں موجود ہے۔ غیر اللہ میں بھی ذات الٰہیہ کا پرتو دیکھنا۔ یہ سید بلھے شاہ" کا پسندیدہ مضمون ہے اور اسے انہوں نے اپنی کئی کافیوں میں بیان کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(18) اِیہہ دُکھ جا کہُوں

اِیہہ دُکھ جا کہُوں کِس آگے
رُم رُم گھاء پرَیم کے لاگے

سِکت سِکت ہو رَین وِہانی ہمرے پیا نے پیڑ نہ جانی
کیا جانو پیا کیا من بھانی بِلکت بِلکت رَین وِہاسی
ہاۓ دی گل پے گئی پھاسی اِک مَرنا دُوجا جگ دی ہاسی
کرت پھرت نِت موہی رے موہی کون کرے موُں سے دِل جوئی
شام پیا میں دیتی ہوں دھرُوئی دُکھ جگ کے موہے پُوچھن آئے
جِن کے پیا پردیس سدھائے نہ پیا آئے نہ پیا آئے
اِیہہ دُکھ جا کہُوں کِس جائے بُلّھا شاہؒ گھر آ پیاریا
اِک گھڑی کو قرَن گزاریا تَن مَن دَھن جیا تَیں پر واریا
اِیہہ دُکھ جا کہُوں کِس آگے
رُم رُم گھاء پرَیم کے لاگے

مشکل الفاظ و معنی:

رُم رُم: ہر مسام، لُوں لُوں۔ گھاء: زخم۔ پریم: محبت، چاہت۔ لاگے: لگے۔ سِکت سِکت: ترس ترس کر، سِسکتے ہوئے۔ رین: رات۔ وِہانی: گزارنی۔ پیا: محبوب۔ من بھانی: دلپسند۔ بلکت بلکت: بِلک بِلک کر۔ رین: رات۔ وہاسی: بیت جائے گی، گزر جائے گی۔ کرت پھرت: کرتے پھرتے۔ موہی: رجھانا، موہنا۔ نت: ہمیشہ۔ موہے: مجھ سے، میرے ساتھ۔ دھروئی: ظلم کی دُہائی، فریاد۔ سدھارے: چلے گئے۔ جیا: دل۔ تیں: تجھ پر

ترجمہ:

سید بلھے شاہؒ نے اس کافی میں اپنے محبوب حقیقی سے جدائی اور اس کی کیفیات بیان کی ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں محبوب حقیقی سے جدائی کا دُکھ کس کو جاکر سناؤں، کس کے آگے بیان کروں۔ کیونکہ محبت میں میرا لُوں لُوں بُری طرح زخمی ہوچکا ہے۔

میں سِسک سِسک کر رات بتا رہا ہوں۔ میرے محبوب کو میری اس صورت حال کی بالکل خبر نہیں ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے محبوب کو کیا من بھا گیا ہے، اب میں بِلک بِلک کر رات بتا رہا ہوں اور دِ لگی میں ہی میرے دل کو لگ گئی ہے۔ ایک تو موت سر پر سائے کی طرح منڈلا رہی ہے اور کوئی عمل نہ کرنے پر اپنی جگ ہنسائی کا بھی خیال دامن گیر ہے۔ کرتے پھرتے ہوئے بھی مجھے اس نے مجھے رجھائے رکھا یعنی اس کا دم دم خیال رہا۔ کون ہے جو میری دلجوئی کرے۔ زندگی کی شام

ہو گئی ہے اور میں خود پر ہونے والے مظالم کے خلاف فریاد کناں ہوں۔ دنیا جہاں کے دکھ مجھ سے پوچھنے آتے ہیں کہ جن کے محبوب پردیس چلا جائے وہ اپنے محبوب کے بغیر کیسے زندگی گزار سکتے ہیں۔ کیونکہ میرے محبوب نہیں آئے نہیں آئے یہ دکھ میں کس سے کہوں، کس کے آگے بیان کروں کیونکہ میرا لُوں لُوں محبت کے زخموں سے چور ہو چکا ہے۔

اے بلھے شاہؒ اپنے گھر میں آجا پیارے کہ ایک ایک پل تمہارے بغیر بڑی مشکل سے گزر رہا ہے۔ میں اپنا تن من اور دھن نچھاور کر دوں۔ میں محبوب حقیقی سے اپنے جدائی کا دکھ کس کو جا کر سناؤں، کس کے آگے بیان کروں۔ محبت میں میرا لُوں لُوں زخمی ہو چکا ہے۔

(19) آ سجّن گل لگ اَساڈے

آ سجّن گل لگ اَساڈے کیہا جھیڑا لایو اِی
سُتیاں بیٹھیاں کجُھ نہیں ڈِٹّھا' جاگدیاں شَوہ پایو اِی

قُم باذنی شمس" بولے' اُلٹا کر لٹکایو اِی
عِشقن عِشقن جگ وِچ ہوئیاں دے دِلاس بِٹھایو اِی

مَیں تَیں کائی نہیں جُدائی' پھرکیوں آپ چھُپایو اِی
مجھّیں آئیاں ماہی نہیں آیا پھُوک برہوں ڈولایو اِی

اِس عشقدے ویکھے کارے' یوسف کھُوہ پوایو اِی
وانگ زُلیخاوِچ مِصردے گھُنگٹ کھول رُلایو اِی

رَبِ اَرنی موسیٰ بولے' تد کوہ طوُر جلایو اِی
لَن ترَانی جِھڑکا والا' آپے حُکم سُنایو اِی

عِشق دیوانے کِیتا فانی' دِل یتیم بنایو اِی
بُلّھا شَوہ گھر وَسیا آ کے' شاہ عنایت" پایو اِی

آ سجّن گل لگ اَساڈے کیہا جھیڑا لَایو اِی
سُتیاں بیٹھیاں کجُھ نہیں ڈِٹّھا' جاگدیاں شَوہ پایو اِی

مشکل الفاظ و معنی: کیہا: کیسا۔ جھیڑا: جھگڑا' بحث و تکرار۔ شَوہ: محبوب' محبوب حقیقی۔ قم باذنی: میرے حکم سے اُٹھ۔ شمس" : شمس الحق" ' ایک بزرگ جنھوں نے مردے کو قم باذنی کہہ کر زندہ کیا اور اس پر فتویٰ صادر کرکے اس کی کھال اتاری گئی۔ عشقن عشقن جگ وِچ ہوئیاں: دنیا میں عشق عشق ہو گئی۔ دلاس: چوما چاٹی' مزے لینا' عیش و عشرت کرنا' ناز و نخرہ۔ تیں: تجھ سے۔ کائی: کوئی۔ مجھیں: بھینسیں۔ گھنگٹ: گھونگٹ' پردہ' نقاب۔ ربّ ارنی: یا رب تو مجھے اپنا آپ دکھا۔ لَن ترانی: تو مجھے ہرگز دیکھ نہیں سکتا۔ جھڑکاں: جھڑک دینا' غصے سے بولنا۔ شوہ: محبوب۔ شاہ عنایت: سید بلھے شاہ" کے مرشد

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب آ میرے گلے لگ جا۔ تو نے یہ کیا بحث و تکرار شروع کر رکھی ہے۔ خواب غفلت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ محبوب اسی کو ملتا ہے جو ہر وقت اس کا ذکر اذکار کرتا رہے یعنی اس کی عبادت میں محو رہے۔

اے محبوب حقیقی شمس" نے قم باذنی کہا تو اسے الٹا لٹکا دیا گیا۔ پوری دنیا میں عشق عشق ہو گئی۔ یعنی شہرت ہو گئی اور تو نے ناز و نخرے دکھانے شروع کر دیئے۔ لیکن مجھ میں اور تجھ میں کوئی جدائی نہیں پھر تو مجھ سے اپنا آپ کیوں چھپاتا ہے۔ میری مثال تو وہ ہے کہ جس کا محبوب قریب ہو کر بھی اس سے جدا ہو۔ مجھے جدائی کی آگ سے پھوک ڈالا ہے۔

اس عشق کی چالوں (کرتوتوں) سے تم واقف ہو۔ حضرت یوسف کو اس نے کنوئیں میں ڈلوا دیا اور زلیخا کی طرح مصر کے بازار میں تمام پردے چاک کر دیئے۔ جب موسیٰ نے رب ارنی کہا تو کوہ طور کو جلا دیا اور پھر خود ہی لن ترانی کا حکم سنا دیا۔ عشق دیوانے نے فانی کر کے رکھ دیا ہے اور دل کو یتیم بنا دیا ہے۔ اے بلھے شاہ" محبوب تو گھر میں بس گیا جب ہم نے شاہ عنایت" کو پا لیا۔ آ اے میرے محبوب میرے گلے لگ جا تو نے یہ کیا بحث و تکرار شروع کر رکھی ہے۔ خواب غفلت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ محبوب اس کو ملتا ہے جو ہر وقت اس کا ذکر و اذکار کرتا رہے یعنی اس کی عبادت میں محو رہے۔

Scanned with CamScanner

(20) آکھاں وے دِل جانی پیاریا

آکھاں وے دِل جانی پیاریا، مینُوں کیہا چینک لایا اِی
مَیں تَیں وِچ نہ ذرا جُدائی، ساتھوں اپنا آپ چھُپایا اِی
مجھیّں آئیاں رانجھا یار نہ آیا، پھُوک بِرہوں ڈُوں لایا اِی
ہیں نیڑے مینُوں دُور کیوں دِسنائیں ساتھوں آپنا آپ چھُپایا اِی
وِچ مِصر دے وانگ زُلیخا گھُنگٹ کھول رُلایا اِی
شَوہ بُلّھے دے سَر پَر بُرقع تیرے عِشق نچایا اِی
آکھاں وے دِل جانی پیاریا، مینُوں کیہا چینک لایا اِی

مشکل الفاظ و معنی:

وے: (ندائیہ) اے، ارے، رے۔ چینک: چاٹ، چسکا، لگن۔ تَیں: تجھ۔ پھُوک: جلا۔ بِرہوں: جُدائی، ہجر، وچھوڑا۔ ڈُوں: طرف، سمت، حسرت، شوق۔ گھُنگٹ: گھونگٹ، پردہ، نقاب۔ شَوہ: محبوب

ترجمہ:

سید بلھے شاہ" اپنے محبوب سے کہہ رہے ہیں کہ اے میرے پیارے محبوب! تو نے مجھے یہ کیسی لگن لگا دی ہے۔ مجھ میں اور تجھ میں ذرہ بھر جدائی (فرق) نہیں ہے اور پھر بھی تو خود کو مجھ سے چھپائے ہوئے ہے۔ سب کے بچھڑے ہوئے پریتم ان کو مل گئے ہیں مگر مجھے تیری جدائی اور حسرت نے جلا ڈالا ہے۔ تو ہے تو بالکل قریب مگر خود کو دور کیوں بتاتا ہے اور اپنے آپ کو مجھ سے کیوں چھپاتا ہے۔ تو نے بھرے بازار میں زلیخا کی طرح مجھے رسوا کر دیا ہے۔ اے میرے محبوب بلھے شاہ" کے سر پر تیرے ہی عشق کا برقع ہے اور تیرا عشق اسے نچا رہا ہے۔ اے میرے پیارے محبوب! تو نے مجھے یہ کیسی لگن لگا دی ہے۔

(21) آمِل یارا سَار لے

آ مِل یارا سَار لے میری — میری جان دُکھاں نے گھیری
اَندر خواب وِچھوڑا ہویا خبر نہ پَیندی تیری — سُنجی بَن وِچ لُٹی سائیاں سُور پَلنگ نے گھیری
مُلّاں قاضی راہ بتاون، دین بھَرم دے پھیرے — اِیہہ تاں ٹھگ جگت دے جھیور لاوَن جال چوپھیرے
کرم شرع دے دَھرم بتاون، سنگل پاون پیریں — ذات مذہب ایہہ عشق نہ پُچھدا عشق شرع دا ویری
ندیوں پار ملک سجن دا لہر لوبھ نے گھیری — سَتگور بیڑی پھڑی کھلوتے، تیں کیوں لائی آ دیری
بُلّھا شاہ" شَوہ تینوں مِلسی، دِلنوں دے دلیری — پریتم پاس تے ٹولنا کس نوں، بھُل گیوں شکر دوپہری
آ مل یارا سار لے میری — میری جان دُکھاں نے گھیری

مشکل الفاظ و معنی: سار لے: خبر لے، توجہ دے، دھیان کر۔ خبر نہ پیندی: اطلاع نہیں ملتی، کوئی خبر نہیں آتی۔ سُنجی: اکیلی، ویران۔ بن: جنگل۔ سائیاں: اے مالک۔ سور: بہادر، دلیر، خنزیر۔ پلنگ: آدمی، شخص۔ سور پلنگ: مراد طاقتور راہزن، ڈاکو۔ جھیور: پرندوں کا شکار کرنے والا، چڑی مار۔ چوپھیرے: چاروں طرف۔ سنگل پاون: بیڑیاں ڈالیں۔ ویری: دشمن۔ کرم: ظاہر عمل۔ دھرم: ایمان، مذہب۔ لہر لوبھ: طمع اور حرص کی موج، ہوا و ہوس، مکروہات دنیا۔ ستگور: سَت گُرو۔ شوہ: مُرشد، محبوب، معشوق۔ پریتم: پیارا۔ شکر دوپہری: عین دوپہر کے وقت جب سورج نصف النہار پر ہو۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" نے اپنی اس کافی میں نظم کی طرح ایک مسلسل اور مربوط مضمون پیش کیا ہے۔ مضمون کچھ اس طرح ہے کہ ایک سالک اپنے مرشد سے جدا ہو چکا ہے اور اپنی اس جدائی میں اپنے محبوب یا مرشد کو اپنی مدد کے لئے بلاتا ہے اور وہ سالک سید بلھے شاہ" ہیں جو کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! میری خبر لے، میری جان دُکھوں میں گھر چکی ہے۔ خواب غفلت کی وجہ سے میں تجھ سے بچھڑ چکا ہوں اور اب تیری کچھ خبر نہیں مل رہی۔ میں اکیلا ویران جنگل میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹ چکا ہوں، بھٹک چکا ہوں۔ ملاں قاضی جذب و مستی کی روش سے بے خبر ہیں، مجھ پر طعن و طنز کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ظاہری اعمال ہی دین دھرم ہیں۔ یہ کیا جانیں کہ عشق کے نزدیک ذات اور مذہب کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور عشق تو شرع کا سخت دشمن ہے۔ ندی کے اس پار محبوب کا مسکن ہے لیکن مجھے یہاں اس طرف مکروہات دنیا نے گھیر رکھا ہے۔ لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ مرشد بیڑی کو پکڑے کھڑے ہیں تو کسی بات کی دیری لگا رہا ہے۔ اے بلھا شاہ" تجھے تیرا محبوب (مُرشد) ضرور ملے گا۔ دل کو دلاسا دیئے رکھ اور دلیری سے کام لے۔ محبوب حقیقی تو تیرے پاس ہے تو اس سخت دوپہر میں کسے ڈھونڈ رہا ہے۔ اے میرے محبوب! میری خبر لے میری جان دکھوں میں گھر چکی ہے۔

(22) آؤ سیّو!

آؤ سیّو رَل دیونی وَدھائی
میں وَر پایا رَانجھا ماہی

اَج تاں روز مُبارک چڑھیا
رَانجھا ساڈے ویہڑے وَڑیا
ہتھ کھُونڈی موڈھے کمبل دھریا
چاکاں والی شکل بنائی

آؤ سیّو رَل دیونی وَدھائی
میں وَر پایا رانجھا ماہی

مُکٹ گئواں دے وِچ رُلدا
جنگل جُوہاں وِچ ہرکس مُلدا
ہے کوئی اللہ دے وَل بھُلدا
اَصل حقیقت خبر نہ کائی

آؤ سیّو رَل دیونی وَدھائی
میں وَر پایا رانجھا ماہی

بُلھے شاہ اِک سَودا کیتا
پیتا زہر پیالہ پیتا
نہ کجھ لاہا ٹوٹا لیتا
درد دُکھاں دی گٹھڑی چائی

آؤ سیّو رَل دیونی وَدھائی
میں وَر پایا رانجھا ماہی

مشکل الفاظ و معنی:

سیّو: سہیلیو، ہجولیو- ودھائی: مبارک- وَر: ساتھی، خاوند، دولہا، برابر کا جوڑ- ماہی: ماہ سے، محبوب، گائے اور بھینسیں چرانے

والا- رانجھا: محبوب، محبوب حقیقی- چاکاں: واحد- چاک: چرَوانے والا، چرواہا- مکٹ: کلغی، دولہا کے سر کے اوپر کلغی والا تاج- گئو: بیل، گائے- جُوہاں: واحد- جُوہ: علاقہ، جگہ، کھُلی بے آباد جگہ، بستی- لاہا: نفع، فائدہ- ٹوٹا: نقصان، گھاٹا

ترجمہ:

(1) بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے دوستو! مجھے مبارک باد دو کہ میں نے اپنا ساتھی پالیا ہے جو میرا محبوب حقیقی ہے۔ آج کس قدر مبارک دن طلوع ہوا ہے کہ میرا محبوب میرے گھر میں آگیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں کھونڈی ہے اور اس کے دوش پر کمبل رکھا ہوا ہے اس نے چاکوں والا بھیس بنایا ہوا ہے۔

(2) اے دوستو! مجھے مبارک باد دو کہ میں نے اپنا ساتھی پالیا ہے جو میرا محبوب حقیقی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہو کر عبادت نہ کرنے پر اپنی عزت گنوا رہا ہے اور جنگلوں اور جوہوں میں اپنے مالک حقیقی کو ڈھونڈ رہا ہے۔ خدا کو کوئی بھول سکتا ہے، لیکن افسوس کہ اس کی اصل حقیقت کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ تو ہر جگہ موجود ہے اور ہر ایک کے دل میں ہے۔

(3) اے میرے دوستو! مجھے مبارک باد دو کہ میں نے اپنا ساتھی پالیا ہے جو میرا محبوب حقیقی ہے۔ بلھے شاہؒ نے ایک سودا کر لیا ہے کہ اس نے زہر پیالہ پی لیا ہے۔ اس سے نہ تو کچھ فائدہ ہو سکا ہے اور نہ ہی کچھ نقصان۔ اس نے دکھوں کی گٹھڑی اپنے سر پر اٹھالی ہے۔ اے میرے دوستو! مجھے مبارک باد دو کہ میں نے اپنا ساتھی پالیا ہے جو میرا محبوب حقیقی ہے۔

سید بلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں اپنے مرشد یا محبوب حقیقی سے ملاقات کر لینے کے نتیجے میں ہونے والی دلی مسرت و خوشی کی کیفیت کا اظہار کیا ہے جو بڑا پُر کیف اور پُر تاثیر ہے۔ انہوں نے دوسرے بند میں انسان کو اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے یہ احساس بھی دلایا ہے کہ اسے اپنے منصب جلیلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کردار و گفتار میں ہم آہنگی پیدا کرنی چاہئے اور آخری بند میں غم عشق کا اظہار کیا ہے۔

(23) آوٗ فِقیرو میلے چلئے

آوٗ فِقیرو میلے چلئے، عارف کا سُن باجا رے
اَنہد سبد سُنو بہو رنگی تجیئے بھیکھ بیاجا رے

اَنہد واجا سَرب ملا پی بِر وَیری سر ناجا رے
میلے با بُھوں میلا آوتر، رُڑھ گیا مول وِہاجا رے

کٹھن فِقیری رَستہ عاشق قائم کرو من باجا رے
بندا رَب بھیو اک مُکھا پڑا جہان بَراجا رے

مشکل الفاظ و معنی: میلے: میل، ملاقات- انہد: پھونک کے بغیر بجنے والا نرسنگھا، ازل سے آرہی الوہی آواز جو ابد تک چلے گی- سبد: شبد، بول- بہو: بہت- تجیئے: چھوڑ دیجئے- بھیکھ: بھیک- بیاجا: بیاج، سود- سرب: سارا، تمام- نِردیَری: انصاف- سرناجا: ساز- اوتر: اَبتر سے بگڑا ہوا، بے اولاد، بُرا- مول: اصل زر، اصل رقم- وہاجا: کمایا ہوا- بھیو: ہوا- براجا: براجمان ہوا، بیٹھا

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ اس کافی میں سالکان طریقت اور طالبان حقیقت کو محبوب حقیقی سے ملنے کی دعوت دے رہے ہیں- کہتے ہیں کہ اے سالکان طریقت آوٗ ملاقات کو چلیں- وہ عارفانہ ساز و آواز سنو! وہ الوہی آواز جو ازل سے آرہی ہے اور ابد تک چلے گی- اسے سنو اور ہر قسم کی ہواوٗ حرص کو چھوڑ دو- اس ساز کی آواز سے ہی پریتم ملتا ہے یعنی اس ساز کی آواز سے اس کا پتا چلتا ہے اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ملاقات کے بغیر میلہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا- یہ تو ایسی مثال ہے کہ نہ اصل زر ہو اور نہ ہی نفع- یہ فقیری کا راستہ بڑا کٹھن ہے اس کے لئے من یعنی باطنی ساز کو درست کرنا پڑتا ہے- بُلھے شاہؒ کو دیکھو! کہ وہ بندہ ہوتے ہوئے رب کے اوصاف کا حامل ہوا بیٹھا ہے- یعنی توکل و بے نیازی کی دولت اس نے حاصل کر لی ہے- اب اسے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ سب اس کے کرم سے ہی ہوا ہے-

(24) اَب تو جاگ

اَب تو جاگ مُسافر پیارے! رَین گئی، لٹکے سبھ تارے

آوا گون سرائیں ڈیرے
ساتھ تیار مُسافر تیرے
آجے نہ سُنیوں کوچ نقارے
اَب تو جاگ مُسافر پیارے!

کر لے آج کرنی دا ویرا
مُڑ نہ ہوسی آون تیرا
ساتھی چلو چَل پُکارے
اَب تو جاگ مُسافر پیارے!

موتی، چُونی، پارس، پاسے

پاس سمندر، مرو پیاسے
کھول آکھیں اُٹھ بہو بیکارے
آب تو جاگ مُسافر پیارے!
بُلّھا! شَوہ دے پَیریں پڑیئے
غفلت چھوڑ، کجھُ حیلہ کرئیے
مرگ جَتن بن کھیت اُجاڑے
آب تو جاگ مُسافر پیارے!

<u>مشکل الفاظ و معنی</u>۔ <u>رین</u>: رات، شب۔ <u>لٹکے</u>: ماند پڑ گئے، روشنی مدہم ہو گئی۔ <u>آواگون</u>: آنا جانا، روح کا دنیا میں 49 بار آنا جانا (ہندو دھرم)۔ <u>آواگون سرائیں</u>: وہ سرائے یا مقام جہاں لوگ تھوڑی مدت کے لئے قیام کر کے چلے جاتے ہیں، مراد دنیا۔ <u>ویرا</u>: ویلا، وقت۔ <u>چُوتی</u>: چھوٹا یاقوت۔ <u>پارس</u>: ایک روائتی پتھر جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس سے جو چیز رگڑی جائے وہ سونا بن جاتی ہے۔ <u>پاسے</u>: قریب، نزدیک، زر۔ <u>اٹھ بہو</u>: جاگ جا، بیدار ہو جا۔ <u>بیکارے</u>: نکمے، فضول۔ <u>شَوہ</u>: مالک، خضر، محبوب، مُرشد۔ <u>مرگ</u>: ہرن۔ <u>جتن</u>: کوشش، سعی

<u>ترجمہ</u>: سید بلھے شاہ ؒ نے اپنی اس کافی میں صوفیانہ مسلک کے اس عام خیال کی تردید کی ہے کہ فقیری نام ہے متوکل ہو کر بیٹھنے کا۔ اس کافی میں انہوں نے سالک کو عمل کوشی کی تلقین کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اے مسافر پیارے اب تو خواب غفلت چھوڑ دے کہ اب رات (جوانی) بیت چکی ہے اور صبح (بڑھاپے) کے آثار پیدا ہوئے جا رہے ہیں۔

(1) یہ دنیا کیا ہے ایک سرائے ہے جہاں لوگ عارضی طور پر آتے اور قیام کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ تیرے ساتھی سب تیار ہو چکے ہیں اور تو ہے کہ اب تک کوچ کے نقارے کی آواز ہی نہیں سن رہا۔

(2) اے مسافر پیارے! اب تو خواب غفلت چھوڑ دے۔ ابھی وقت ہے کوئی نیک عمل کما لے۔ کیونکہ دوبارہ تو اس دنیا میں نہیں آسکے گا۔ تیرے تمام ساتھی چلو چلی پکار رہے ہیں۔

(3) اے مسافر پیارے اب تو خواب غفلت چھوڑ دے۔ موتی، زر و جواہرات سب تیرے اندر ہیں اور تو اِدھر اُدھر ڈھونڈتا پھرتا ہے تو سمندر کے کنارے کھڑا ہے اور پیاسا ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ! اے بیکار بیدار ہو جا!

(4) اے مسافر پیارے اب تو خواب غفلت چھوڑ دے۔ اے بلھے شاہ ؒ اب تو ہمیں اپنے مرشد کے پاؤں ہی پڑنا ہو گا۔ سو اس طرح ہی ہم یہ غفلت چھوڑنے کا کچھ چارا کریں۔ یعنی مرشد ہی ہماری کچھ رہنمائی کرے اور ہم یہ غفلت چھوڑ دیں کیونکہ غافل کسان کے کھیت ہرن اجاڑ دیا کرتے ہیں۔ اے مسافر پیارے! اب تو خواب غفلت چھوڑ دے اور کوئی نیک عمل کما لے۔

(25) آپے پائیاں کُنڈیاں

آپے پائیاں کُنڈیاں تے آپے کھِچنائیں ڈور
ساڈے وَل مُکھڑا موڑ
عرش کرُسی تے بانگاں ملیاں، مکّے پے گیا شور
بُلّھے شاہ" اَساں مرنا ناہیں مَر جاوے کوئی ہور
ساڈے وَل مُکھڑا موڑ

مشکل الفاظ و معنی: کُنڈی: شکار کو پھانسنے کا اوزار، پھانسنے والی۔ مُکھڑا: رخ، چہرہ، منہ۔ عرش کرُسی تے بانگاں ملیاں: عرش سے فرش (مکے) تک ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" اپنے مرشد یا محبوب حقیقی سے کہہ رہے ہیں کہ تو نے خود ہی مجھے پھانس لیا ہے اور خود ہی اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اے میرے محبوب! اب میری طرف ذرا دیکھ!

عرش سے لے کر فرش (مکے) تک ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔ یعنی ہماری خودی کے ہنگامے برپا ہو چکے ہیں کہ اب ہمیں موت ہاتھ نہیں لگا سکتی کیونکہ موت تو ان کو پھانس سکتی ہے جن کی خودی ناپختہ ہو۔ لہٰذا ہم مر نہیں سکتے، کسی اور کو مرنا ہے تو وہ مرجائے۔ حافظ شیرازی" نے بھی کیا خوب کہا ہے ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما!

بقول سید وارث شاہ" ع "وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنھاں کیتیاں نیک کمائیاں نی"

(26) آئی رُت شگوفیاں والی

آئی رُت شگوفیاں والی چڑیاں چُگن آئیاں — اِکناں نُوں جُرّعیاں پھڑ کھادا، اِکناں پھاہیاں لائیاں
اِکناں آس مُڑن دی آہے، اِک سیخ کباب چڑھائیاں — بُلّھے شاہ"! کیہہ وَس اوہناں دا جو مار تقدیر پھسائیاں

مشکل الفاظ و معنی: رُت: موسم۔ شگوفیاں والی: پھولوں کے کھلنے کا، بہار۔ جُرّعیاں: شکاری پرندے، شکرا باز وغیرہ۔ پھاہی: جال، دام۔ آس: امید۔ مُڑن: واپس لوٹنا۔ پھسائیاں: جال میں قابو کرلیں۔

ترجمہ: ان ابیات میں سید بلھے شاہ" نے دنیا میں انسان کے کچھ نہ لے کر آنے اور کچھ نہ کما کر لے جانے کا نقشہ پیش کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ بہار کا موسم آگیا ہے اور چڑیاں دانہ دنکا چگنے کے لئے آگئی ہیں۔ کچھ چڑیوں کو تو شکاری پرندوں نے اپنا شکار بنا لیا ہے اور کچھ جال میں پھنس گئی ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ جن کو واپس لوٹنے کی امید ہے اور ایک وہ ہیں کہ جن کو کباب بنا کر سیخوں پر چڑھا دیا گیا ہے۔ لیکن اے بلھے شاہ" ان بیچاریوں کا کیا قصور؟ ان کا کیا بس چلتا ہے کہ ان کو تو تقدیر نے مار پھنسایا ہے۔

(27) اپنا دَس ٹِکانا

اپنا دَس ٹِکانا' کِدھروں آیا' کِدھر جانا

جِس ٹھانے دا مان کریں تُوں اُوہنے تیرے نال نہ جانا
ظُلم کریں تے لوک ستاویں کسب پھڑیو لُٹ کھانا
کر لَے چاوَڑ چار دیہاڑے اوڑک تُوں اُٹھ جانا
شہر خموشاں دے چَل وسیئے جِتھّے مُلک سمانا
بھر بھَر پُور لنگھاوے ڈَاہڈا ملک اَلموت مُہانا
اِینہاں سبھناں تھیں ہے بُلّھا او گنہار پُرانا
اپنا دَس ٹِکانا' کِدھروں آیا' کدھر جانا!!!

مشکل الفاظ و معنی:

دس: بتا' بیان کر۔ ٹھانا: ٹھکانا۔ چاوڑ: عیش و عشرت' موج بہار۔ شہر خموشاں: قبرستان۔ وسیئے: آباد ہو جائیں۔ ملک: دنیا۔ ملک الموت: موت کا فرشتہ۔ مہانا: ملاح۔ او گنہار: گناہگار' پاپی

ترجمہ:

سید بلھے شاہؒ کی اس کافی میں معاشرے اور ارباب اختیار کی زیادتیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور یہ ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ظالموں اور خواب غفلت میں محو لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے انسان تو یہ تو بتا کہ تیرا ٹکانا کون سا ہے؟ تو کہاں سے آیا ہے اور کدھر کو جانا ہے تو جس ٹکانے کا مان کر رہا ہے اس نے تیرے ساتھ نہیں جانا۔ تو دن رات ظلم کر رہا ہے اور لوگوں کو ستا رہا ہے اور لوٹ کر کھانے کو تو نے اپنا پیشہ (معمول) بنا رکھا ہے۔ تو چار دن عیش و عشرت کر لے آخر کار تجھے یہاں سے چلے جانا ہو گا۔

آ مرنے سے پہلے ہی ہم مر جائیں (شہر خموشاں) میں بس جائیں جہاں پوری دنیا نے آباد ہونا ہے۔ ملک الموت ملاح ہے اور کشتیاں بھر بھر کر لنگھائے جا رہا ہے۔ لیکن ان سب میں بلھاؒ سب سے زیادہ گناہگار ہے۔ اے انسان تو یہ تو بتا کہ تیرا ٹکانا کون سا ہے؟ تو کہاں سے آیا ہے اور کدھر کو جانا ہے؟ یعنی اپنے آغاز اور انجام کی بھی فکر کر۔

Scanned with CamScanner

(28) اِک ٹُونا

اِک ٹُونا اَچنّبا گاواں گی
میں رُٹھا یار مَناواں گی

اِیہہ ٹُونا میں پڑھ پڑھ پھُوکاں سُورج آگن جَلاواں گی
اَکھیں کاجل' کالے بادل بھَواں سے آندھی لیاواں گی
سَت سمنّدر دِل دے اندر دِل سے لہر اُٹھاواں گی
بجلی ہو کر چمک ڈَراواں بادِل ہو گرَجاواں گی
عِشق انگیٹھی' ہرِلَ تارے چاند سے کفن بناواں گی
لامکان کی پٹڑی اُوپر! بہہ کر ناد بجاواں گی
لائے سَواں میں شَوہ گل اپنے تَد میں نار کہاواں گی
اِک ٹُونا اَچنّبا گاواں گی
میں رُٹھا یار مَناواں گی

مشکل الفاظ و معنی: ٹُونا: جادو' منتر' سحر- اچنبا: انوکھا' عجیب و غریب- آگن: آگ' آتش- بھواں: پلکیں- بہہ کر: بیٹھ کر- ناد: سنکھ جو بجایا جاتا ہے- سَواں: سو جاؤں- گل: گلا' گلے' گردن- تد: پھر' اس کے بعد- نار: عورت' بیوی-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کی اس کافی کا موضوع بڑا مربوط ہے جبکہ ان کی دوسری کافیوں میں موضوع کی مربوطی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے- سید بلھے شاہؒ ایک ایسی عورت کے منہ سے یہ منتر پڑھوا رہے ہیں کہ جس کا محبوب بظاہر اس کی رقیب کے بہکاوے میں آچکا ہے اور رقابت کے جذبہ میں محو و مستغرق ہوئی وہ دیوانہ وار یہ سوچیں سوچ رہی ہے کہ وہ اسے آخر کس طرح اپنے بس میں کرے- وہ کہتی ہے کہ میں ایک ایسا انوکھا منتر پڑھوں گی اور روٹھا ہوا اپنا پیا منالوں گی- میں یہ منتر پڑھ پڑھ کر پھونکوں گی اور سورج کی آگ جلاؤں گی- آنکھوں کے کالے کاجل کو بادل بنا دوں گی اور اپنی پلکوں سے آندھی لے آؤں گی- اس دل کے اندر سات سمندر ہیں اور میں دل سے موج اٹھاؤں گی- بجلی بن کر چمکوں گی اور ڈراؤں گی- بادلوں کی طرح گرجوں گی- میں چاند تاروں کی کرنوں تک کو اپنی فسوں کاری سے اپنے مہرے بنالوں گی اور لامکاں کی پٹڑی کے اوپر بیٹھ کر ناد بجاؤں گی- جب میں اپنے پیا کے گلے لگ کر سو جاؤں گی تبھی میں نار کہلاؤں گی- میں ایک ایسا انوکھا منتر پڑھوں گی اور روٹھا ہوا اپنا پیا منالوں گی-

Scanned with CamScanner

(29) بَس کر جی!

(1) بَس کر جی ہُن بَس کر جی
اِک بات اَساں نال ہَس کر جی
تُسی دِل میرے وِچ وَسدے ہو
اَینویں ساتھوں دور کیوں نسدے ہو
نالے گھت جادُو دِل کھسدے ہو
ہُن کِت وَل جا سو بَس کر جی

(2) بَس کر جی ہُن بَس کر جی
اِک بات اَساں نال ہَس کر جی
رِتّس مویاں نوں مار نہ کھٹڈے سی
کِھدو وانگ کھونڈی رِتّ کُٹڈے سی
گلّ کر دیاں دا گل گُھٹڈے سی
ہن تیر لگاؤ کَس کر جی

(3) بَس کر جی ہُن بَس کر جی
اِک بات اَساں نال ہَس کر جی
تُسی چھپدے ہو، اَساں پکڑے ہو
اَساں نال زُلف دے جکڑے ہو
تُسی جے چھپن نُوں تکڑے ہو
ہُن جان نہ مِلدا نَس کر جی

(4) بَس کر جی ہُن بَس کر جی
اِک بات اَساں نال ہَس کر جی
بُلھا شوہ میں تیری بَردی ہاں

تیرا مُکھ ویکھن نُوں مَردی ہاں
نِت سَو سَو مِنتاں کر دی ہاں
ہُن رہو پنجر وِچ دَھس کر جی
بُس کر جی ہُن بَس کر جی
اِک بات اَساں نال ہس کر جی

مشکل الفاظ و معنی: بس کر جی: بات کو ختم کر دیجئے، جانے بھی دیجئے۔ بے اعتنائی چھوڑیئے۔ گھت: مصدر گھتن: ڈالنا، پانا۔ کھسنا: چھین لے جانا۔ کتول: کس طرف۔ کھدو: گیند کھونڈی: ہاکی۔ شوہ: محبوب، پریتم، پیارا۔ بردی: کنیز، زر خرید باندی۔ پنجر: ہڈیوں کا ڈھانچہ، مراد جسم۔

ترجمہ:

1- اے میرے محبوب اب جانے بھی دیجئے، بے اعتنائی چھوڑ دیجئے۔ ہم سے بھی اک بات ہنس کر کر لیجئے۔ آپ میرے دل میں رہتے ہیں۔ مجھ سے دور دور کیوں بھاگتے ہیں؟ ایک آپ نے میرا دل جادو ڈال کر مجھ سے چھین لیا ہے اور اب کس طرف بھاگ کر جا رہے ہیں؟

2- اے میرے محبوب! اب جانے بھی دیجئے، بے اعتنائی چھوڑیئے۔ ہم سے بھی اک بات ہنس کر کر لیجئے۔ آپ مرے ہوؤں کو مارتے تھے لیکن وہ پھر بھی نہ مرتے تھے۔ گیند کی طرح آپ ان کو ہاکی سے کوٹتے تھے اور بات کرتے ہوؤں کا گلہ گھونٹتے تھے۔ اب بھی کوئی اپنی نگاہ ناز کا ہمیں کس کر تیر ماریں۔

3- اے میرے محبوب! اب جانے بھی دیجئے بے اعتنائی چھوڑیئے۔ ہم سے بھی ایک بات ہنس کر کر لیجئے۔ آپ چھپتے ہیں اور ہم کو پکڑ رکھا ہے۔ آپ نے اپنی زلف سے ہم کو جکڑ رکھا ہے۔ اگر آپ چھپنے میں بڑے ہوشیار ہیں لیکن اب آپ، ہم سے بھاگ کر کبھی نہیں جا سکتے۔

4- اے میرے محبوب! اب جانے بھی دیجئے بے اعتنائی چھوڑیئے۔ ہم سے بھی ایک بات ہنس کر کر لیجئے۔ اے میرے محبوب حقیقی! یہ بلھاؒ تو آپ کا زر خرید غلام ہے اور تیرا مکھ دیکھنے کو ترستا ہے اور ہمیشہ سینکڑوں منتیں کرتا ہے۔ اب آپ میرے جسم میں جذب ہو جائیں۔ اے میرے محبوب! اب جانے بھی دیجئے۔ بے اعتنائی چھوڑیئے، ہم سے بھی اک بات ہنس کر کر لیجئے۔

اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے اپنے محبوب سے بے پروائی اور بے اعتنائی چھوڑنے کی بات کی ہے اور بڑے دلکش اسلوب میں کی ہے اور انہیں ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھاتے جاتے ہیں کہ اے محبوب! تو مجھ سے جدا ہرگز نہیں ہے اور نہ میں ہی تجھ سے الگ ہوں لیکن یہ تمہاری گریز پائی۔ پھر کیا معنی رکھتی ہے تو ہم سے دور دور کیوں رہتا ہے۔ بے اعتنائی کیوں برتتا ہے یہ تو وہی بات ہوئی کہ جو پیر فضلؒ نے کہی تھی:

ع نالے ہر تھاویں ڈیرا لائی بیٹھے نالے آکھدے کوئی نہیں تھاں میری

(30) بُلّھا کیہہ جاناں!

بُلّھا کیہہ جاناں ذات عشق دی کون
نہ سُونہاں، نہ کم بکھیڑے، ونجے جاگن سون

رانجھے نُوں میں گالیاں دیواں ممن وچ کراں دُعائیں
میں تے رانجھا اِکّو کوئی، لوکاں نُوں آزمائیں!

جس بیلے وچ بیلی وسنے اُسدیاں لَواں بلائیں
بُلّھا شوہ نُوں پاسے چھڈ کے جنگل ول نہ جائیں

بُلّھا کیہہ جاناں ذات عشق دی کون
نہ سُونہاں، نہ کم بکھیڑے، ونجے جاگن سون

مشکل الفاظ و معنی: رانجھا: محبوب حقیقی، مُرشد- سُونہاں: باخبر، واقف- بکھیڑے: ہنسی مذاق، مشکل کام- ونجے: ضائع ہوئے، خراب ہوئے- بیلے: جنگل، اجاڑ- بیلی: یار، سجن، محبوب- لواں بلائیں: بلائیں لوں، تصدق جاؤں، قربان ہو جاؤں-

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے عشق حقیقی کی حقیقت و ماہیت سے واقفیت کے بارے میں بڑے خوبصورت اور دل موہ لینے والے انداز میں اپنی بے خبری اور لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ وہی بات ہے جو کہ غالب نے کچھ اس انداز سے کہی کہ

جان تجھ پر نثار کرتا ہوں میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

جبکہ غالبؒ وفا کے معنی بھی بتا گئے اور اس کی حقیقت و ماہیت کی خبر بھی دے گئے۔ اس طرح سید بلھے شاہؒ بھی بالکل اسی انداز سے کہتے ہیں کہ اے بلھا میں کیا جانوں کہ عشق کی حقیقت کیا ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے؟ نہ تو میں واقف کار ہوں اور نہ یہ کام ہی آسان ہے۔ اس میں سونا جاگنا ترک کرنا پڑتا ہے۔ دن اور رات کی نیندیں اور سکون تباہ و برباد کرنا پڑتے ہیں۔ تمام دنیاوی آسائشوں کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔

بظاہر میں رانجھے (محبوب) برا بھلا کہہ رہا ہوں لیکن اپنے دل ہی دل میں اسے دعائیں دے رہا ہوں۔ میں اور میرا محبوب، دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ سب تو میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے کے لئے کر رہا ہوں کہ دیکھئے بھلا لوگ اس میرے محبوب کے متعلق مجھ سے ایسی باتیں سن کر کیا کہتے ہیں۔ یا میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ یعنی بدنامی اور رسوائی کا خوف دامن گیر ہے جس لئے میں ایسا کر رہا ہوں۔ ورنہ حقیقت حال تو یہ ہے کہ میرا محبوب جہاں کہیں بھی رہتا ہے میں تو اس پر سو سو طرح سے تصدّق ہوتا جارہا ہوں۔ اس کی بلائیں لے رہا ہوں۔ اے میرے محبوب! میری تو یہی عرض اور منت ہے کہ تو مجھے چھوڑ کر کسی اور طرف نہ جانا۔

اے بلھا میں کیا جانوں کہ عشق کی حقیقت کیا ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے؟ نہ تو میں واقف کار ہوں اور نہ یہ کام ہی آسان ہے۔ اس میں سونا جاگنا ترک کرنا پڑتا ہے۔ دن اور رات کا آرام اور سکون تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی آسائش کو خیرباد کہنا پڑتا ہے اور پھر کہیں جاکر عشق کی حقیقت اور ماہیت کی خبر ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(31) بُلھا! کیہہ جاناں میں کون؟

(1) بُلھا کیہہ جاناں میں کون؟
نہ میں مومن وِچ مسیتاں
نہ مَیں وِچ کُفر دیاں ریتاں
نہ مَیں پاکاں وِچ پلیتاں
نہ مَیں موسیٰ نہ فرعون

(2) بُلھا کیہہ جاناں میں کون؟
نہ میں اندر بید کتاباں
نہ وِچ بھنگاں نہ وِچ شراباں
نہ وِچ رِنداں مَست خراباں
نہ وِچ جاگن نہ وِچ سَون

مشکل الفاظ و معنی:

میت: مسجد۔ ریت: رسم، رواج۔ پلیت: پلید، ناپاک۔ موسیٰ: اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہیں کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے، مراد انتہائی پارسا۔ فرعون: مشہور بادشاہ جس نے خدائی دعویٰ کیا اور جو حضرت موسیٰ کی بددعا سے دریائے نیل میں غرق ہوا، مراد انتہائی نابر اور نافرمان شخص۔

ترجمہ:

1- یہ کافی سید بلھے شاہ کی مشہور کافیوں میں سے ہے جس میں انہوں نے نفس انسانی کے تشخص اور اس سے متعلقہ خیالات پر روشنی ڈالی ہے۔ بلھے شاہ اپنی جستجو کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لاریب نفس انسانی ذات خداوندی ہی کا ایک پرتو ہے۔ ہمارے شعراء اور فلاسفروں نے اس قسم کے سوالات تو بہت کئے ہیں کہ ہم کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جارہے ہیں؟ لیکن یہ بہت ہی کم لوگوں نے سوال کیا ہے کہ ہم ہیں کون؟ یہ بلھے شاہ کی طرح کسی نے کم ہی پوچھا ہے۔ کہتے ہیں: اے بلھے شاہ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں؟ نہ تو میں مسجد میں مومن ہوں اور نہ مجھ میں کفر ہی کی کوئی ریت رسم پائی جاتی ہے یعنی نہ تو میں بڑا پاک نمازی مومنوں میں شامل ہوں اور نہ ہی میں ملحد رندوں کی ہی کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں۔ نہ میں پاک لوگوں میں سے ہوں اور نہ پلیدوں سے ہی میرا کوئی تعلق ہے۔ نہ میں موسیٰ ہوں (یعنی انتہائی پارسا) اور نہ ہی فرعون (انتہائی نافرمان) ہوں۔

2- اے بلھے شاہ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں؟ نہ تو میں فرقے اور مذاہب پر یقین رکھتا ہوں اور نہ ہی طرح طرح کے مسلک اختیار کرنا ہی میرا شیوہ ہے۔ نہ میں رند مست خرابوں میں سے ہوں۔ نہ میں جاگنے والوں میں سے

ہوں اور نہ ہی سونے والوں میں سے یعنی شب زندہ دار ہوں اور نہ ہی خواب غفلت میں مست و مدہوش ہونے والوں میں سے ہوں۔

(3) بُلّھا کیہہ جاناں میں کون؟

نہ وِچ شادی نہ غمناکی
نہ مَیں وِچ پلیتی پاکی
نہ میں آبی نہ میں خاکی
نہ میں آتش نہ میں پَون

(4) بُلّھا کیہہ جاناں مَیں کون؟

نہ مَیں عربی نہ میں لہوری
نہ میں ہندی شہر نگوری
نہ ہندُو نہ ترک پشوری
نہ مَیں رہندا وِچ ندَوَن

جایا: اولاد، پیدا کیا ہوا۔ بیٹھن: بیٹھنا۔ بھون: پھرنا۔ شادی: خوشی۔ غمناکی: غمی۔ آبی: پانی کا، پانی سے پیدا ہوا۔ خاکی: خاک سے بنا۔ نگوری: نگور شہر کا رہنے والا۔ پشوری: پشور کا رہنے والا۔

3- اے بلھے شاہ" میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں؟ نہ میں خوش باش اور نہ ہی غمناکوں میں سے ہوں اور نہ میں پلید اور پاک لوگوں میں سے۔ نہ تو میری پیدائش پانی سے ہوئی ہے اور نہ ہی میں خاک سے بنا ہوں۔ نہ میں آگ ہوں اور نہ ہی ہوا ہوں۔ یعنی میرا نفس ان اربعہ عناصر سے نہیں بنایا گیا۔ یہ کوئی اور ہی شے ہے جو ازلی اور دائمی ہے۔

4- نہ میں عربی ہوں اور نہ ہی لاہوری اور نہ ہی میں ہند کے شہر نگور کا رہنے والا ہوں۔ نہ تو میں ہندو ہوں اور نہ ہی ترک پشوری ہوں اور نہ ہی میں ندون شہر میں رہتا ہوں۔ یعنی میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوں کہ جو کسی ایک مقام یا جگہ پر محدود ہو کر رہ جائے۔ میں تو اک لامحدود شے ہوں اور نہ ہی میں زمان و مکان کی حدود میں مقید ہو کر رہ سکتا ہوں۔

(5) بلھا کیہہ جاناں میں کون؟

نہ مَیں بھیت مذہب دا پایا
نہ مَیں آدم حوّا جایا
نہ مَیں اَپنا نام دھرایا

نہ وِچ بیٹھن نہ وِچ بھَون

(6) بُلّھا کیہہ جاناں میں کون؟

اَوّل آخر آپ نُوں جاناں

نہ کوئی دُوجا ہور پچھاناں

مَیتھوں ہور نہ کوئی سیاناں

بُلّھا اوہ کھَڑا ہے کون؟

بُلّھا کیہہ جاناں مَیں کون؟

بید: وید، ہندوؤں کی چار مقدّس کتابیں۔ رنداں مست خراباں: نشہ کرنے والے مست خراب لوگ۔ پون: ہوا۔ آتش: آگ

5- اے بلّھے شاہؒ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں؟ نہ تو میں نے اب تک مذہب کا ہی بھید پایا ہے اور نہ ہی میں آدم و حوا کے باہمی ملاپ کا نتیجہ ہوں اور نہ ہی میں نے اپنا کوئی نام رکھا ہے۔ نہ میں بیٹھنے والوں میں سے ہوں اور نہ پھرنے والوں میں سے۔ بیٹھن اور بھون کا اشارہ ثوابت و سیار افلاک کی جانب بھی ہو سکتا ہے۔

6- اے بلّھے شاہؒ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں؟ میں تو اول آخر اپنے آپ کو ہی سمجھتا ہوں اور کسی دوسرے کو بالکل نہیں پہچانتا۔ مجھ سے بڑھ کر اور کون سمجھ دار ہو سکتا ہے۔ دیکھ تو اے بلّھے شاہؒ وہ کون کھڑا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانی اور مکانی تعین کے تمام پردے اُٹھ چکے ہیں اور بلّھے شاہؒ حقیقت کو مجسم سامنے پاکر یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھ بلھا شاہؒ وہ کون کھڑا ہے؟ یعنی وہ اپنی ذات سے علیحدہ نہیں ہے۔

یہاں پر ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے مولانا جلال الدین رومیؒ کی ایک ایسی غزل لکھ رہے ہیں کہ جس سے سید بلّھے شاہؒ کی کافی بڑی ملتی جلتی ہے۔ پتا نہیں کہ یہ توارد ہے کہ یا ان دونوں بزرگ صوفی شعراء کے ایک ہی مقام پر پہنچنے پر عرفان و فیضان کا پرتو ہے:

رومیؒ: چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمی دانم

نہ ترسا' نے یہودم من' نہ گبرم نے مُسلمانم

"اے مسلمانو! میں کیا کروں کہ میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ نہ و میں عیسائی ہوں نہ یہودی نہ آتش پرست اور نہ ہی مسلمان ہوں۔"

بلّھے شاہؒ: بُلّھا کیہہ جاناں مَیں کون؟

نہ میں مومن وِچ مسِیتاں

نہ مَیں وِچ کُفر دِیاں رِیتاں

نہ مَیں پاکاں وِچ پلیتاں

نہ مَیں موسیٰ[۱۴] نہ فرعَون

رومیؒ: نہ از خاکم نہ از آبم، نہ از بادم نہ از آتش

"نہ میں خاک سے ہوں، نہ پانی سے اور نہ ہوا سے ہوں اور نہ ہی آگ سے۔"

بُلھے شاہؒ: نہ مَیں آبی نہ مَیں خاکی
نہ مَیں آتش نہ مَیں پَون

رومیؒ: نہ از آدم نہ از حوّا نہ از فردوس و رِضوانم
نہ از کان زمینم نہ از افلاک گردانم

"نہ میں آدم سے ہوں اور نہ حوا سے۔ نہ بہشت سے ہوں اور نہ اہل بہشت سے، نہ زمین کی کان سے ہوں اور نہ گھومنے والے آسمان سے۔"

بلھے شاہؒ: نہ مَیں بھیت مذہب دا پایا
نہ مَیں آدم حوّا جایا
نہ مَیں اَپنا نام دَھرایا
نہ وِچ بیٹھن نہ وِچ سون

رومیؒ: ھُوالاوّل ھُوالآخر ھُوالظاہر ھُوالباطن!
بجُز یا ھو یا من ھُو کسے دیگر نمی دانم

"وہی اول ہے اور وہی آخر، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔ میں سوائے ہو اور یامن ھُو کے کسی کو نہیں جانتا۔"

بلھے شاہؒ: اوّل آخر آپ نُوں جاناں
کوئی نہ دُوجا ہور پچھاناں

رومی کا آخری شعر اگرچہ بظاہر بُلھے شاہؒ کے شعر سے بالکل برعکس معلوم ہوتا ہے لیکن صوفیا کے ہاں حالت جذب میں اپنے آپ کو ہو سے الگ نہیں سمجھا جاتا۔ تاہم بلھے شاہؒ کی اس کافی کا مضمون رومیؒ کی غزل سے ازحد درجہ ملتا جلتا ہے اس کے باوجود کہ دونوں میں موافقت اور مخالفت کے کچھ پہلو بھی پائے جاتے ہیں۔

(32) بُلّھے نُوں سمجھاوَن آئیاں

بُلّھے نُوں سمجھاوَن آئیاں، بھیناں تے بھرجائیاں!

مَن لے بُلّھیا ساڈا کہنا، چھڈ دے پلّا رائیاں
آل نبی ﷺ اولاد علیؓ نُوں، تُوں کیوں لیکاں لائیاں

جیہڑا سانُوں سیّد سدّے، دوزخ مِلن سزائیاں
جو کوئی سانُوں رائیں آکھے، بہشتیں پینگھاں پائیاں

رائیں سائیں سبھناں تھائیں رب دیاں بے پروائیاں
سوہنیاں پرے ہٹائیاں نیں تے، کوجھیاں لے گل لائیاں

جے تُوں لوڑیں باغ بہاراں، چاکر ہو جا رائیاں
بُلّھے شوہ دی ذات کیہہ پُچھنیں، شاکر ہو رضائیاں

مشکل الفاظ و معنی: پلّا: دامن۔ رائیاں: ارائیں، ایک قوم، سید بُلّھے شاہؒ کے مُرشد حضرت شاہ عنایتؒ ارائیں تھے اور بلّھے شاہؒ سید، انہی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکاں لائیاں: بدنام کیا۔ کوجھیاں: بدصورت، جن میں کوئی وصف یا خوبی نہ ہو۔ چاکر: غلام۔ رضائیاں: اللہ کی رضا۔

ترجمہ: اس کافی میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کوئی محض خیال یا افسانہ نہیں بلکہ سید بُلّھے شاہؒ کی زندگی کا سچّا اور اہم واقعہ ہے اور اگر وہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید یہ کافی بھی وجود میں نہ آتی۔ واقعہ یہ ہے کہ جب سید بلّھے شاہؒ نے شاہ عنایت ارائیں کی مریدی اختیار کی تو ان کے رشتہ داروں جو کہ اپنی اونچی ذات پر مغرور تھے، ان سے شکایت و احتجاج کیا کہ آپ نے سید ہو کر ایک ارائیں کی بیعت کر کے آل نبی ﷺ و اولاد علیؓ کی سبکی کی ہے تو سید بلّھے شاہؒ نے ان سے دو ٹوک کہہ دیا کہ ہمیں کوئی بھی سید نہ کہے۔ یہ صرف اس کی شان ہے کہ جسے چاہے نواز دے اور جسے چاہے ٹھکرا دے۔ اس میں اونچی یا نیچی ذات سے تعلق کی کوئی بات نہیں ہے۔ سید بلّھے شاہؒ یہ سارا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

1- بلّھے کو اس کے رشتے دار یہ سمجھانے آتے ہیں کہ اے بلّھے شاہؒ میرا کہنا مان لے اور ارائیوں سے تعلق و ناتا توڑ لے کیونکہ اس طرح تو نے سید ہو کر ارائیں کی بیعت کر کے نہ صرف ہماری اونچی ذات کی سبکی کی ہے بلکہ آل نبی ﷺ اور اولاد علیؓ کو بھی تو نے بدنام کر ڈالا ہے۔

2- بلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہے تو پھر میں سید ہوں ہی نہیں جو کہ ہمیں اس نام سے پکارے اور دوزخ میں سزا ملے اور جو کوئی ہمیں ارائیں کہے اسے بہشت نصیب ہو۔

3- یہ تو میرے رب کی شان ہے کہ ارائیں ہر جگہ پر ہیں یہ اس کی بے پروائی ہے کہ وہ جسے بھی چاہے عزت بخش دے۔ نیچ ذات والوں کو شرف قبولیت سے نواز دے یا اونچی ذات والوں کو دھتکار دے۔ یہ سب اس کی شان بے نیازی ہے کہ سوہنیوں کو پرے ہٹا دے اور کوجھیوں کو گلے لگا لے۔

4- اب وہ اپنے ان رشتے داروں سے دو ٹوک کہتے ہیں کہ اگر آپ بہشتی باغ بہاروں کی طلب رکھتے ہیں تو ارائیوں کے خدمت گزار ہو جائیں۔ بلّھے کی ذات کا کیا پوچھتے ہیں بس اس واقعے کو خدا کی رضا سمجھ کر صبر شکر کریں۔ یہ سب اس کی شان بے نیازی کا کرشمہ ہے کہ وہ جسے چاہے نواز دے اور جسے چاہے ٹھکرا دے۔

Scanned with CamScanner

(33) بَنسی کاہن اَچرج بجائی

(1) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

بَنسی والیا چاکا رَانجھا تیرا سُر ہے سبھ نال سانجھا
تیریاں موجاں سَاڈا مَانجھا سَاڈی سُرتیں آپ مِلائی

(2) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

بَنسی وَالیا کاہن کہاویں شَبد اَنیک اَنُوپ سُناویں
اَکھیاں دِیوچ نظر نہ آویں کَیسی بکھڑی کھیل رَچائی

(3) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

بَنسی سبھ کوئی سُنے سُناوے اَرتھ اِس کا کوئی وِرلا پاوے
جو کوئی اَنہد کی سُر پاوے سو اُس بَنسی کا سودائی

(4) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

سُنیاں بنسی دیاں گھنگوراں کوکاں تن مَن وانگوں موراں
ڈِٹھیاں اس دیاں توڑاں جوڑاں اِک سُر دی سبھ کلا اُٹھائی

(5) بَنسی کا ہن اچرج بجائی

اِس بَنسی دا لَمّا لیکھا! جِس نے ڈُھونڈا تِس نے دیکھا
سَاری اِس بَنسی دی ریکھا اِیس وجو دوں صِفت اُٹھائی

(6) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

اِس بَنسی دے پنج سَت تارے آپ اپنی سُر بھر دے سارے
اِک سُر سبھ دے وِچ دَم مارے ساڈی اس نے ہوش بُھلائی

(7) بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

بُلّھا پیج پۓ تکرار بُوہے آن کھلوتے یار
رَکھیں کلمے نال بیوہار تیری حضرت بھرے گواہی

بَنسی کا ہن اَچرج بجائی

مشکل الفاظ و معنی: بنسی: بانسری- کاہن: سری کرشن جی مراد محبوب یا مُرشد- اچرج: انوکھی، عجیب و غریب- چاک: نوکر، غلام، چروانے والا، چرواہا- رانجھا: ہیر کا عاشق، مراد محبوب یا مرشد- سُر: لَے، آواز، راگ کے مطابق نکالی گئی آواز- مانجھا: دولہا

کی طرف سے شادی سے پہلے کی گئی دعوت۔ شبد: لفظ، حرف، بچن۔ انیک: ایک سے زیادہ، بہت سارے۔ انُوپ: خوبصورت، سُندر، اپنی مثال آپ۔ بکھڑی: ہنسی والی۔ ارتھ: معنیٰ، مطلب، مقصد۔ ورلا: شاذ و نادر، کوئی ایک۔ انّہد: پھوک کے بغیر بجنے والا سینگ، ازل سے آ رہی الوہی آواز جو ابد تک چلے گی۔ گھنگوراں: طرح طرح کی آوازوں کا شور۔ کلا: آرٹ، فن، مداری کا کھیل۔ لیکھا: شراکت، ساجھے کا حساب، قسمت۔ ریکھا: لکیر، ریکھ، خاکہ۔ رتیں: جس۔ بیوہار: دہار۔

ترجمہ: میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ اے بانسری والے میرے محبوب! تیرا سر سب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تیرا موج میں آنا ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ ہمارے ساتھ تعلق تو نے آپ خود ہی قائم کیا ہے۔ یعنی تو نے بانسری ہی ایسی بجائی ہے کہ ہمارے اندر تیری محبت جاگ اٹھی ہے، جوش مارنے لگی ہے۔

2- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ اے بانسری والے کہ تو محبوب کہلواتا ہے اور اس بانسری سے تو طرح طرح کے نغمے سناتا ہے لیکن ہماری آنکھوں کو تو کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ یہ تو نے کیسی ہنسی ہنسی میں کھیل رچا دی ہے۔ یعنی اس ہنسی ہنسی میں ہی ہم تیری اس بانسری کی دھن سن کر تجھ پر فریفتہ ہو چکے ہیں۔

3- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ یہ بانسری سنتا سناتا تو ہر کوئی ہے لیکن اس بانسری کا مطلب ہر کس و ناکس کی سمجھ میں نہیں آتا کوئی شاذ و نادر ہی اسے سمجھ سکتا ہے۔ جو کوئی اس الوہی آواز کو جو کہ ازل سے ابد تک چلی آتی رہے گی سمجھ سکتا ہے وہی اس بانسری کی آواز کو جان سکتا ہے سو وہ تو اس بانسری کا شیدائی ہے۔

4- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ جب سے میں نے بانسری کی تانیں سنی ہیں، میں موروں کے تن من کی طرح فریاد کر رہا ہوں۔ اس کے جوڑ توڑ (میل ملاپ) کو دیکھتے ہوئے لٹا پٹا سا گیا ہوں۔ لیکن یہ سارا کمال ایک سر (نغمہ، وحدت الوجود) کا ہی ہے۔ یعنی اس کے تمام نغمے ایک نغمہ وحدت پر ہی مبنی ہیں۔

5- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ اس بانسری کا بڑا لمبا چوڑا حساب کتاب ہے۔ جس نے اس کی تلاش کی اسی نے اسے دیکھا اور سمجھا۔ اس بانسری کی ریکھا (ڈیل ڈول) بڑی سادہ سی ہے اور اس نے یہ صفت وجود سے ہی حاصل کی ہے کیونکہ انسانی وجود بھی بڑی سادگی کا حامل ہے جو صفت انسانی وجود میں پائی جاتی ہے یعنی انسانی وجود بھی چونکہ اپنے وجود حقیقی سے بچھڑ چکا ہے اور وہ اس جدائی کی وجہ سے نالہ کناں ہے اسی طرح یہ بانسری بھی اپنے وجود میں سوراخ (جدائی) اور اپنے اہل سے بچھڑنے کی وجہ سے فریاد کر رہی ہے۔ جس طرح کہ رومی" کہتے ہیں:

بشنو از نے چوں حکایت می کند   وز جدائی ہا شکایت می کند

6- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ اس بانسری میں صرف پانچ یا سات سوراخ ہیں جو کہ اپنی اپنی آواز نکالتے ہیں یعنی ہر ایک کا سُر الگ الگ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان سب میں ایک ہی سر کار فرما ہے (اور وہ ہے وحدت الوجود کی سُر) جس نے ہماری تمام ہوش بھلا رکھی ہے۔

7- میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔ اے بلھے شاہ" کاش یہ تکرار قبول ہو جائے۔ وہ تیرے یار (تجھے لے جانیوالے) تیرے دروازے پر آن کھڑے ہوتے ہیں۔ تم ہمیشہ کلمے کو اپنائے رکھنا۔ تبھی تیری گواہی حضرت

نبی کریم ﷺ دیں گے اگر تو اس کلمے پر عمل پیرا ہوا ہوگا۔ میرے محبوب نے عجیب و غریب بانسری بجائی ہے۔

(34) بے حَد رَمزاں وَسدانی

بے حَد رَمزاں وَسدا رِنی
ڈھولن ماہی
رمیم دے اوہلے وَسدا رِنی
ڈھولن ماہی
اولیاء منصورؒ کہاوے
رَمزؔ انا الحق آپ بتاوے
آپے آپ نُوں دار چڑھاوے
تے کول کھلو کے ہَسدا رِنی
ڈھولن ماہی
بے حد رَمزاں وَسدا رِنی
ڈھولن ماہی
رمیم دے اوہلے وَسدا رِنی
ڈھولن ماہی

مشکل الفاظ و معنی: رمز: راز، اشارہ، پوشیدہ بات۔ ڈھولن ماہی: محبوب، پیارا، دلبر جانی۔ منصور: حسین بن منصور حلاج خدا کا عاشق جس نے انا الحق (میں خدا ہوں) کا دعویٰ کیا اور اسے دار پر چڑھا دیا گیا۔ رمز انا الحق: انا الحق کا بھید۔ دار: سولی۔

ترجمہ: میرا محبوب اشاروں سے بڑی پوشیدہ باتیں بتاتا ہے۔ میرا محبوب میم کے پردے میں رہتا ہے (یعنی احد اور احمد کی بات کر رہے ہیں) وہ کبھی تو اولیا اور منصور کہلواتا ہے اور کبھی آپ خود ہی انا الحق کی رمزیں بتانے لگتا ہے اور پھر خود ہی اپنے آپ کو دار پر چڑھا دیتا ہے اور خود پاس کھڑا ہو کر مسکرانے لگتا ہے۔

میرا محبوب اشاروں سے بڑی پوشیدہ باتیں بتاتا ہے۔ میرا محبوب میم کے پردے میں رہتا ہے۔ بلھے شاہؒ کا اشارہ اس طرف ہے کہ "احد احمد وِچ فرق نہ کوئی رتی فرق مروڑی دا"

اور یہی اس کافی کا لُبِ لباب ہے۔ انہوں نے اس کافی میں وحدت الوجود کی بات کی ہے جو کہ مختلف رنگوں اور صورتوں میں نت نئے جلوے میں ظاہر ہوتا ہے ع "ہر ہر دیوچ وسدا یار!"

(35) بھانویں جان نہ جان وے

(1) بھانویں جان نہ جان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

میں تیرے قربان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی ڈھونڈاں جنگل' بیلا' روہی

(2) ڈھونڈاں تاں سارا جہان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

میں تیرے قربان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

لوکاں دے بھانے چاک مہیں دا رانجھا تے لوکاں وچ کہیندا

(3) ساڈا تاں دین ایمان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

میں تیرے قربان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

شاہ عنایت" سائیں میرے! ماپے چھوڑ لگی لڑ تیرے

لائیاں دی لج جان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

میں تیرے قربان وے' ویہڑے آ وڑ میرے

مشکل الفاظ و معنی: ویہڑا: صحن- بیلا: جنگل' ویران جہاں دور دور انسان نہ ہوں- روہی: تھل' ریگستان' اجاڑ- چاک: چرواہا' چاکر' نوکر- کہیندا: کہلواتا ہے- لج پال: عزّت رکھنے والا' عزت پالنے والا- شاہ عنایت": بلھے شاہ" کے مُرشد-

ترجمہ: اے میرے محبوب تو مجھے جان نہ جان لیکن کبھی میرے گھر میں تو آ- میں تیرے قربان جاؤں آ میرے گھر میں آجا- کیونکہ تیرے جیسا مجھے اور کوئی نہیں ہے- میں نے ہر جگہ چھان پھٹک کر دیکھ لی ہے- لیکن تجھ جیسا کہیں محبوب نہیں پایا-

2- میں نے پوری دنیا چھان ماری ہے- کبھی میرے گھر بھی آ میں تیرے قربان جاؤں- میرے گھر بھی پھیرا مار لے- لوگ تو تجھے ایک معمولی چرواہا سمجھ رہے ہیں اور تو لوگوں میں رانجھا بھی کہلواتا ہے' لیکن ان کو کیا پتا ہے وہ یہ راز نہیں سمجھ سکتے-

3- ہمارا تو دین ایمان ہے- اے میرے محبوب کبھی میرے گھر میں بھی آ' میں تیرے قربان جاؤں- میرے گھر پھیرا مار لے- میں نے اپنے تمام عزیز و اقارب چھوڑ کر تجھے اپنایا ہے اے میرے محبوب' اے میرے مُرشد! ہماری عزت رکھ لے اور ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمادے- میں تیرے قربان جاؤں کبھی ہمارے گھر میں پھیرا مار لے-

اس کافی میں سید بلھے شاہ" نے اپنے محبوب مُرشد حضرت شاہ عنایت قادری" کے حضور بار بار نظر التفات کی درخواست کی ہے اور اس میں حقیقت و عرفان کی مُوشگافیاں بھی خوب کی ہیں-

Scanned with CamScanner

(36) بھَرواسا رَکیہہ اَشنائی دا

(1)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پَروائی دا
ابراہیمؑ رَچّا وِچ پایو سُلیمانؑ تُوں بھُٹھ جھوکایو
یُونسؑ مچھّی توں رِنگلایو پھِر یُوسفؑ مِصر وِکائی دا

(2)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پَروائی دا
زِکریاؑ سِر کلوتَر چلایو صابرؑ دے تَن کیڑے پایو
صنعاں گل زُنّار پوایو کِتے اُلٹا پوش لُہائی دا

(3)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پَروائی دا
پیغمبر ﷺ دا نُور اُپایو نام امام حُسینؓ دھرایو
جھُولا جبریلؑ جھُلایو پھِر پیاسا گلہ کٹائی دا

(4)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پَروائی دا
جا زِکریاؑ دُکھ چھُپایا چھُپنا اُس دا بُرا منایا
آرا سِر تے چا وَگایا سنے دُکھ چِرائی دا

(5)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پروائی دا
یحییٰؑ اُس دا یار کوہایا نال اوسے دے نیونہہ لگایا
راہ شرع دا اُن بتلایا سِر اُس تھال ٹکائی دا

(6)
بھَرواسا رَکیہہ آشنائی دا
ڈَر لگدا بے پروائی دا
بُلھا شوہ ہُن صحیح سنجھاتے ہیں ہر صُورت نال پچھاتے ہیں

رکتے آتے ہیں رکتے جاتے ہیں ۔ ہُن مَیتھوں بُھل نہ جائی دا

بھرَواسا رکیہہ آشنائی دا ڈَر لگدا بے پَروائی دا

مشکل الفاظ و معنی: چخا: آگ کا بھانبڑ، الاؤ۔ بھٹھ: بڑا تنور۔ کلوتر: بڑا آرا۔ زُنّار: جینو، دھاگا جو ہندو گلے میں ڈالتے ہیں۔ بھرَواسا: بھروسہ۔ اشنائی: آشنائی۔ زکریاؑ: اللہ کے ایک نبی جنہیں درخت سمیت آرے سے چیر دیا گیا تھا۔ یحیٰیؑ: اللہ کے پیغبر جنہوں نے خدا کے عشق میں سر کٹوا کر جان دے دی، امام حسینؓ جنہوں نے کربلا کے میدان میں اپنا سارا کنبہ اللہ کے عشق میں شہید کرا لیا اور اسلام کی لاج رکھ لی۔ سنجھاتے: پہچان لئے گئے، جان لئے گئے۔ اپایو: بنایا، تخلیق کیا۔

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے اپنے محبوب حقیقی کی بے پرواہی بڑے دلکش اور مؤثر پیرائے میں بیان کی ہے اور مثالیں دے دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ محبوب حقیقی بڑا بے نیاز اور لاپرواہ ہے۔ اس کی دوستی اور محبت پر بھروسہ کیا کیا جائے، بڑا ڈر لگتا ہے کیونکہ بڑے عاشق جن میں انبیاء اور اولیاء اور آل رسول ﷺ بھی شامل ہیں، کسی سے بھی رعایت نہیں برتی گئی۔ اس لئے بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے۔ محبوب کی بے پروائی سے ڈر لگتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جلتی ہوئی آگ میں ڈلوایا اور حضرت سلیمانؑ کو بھٹھ جھکانے پر مجبور کر دیا۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی سے نگلوا دیا اور حضرت یوسفؑ کو مصر میں بکا دیا گیا۔

2- اس آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ محبوب کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔ زکریا کے سر پر آرا چلوایا گیا اور حضرت ایوب صابرؑ کے تن بدن میں کیڑے ڈلوائے گئے۔ شیخ صنعان نے عشق میں زنار پہن لیا اور کسی کی اُلٹی کھال اُتروائی۔ یہ سب اس عشق (آشنائی) کے ہی کرشمے ہیں۔

3- اس آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ محبوب کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔ پیغمبر ﷺ کو اپنے نور سے بنایا، تخلیق کیا اور کہیں امام حسینؓ نام رکھوایا جن کا جھولا جبرائیلؑ نے جھولایا اور پھر انہیں بھوکا اور پیاسا کربلا میں شہید کروایا یہ ہیں اس آشنائی کے کارنامے۔

4- اس آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ محبوب کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔ درخت نے زکریاؑ کو چھپا لیا لیکن عشق نے اس کے چھپنے کو برا سمجھا اور اس کے سر پر آرا دے مارا اور درخت سمیت اسے چیر کر رکھ دیا گیا۔ یہ سب آشنائی کا ہی کیا دھرا ہے۔

5- اس آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ محبوب کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔ یحیٰیؑ اس کا یار تھا اسے اذیتیں دے دے کر ختم کروا ڈالا اور پھر اسی سے محبت کی۔ شرع کا راہ اسی نے بتایا کہ جسے جگہ جگہ خجل کیا گیا۔ طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ یہ ہے آشنائی کا کمال۔

6- اس آشنائی پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ محبوب کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ اب ہم نے اپنے محبوب حقیقی کو اچھی طرح جان لیا ہے، اب ہم اس کی ہر صورت سے پہچان پیدا کر چکے ہیں۔ کہاں جاتے ہیں اور کہاں آتے ہیں، اب وہ مجھ سے بھول نہیں سکتے انہیں میں اچھی طرح جان گیا ہوں۔ لیکن اس آشنائی کا کچھ بھروسا نہیں ہے کیونکہ محبوب بڑا بے پرواہ ہے اور اس کی بے پرواہی سے ڈر لگتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(37) بھینا! میں کتدی کتدی ہُٹّی

بھینا! میں کتدی کتدی ہُٹّی!

پچھیّ، پڑی پچھواڑے رہ گئی، ہتھ وِچ رہ گئی جُتّی
اَگے چرخہ پچھے پیہڑا، میرے ہتھوں تند تُرٹّی بھوندا بھوندا اورا ڈِگّا چنب اُلجھی تند ٹُٹّی
بھلا ہویا میرا چرخہ ٹُٹّا، جند عذابوں چھُٹّی داج دہیج نوں اوس رکیہہ کرنا، جِس پریم کٹوری مُٹّھی
اوہو چور میرا پکڑ منگاؤ، جِس میری جند مُٹّھی بُلھا شوہ نے ناچ نچائے، اوتھے دُھم پئی کرکٹّی

بھینا! میں کتدی کتدی ہٹی!

مشکل الفاظ و معنی: کتدی کتدی: چرخہ کاتتی کاتتی، عبادت کرتی کرتی۔ ہٹی: بہت تھک گئی ہوں۔ پچھی: وہ ٹوکری جس میں کاتنے کا سامان رکھا جاتا ہے۔ پڑی: چھوٹی پچھی۔ پچھواڑے: پیچھے۔ جُتّی: جوڑی، یعنی دو پونیوں کی جوڑی، کاتنے میں کبھی کبھی ایک کی بجائے دو پونیاں لگا لی جاتی ہیں۔ تُرٹّی: ٹوٹ گئی۔ اورا: وہ چرخی جس پر دھاگا لپیٹا جاتا ہے، ائیرنا۔ ڈگا: گر پڑا۔ چنب: چمڑے کی گول ٹکیہ جو تکلے کو سہارا دیتی ہے۔ چھُٹّی: رہا ہوئی، آزاد ہوئی۔ داج دہیج: جہیز کا سامان۔ پریم کٹوری: محبت کا پیالہ۔ مُٹّھی: حاصل کرنا یا ہاتھ میں لے لینا۔ کرکٹی: ڈھول کی آواز یا لے کا تیز ہونا، مراد ہے کہ دھمال کی تال تیز ہوئی جس کی وجہ سے نظم و ضبط جاتا رہا، اب رسوائی ہو تو ہو، بہانگ دہل ہوا کرے۔

ترجمہ: اے میرے بھائیو! میں چرخہ کاتنے یعنی عمل کی محنت سے تھک گیا ہوں۔ کاتنے کے سامان کی ٹوکری پیچھے رہ گئی اور پونیوں کی جوڑی میرے ہاتھ میں۔ سامنے چرخہ ہے اور پیچھے بیٹھنے کا پیہڑا اور چرخے کی تند ٹوٹ چکی ہے۔

2- چلتے چلتے ائیرنا گر پڑا اور چنب کے الجھتے ہی تند بھی ٹوٹ گئی۔

3- اچھا ہوا کہ میرا چرخہ ہی ٹوٹ گیا اور میری جان اس عذاب سے رہائی پا گئی۔ جہیز وغیرہ اس نے کیا کرنا ہے جس نے محبت کے پیالے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

4- میرے من کا چور وہی پکڑ کر حاضر کرے گا جس نے میری جان کو سخت اذیت دی ہے۔ اے بلھے شاہؒ یہ ناچ محبوب ہی نے نچوائے ہیں یعنی ڈھول کی تال تیز ہو جانے کی وجہ سے ہی تمام نظم و ضبط جاتا رہا ہے۔ اب ہمیں اپنی رسوائی کا کچھ خوف نہیں ہے۔ جو ہوتا ہے بہانگ دہل ہوا کرے۔ مطلب یہ کہ ایک چرخہ کاتنے والی مٹیار (سالک) عمل کی محنت سے داج دہیج بنانے کے لئے کاتنے، عبادت کرنے پر جو تھکاوٹ یا بیزاری طاری ہو گئی تھی اس کے لئے چرخہ ٹوٹنے کا اچھا بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔ اس کافی میں شعری خوبصورتی یہ ہے کہ جس طرح چرخہ کاتنے کے عمل میں بیدلی کی وجہ سے کبھی ایک تند ٹوٹتی ہے تو کبھی دوسری اسی طرح اگر دلجمعی سے عبادت نہ کی جائے تو کچھ اس طرح ہی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلھے شاہؒ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے لفظوں کی بندش اور اصوات کی موزونیت سے اس کیفیت کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

Scanned with CamScanner

(38) پانی بھر بھر گئیاں سبھے

(1) پانی بھر بھر گئیاں سبھے، آپو آپنی وار
اِک بھرن آئیاں اِک بھر چلیّاں، اِک کھلیاں بانہہ پسار

(2) ہار حمیلاں پیّاں گل وِچ، بانہیں چھنکے چوڑا
کنّیں ٹُبک ٹُبک مچھر پالے، سبھ اڈنبرا کوڑا
اگے شوہ نے جھات نہ پائی، اینویں گیا سنگار
پانی بھر بھر گئیاں سبھے، آپو آپنی وار

(3) ہتھیں مہندی پیریں مہندی، سر تے دھڑی گندائی
تیل پھُلیل پاناں دا بیڑا، دندیں مسّی لائی
کوئی جو سد پیو نیں ڈاڈھی، وِسریا گھر بار
پانی بھر بھر گئیاں سبھے، آپو آپنی وار

(4) بُلھا شوہ دے پندھ پویں جے، تاں توں راہ پچھانیں
"پوَں ستاراں" پاسیوں منگیا "دا پیا" تیرے کائیں
گُنگی ڈوری کملی ہوئی، جان دی بازی ہار
پانی بھر بھر گئیاں سبھے، آپو آپنی وار

مشکل الفاظ و معنی: پانی بھر بھر گئیاں سبھے: اس دنیا کی بے ثباتی کا استعارہ ہے کہ لوگ آتے ہیں اور اچھے یا بُرے عمل کما کر چلے جاتے ہیں۔ کھلیاں: کھڑی ہیں۔ بانہہ پسار: بازو کھول کے۔ اڈنبرا: آرائش و زیبائش، غرور و ناز، اسباب و سنگار، ظاہری ٹھاٹھ باٹھ۔ جھات نہ پائی: نظر نہ کی۔ اینویں گیا سنگار: زیب و زینت بیکار گئی، بننا سنورنا ضائع ہوا۔ سدّ پیو نیں ڈاڈھی: اندرونی چوٹ، خفیہ ضرب، دل کی چوٹ۔ وسریا: بھول گیا۔ شوہ دے پندھ: مُرشد کے بتائے راستے پر۔ پوَں ستاراں، ترے کانے: چوسر کے داؤ، کھیلتین کے داؤ جن میں کبھی کامیابی اور کبھی ناکامی ہوتی ہے، پوں باراں تن کانے بھی کہتے ہیں۔ ڈوری: کانوں سے بہری جو سن نہ سکے۔ کملی: جھلّی، دیوانی

ترجمہ:

1- سبھی اپنے اپنے اعمال کما کر جاچکے ہیں۔ ایک کمانے کے لئے آرہے ہیں۔ ایک کما کر جارہے ہیں اور ایک کمانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ یعنی دنیا فانی ہے اسے ثبات بالکل نہیں۔

Scanned with CamScanner

2- یہ دنیا کے آرائش و زیبائش کے اسباب' زیب و زینت یہ بناؤ سنگار یہ ٹھاٹھ باٹھ سب کے سب جھوٹے ہیں' ایک دھوکا ہیں کیونکہ اگر آگے چل کر محبوب حقیقی نے نظر التفات نہ کی تو یہ ہار سنگار' ظاہری ٹھاٹھ باٹھ' یہ شان و شوکت بالکل بیکار ہو گی۔

3- سبھی لوگ اپنے اپنے اعمال کما کر جا چکے ہیں۔ ہاتھوں میں مہندی ہے' پاؤں میں مہندی ہے اور زلفیں سلجھائی ہوئی ہیں۔ غازہ و بٹنا ملا ہوا ہے' عطر تھیلیل لگایا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا کی ہر آسائش و آرائش حاصل ہے مگر جب بلاوا آجائے گا تو یہ فانی گھر بالکل بھول جائے گا اور تجھے یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جانا ہو گا۔

4- سبھی اپنے اپنے اعمال کما کر جا چکے ہیں۔ اے بلھے شاہؒ تو اگر مُرشد کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو جائے تبھی تو درست راستہ پہچان سکتا ہے۔ "تو یوں باراں" مانگ رہا ہے مگر ترے "تن کانے" آتے ہیں تو گونگا' بہرہ اور دیوانہ--- ہو چکا ہے اور اپنی جان کی بازی ہار رہا ہے یعنی تجھے مُرشد کے بتائے راستے پر ہی گامزن ہونا چاہئے تبھی تو اپنی منزل پا سکتا ہے اور پھر تیری کامیابی یقینی ہو سکتی ہے اور تب ہی تو اعمال کی پونجی جمع کر سکتا ہے۔ تجھے اس کی فکر ہونی چاہئے کیونکہ یہ دنیا چند روزہ ہے' فانی ہے اور سبھی اپنے اپنے اعمال کما کر جا چکے ہیں۔ یہی بات ہے جو کہ میاں محمد بخشؒ نے اپنے اس شعر میں کہی ہے ؎

لوئے لوئے بھر لا کُڑیے جے تدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد گھر جاندی نے ڈرنا

(39) پتیاں لکھاں میں شام نوں

(1) پتیاں لکھاں میں شام نوں، مینوں پیا نظر نہ آوے
آنگن بناں ڈراونا کت بدھ رین وہاوے

(2) پاندھے پنڈت جگت کے، پوچھ رہی آں سارے
بید پوتھی کیا دوس ہے، الٹے بھاگ ہمارے

(3) نیند گئی کت دیس نوں، اوہ بھی ویرن میری
مت سفنے میں آ ملے، اوہ نیندن کیہڑی

(4) رو رو جیئو لاؤ ندیاں غم کرنی آں دونا
نینوں نیر بھی نہ چلن، کسے کیتا ٹونا

(5) پیڑ پرائی جو رہی، دکھ رم رم جاگے
بے دردی باہیں توہ کے، مڑ پاچھے بھاگے

(6) بھائیا وے جوتشیا، اک سچی بات بھی کہیو
جے میں ہینی بھاگ دی، تم چپ نہ رہیو

(7) اک ہنیری کوٹھڑی دوجا دیوانہ باقی!
بانہوں پھڑ کے لے چلے، کوئی سنگ نہ ساتھی

مشکل الفاظ و معنی: پتیاں: پتے کی باتیں، واقفیت، جانکاری، خط وغیرہ- شام: محبوب، معشوق، مرشد- پیا: محبوب، مرشد، آنگن، صحن- کت بدھ: کس طرح- رین: رات- رین وہاوے: رات کٹے، گزرے- پاندھے: نجومی، جوتشی- جگت: زمانہ- بید پوتھی: وید ہندوؤں کی مقدس کتاب، علم نجوم کی کتاب- دوس: الزام، مقدر- جیئو: جی، دل- رم رم: جسم کے سام، لوں لوں، روں روں- پاچھے: پیچھے- ہینی: بدنصیب، محروم، بدقسمت-

ترجمہ: میں اپنے محبوب کو خط لکھ رہا ہوں کہ میرا محبوب کہیں نظر نہیں آتا۔ اس کے بغیر یہ صحن بھی مجھے ڈرا رہا ہے اور یہ رات کس طرح بسر ہوگی کیونکہ دن میں ہی جو یہ حال ہے تو رات کا کاٹنا اس سے بھی کہیں مشکل ہے اور پھر جدائی کی رات جو کہ بڑی کٹھن اور جان لیوا ہوتی ہے۔

2- میں زمانے کے نجومیوں اور پنڈتوں سے پوچھ رہا ہوں، ان سے اپنی قسمت کا حال دریافت کر رہا ہوں کہ وہ بید پوتھی سے حساب لگا کر مجھے بتائیں کہ میرا آخر مقدر کیا ہے۔ یہ جو میرے نصیب الٹے ہو گئے ہیں کیونکہ میرا محبوب سے ملن نہیں ہو رہا۔ ظاہر ہے یہ طالع کی برگشتگی ہی کی بات ہے۔

3- میری آنکھوں میں نیند بالکل نہیں رہی۔ نجانے وہ کس دیس کو سدھار گئی ہے اور وہ بھی میری سخت دشمن ہو گئی

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاید میرا محبوب مجھے کبھی خواب میں ہی مل جائے۔ لیکن پوچھنا تو یہ ہے کہ وہ کون سی نیند ہے کہ جب سوتے میں میرا محبوب مجھ سے آ کر ملے گا۔

4- مین اپنے محبوب کی جدائی میں رو رو کر دل کو تسلی دے رہا ہوں مگر جدائی کا غم ہے کہ دونا ہوا چلا جاتا ہے۔ اب تو آنکھوں سے آنسو بھی نہیں کہتے۔ نجانے کسی نے کیا جادو کر دیا ہے۔ اب میں اپنے دل کا غبار کیسے نکالوں؟ سخت پریشانی کا عالم ہے اور کسی طرح بھی چین نہیں ہے۔

5- بیگانی تکلیف کو برداشت کر رہا ہوں اور میرے روم روم میں دکھ جاگ پڑے ہیں۔ میرا کوئی ہمدرد نہیں ہے جو ہمدرد میرے ساتھ ہمدرد کرنے آئے تھے وہ میری حالت دیکھ کر مجھ سے دور جا چکے ہیں۔ اب میں اکیلا ہی اس دکھ کو برداشت کر رہا ہوں اور سخت مشکل میں ہوں۔

6- اے بھائی نجومی! ایک سچی اور خدا لگتی بات بتا اگر میں بخت کا سکندر نہیں ہوں تو تم خاموش مت رہنا۔ مجھے سچ سچ بتانا کہ میری قسمت میں میرے محبوب کا وصال کیوں نہیں ہے؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مجھے جھوٹی تسلیاں نہ دینا جو کچھ میرے نصیب میں ہے، وہی بتانا۔

7- ایک تو اندھیرا مکان ہے (یعنی قبر) اور دوسرا اس میں کوئی دیا اور باتی بھی نہیں ہے اور زور آور مجھے میری بانہوں سے پکڑ کر اس میں لئے جاتے ہیں اور میرے ساتھ کوئی سنگی اور ساتھی بھی نہیں ہے۔ میں یہاں اس اندھیر کوٹھڑی میں کس طرح رات بسر کروں گا؟

(8) بھج سکاں تے بھج جاں، سچ عشق فقیری
دولڑی، تلڑی چولڑی، گل پریم زنجیری
(9) پاپی دونوں گُم ہوئے، سر لاگی جانی
گئے عنایت قادری "، میں پھر کٹھن کہانی
(10) اک فقراں دی گودڑی، لگےّ پریم دے دھاگے
سکھیا ہووے پی سنویں، کوئی دُکھیا جاگے!
(11) دست پُھلاّں دی ٹوکری، کوئی لیؤ بیاری!
دَر دَر ہوکا دے رہی آں، سبھ چَلّن ہاری!
(12) ساجن تُمری پیت سے، مُجھ کو ہاتھ کیہہ آیا
چھتّر سُولاں سر جا لیا پر تیرا پنتھ نہ پایا
(13) پریم نگر چَل وَسیئے، جتھے کنتّ ہمارا
مُبلّھا شوہ توں منگنی ہاں، جے دئے نظارہ

(14) پتیاں لکھاں مَیں شام نُوں، مینُوں پیا نظر نہ آوے

آنگن بناں ڈراوَنا کِت بِدھ رین وہاوے

بھج: دوڑ- دولڑی تِلڑی چولڑی: دو لڑیوں والی تین لڑیوں والی چار لڑیوں والی- پریم زنجیری: محبت کی زنجیر- تج کے: چھوڑ کے- کِت: کس طرف- ویرن: دشمن- مِت: شاید- سفنا: خواب' سپنا- جی دلانا: دل کو تسلی دینا- نینوں: آنکھوں- نیر: آنسو- ٹونا: جادو' سحر- ساجن: محبوب- تمری پیت: تمہاری محبت- چھتر سولاں: کانٹوں کا چھتر- سر جالیا: سر پر اٹھا لیا- پینتھ: راستہ' راہ' طریق- پریم نگر: محبت کا شہر- وَسے: آباد ہے' رہتا ہے- کنت: خاوند' محبوب' مُرشد-

8- اگر میں بھاگ سکنے کی طاقت رکھتا تو ضرور بھاگ جاتا- عشق کی فقیری سچی ہے اور باقی سب کچھ جھوٹ ہے- میرے گلے میں جو عشق کی زنجیر پڑی ہوئی ہے وہ بہت ہی مضبوط ہے- توڑنے سے ٹوٹ نہیں سکتی اور میں بالکل بے بس اور مجبور ہوں کیا کروں؟ سخت لاچار ہوں کہ میں اپنے محبوب یا مُرشد سے اپنا تعلق نہیں توڑ سکتا-

9- قاصد اور نجومی دونوں کا ہی کچھ اتا پتا نہیں ہے اور میرے سر پر مصیبت بنی ہوئی ہے- میرے مُرشد شاہ عنایت قادری کہیں چلے گئے ہیں اور میری جان مشکل میں پھنس چکی ہے- آسانی تو تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب مجھے میرے مُرشد کا کچھ اتا پتا چلے-

10- مجھے سکھ کیسے مل سکتا ہے میں تو وہ فقیر ہوں کہ جس کی گودڑی کو پریم کے دھاگے سے سیا گیا ہے- سکھ میں تو وہی ہو گا جو کہ اپنے محبوب کے پاس سوئے- دکھیا تو جاگ کر ہی رات کاٹے گا جس طرح کہ اب میرا حال ہے: "نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں!"

11- میرے ہاتھوں میں محبت کے پھولوں کی ٹوکری ہے- کون ہے جو بیوپاری مجھ سے خرید لے- میں تو ہر ہر دروازے پر ہوکا دے رہا ہوں کہ یہ سب دنیا چلنے کو تیار ہے- آخرت کا توشہ کمانے کے لئے محبوب حقیقی کی محبت انتہائی ضروری ہے-

12- اے میرے محبوب تمہاری اس محبت سے مجھے کیا حاصل ہوا؟ میں نے اپنے سر پر کانٹوں کا چھتر برداشت کیا پر پھر بھی مجھے تیرا راستہ نہ مل سکا- یعنی میں نے تیری محبت میں بے شمار تکلیفیں سہیں- تمام دنیا کو چھوڑا اور نجانے کس قدر دکھ اور غم برداشت کئے مگر پھر بھی مجھے تیرا کچھ اتا پتا نہ مل سکا-

13- اب سید بلّھے شاہ" کہ جن کا محبوب یا مُرشد ان کے پاس نہیں آ رہا تو آخر میں وہ خود ہی یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کے پاس چلے جانا چاہئے اور وہ پریم نگر کا سفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بلّھے شاہ" چل پریم نگر چل کر آباد ہو جائیں جہاں ہمارا محبوب (مرشد) رہتا ہے کیونکہ تو تو مانگت ہے شوہ کا اور شاید وہ تجھے اپنے روپ جمال کا نظارہ کرا دے-

14- میں اپنے محبوب کو خط لکھ رہا ہوں کہ میرا محبوب کہیں مجھے نظر نہیں آتا- اس کے بغیر یہ صحن بھی مجھے ڈرا رہا ہے اور یہ رات کس طرح بسر ہو گی جو کہ سر پر آن کھڑی ہے- کیونکہ میرا محبوب میرے پاس نہیں ہے' مجھے اس کی جدائی کا سامنا ہے- سید بلّھے شاہ" کی اس کافی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ایک نفسیاتی کیفیت کا مسلسل اور مربوط بیان پایا جاتا ہے جبکہ ہماری دوسری اکثر کافیوں میں ٹیپ کے مصرعے کی بار بار تکرار سے بیانیہ تسلسل قائم نہیں رہ پاتا-

(40) پَردہ

(1) پَردہ کس توں رَاکھیدا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا

پہلُوں آپے ساجن سَاجیدا
ہُن دسناں سبق نماجیدا
ہُن آیا آپ نظارے نُوں
وِچ لیلیٰ بَن بَن جھاکیدا

(2) پَردہ کس توں رَاکھیدا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا

شاہ شمس " دی کھَل لہایو
منصُور " نُوں چا سُولی دوایو
زکریئے سر کلوّتر دھرایو
کیہہ لیکھا رہیا باقی دا

(3) پَردہ کس توں رَاکھیدا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا

کُن کیہا فیکُون کہَایا
بے چُونی دا چُون بنایا
خاطِر تیری جگت وَسایا
سر پر چھتر لَولا کی دا

(4) پَردہ کس توں رَاکھیدا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا

ہُن سَاڈے دَل دھایا ہے
نہ رہندا چھُپا چھُپایا ہے

رکتے بُلّھا نام دھرایا ہے
وِچ اوہلا رکھیا خاکی دا

پَردہ کِس توں راکھِیدا
کیوں اوہلے بَہہ بَہہ جھاکِیدا

مشکل الفاظ و معنی: راکھِیدا: رکھا جاتا ہے۔ جھاکیدا: تاکا جھانکا جاتا ہے۔ ساجن: بناون' بنانا' ڈولنا۔ ساجیدا: بنایا جاتا ہے۔ شاہ شمسؒ: حضرت شاہ شمس سبزواریؒ ملتان والے جنہوں نے اپنے تن بدن کی کھال اپنے ہاتھ سے اتار دی تھی۔ منصورؒ: جنہیں انا الحق کہنے کی پاداش میں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ زکریاؑ: اللہ کے پیغمبر جنہیں درخت سمیت آرے سے چیر دیا گیا۔ لیکھا: حساب کتاب۔ کُن: امر' ہو جا' اللہ تعالیٰ نے جب یہ کائنات بنائی تو کہا "کُن" ہو جا تو "فَیَکُون" ہو گیا' کائنات بن گئی۔ بے چُونی: بے مثل' بے نظیر۔ چون: مثل' مانند۔ دھایا' دھانا: ہلّہ بولنا' حملہ آور ہونا۔ دھرایا: رکھا۔ اوہلا: پردہ' اوٹ۔

ترجمہ: اے میرے محبوب حقیقی! اب پردہ کس لئے رکھا جارہا ہے؟ کس اوٹ میں بیٹھ کر تانک جھانک ہو رہی ہے؟ پہلے تو نے ہی یہ سب کچھ بنایا ہے اور اب یہ حیلے بہانے کیسے؟ تو خود اپنا آپ نظارہ کر رہا ہے۔ یعنی خود ہی لیلیٰ ہے اور خود ہی مجنوں بن کر اپنے ہی حسن کا نظارہ کر رہا ہے۔

-2 اے میرے محبوب حقیقی! اب پردہ کس لئے رکھا جارہا ہے؟ کس اوٹ میں بیٹھ کر تانک جھانک ہو رہی ہے؟ شاہ شمسؒ کی کھال بھی تو نے ہی اتروائی اور منصورؒ کو دار پر بھی تو نے ہی چڑھوایا۔ زکریاؑ پر آرا بھی تو نے ہی چلوایا۔ اب اور کس کے بارے میں حساب کتاب لگوایا جائے یعنی اے میرے محبوب جب تو نے ان برگزیدہ لوگوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی تو ہم بھلا کیا چیز ہیں۔

-3 اے میرے محبوب حقیقی! اب پردہ کس لئے رکھا جارہا ہے؟ کس اوٹ میں بیٹھ کر تانک جھانک ہو رہی ہے؟ تو نے خود ہی "کن" کہا اور "فیکون" کہلوایا۔ بے مثل کی مثل تخلیق کی۔ (نبی کریم ﷺ کے نور خلق کرنے کی طرف اشارہ ہے) یہ بند نعتیہ ہے۔ اب بُلھے شاہؒ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خاطر ہی یہ تمام کائنات بنائی گئی اور آپ کے سر مبارک پر لولاک کا سایہ کیا گیا۔ یعنی لولاك لما خلقت الافلاک اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو کبھی یہ کائنات نہ بناتا۔

-4 اے میرے محبوب حقیقی! اب پردہ کس لئے رکھا جارہا ہے؟ کس اوٹ میں بیٹھ کر تانک جھانک ہو رہی ہے؟ اب اس نے ہماری جانب ہلہ بول دیا ہے۔ اب وہ چھپا چھپایا نہیں رہا بلکہ صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ کہیں اس نے کوئی روپ بدلا ہے اور کہیں بُلّھا نام رکھ لیا ہے مگر اس میں پردہ ہے تو صرف خاکی کا ہے' باقی کوئی حجاب نہیں ہے۔ یعنی "ہَر ہَر دیوچ روپ ہے ہَر دا" اے میرے محبوب حقیقی! اب پردہ کس لئے رکھا جارہا ہے؟ کس اوٹ میں بیٹھ کر تانک جھانک ہو رہی ہے؟

(41) پڑتالیو!

(1) پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے
نیُونہہ لگّا مَت گئی گواتی
نَحنُ اَقربُ ذات پچھاتی
سائیں بھی شاہ رگ توں نیڑے

(2) پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے
رہیرے ہو مڑ رانجھا ہوئی
ایہہ گل وِرلا جانے کوئی
چُک پے سبھ جھگڑے جھیڑے

(3) پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے
کے براتاں راتیں جاگن
نُور نبی ﷺ دے برسن لاگن
اوہو ویکھ اَساڈے ویہڑے

(4) پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے
اَنا الحق آپ کہایا لوکا
منصُور " نہ دیندا آپے ہوکا
مُلّاں بَن بَن آون بیڑھے

(5) پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے
بُلّھا شاہ " شریعت قاضی ہے
حقیقت پر بھی راضی ہے
سائیں گھر گھر نیاوں نیڑے

پڑتالیو! ہُن عاشق رکیہڑے

مشکل الفاظ و معنی: پڑتالیو: اے پڑتال کرنے والو، پرچول کرنے والو، پڑتال کرو، پرچول کرو، جانچو- نیُونہہ: عشق، محبت،

پریت- گواتی: گُم ہوئی- نحن اقرب: یعنی ہم شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں کی طرف اشارہ ہے- پچھاتی: پہچانی- ورلا: کوئی' شاذ و نادر- اناالحق: میں خدا ہوں' منصور" کا نعرہ- ہوکا: آواز' نعرہ زنی- نیاؤں: انصاف-

ترجمہ:

(1) پڑتال کرو' جانچو کہ اب عاشق کون ہیں؟ محبت ہوئی اور عقل گم ہو گئی اور تبھی ہم نے نحن اقرب کی ذات کو پہچانا کہ واقعی مالک حقیقی شہ رگ سے بھی نزدیک ہے- گویا جب تک عقل سے کام لیا تو مالک حقیقی کی ذات کا ادراک نہ کر سکے- عشق و جنون کے ذریعے ہی اس کی ذات کی پہچان ہوئی-

2- پڑتال کرو' جانچو کہ اب عاشق کون ہیں؟ پہلے ہیر تھی پھر رانجھا ہو گئی- مگر یہ بات کوئی شاذ و نادر ہی سمجھ سکتا ہے- کیونکہ یہ فنا فی الذات کی بات ہے- اب کوئی جھگڑا نہیں رہا- سب امتیازات ختم ہو گئے ہیں کیونکہ ہم فنا فی ذات ہو چکے ہیں-

3- پڑتال کرو' جانچو کہ اب عاشق کون ہیں؟ عاشق لوگ تو بڑی قسمت والے ہیں کہ جو راتوں کو اپنے محبوب کی یاد میں جاگتے ہیں اور ان پر نبی ﷺ کے نور کی بارش ہوتی ہے- وہ دیکھ ہمارے صحن میں بھی وہی محبوب دکھائی دے رہا ہے- ہم پر بھی اللہ کے نبی ﷺ کی خاص رحمت نازل ہو رہی ہے-

4- پڑتال کرو' جانچو کہ اب عاشق کون ہیں؟ اے لوگو! محبوب حقیقی نے خود ہی انا الحق کہلوایا ورنہ منصور" کبھی بھی یہ نعرہ نہ لگاتا- اب ملاں حملے پے حملے کر رہے ہیں- فتویٰ بازیاں کر رہے ہیں اور ہمارے مارنے کے درپے ہیں لیکن یہ لوگ اصل حقیقت سے بے خبر ہیں-

5- پڑتال کرو' جانچو کہ اب عاشق کون ہیں؟ اے "بُلھے شاہ" شریعت ہی قاضی ہے یعنی شریعت ہی پابندیاں لگاتی ہے اور سزا و جزا کا تعین کرتی ہے لیکن یہ حقیقت پر بھی خوش ہے یعنی جو اہل طریقت حقیقت میں ان پر بھی راضی ہے کیونکہ سالکان حقیقت شریعت کا کبھی دامن نہیں چھوڑتے- مالک حقیقی نے گھر گھر انصاف پہنچا دیا ہے اور سب جھگڑے ختم ہو چکے ہیں- پڑتال کرو' جانچو کہ عاشق کون ہیں؟ یعنی عاشق حقیقت میں وہی ہیں کہ جو طریقت میں بھی شریعت کا دامن نہیں چھوڑتے-

(42) پیا پیا کرتے

پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے' اَب پیا کِس نُوں کہئے

ہجر وَصل ہَم دونوں چھوڑے' اَب کِس کے ہو رَہیئے

مجنوں لال دیوانے وانگوں' اَب لیلیٰ ہو رَہیئے

بُلّھا شَوہ گھر میرے آئے' اَب کیوں طعنے سہیئے

پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے' اَب پیا کِس نُوں کہئے

مشکل الفاظ و معنی:

پیا: محبوب' پریتم۔ ہجر: جُدائی۔ وَصل: ملاپ' مِلن۔ شَوہ: محبوب' مُرشد۔

ترجمہ:

اس کافی میں سید بلھے شاہ" نے فنا فی العشق کی بات کی ہے۔ عاشقان صادق اپنے محبوب کے عشق میں مرمٹ جاتے ہیں اور اس میں ہی ان کی بقا ہوتی ہے۔ بُلھے شاہ" بھی یہی بات کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے محبوب کا نام جپتے جپتے اب خود ہی محبوب ہو گئے ہیں یعنی ہم ان کے عشق میں اس درجہ مرمٹ چکے ہیں کہ اب محبوب حقیقی کے وجود کے سوا ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اب وہ لوگوں سے پوچھ رہے ہیں کہ جبکہ ہم خود ہی محبوب ہو گئے ہیں تو اب محبوب کسے کہیں؟

ہجر اور وصال' ہم دونوں کو ہی چھوڑ چکے ہیں یا ان سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ اب ان دونوں میں سے کس کے ساتھ ہوں؟ بہتر یہی ہے کہ مجنوں دیوانے کی طرح بس لیلیٰ کے ہی ہو رہیں۔ اے بُلھے شاہ" جب محبوب حقیقی خود چل کر ہمارے گھر چلا آیا ہے تو پھر اب لوگوں کے طعنے کیوں سہیں۔ ہم ببانگِ دُہل کہتے ہیں کہ ہم محبوب کا نام جپتے جپتے اب خود ہی محبوب ہو گئے ہیں اور اب جبکہ ہم خود ہی محبوب ہو گئے ہیں تو محبوب کسے کہیں؟

(43) پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور!

(1) پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور، ہُن مَیں تے راضی رَہناں

پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور مَیں گھر کِھلا شگوفہ ہور
ویکھیاں باغ بَہاراں ہور ہُن مینُوں کُجھ نہ کہناں

(2) پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور، ہُن مَیں تے راضی رَہناں

ہُن مَیں موئی نی میریئے ماں پُونی میری لے گیا کاں
ڈُو ڈُو کَر دی مگرے جاں پُونی دے دَئیں سائیں دے ناں

(3) پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور، ہُن مَیں تے راضی رَہناں

بُلّھا سائیں دے نال پیار مہر عَنایت کرے ہزار
ایہو قول تے ایہو قرار دِلبر دے وِچ رَہناں

پیاریا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور، ہُن مَیں تے راضی رَہناں

مشکل الفاظ و معنیٰ: مٹھڑا: اچھا، پیارا۔ شگوفہ: ڈوڈی۔ پُونی: روئی کا دھاگا بنانے کے لئے لمبائی میں لپیٹا ہوا روئی کا ٹکڑا مراد عبادت۔ کاں: کوا، کاگا، مراد شیطان، نفس۔ ڈو ڈو: کوّا اڑانے کا بول۔ مہر: محبت۔ عنایت: مہربانی۔ ماں: شریعت۔

ترجمہ: اے میرے محبوب مجھے اس دنیا کا شور و شغب اچھا نہیں لگتا۔ کچھ بھی ہو مجھے تو اب راض بہ رضا ہی رہنا ہے۔ میرے گھر (تن بدن میں) میں اک نیا ہی شگوفہ کھلا ہے اور میں نے اور ہی طرح کی بہار دیکھی ہے۔ اب مجھے کچھ نہیں کہناں کیونکہ میری محبت سے میرے دل کے باغ میں عجیب و غریب بہار آگئی ہے اور میں اس بہار کی رنگینیوں میں مست و بے خود ہو چکا ہوں اور مجھے کسی سے بھی سروکار نہیں ہے۔

2- اے میرے محبوب مجھے اس دنیا کا شور و شغب اچھا نہیں لگتا۔ کچھ بھی ہو مجھے تو اب راضی بہ رضا ہی رہنا ہے۔ اے میری ماں (شریعت) اب میں مرا کہ مرا۔ میری ساری عبادت (پونجی) شیطان (نفس) نے ضائع کر کے رکھ دی۔ میں دہائی دیتا اس کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہوں کہ خدا کے واسطے میری پونجی مجھے لوٹا دے۔

3- اے میرے محبوب مجھے اس دنیا کا شور و شغب اچھا نہیں لگتا۔ کچھ بھی ہو اب مجھے راضی بہ رضا رہنا ہے۔ اے بلھے شاہ" ہم نے تو صرف مالک حقیقی سے ہی پیار کیا ہے جو ہم پر ہروقت ہزارہا اپنی مہر عنایت کرتا رہتا ہے۔ ہمارا اب یہی عہد ہے کہ چاہے جو بھی ہو، ہمیں اپنے دلبر کے سنگ ہی رہنا ہے اور دنیا چاہے کچھ بھی کرے کچھ بھی کہے، اس کی محبت میں ہی اپنی تمام زندگی گزارنی ہے۔ اے میرے محبوب مجھے اس دنیا کا شور و شغب اچھا نہیں لگتا۔ کچھ بھی ہو مجھے تو اب راض بہ رضا ہی رہنا ہے۔

Scanned with CamScanner

(44) پیارے بِن مَصلحت!

(1) پیارے رِبن مَصلِحت اُٹھ جاناں
تُوں کَدَئیں تے ہو سیَاناں
کرکے چَاوڑ چار دیہاڑے
تِھیس اَنت رُماناں!
ظُلم کریں تے لوک سَتاویں
چَھڈ دے ظُلم سَتاناں

(2) پیارے رِبن مَصلِحت اُٹھ جاناں
تُوں کدئیں تے ہو سَیاناں
رِجس رِجس دا بھی مان کریں تُوں
سو بھی ساتھ نہ جاناں
شہر خموشاں ویکھ ہمیشہ
رِجس وِچ جگ سَماناں

(3) پیارے بن مَصلِحت اُٹھ جاناں
تُوں کدَئیں تے ہو سَیاناں
بھَر بھَر پُور لنگھاوے ڈَاڈھا
مُلک الموت مُہاناں
اِیتھے ہین تَنتَے سبھ
مَیں اوگن ہار نماناں

(4) پیارے رِبن مَصلِحت اُٹھ جاناں
توں کدَئیں تے ہو سَیاناں
بُلّھا دُشمن نال بُرے وِچ
ہے دُشمن بل ڈھاناں

محبُوب ربّانی کرے رَسائی

خوف جائے مَلکاناں

پیارے بن مَصلحت اُٹھ جاناں

تُوں کدَئیں تے ہو سیاناں

مشکل الفاظ و معنی: پیارے بن: محبوب کے بغیر۔ مَصلِحت: بھلائی، بہتری، اچھائی۔ کدَئیں: کدی، کبھی۔ چاَوڑ: ناز، نخرے، لاڈ۔ رھیسین: ہو جائے گا۔ شہر خموشاں: قبرستان۔ ملک الموت: موت کا فرشتہ۔ مُہاناں: ملاح۔ تَنتّے: مانے ہوئے، شان و شوکت والے، متقی، پرہیزگار۔ اوگن ہار: گنہگار، عیب سے بھرا ہوا۔ نماناں: عاجز، مسکین، گنہگار۔ بَل: زور، طاقت۔ ڈھاناں: گرا دینا۔ محبوب رَبانی: اللہ کا محبوب۔ رسائی: پہنچ۔ ملکاناں: فرشتے کا۔

ترجمہ:

1- محبوب کے بغیر اس دنیا سے چلے جانے میں ہی بھلائی ہے۔ تو کبھی تو سمجھ دار ہو۔ یہ چار دن کے ناز نخرے دکھالے کہ آخر تو خاک میں مل جائے گا۔ تو ظلم کرتا ہے اور لوگوں کو ستاتا ہے۔ دیکھ ظلم کرنا اور لوگوں کو ستانا چھوڑ دے۔ کیونکہ تونے بھی تو ایک دن اس مٹی میں ملنا ہے۔

2- محبوب کے بغیر اس دنیا سے چلے جانے میں ہی بھلائی ہے۔ تو کبھی تو سمجھ دار ہو۔ جس جس کا بھی تجھے مان ہے وہ بھی کوئی تیرے ساتھ نہ جائے گا۔ شہر خموشاں (قبرستان) کو بھی دیکھ کہ جس میں ہمیشہ یہ جگ سماتا چلا جائے گا اور تو بھی اسی میں ایک دن آئے گا۔

3- محبوب کے بغیر اس دنیا سے چلے جانے میں ہی بھلائی ہے۔ تو کبھی تو سمجھ دار ہو۔ اس دنیا کی ندی سے موت کا فرشتہ (ملّاح) کشتیاں بھر بھر کے اگلی طرف پہنچائے جارہا ہے۔ مگر یہاں تو سبھی بڑے چلتے پھرتے، صاحب حیثیت (متقی) قسم کے لوگ ہیں اور میں غریب و مفلس (اوگن ہار) عاجز نماناں ہوں۔ میں کس طرح پار پہنچوں گا؟ کیونکہ میرے پاس اعمال کی پونجی نہیں ہے۔

4- محبوب کے بغیر اس دنیا سے چلے جانے میں ہی بھلائی ہے۔ تو کبھی تو سمجھ دار ہو۔ اے بلّھے شاہؒ دشمن ہمیشہ برائی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر اللہ کا محبوب، نبی کریم ﷺ میری حالت پر نظر کرم کریں اور میری سفارش پر آمادہ ہوں تو مرنے کا یہ سارا خوف ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ پھر جب چاہے موت آجائے مجھے اس کا ذرا خوف نہیں ہوگا۔ محبوب کے بغیر اس دنیا سے چلے جانے میں ہی بھلائی ہے۔ اے بندے تو بھی کبھی سمجھ داری کا مظاہرہ کر اور اسے سمجھ۔

(45) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا

(1) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

جاندا جا نہ آویں پھیرا! اوتھے بے پرواہی ڈھیر
اوتھے ڈیہل کھلوندے شیر تُوں بھی پھدیا جاویں گا

(2) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

کھوہ وِچ یُوسف پایو نیں پھڑ وِچ بازار وِکایو نیں
اِک اَٹّی مُل پوایو نیں! تُوں کوڈی مُل وِکاویں گا!

(3) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

عِشقے ویکھ زُلیخا ہے اوتھے عاشق تڑفن سے
مجنُوں کردا ہے ہے ہے تُوں اوتھوں رکیہہ رلیاویں گا

(4) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

اِکناں دے پوست لُہائیدے اِک آریاں نال چِرائیدے
اِک سُولی پکڑ چڑھائیدے اوتھے توں بھی سِیس کٹاویں گا

(5) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

گھڑ کلالاں دا تیرے پاسے اوتھے آون مَست پیاسے
بھر بھر پین پیالے کاسے تُوں بھی جی للچاویں گا

(6) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

دِلبر ہُن گئیوں رکت لو بھلکے رکیہہ جاناں رکیہہ ہو
مستاں دے نہ کول کھلو! تُوں بھی مَست سَداویں گا

(7) پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

بُلھیا غیر شرع نہ ہو! سُکھ دی نیندر بھر کے سو
مُونہوں نہ انا الحق گو! چڑھ سُولی ڈھولے گاویں گا

پیاریا! سَنبھل کے نیونہہ لَا، پِچھوں پچھتاویں گا

Scanned with CamScanner

مشکل الفاظ و معنی: سَنبھل کے: سوچ سمجھ کر۔ نیوہنہ: عشق، محبت، پیت۔ پچھوں: بعد میں۔ ڈیہل: گھبراہٹ۔ پھدیا: پکڑا۔ پوست: چمڑا، کھال۔ ریس: سر۔ کلالاں، واحد کلال: شراب فروشی۔ کِت لو: کس طرف۔ انا الحق: میں خدا ہوں، منصور ابن حلاج کا نعرہ جس کی پاداش میں انہیں دار پر چڑھا دیا گیا۔ ڈھولے: اک لوک گیت، محبوب کے گیت، خوشی کے گیت

ترجمہ: اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ تو پیار کی نگری میں جارہا ہے تو پھر وہاں سے واپس کبھی نہ آنا۔ کیونکہ وہاں پر بے پروائی بہت ہے اور وہاں بڑے بڑے دل گُردے کے مالک گھبرا جاتے ہیں۔ دیکھنا تیرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔

-2 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ کیا تو جانتا نہیں ہے کہ اس عشق نے حضرت یوسف کو کنویں میں ڈلوا دیا اور پھر بھرے بازار میں اسے بکوا دیا اور اس کا مول ایک سوت کی اَٹی پڑا۔ دیکھنا تیرا مول اس بھی کم لگے گا۔

-3 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ تو دیکھ کہ عشق نے زلیخا کے ساتھ کیا کیا؟ وہاں تو سینکڑوں اور ہزاروں عاشق تڑپ رہے ہیں اور مجنوں ہائے ہائے کر رہا ہے۔ تجھے وہاں سے کیا حاصل ہو گا؟

-4 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ اس عشق نے بعض کے چمڑے اتروا دیئے۔ ایک کو آرے سے چِروا ڈالا تو دوسرے کو سولی پر چڑھوا دیا۔ وہاں سے تو بھی اپنا سر سلامت نہیں لا سکے گا۔

-5 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ شراب بیچنے والوں کا مکان تیرے بالکل پاس ہی ہے جہاں مست پیاسے آتے ہیں اور بھر بھر کر کاسے پیتے ہیں۔ تو بھی کچھ پیے گا یا یونہی جی کو للچاتا رہے گا؟

-6 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ اے میرے دلبر! تو اب کس طرف چلا گیا ہے؟ نجانے کل کیا ہو جائے، کوئی کچھ نہیں جانتا۔ تو مستوں کے پاس مت کھڑا ہو ورنہ لوگ تجھے بھی مست ہی کہیں گے۔

-7 اے میرے پیارے ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بعد میں پچھتانا پڑے۔ اے بلھے شاہ تو غیر شرعی طور طریقے نہ اپنا اور آرام کی نیند خوب جی بھر کے سو۔ دیکھ کبھی بھی تو اپنے منہ سے انا الحق کا نعرہ مت لگانا ورنہ لوگ تجھے دار پر کھنچوا دیں گے۔ اے میرے پیارے! ذرا سوچ سمجھ کر عشق اختیار کرنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں تجھے پچھتانا پڑے۔

سید بُلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں ایک عاشق کو عشق اختیار کرنے کی ترغیب تو دی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اسے اس عشق کی بے پناہ مشکلات سے آگاہی دیتے ہوئے یہ تنبیہہ و تحدید بھی کی ہے کہ اس عشق میں پہلے پہلے تو بڑی آسانیاں دکھائی دیتی ہیں مگر بعد میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بقول حافظ شیرازی: "عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا"

کہ عشق شروع میں بڑا آسان معلوم ہوتا ہے مگر بعد میں یہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے اور انسان اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگتا ہے۔ اسی لئے وہ عشق کے اختیار کرنے سے پہلے غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔

(46) تانگھ مَاہی دِی

تانگھ ماہی دِی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں
کوڑی دَمڑی پَلّے نہ کائی پار وَنجن نُوں میں سَدھرائی
نال ملّاح دے نہیں آشنائی جھیڑاں کراں وَلّلیاں
تانگھ ماہی دی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں
نَیں چَندل دے شور کِنارے گھُمن گھیر تے ٹھاٹھاں مارے
ڈُب ڈُب موئے تارُو بھارے شور کراں تے جَھلّی آں
تانگھ ماہی دی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں
نَیں چَنّدل دے ڈُونگھے پاہے تارُو غوطے کھاندے آہے
ماہی مَینّڈے پار سَدھائے رہ گئی میں اَکلّی آں
تانگھ ماہی دِبی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں
نَیں چَنّدل دیاں تارُو پھاٹاں کھَلی اُڈیکاں ماہی دیاں واٹاں
عِشق ماہی دے لائیاں چاٹاں جے کُوکاں تاں میں جھلّی آں
تانگھ ماہی دِی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں
پار چنھاوں جنگل بیلے! اوتھے خُونی شیر بگھیلے
محبُوب رَبّ مینُوں ماہی میلے میں ایس فِکر وِچ کَلّی آں

تانگھ ماہی دی جلی آں
نت کانگ اُڈا واں کھلیاں

اَدھی رات لشکدے تارے اِک لشکے اِک لشکن ہارے
مَیں اُٹھ آئی ندی کِنارے ہُن پار لنگھن نوں کھلی آں
تانگھ ماہی دِی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں

مَیں مَن تارُو سار نہ جاناں وَنجھ، چَپّا، نہ تُلّا پُرانا
گھُمن گھیر، نہ ٹانگ ٹِکانا رو رو پھاٹاں تلیاں
تانگھ ماہی دِی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں

بُلّھا شَوہ گھر میرے آوے ہار سنگار میرے مَن بھاوے
مُنہ مُکٹ مَتھّے تِلک لگاوے جے ویکھے تاں میں بھَلی آں
تانگھ ماہی دِی جَلی آں
نِت کانگ اُڈا واں کھَلیاں

مشکل الفاظ و معنی:

نت: ہمیشہ- کانگ: کاگ، کوّا، موج، پانی کی جھیل- تانگھ: آرزو، خواہش، انتظار- ماہی: محبوب- جلی آں: جل رہی ہوں- اَدھی رات: آدھی رات- لشکدے تارے: جو تارے ماند پڑ گئے ہوں- لشکن ہارے: ماند پڑنے کے قریب- پار لنگھن: دریا کے پار جانے- کھلیاں: کھڑی ہوں- نیں چندن: دریائے چناب- گھمن گھیر: گرداب، بھنور- ٹھاٹھاں مارے: موجیں مار رہا ہے- جھلی: پاگل، احمق، بے وقوف، بھولی بھالی- ڈونگھے: گہرے، عمیق- مینڈے: میرے- سدھائے: چلے گئے- اکلی: اکیلی- مَن تارو: تیرنا نہ جاننے والا- سار: بھید- ونجھ: ایک لمبا بانس جس سے کشتی کو چلاتے ہیں- چپا: چپو- تلا: لکڑیوں کا بیڑا، اسکے ذریعے بھی دریا پار کیا جاتا ہے- ٹانگ ٹکانا: بچاؤ کی صورت- شوہ: محبوب- مُکٹ: کلغی، دولہا کے سر پر کلغی والا تاج

ترجمہ:

1- میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔ میرے پاس نہ مال ہے نہ دولت اور پار جانے کی امید رکھے ہوئے ہوں اور پھر ملاحوں کے ساتھ کوئی آشنائی بھی

نہیں ہے۔ گویا عجیب و غریب مذاق کر رہا ہوں۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

2- دریائے چناب کے کنارے بڑا شور ہے۔ جگہ جگہ گرداب اور موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ بڑے بڑے تیراک اس میں ڈوب کر مر گئے ہیں۔ میں اگر شور و غوغا کروں تو یہ احمق پن ہوگا۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

3- دریائے چناب کے راستے بڑے گہرے ہیں اور ان میں بڑے بڑے تیراک غوطے کھا رہے ہیں اور میرا محبوب دریا کے اس پار جا چکا ہے اور میں اس طرف اکیلا ہی رہ گیا ہوں۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

4- دریائے چناب کی جو لہریں ہیں ان میں تیرا جا سکتا ہے اور میں کھڑا محبوب کے راستے انتظار میں نظریں لگائے ہوئے ہوں۔ محبوب کے عشق نے مجھے یہ چاٹ (شوق) لگا دی ہے۔ اب میں فریاد و فغاں کروں تو لوگ مجھے احمق اور بے وقوف کہیں گے۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

5- دریائے چناب کے اس پار جنگل اور بیلے ہیں اور وہاں بے شمار خونی درندے ہیں۔ اب جلدی سے خدا میرا محبوب ملا دے۔ میں اب اسی فکر میں گلا جا رہا ہوں کہ نجانے میرا محبوب کب مجھ سے ملے۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

6- آدھی رات گزر چکی ہے اور تارے اب ماند ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک ماند ہو گئے ہیں اور ایک ماند ہونے کو تیار ہیں۔ میں اُٹھ کر ندی کنارے آ کھڑا ہوا ہوں اور دریا (ندی) کے اس پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔ کیونکہ دریا (ندی) کے پار میرا محبوب ہے اور اس سے ملنے کی تمنا لئے کھڑا ہوں۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

7- میں تیرنا نہیں جانتا مجھے کیا خبر ہے۔ نہ تو ونجھ چپو ہے (نیک اعمال) اور پھر یہ تُلّا (وجود) بھی بہت پرانا ہے۔ چاروں طرف دریا میں بھنور ہی بھنور ہیں اور کوئی بچنے کا راستہ بھی نہیں ہے اور میں زار و قطار رو رہا ہوں اور میرے ان آنسوؤں سے گالوں پر لکیریں بن گئی ہیں۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

8- اے بلھے شاہؒ اگر میرا محبوب (یا مرشد) میرے گھر میں آ جائے تو میرا ہار سنگار پھر مجھے بھائے۔ وہ میرا دولہا میرے ماتھے پر تلک لگائے۔ وہ اگر مجھے پسند کرے تو تبھی میں بھلا ہو سکتا ہوں ورنہ یہ سب ہار سنگار بے سود اور بے کار ہیں۔ میں محبوب کے انتظار کی آگ میں جل رہا ہوں اور دریا کے کنارے کھڑا پار جانے کی امید لگائے ہوئے ہوں۔

(47) تُسی آؤ ملو!

تُسی آؤ ملو میری پیاری
میرے ٹُرنے دِی تیاری

سبھے رَل کے ٹورَن آئیاں ماسیاں پھُپھیاں' چاچیاں تائیاں
سبھے روندیاں' زار و زارِی میرے ٹُرنے دِی ہوئی تیاری

سبھے آکھن اِیہہ گَل جانیں ہور ہویں تُوں ہر دَم نمانیں!
تد لگیّں گی اوتھے پیاری میرے ٹُرنے دی ہوئی تیاری

سبھے ٹور گھراں نُوں مُڑیاں مَیں ہو اِک اَکلّڑی ٹُریاں
ہوئی آں ڈاروُں کُونج نیاری میرے ٹُرنے دِی ہوئی تیاری

بُلھا شَوہ میرے گھر آوے! میں کُجیّ نُوں لے گَل لاوے
اِس شَوہ دِی ہے بات نیاری میرے ٹُرنے دی ہوئی تیاری

مشکل الفاظ و معنیٰ: تُسی: تسیں' آپ' تُم۔ ماسیاں پھُپھیاں چاچیاں تائیاں: عزیز و اقارب۔ زار و زاری: زار و قطار۔ نمانیں: عاجز۔ اکلّڑی: اکیلی۔ کُونج نیاری: قطار سے بچھڑی ہوئی کونج۔ ڈاروں: قطار سے۔ شوہ: محبوب' مرشد۔ نیاری: عجیب' عجب۔

ترجمہ: اے میرے پیارے تو بھی آکر مجھ سے مل لے کہ میرے چلنے کی تیاری ہو چکی ہے۔ سبھی مل جل کر مجھے وداع کرنے کے لئے آئے ہیں' میرے جتنے بھی عزیز و اقارب ہیں وہ بھی زار و قطار رو رہے ہیں کیونکہ میرے چلنے کی تیاری ہو چکی ہے۔

2- سب مجھے یہی نصیحت کر رہے ہیں کہ دیکھو تم اگلے گھر جا رہے ہو' وہاں عاجزی اختیار کرنا اور اس کو ہی مضبوطی سے تھامے رکھنا' تبھی تو وہاں ہر دلعزیز ہو گا اور تجھے ہر کوئی پیار کرے گا کہ اب میرے چلنے کی تیاری ہو چکی ہے۔

3- میرے تمام دوست و احباب اور عزیز و اقارب مجھے وداع کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے ہیں اور میں اب اکیلا ہی چل پڑا ہوں' میری مثال اس کونج کی ہے کہ جو اپنی قطار اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو جائے۔ میرے چلنے کی تیاری ہو چکی ہے۔

4- اے "بُلھے شاہ" اے کاش میرا محبوب میرے گھر خود چل کر آجائے اور مجھ بے ہنر اور نمانے کو اپنے گلے سے لگا لے۔ اس محبوب کی کچھ بات ہی اور ہے' وہ سارے جہان سے ہی انوکھا ہے کہ میرے چلنے کی اب تیاری ہو چکی ہے۔

(48) تُسی کرو آساڈی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

اوہ گھر میرے وِچ آیا اوس آ مینُوں بھر مایا
پُچھّو جَادُو ہے کہ سایہ اس توں لوُ حِقیقت سارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

اوہو دِل میرے وِچ وَسدا بیٹھا نال آساڈے ہَسدا
پُچھاّں باتاں تاں اُٹھ نَسدا لئے بازاں وانگ اُڈارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

میں شَوہ دریاواں پَئی آں ٹھاٹھاں لہراں دے مُونہہ گئی آں
پھڑ کے گھُمن گھیر بھو پَئی آں اُپروں بَرکھا رَین اَندھارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

سِیّاں اَیڈ چنچر چائے تارے کھاریاں ہیٹھ چھُپائے
مُنج دیاں رَسیاں نانگ بنائے اینہاں سحراں توں بَلہارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

اِیہہ جو مُرلی کاہن وَجائی دِل میرے نُوں چوٹ لگائی
آہ دے نعرے کر دی آئی میں روواں زار و زارِی

مشکل الفاظ و معنیٰ: کاری: علاج، چارا- وَیدن: درد، دُکھ، تکلیف- بھاری: سخت، بہت، کافی- بھَرمایا: اپنی جانب متوجہ کیا، دل کو لبھالیا- اڈاری: پرواز، اڑان- شَوہ دریا: گرداب، بھنور- ٹھاٹھاں: لہریں، موجیں- گھُمن گھیر: گرداب، بھنور- برکھا: بارش- رین اندھاری: اندھیری رات- سیاں: سکھیاں، سہیلیاں- ایڈ: اس قدر- چنچر: چنچل، شوخ، نٹ کھٹ- کھاریاں واحد کھاری: ٹوکری- نانگ: ناگ، سانپ- سحر: جادو، طلسم- بلہاری: قربان، تصدق- مُرلی: بانسری- کاہن: سری کرشن جی، مراد محبوب، مرشد-

زار و زاری: زار و قطار۔

ترجمہ: تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔ وہ میرا محبوب میرے گھر میں آیا اور اس نے آتے ہی میرے دل کو لبھا لیا۔ یہ اسی سے پوچھو کہ یہ جادو کا کمال ہے کہ یا کوئی سایہ ہے؟ یہ حقیقت تم اسی سے ساری معلوم کرو۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

2- ویسے تو وہ ہر وقت میرے دل میں رہتا ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ہنستا بولتا ہے۔ لیکن جب بھی میں کبھی اس سے کوئی بات پوچھتا ہوں تو وہ اٹھ بھاگتا ہے۔ پھر وہ شہبازوں کی طرح اڈاری مار جاتا ہے اور میرے ہاتھ نہیں آتا۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

3- میں نے دریاؤں کے بھنوروں والا راستہ اختیار کر لیا ہے اور موجوں اور لہروں کے مونہہ میں آ گیا ہوں۔ ان بھنوروں اور گردابوں نے مجھے سراپا گردش بنا کر رکھ دیا ہے اور اوپر سے بارش ہو رہی ہے جبکہ رات بھی بڑی اندھیری ہے۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

4- میرے ساتھیوں نے اس قدر ناز نخرے دکھائے ہیں کہ انہوں نے ستاروں کو ٹوکریوں میں چھپا کر رکھ دیا ہے اور مونج کی رسیوں کے سانپ بنا کر دکھا دیئے ہیں۔ میں ان کے ان جادوؤں پر قربان جاؤں۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

5- یہ جو کاہن (یعنی محبوب) نے بانسری بجائی ہے اس کا میرے دل پر بہت زیادہ گہرا اثر ہوا ہے۔ تبھی میں آہ کی نعرہ زنی کر رہا ہوں اور زار و قطار رو رہا ہوں لیکن میرے اس زار و قطار رونے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

عِشق دیوانے لِیکاں لائیاں ڈاڈھیاں گھَتّیاں ستّھاں پائیاں
ہاں میں بکری کول قصائیاں رہندا سہم ہمیشہ بھارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی ویدن بھارِی

عِشق روہیلہ ناہیں چھدا اندر دھریا باہر نچدا
مینُوں دیو سُنیہڑا سچدا میری کرو کوئی غم خوارِی

تُسی کرو آساڈی کارِی
کیہی ہو گئی وَیدن بھارِی

میں رکیہہ مہر محبّت جاناں سیّاں کردیاں زور دھگانا

گل گل میوہ کہ ہدوانا کیہہ کوئی وید پساری
تُسی کرو اَساڈی کاری
کہی ہو گئی وَیدن بھاری

نوشوہ جس دا بانس بریلی تُٹیّ ڈالوں رہی اکیلی
کوکے بیلے بیلی بیلی اوہدی کرے کوئی دلداری
تُسی کرو اَساڈی کاری
کہی ہو گئی وَیدن بھاری

بُلّھا شوہ دے جے میں جاواں اپنا سر دھڑ پھیر نہ پاواں
اوتھے جاواں نہ دُکھ پاواں بھیڑی اَینویں عُمر گزاری
تُسی کرو اَساڈی کاری
کہی ہو گئی وَیدن بھاری

لیکاں لائیاں: بدنام کیا، مشہور کیا، الزام لگایا- ستھاں واحد ستھ: مجلس، محفل، پنچائیت، کانفرنس، عدالت، دربار- ڈاڈھیاں گھنیاں: بہت بھرپور- سہم: خوف، ڈر- بھاری: سخت، بہت زیادہ- روہیلا: پٹھانوں کی ایک ذات، ایک لڑاکا قوم- ناہیں چِدا: اچھا نہیں لگتا- سنیہڑا: پیغام- زور دھگانا: جبر، ظلم، زبردستی، ناانصافی- بانس بریلی: ہندوستان کے ایک مشہور شہر کا نام- کوکے: فریاد و فغاں کرے-

6- اس عشق کے جنون نے مجھے بدنام کرکے رکھ دیا ہے۔ بڑی محفلوں اور مجلسوں میں میری اب شہرت و رسوائی ہو چکی ہے۔ میری مثال اب اس بکری کی ہے کہ جو قصابوں کے پاس ہو اور اسے ہروقت اپنے گلے پر چھری چلنے کا خوف لاحق رہتا ہو۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

7- عشق بڑا جنگجو، دلیر اور جانباز ہے جو کہ اچھا نہیں لگتا، اسے اندر چھپاؤ باہر آکر ناچنے لگتا ہے۔ مجھے کوئی سچ کا پیغام دو اور میری کوئی غم خواری کرو۔ یہ کیا اِدھر اُدھر کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ ان باتوں سے میری تکلیف رفع نہیں ہو سکتی۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

8- بھلا میں مہر محبت کو کیا جانوں؟ میرے ساتھی یونہی میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں۔ میں کیا جانوں کہ گلگل کیا ہے اور میوہ و ہدانا کسے کہتے ہیں اور عطار و حکیم اور پنساری میں کیا فرق ہے؟ یعنی مجھے اپنے محبوب کے سوا کچھ پتا نہیں ہے۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

9- جس کا محبوب اس سے بچھڑ کر دور دراز جا چکا ہو اور وہ بالکل تن تنہا اکیلا ہو وہ جنگل بیلے میں اپنے محبوب کا نام نہیں پکارے گا تو اور کسے یاد کرے گا۔ حق تو یہ ہے کہ اس کی دلداری و دلجوئی کی جائے تاکہ اسے کچھ سکون و راحت نصیب ہو۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

10- اے بلھے شاہؒ اگر میں خود اپنے محبوب کے پاس چلا جاؤں تو پھر مجھے اپنے وجود کی خبر نہیں رہے گی۔ وہاں جاکر مجھے کوئی دکھ نہیں ملے گا۔ اے کاش میں وہیں چلا گیا ہوتا۔ میں نے تو اپنی یہ عمریونہی گنوا دی۔ یعنی اگر وہ نہیں آتا تو مجھے خود چلے جانا چاہئے تھا اور یہ میری عمر رائیگاں نہ گزرتی۔ تم ہی اب میرا کچھ علاج (چارا) کرو کہ مجھے سخت تکلیف لاحق ہو گئی ہے۔

(49) تُوں کِدھروں آیا!

تُوں کِدھروں آیا، کِدھر جانا ۔۔۔ آپنا دَس ٹِکانا

جِس ٹھانے دا مان کریں تُوں ۔۔۔ اوہنے تیرے نال نہ جانا

ظُلم کریں تے لوک ستاویں ۔۔۔ کسب پھڑیو لُٹ کھانا

محبُوب سبحانی ﷺ کرے آسانی ۔۔۔ خوف جائے ملکانا

کر لَے چاوڑ چار دیہاڑے ۔۔۔ اوڑک تُوں اُٹھ جانا

شہر خموشاں دے چل وسیئے ۔۔۔ جِتھّے مُلک سمانا

بھر بھر پُور لنگھاوے ڈاڈھا ۔۔۔ ملک الموت مُہانا

اِینہاں سبھناں تِھیں ہے بُلھا ۔۔۔ اوگن ہار پُرانا

تُوں کِدھروں آیا کِدھر جانا ۔۔۔ اپنا دَس ٹِکانا

مشکل الفاظ و معنی: ٹھانا: ٹھکانہ، ڈیرہ، دنیاوی اسباب و جائیداد۔ کسب: پیشہ، کم کار۔ محبوب سبحانی: اللہ کے محبوب، نبی کریم ﷺ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا لقب۔ ملکانا: ملک الموت دا خوف۔ چاوڑ: چہ، شوق، ناز، ناز نخرے۔ اوڑک: انجام، انت، اخیر، آخرکار۔ شہر خموشاں: قبرستان۔ پور: کشتی کے ایک بار کے مسافر۔ ڈاڈھا: جبّار، زبردست۔ ملک الموت مہانا: موت کا فرشتہ ملّاح ہے۔ اوگن ہار: گنہگار۔

ترجمہ:

اے انسان تو کہاں سے آیا ہے اور کدھر کو جانا ہے؟ تجھے اپنے ٹکانے کے بارے میں بھی کچھ پتا ہے؟ تو اپنے جس ٹھکانے (مال و اسباب اور جائیداد) کا مان کر رہا ہے، وہ تیرے ساتھ نہیں جائے گا۔ تو ظلم کرتا ہے اور لوگوں کو ستاتا ہے اور تو نے لوٹ کھانے کو پیشہ بنا رکھا ہے۔ اب تو اللہ کا محبوب ہی آسانی پیدا کرا سکتا ہے کہ ملک الموت کا خوف ختم ہو جائے۔ اے انسان چار دن ناز نخرے کر لے، آخر تو نے یہاں سے چلے جانا ہے۔

اے دل آ شہر خموشاں (قبرستان) میں چل کر آباد ہو جائیں جہاں پوری دنیا نے جاکر سما جانا ہے۔ (موتو قبل ان تموتو کی جانب اشارہ ہے) ملک الموت زبردست (ملاح) جو ہے بھر بھر کشتی پار لنگھائے جارہا ہے مگر ان میں سب سے پرانا گنہگار بلھا ہے۔ اے انسان تو کہاں سے آیا ہے اور کدھر کو جانا ہے؟ تجھے اپنے ٹھکانے کے بارے میں بھی کچھ پتا ہے؟

(50) تُو نہیوں ہَیں، مَیں ناہیں

تُو نہیوں ہَیں، مَیں ناہیں وے سجنا! تُو نہیوں ہَیں، مَیں ناہیں!

کھولے دے پرچھانویں وانگوں، گھوم رہیا من ماہیں

جاں بولاں توں نالے بولیں، چُپ رہواں مَن ناہیں

جاں سوواں توں نالے سونویں، جاں ٹُراں توں راہیں

بُلھا شوہ گھر آیا ساڈے، جندڑی گھول گھمائیں

تُو نہیوں ہَیں، مَیں ناہیں وے سجنا! تُو نہیوں ہَیں مَیں ناہیں!

مشکل الفاظ و معنی: کھولا: ویران گھر، پرانی عمارت جس کی چھت نہ ہو صرف دیواریں ہی ہوں۔ پرچھاواں: سایہ، بدروح۔ جندڑی گھول گھمانا: جان قربان کرنا۔

ترجمہ:

اس کافی میں محب اور محبوب یا سالک اور مُرشد کے دو قالب اک جان ہونے یا مرید کی ذات کے صفر ہونے (تو نہیوں ہیں، میں ناہیں) اور اس کے ارادے کے رضائے مُرشد میں ضم ہو جانے کے مضمون پر یہ ایک پُراثر کافی ہے۔ مرید باصفا بلھے شاہؒ اپنے مُرشد سے کہتے ہیں کہ تو ہی قائم دائم ہے میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری روح تیرے گرد پروانہ وار (کھولے دے پرچھانویں وانگوں) گھومتی ہے اور میرا تعلق تجھ سے اتنا گہرا اور قریبی ہے کہ اب میرا اور تیرا جاگنا اور سونا اور کلام و سکوت مشترکہ (سانجھا) ہو چکا ہے اور اب اگر میں راستے، طریق (شرع) پر چلتا بھی ہوں تو تو ہی مجھے راستے میں ملتا ہے، یعنی میں اپنا ہر قدم شرع کے مطابق ہی اٹھاتا ہوں۔ اے بلھے شاہؒ ہمارا محبوب (مرشد) اب خود چل کر ہمارے گھر آگیا ہے۔ تجھے خوشی سے اس پر اپنی جان قربان کر دینی چاہئے۔ اے میرے محبوب (یا مرشد) تو ہی قائم دائم ہے میں تو کچھ بھی نہیں ہوں (یعنی میں نہیں ہوں) تو ہست ہے میں نیست ہوں۔ رومیؒ نے کہا تھا ؎

یار باشد یار را پشت و پناہ چوں تو نیکو بنگری یارست راہ

یعنی یار ہی یار کے لئے پشت پناہ ہوتا ہے جب تو دھیان سے دیکھے گا تو یار ہی تجھے راستے میں ملے گا۔ لیکن یہ سب کچھ اس وقت ہوتا ہے جب یار کی روح یار میں ضم ہو جاتی ہے۔ مرید اپنے مُرشد سے واصل ہو جاتا ہے اور پھر وہ بہانگ دہل یہی کہتا ہے کہ ؎

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی سَدّو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

(51) تیرا نام دِھیایِدا سائیں

تیرا نام دِھیایِدا سائیں، تیرا نام دِھیایِدا

بُلھے نالوں چُلھا چنگا، جس پر طُعام پکائیدا
رَل فقیراں مجلس کیتی، بھورا بھورا کھائیدا
رنگھڑ نالوں کھنگر چنگا، جس پر پَیر گھسائیدا
بُلھا شوہ نوں سوای پاوے جو بکرا بنے قصائیدا

تیرا نام دِھیایِدا سائیں، تیرا نام دِھیایِدا

مشکل الفاظ و معنی:

دھائیدا: وِرد کیا جاتا ہے، یاد کیا جانا چاہئے۔ طعام: کھانا۔ بھورا بھورا: ذرہ ذرہ، تھوڑا تھوڑا۔ رنگڑ: راجپوتوں کی ایک گوت، مراد ضدی انسان ہے جو کہ کسی کی نصیحت کو نہ مانے۔ کھنگر: ایک قسم کا وٹا (بٹا) جس سے پیر رگڑ کر صاف کئے جاتے ہیں

ترجمہ:

اے میرے مالک تیرے ہی نام کا ورد کر رہے ہیں اور تجھے ہی یاد کیا جارہا ہے۔ بے فیض آدمی سے تو وہ چولھا کہیں بہتر ہے کہ جس پر کھانا پکایا جاتا ہے۔ فقیروں نے مل کر یہ مجلس کی اور یہ فیصلہ کیا کہ تھوڑا تھوڑا کھانا چاہئے۔ ضدی اور کسی کی نصیحت نہ ماننے والے انسان سے تو کہیں زیادہ وہ کھنگر (پتھر کا بٹا) بہتر ہے جس سے لوگ اپنے پیروں کی رگڑ کر میل اتار لیتے ہیں۔ اے بلھے شاہ" محبوب وہی عاشق حاصل کر سکتا ہے جو قصائی کا بکرا ہے۔ یعنی اپنے محبوب پر قربان ہو جائے۔ اے میرے مالک تیرے ہی نام کا ورد کر رہے ہیں اور تجھے ہی یاد کیا جارہا ہے۔

اس کافی میں سید بلھے شاہ" نے دم دم محبوب کو یاد کرنے کی تلقین کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بھی وقت اس مالک حقیقی کی یاد سے انسان کو غافل نہیں رہنا چاہئے۔ یعنی بقول باہو":

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ھو

(51-A) تیرے عِشق نچایا!

تیرے عِشق نچایا کر کے تھیّا تھیّا

تیرے عشق نے ڈیرا' میرے اَندر رکیتا!
بھَر کے زہر پیالہ' میں تاں آپے پِیتا!
جھبدے بوہڑیں دے طبیبا' نہیں تاں مَیں مَر گئی آ

تیرے عِشق نچایا کر کے تھیّا تھیّا

چھُپ گیا وے سُورج' باہر رہ گئی آ لالی
وے میں صَدقے ہوواں' دیویں مُڑ جے وَکھالی
پیرا! مَیں بھُل گئی آں' تیرے نال نہ گئی آ

تیرے عِشق نچایا کر کے تھیّا تھیّا

اِیس عِشقے دے کولوں' مَینوں ہٹک نہ مائے
لاہُو جاندڑے بیڑے' کیہڑا موڑ لیائے
میری عقل جو بھُلّی' نال مُہانیاں دے گئی آ

تیرے عشق نچایا کر کے تھیّا تھیّا

اِیس عِشقے دی جھنگی وِچ مور بولیندا
سانوں قِبلہ تے کعبہ' سوہنا یار دسیندا
سانوں گھائل کر کے' پھیر خبر نہ لئی آ

تیرے عِشق نچایا کر کے تھیّا تھیّا

بُلھا شوہ نے آندا' مَینوں عنایت " دے بُوہے
جس نے مَینوں پوائے' چولے سادے تے سُوہے
جاں میں ماری ہے آڈی' مِل پیا ہے رِہیّا!

تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا

مشکل الفاظ و معنی: تھیا تھیا: رقص کا ایک انداز' جس میں ایڑی زمین پر ماری جاتی ہے۔ آپے: خودبخود۔ طبیبا: اے

طبیب، اے حکیم۔ ہٹک: روک، منع۔ لاہو: سیل رواں۔ بوہڑیں: جلدی آجا۔ مہانیاں: ملاحاں، کشتی باناں۔ جھنگی: درختوں کا ذخیرہ۔ چولے: لمبے کپڑے۔ ساوے: سبز۔ سوہے: سرخ۔ اڈی: ایڑی۔ رہیا: وہاں ہی، اسی جگہ

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کی اس کافی کو سب سے زیادہ مقبولیت و پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ وہ کون سا قوّال ہے کہ جسے یہ کافی یاد نہ ہوگی؟ اور پاکستان (پنجاب) کا کون سا باشندہ ہے جس نے یہ کافی نہ سنی ہوگی؟ اس کافی سے ایک بڑا دلچسپ قصہ بھی وابستہ ہے جو مختصراً یوں ہے کہ ایک مرتبہ سید بُلھے شاہؒ کے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ ان سے کسی بات پر ناراض ہو گئے تھے تو بلھے شاہؒ نے انہیں منانے کے لئے بڑے جتن کئے اور بالآخر انہوں نے ناچنے والیوں کا لباس پہن لیا اور اپنے مُرشد کی راہ میں ناچنا شروع کر دیا کہ وہاں سے شاہ عنایتؒ کا گزر ہو گیا تو انہوں نے یہ تماشا دیکھتے ہوئے بُلھے شاہؒ کو پہچانا تو ہنستے ہوئے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا۔ اس طرح ناراضگی دور ہو گئی۔

1- اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔ تیرے عشق نے میرے دل کے اندر گھر کر لیا ہے۔ یہ وہ زہر پیالہ ہے کہ جو میں نے خود ہی بھر کر پی لیا ہے۔ اس میں کسی کا دوش نہیں ہے۔ اے میرے طبیب جلدی سے آنا نہیں تو میرا زندہ رہنا بڑا مشکل ہے۔ اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔

2- میرا محبوب میری نظروں سے ایسے اوجھل ہو گیا ہے کہ جیسے سورج تو چھپ گیا ہے اور اس کی سرخی ابھی تک برقرار ہے۔ اے میرے محبوب اگر تو مجھے کہیں دکھائی دے تو میں سو طرح سے تصدق جاؤں۔ اے میرے پیارے مُرشد میں بھول گیا ہوں اور یہ میری بہت بڑی غلطی ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیونکر نہ گیا۔ اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔

3- اے میری ماں (شریعت) مجھے تو اس عشق سے مت روک کیونکہ جو بیڑے ڈوبتے ہوئے بہتے جا رہے ہوں، انہیں کون واپس لا سکتا ہے؟ میری عقل سے بھول ہو گئی جو ملاحوں کے ساتھ ہی غرق ہو چکی۔ اب مجھے اپنی کوئی سدھ بُدھ نہیں ہے۔ مجھے تو مت نصیحتیں کر۔ اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔

4- اس عشق کے درختوں کے ذخیرے میں مور بول رہا ہے۔ یعنی عشق کی دنیا میں بڑی خوبصورتی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ ہمیں تو اپنا سب کچھ (قبلہ و کعبہ) محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اسی نے ہمیں گھائل تو کر ڈالا مگر پھر ہماری خبر تک نہ لی۔ تیری اس بے نیازی اور بے پروائی پر میں تصدق! اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔

5- اے بُلھے شاہؒ مجھے میرے اس عشق نے ہی شاہ عنایتؒ کے دروازے پر لا کھڑا کیا ہے اور اس نے مجھے رنگ برنگے چولے (لباس) پہناتے ہیں اور جب میں نے زمین پر اپنی ایڑی ماری ہے تو اسی جگہ پر مجھے میرا محبوب (مرشد) مل گیا ہے۔ دیکھ لے اے میرے محبوب (مرشد) تیرے عشق نے مجھے تھیا تھیا کا ناچ نچایا ہے۔

(52) تیں کِت پر پاؤں پسارا ہے؟

تَیں کِت پر پاؤں پَسارا ہے
کوئی دَم کا اِتھاں گزُارا ہے

اِک پَلک جَھلک دا میلہ ہے
سَمجُھ کر لے ایہو ویلہ ہے
ایہہ گھڑی غَنیمت دیہاڑا ہے

تَیں کِت پر پاؤں پَسارا ہے
کوئی دَم کا اِتھاں گزُارا ہے

اِک رات سَراں دا رَہنا ہے
ایتھے آ کر پھُل نہ بَہنا ہے
کل سبھ دا کُوچ نقارا ہے

تَیں کِت پر پاؤں پَسارا ہے
کوئی دَم کا اِتھاں گزُارا ہے

تُوں اوس مَکانوں آیا ہَیں!
اِیتھے آدم بَن سمایا ہَیں!
ہُن چھڈ مجلس کوئی کارا ہے

تَیں کِت پر پاؤں پَسارا ہے
کوئی دَم کا اِتھاں گزُارا ہے

بُلّھا ایہہ بھَرم تُمہارا ہے
سِر چُکیا پَر بت بھارا ہے
اِس منزل رَاہ نہ کھاہڑا ہے

تَیں کِت پر پاؤں پَسارا ہے
کوئی دَم کا اِتھاں گزُارا ہے

مشکل الفاظ و معنی:

رکت پر: کس لئے، کتنا- پسارا: پھیلایا- کوئی دم: کوئی ساعت، پل- اِتھاں: یہاں، اس دنیا میں- پلک جھلک: یک دم، یک ساعت- سراں: مسافر خانہ- آکڑ: غرور، گھمنڈ- پھل: پھولنا- کوچ: روانگی، چلنا- نقارہ: نوبت- کارا: کم، لارا، نصیب- کھاہڑا: جنگل میں مال ڈنگر کے چلنے سے بنا ہوا راستہ۔

ترجمہ:

1- تو نے کس لئے اپنے پاؤں پھیلا رکھے ہیں؟ یہاں اس دنیا میں تو چند گھڑیاں رہنا ہے۔ یہاں کوئی دم اور کوئی گھڑی کا میلہ ہے اور پھر یہاں سے چلے جانا ہے۔ کوئی نیک عمل کما لے کہ یہی عمل کمانے کا وقت ہے اس گھڑی اور اس ساعت کو غنیمت جان کر پھر تجھے یہ وقت نہیں مل سکے گا۔ تو نے کس لئے اپنے پاؤں پھیلا رکھے ہیں؟ یہاں اس دنیا میں تو چند گھڑیاں رہنا ہے۔

2- اس میں رہنا گویا اس طرح ہے کہ جیسے کوئی مسافر ایک رات مسافر خانے میں رہے۔ یہاں پر غرور، گھمنڈ اور تکبر نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ کل صبح کو یہاں سے سب نے ہی چلے جانا ہے۔ جب کوچ نقارہ بجے گا تو کوئی بھی یہاں پر نہ رہ سکے گا۔ تو نے کس لئے اپنے پاؤں پھیلا رکھے ہیں۔ یہاں اس دنیا میں تو چند گھڑیاں رہنا ہے۔

3- تو جہاں سے آیا ہے تجھے بر سر اسی مکان میں جانا ہے مگر تو اس جہان میں آکر آباد ہو چکا ہے حالانکہ یہ تیرا عارضی ٹھکانہ تھا اور تو نے اسے اپنا مستقل ٹھکانہ بنا لیا۔ اب تو یہ مجلس اور محفل چھوڑ دے۔ کیا کوئی تجھے اب بھی کام ہے۔ لیکن وہاں بھی تو تو نے قول دے رکھا ہے۔ تو نے کس لئے اپنے پاؤں پھیلا رکھے ہیں؟ یہاں اس دنیا میں تو چند گھڑیاں رہنا ہے۔

4- اے "بلھے شاہ" اس میں تمہاری ہی عزت ہے کہ تم نے اپنے سر پر بہت بھاری پہاڑ (بار امانت) اٹھا رکھا ہے اور یہ وہ بار ہے کہ جو تیرے سوا اور کوئی بھی اٹھا نہ سکا مگر مشکل یہ ہے کہ تیری منزل کا کوئی راستہ اور نہ ہی نشان نظر آتا ہے اور تو منزل پر کیسے پہنچے گا؟ بقول حافظ شیرازی"

آسماں بار امانت نتو انست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

یعنی آسماں بھی بار امانت نہ اٹھا سکا۔ اس کا قرعہ حضرت انساں کے نام پر ہی نکلا۔ گویا انسان ہی اس قابل تھا کہ جو یہ بار اٹھائے مگر بلھے شاہ کہتے ہیں کہ بار امانت تو تو نے اٹھا لیا ہے مگر تو اسے اٹھائے اپنی منزل تک کیسے پہنچے گا؟ جبکہ تیری منزل کا کوئی راستہ یا نشان تک نظر نہیں آتا۔ یعنی اس کے لئے نیک اعمال کمانا بہت ضروری ہیں اور راستہ شرع کا ہے جس پر چل کر حقیقت کی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

(53) ٹُک بُوجھ کون!

ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

جِس نہ درد دی بات کہی اُس پریم نگر نہ جھات پئی
اوہ ڈُب موئی سبھ گھات گئی! اوہ کیوں چَنّدری نے جایا ہے

ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

مانند پَلاس بَنایو رِی! میری صُورت چا لِکھایو اِی
مُکھ کالا کر دِکھلایو اِی کیا سیاہی رنگ لگایا ہے

ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

اِک رَب دا نا خزانہ ہے سنگ چوراں یاراں دا نہ ہے
اُس رحمت دا کھَسمانا ہے سنگ خوف رَقیب بنایا ہے

ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

دُوئی دُور کرو کوئی شور نہیں! ایہہ تُرک ہِندُو کوئی ہور نہیں
سبھ سَادھ کہو کوئی چور نہیں ہَر گھَٹ وِچ آپ سَمایا ہے

ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

مشکل الفاظ و معنی: ٹُک: ذرا' تھوڑی دیر- بھیکھی: بہروپیا- بھیکھ: بہروپ- وٹایا: بدلا' بنایا- پریم نگر: پریم کا شہر- جھات / جھلک: ایک نظر ڈالنا- گھات: طریقہ' انداز' کمین گاہ- چندری: بری' عام طور پر پیار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے- جایا: جما' پیدا کیا- مانند: مثل- پلاس: ٹاٹ' نمدا- سنگ: ساتھ- کھسمانہ: خصمانہ' ذمہ داری- رقیب: محبوب کا دوسرا چاہوان' دشمن- دوئی: دوجی' ماسوا اللہ' غیریت- ترک: مسلمان' ہندو باہر سے آنے والے مسلمانوں کو ترک کہتے تھے- سادھ: شرف' ساؤ' نیک' پرہیزگار' چور کی ضد- گھٹ: دل- سمایا ہے: بس چکا ہے' آباد ہے-

ترجمہ: ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟ جو دکھ درد سے واقف نہیں ہے اُس

نے پریم نگر کو کبھی اک نظر بھی نہیں دیکھا۔ اس کا جیون بیکار اور ضائع گیا اور اس کا طرز' انداز اور طریقہ بھی۔ اس کو اس کی ماں نے پیدا ہی کیوں کیا ہے؟ کیونکہ عشق محبت کے بغیر اور درد و تڑپ سے خالی زندگی کوئی زندگی نہیں۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپے نے روپ بدلا ہے؟

2- تو نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اور اپنی اصل صورت کو چھپا لیا ہے تو نے تو اور رسوائی کر کے رکھ دی ہے اور رنگ پر سیاہی پھیر دی ہے۔ یعنی تو اسے پانے کے لئے یہ جو مختلف روپ بدل رہا ہے ان سے الٹی تیری بدنامی ہوئی ہے اور تیرا یہ رُوپ رسوائی کا موجب بنا ہے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپے نے روپ بدلا ہے؟

3- درد عشق و محبت تو اللہ تعالیٰ کا ایک خزانہ ہے جسے چور یار لوٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تو سب اس کی رحمت کی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس کے ساتھ ساتھ رقیب کا خوف بھی بنا رکھا ہے۔ یعنی انسان نیک اعمال کما کما کر پونجی جمع کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے دشمن (شیطان) کا خوف بھی لگا رہتا ہے کہ نجانے کب وہ اس کی نیک کمائی کی پونجی لوٹ لے جائے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپے نے روپ بدلا ہے؟

4- اگر کوئی شور و غوغا ہے تو یہ سب دوئی کا ہے اسے دور کرنا چاہئے۔ یہ مسلمان اور ہندو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں یہ ایک ہی ہیں۔ یہ سب کے سب سادھ ہیں اور ان میں کوئی چور نہیں ہے۔ انہیں ایک ہی خالق نے بنایا ہے اور وہ ہر ایک کے دل میں آپ رہتا ہے۔ یعنی مسلمان اور کافر کی کوئی تخصیص نہیں ہے سبھی اس کے بندے ہیں اور سبھی کے دلوں میں وہ بستا ہے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپے نے روپ بدلا ہے؟

آیئویں رِقصّے کاہنوں گھڑنا ایں تے گُلستاں بوستاں پڑھنا ایں
آیئویں بے مُوجب کیوں لڑنا ایں کِس اُلٹا وید پڑھایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

شریعت سَاڈی دائی ہے! طَرِیقت سَاڈی مائی ہے
اَگوں حق حقِیقت آئی ہے اَتے معرفتوں کُجھ پایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

ہے وِرلی بات بتاون دی تُسی سمجھو دِل تے لاون دی
کوئی گَت دَسو اُس پاون دی ایہہ کاہنوں بھیت بنایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے

کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

اِیہہ پڑھنا علم ضرور ہویا پر دسناں نا منظور ہویا
جِس دسیا سو منصور" ہویا اُس سُولی پکڑ چڑھایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

گلستان، بوستان: شیخ سعدی شیرازی" کی مشہور دو کتابیں جو کہ آج تک مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ موجب: بے سبب، بے وجہ۔ وید: علم، ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب۔ ورلی: شاذ و نادر، کوئی۔ گت: چال، طریقہ، سُر، لے، حالت۔

5- تم یہ قصے کہانیاں کیوں گھڑتے ہو؟ اور کس لئے گلستان و بوستان پڑھنے میں مشغول ہو، تم ہر کسی سے بے سبب اور بے وجہ کیوں لڑتے جھگڑتے پھرتے ہو؟ یہ کس نے تمہیں الٹا سبق پڑھا دیا ہے؟ یعنی حقیقت میں تمہیں ہر کسی سے محبت و بھائی چارگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور قصے کہانیوں کی بجائے حقائق پر توجہ دینی چاہئے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

6- شریعت تو ہمیں جنانے اور بہلانے والی ہے اور طریقت ہماری ماں ہے۔ بس یہ ایک ہی بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جس نے بھی کچھ پایا ہے معرفت سے ہی پایا ہے۔ یعنی شریعت کی حیثیت ہمارے لئے بس اتنی ہے کہ اس نے ہمارے لئے قواعد و ضوابط کا تعین کیا ہے اور طریقت نے ہمیں پالا پوسا ہے، ہماری تربیت کی ہے۔ لیکن ہم جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اس کی معرفت (پہچان) سے ہی حاصل کیا ہے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

7- یہ ایک ایسی بات ہے کہ جو تمہیں کوئی شاذ و نادر ہی بتائے گا۔ یہ بات تو سمجھنے کی کوشش کو دل پر لگانے کی بات ہے۔ اسے حاصل کرنے کا مجھے بھی کوئی طریقہ یا سلیقہ بتاؤ کہ اس نے یہ بھید کس لئے بنا رکھا ہے؟ تاکہ میں بھی اس محبوب حقیقی کو حاصل کر سکوں۔ ذرا بوجھو تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

8- یہ علم کا پڑھنا تو نہایت ضروری ہے لیکن اس کی ذات کے عرفان کے متعلق کچھ بتانا نامنظور ہے یعنی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جاسکتا اور جس کسی نے کچھ بتایا یا بتانے کی کوشش کی ہے تو وہ تو پھر ایک منصور" ہی ہے جسے لوگوں نے پکڑ کر دار پر چڑھا دیا تھا۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

تینوں کسب فقر تائید کیا دکھ تن عارف با زید" کیا
کر زہدی قطب فرید" تھیا کسے بے محنت نہیں پایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے

اِس دُکھ سے پھر کر بھاگیں گا رہیں سُتا کد توں جاگیں گا

پھیر اُٹھدا رووَن لاگیں گا کِسے غفلت مار سُلایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وَٹایا ہے

غ ع دی صُورت اِک ٹھہرا اِک نُقطے دا ہے پھیر بڑا
اوہ نُقطہ دِل تِھیں دُور کرا پھر غَینوں عین جتایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وَٹایا ہے

جیہڑا مَن وِچ لگا دُو آ رے اِیہہ کون کہے میں مُو آ رے
تَن سبھ عنایت ہُو آ رے پھر بُلّھا نام دَھرایا ہے
ٹُک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے
کِس بھیکھی بھیکھ وَٹایا ہے

بایزید: بایزید بسطامی" مشہور بزرگ۔ فرید: بابا فرید شکر گنج" ۔ کِچرک: کب تک، کتنی دیر تک۔ ع، غ، عین: آنکھ، غین بھٹی آنکھ۔ عین: ذات باری۔ غین: اللہ کے سوا۔ دُو آ: دوجا، غیر۔ مو آ: مرا، مرگیا۔ دھرایا: رکھا۔

9- اے انسان تجھے کسب فقر کی تاکید کی گئی ہے اور جس نے خود کو دنیا سے علیحدہ کرلیا اسے اس نے بایزید" کر دیا۔ زہد و ریاضت کی بنا پر ہی فرید شکر گنج" کو قطب دوراں کیا گیا۔ غرض جس کسی نے بھی کچھ حاصل کیا ہے محنت و ریاضت کے بغیر حاصل نہیں کیا۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

10- اس درد عشق و محبت سے تو کب تک دور بھاگے گا؟ تو اس غفلت کی نیند میں کب تو سوتا رہے گا اور آخر کب تک نہ بیدار ہوگا لیکن جب بیدار ہوگا تو پھر رونے لگ جائے گا کہ میں غفلت میں اس قدر کیوں سوتا رہا۔ یہ غفلت ہی ہے کہ جس نے بڑوں بڑوں کو مار کر لمبی نیند سلا دیا ہے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

11- ع اور غ یعنی ذات باری تعالیٰ اور ماسوا اللہ کو ایک ہی سمجھو۔ بس ایک نقطے کا ہی فرق ہے اور یہ بہت بڑا چکر ہے۔ تو اس نقطے کو اپنے دل سے دور کر دے پھر خود بخود غین سے عین ہو جائے گی یعنی دوئی کو دور کرنے سے واحدانیت ہی رہ جائے گی۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

12- یہ جو من میں دوئی بس رہی ہے، یہ کون ہے جو میں مرگیا کی آوازیں نکال رہا ہے؟ میرا تو ظاہر باطن، جسم اور روح دونوں ہی عنایت" ہو گیا ہے۔ یعنی میں فنا الشیخ ہو چکا ہوں۔ بلھا کہاں ہے یہ ان کے مُرشد شاہ عنایت قادری" ہیں، بلھا تو بعد میں نام رکھا گیا ہے۔ ذرا بوجھ تو یہ کون چھپ کر آیا ہے اور یہ کس بہروپئے نے روپ بدلا ہے؟

(54) عشقِ مجازی

رچر نہ عشق مجازی لاگے سوئی سیوے نہ بن دھاگے
عشق مجازی داتا ہے جس پچھے مست ہو جاتا ہے
عشق جنہاں دے ہڈیں پینڈا سوای نر جیوت مر ویندا
عشق پیا تے ماتا ہے جس پچھے مست ہو جاتا ہے
عاشق دا تن سک دا جائے میں کھڑی جندبڑ کے سائے
دیکھ معشوقاں کھڑ کھڑ ہاسے عشق بتال پڑھا تا ہے
جس تے عشق ایہہ آیا ہے اوہ بے وس کر دکھلایا ہے
نشہ رُوم رُوم میں آیا ہے اِس وچ نہ رتی اوہلا ہے
ہر طرف وسیندا مولا ہے بُلھا عاشق بھی ہُن تردا ہے
جس فکر پیا دے گھر دا ہے رب ملدا ویکھ اُچر دا ہے
من اندر ہویا جھاتا ہے جس پچھے مست ہو جاتا ہے

مشکل الفاظ و معنی: چر: جب تک- داتا: حال حقیقت، خبر- نر: انسان- جیوت: جس وقت، زندہ، جتنی دیر- پتا: باپ- ماتا: ماں- جندبڑ: درخت کا نام- بتال: اتا پتا- رُوم رُوم: رواں، جسم کے مسام- وسیندا: نظر آتا ہے- پیا: محبوب، پریتم- اُچردا: بولتا

ترجمہ: جب تک عشق مجازی نہ ہو حقیقت کی منزل تک نہیں پہنچا جاسکتا کیونکہ سوئی دھاگے کے بغیر کپڑے کی سلائی نہیں کر سکتی- عشق مجازی اک راستہ ہے جس پر سے گزر کر حقیقت حال کی منزل پر پہنچا جاتا ہے- جو لوگ عشق اختیار کرتے ہیں وہ جیتے جی ہی مرجاتے ہیں- عشق باپ ہے اور ماں ہے اس کا نشہ بڑا عجیب و غریب ہے-

-2 عشق عاشقوں کے تن بدن کو سکھا ڈالتا ہے- میں درخت کے سائے کے تلے کھڑا ہوں- دیکھو معشوق ہماری ہنسی اڑا رہے ہیں- عشق صحیح حقیقت کا سبق پڑھاتا ہے- جس پر یہ عشق آجاتا ہے اسے بے بس و مجبور کر کے رکھ دیتا ہے- لیکن اس میں تو رتی بھر بھی شک و شبہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی پردہ ہے کہ محبوب حقیقی ہر طرف ہی دکھائی دیتا ہے-

-3 بلھے شاہ" چونکہ ایک سچا عاشق ہے اور اب وہ تیر رہا ہے اور فقط اسے فکر اب اپنے محبوب کے گھر کا ہی ہے- وہ دیکھو اسے اس کا محبوب حقیقی مل گیا ہے اور وہ بول رہا ہے- اس کے من میں اب روشنی ہی روشنی ہے- ہجر کے اندھیرے اب چھٹ چکے ہیں، وصال کی صبح روشنی ہو چکی ہے-

(55) جس تن لگیا عشق کمال

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُر تے بے تال

درد مندّاں نوں کوئی نہ چھیڑے
جس نے آپے دُکھ سہیڑے
جمنا جیونا مول اُگھیڑے
بوجھے اپنا آپ خیال

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُر تے بے تال

جس نے ویس عشق دا کیتا
دُھر درباروں فتویٰ لیتا
جدوں حضوروں پیالہ پیتا
کجھ نہ رہیا جواب سوال

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُر تے بے تال

جس دے اندر وسیا یار
اُٹھیا یارو یار پُکار
نہ اوہ چاہے راگ نہ تار
اینویں بیٹھا کھیڈے حال!

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُر تے بے تال

بُلّھاؒ شوہ دانگر سچ پایا
جھوٹھا رولا سبھ مُکایا

سچیاں کارن سچ سُنایا

پایا اُس دا پاک جمال

جس تن لگیا عِشق کمال

ناچے بے سُر تے بے تال

مشکل الفاظ و معنی: بے سُرتے بے تال: بغیر کسی قاعدے قانون کے، نظم و ضبط کے بغیر۔ سہیڑے: خود قبول کئے۔ مول: اصل، سب کا سب۔ اُگھیڑے: ظاہر کئے۔ وَیس: لباس۔ دُھر درباروں: ازل سے۔ حضوروں: اللہ کی طرف سے۔ وَسیا: آباد ہوا، رچا بسا۔ کارن: خاطر، واسطے، لئے، وجہ، سبب۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ نے اس کافی میں بتایا یہ ہے کہ جس کا عشق کامل ہو اسے کسی کا پیرو ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنے راہ کے لئے خود ہی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے موسیقی کے سر تال کی کیا ضرورت ہے۔ کہتے ہیں کہ جس کا عشق کامل ہوا وہ کسی کا پیرو نہ رہا، وہ اگر اب ناچتا بھی ہے تو اسے خارج کی موسیقی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی راہ میں آپ ہی دلیل بن چکا ہے۔ اہل درد کو کوئی کچھ نہ کہے اور جس نے یہ دکھ آپ خود ہی قبول کئے ہوں اور اس کا جینا اور مرنا صاف ظاہر ہو وہ آپ اپنے خیال کو پوچھتا ہے۔ یعنی اسے اپنی صورت حال کا پورا پتا ہوتا ہے۔ جس کا عشق کامل ہوا وہ کسی کا پیرو نہ رہا۔ وہ اگر اب ناچتا بھی ہے تو اسے خارج کی موسیقی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی راہ میں آپ ہی دلیل بن جاتا ہے۔

2- جس نے عشق کا لباس پہن لیا وہ لوگوں کی پسند و ناپسند سے آگے گزر گیا اور اس نے ازلی دربار سے اپنے اس مخصوص اور منفرد لباس کا جواز حاصل کر لیا اور پھر جب اس دربار سے اسے اس قدر قرب حاصل ہو گیا تو وہ اس مقام کا اہل ٹھہرا جہاں نہ کچھ سوال رہا اور نہ جواب! جس کا عشق کامل ہوا وہ کسی کا پیرو نہ رہا۔ وہ اگر اب ناچتا بھی ہے تو اسے خارج کی موسیقی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی راہ میں آپ ہی دلیل بن جاتا ہے۔

3- جس کے من میں اس کا یار آباد ہو گیا، وہ ہر وقت اسی کا ہی ذکر کرتا ہے۔ اسے کسی راگ اور ساز کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو یونہی بیٹھا بیٹھا ہی حال کھیڈنے لگ جاتا ہے۔ یعنی وہ کسی خارجی ذریعے کا محتاج نہیں رہتا۔ جس کا عشق کامل ہوا، وہ کسی کا پیرو نہ رہا۔ وہ اگر اب ناچتا بھی ہے تو اسے خارج کی موسیقی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی راہ میں آپ ہی دلیل بن جاتا ہے۔

4- جس نے بُلھے شاہؒ کی طرح سچ کو پا لیا اسے گویا تمام شکوک و شبہات ختم کر ڈالے یعنی راست بینی اور راست گوئی کے طریق کو اگر اپنا لیا تو محبوب حقیقی کے جمال کے پاک مشاہدے میں وہ آ گیا اور یہی زندگی کا حاصل ہے۔ جس کا عشق کامل ہوا وہ کسی کا پیرو نہ رہا۔ وہ اگر اب ناچتا بھی ہے تو اسے خارج کی موسیقی کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی راہ میں آپ ہی دلیل بن جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(56) جند کڑکی دے مونہہ آئی

جنّد کڑکی دے مونہہ آئی آپے ہیں توں لحمك لحمی آپے ہیں توں نیارا
گلاں سن سن تیریاں میرا، عقل گیا اُڈ سارا
شریعت توں بے شریعت کرکے، بھلی کھبّن وِچ پائی

جنّد کڑکی دے مونہہ آئی ذرّہ عشق تساڈا دِسدا، پربت کولوں بھارا
اِک گھڑی دے ویکھن کارن، چک لیا جگ سارا
کیتی محنت مِلدی ناہیں ہُن کیہہ کرے لوکائی

جنّد کڑکی دے مونہہ آئی واویلا کیہہ کرنا جندے، جو ساڑے سو ساڑے
سکھاں دا اِک پُولا ناہیں، دُکھاں دے کھلواڑے
ہونی سی جو اُس دِن ہوئی، ہُن کیہہ کریئے بھائی

جنّد کڑکی دے مونہہ آئی صُلح نہ مَن دا وات نہ پچھدا، آکھ ویکھاں کیہہ کردا
کل میں کملی تے اوہ کملا، ہُن کیوں میتھوں ڈردا
اوہلے بہہ کے تیر چلایو، دِلنوں چوٹ لگائی

مشکل الفاظ و معنی: جند: جان- کڑکی: جانوروں کے پھانسنے کا ایک تکلیف دِہ پھندہ جس میں پھنسنے سے جانور کا کوئی عضو ضائع ہو جاتا ہے یا وہ مرجاتا ہے، مقصد انتہائی مصیبت میں- لحمك لحمی: تمہارا گوشت میرا گوشت- پربت: پہاڑ- اشنائی: دوستی- ڈاڈھا: زبردست- واویلا: فریاد و فغاں- کھلواڑے (کھلواڑا): خروارہ کھلیان، پُولیوں کا ڈھیر، گاہنے کے لئے کٹی فصل کا لگایا ہوا ڈھیر-

ترجمہ: اس کافی میں بلھے شاہؒ جیسے سالک نے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے کہ جن میں اس کی جان پھنس چکی ہے- اس کافی کے چار بندوں میں اس نے ایسی چار الجھنیں پیش کی ہیں کہ جن کا حل اس کے بس کی بات نہیں ہے- کہتے ہیں کہ خود ہی تو میرے جسم کا حصہ ہے اور خود ہی تو اس سے الگ بھی ہے- تیری یہ باتیں سن سن کر میری عقل جاتی رہی ہے- تو نے مجھے شریعت سے بے شریعت کرکے عجیب دلدل میں پھنسا دیا ہے، میں انتہائی مصیبت میں ہوں-

2- آپ کے عشق کا ذرہ (بار امانت) بھی پہاڑ سے بھاری ہے- میں نے محض اس لئے اسے اپنے سر پر اٹھا لیا کہ محبوب کو اک نظر دیکھ سکوں- لیکن مجھے اب یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھے اپنا جلوہ دکھائے گا بھی کہ نہیں- (محنت ملے کہ ملدی ناہیں) کا یہی مطلب ہے اور میں انتہائی مصیبت میں ہوں- اس بند میں انسان کے ظلوم و جہول

Scanned with CamScanner

ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے اور دوسرے موسیٰؑ کے اپنے رب کو دیکھنے کی خواہش اور بیہوش ہونے کی طرف بھی۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ انسان ظلوم و جہول ہے کہ اس نے بار وحی کو اٹھا لینے کی تمنا کی حالانکہ اگر وہ پہاڑوں پر بھی ڈالا جاتا تو وہ اس کے خوف سے کانپ اٹھتے اور دوسرا یہ کہ جب حضرت موسیٰؑ نے رب ارنی کہا تو اللہ تعالیٰ نے لن ترانی کا جواب دیا۔ بالآخر حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ طور پر اپنی جلوہ ریزی فرمائی تو حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے' ان کی یہ بے ہوشی فرط خوف کی وجہ سے ہی تھی۔

3- اب چیخ و پکار اور رونا دھونا کیسا جو جلتا ہے جل جائے۔ میری زندگی کے کھلیان میں سکھوں کا ایک پُولا بھی نہیں ہے۔ دُکھوں کی فصل کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جو ہونا تھا وہ ہو چکا' اے میرے بھائی اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کاتب تقدیر نے جو کچھ ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہم اسے بھوگ رہے ہیں۔ میری جان انتہائی مصیبت میں ہے۔

4- نہ تو میرا محبوب صلح کو ہی مانتا ہے اور نہ وہ میری کوئی بات ہی سنتا ہے۔ جبکہ میں بھی کملا ہوں اور وہ بھی کملا ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ وہ مجھ سے ڈرتا کیوں ہے۔ میرے پاس کیوں نہیں آتا اور مجھ سے پرے پرے کیوں رہتا ہے۔ لیکن اس نے اس پردے میں بیٹھ کر بھی اپنی نگاہ ناز کے تیر سے میرا دل سخت زخمی کر دیا ہے۔ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

سِینے بان دَنداں گلے وِچ' اِس حالت وِچ جالاں
چَاچَا سِر بھوئیں تے ماراں' رو رو یار سَمھالاں
اَگے بھی سَیاں نیُونہہ لگایا' کہ مَیں ہی پَرِیت لگائی

جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

جَگ وِچ روشن نام تُساڈا' عاشق توں کیوں نَسدے ہو
وَسّو رَسّو وِچ بُکل دے' اَپنا بھیت نہ دَسدے ہو
وِچکڑے وِچکاروں پھَڑ کے' میں اُلٹی کر لٹکائی

جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

اندر وَالیا باہر آویں' بانہُوں پکڑ کھلوَاں
ظاہرہ مَیتھوں لُکن چھُپّن' باطن کو لے ہوواں
ایسے باطن پھَٹی زلیخا' میں باطن بَر لائی

جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

آ کھنیاں سی آکھ سُنائیاں' مِچلا سُن دا ناہیں
ہتھ مَروڑاں تَلیاں پھوڑاں' رِوواں ڈھائیں ڈھائیں
لَینے رِتھیں مُڑ دینا آیا' اِیہہ تیری بھلیائی

بان: تیر- دنداں: نوکدار' تیکھا' تیز- جالاں: وقت گزاروں- وسّو وسو: آباد رہو- وچکڑے وچکاروں: درمیان میں سے- برلائی:

بُرائی- مچلا: ڈھیٹھ، نافرمان، ضدی- رووّاں ڈھائیں ڈھائیں: آہ وپکار، چیخ کر رونے کی آواز-

5- میرے سینے میں اس کی نگاہ کا تیکھا تیر کھبا ہوا ہے اور میں اس حالت میں زندگی گزار رہا ہوں- کبھی تو میں اپنا سر اٹھا اٹھا کر زمین پر مارتا ہوں اور رو رو کر اپنے یار کو سنبھالتا ہوں- میری جو حالت ہے وہ دنیا میں کسی کی بھی نہیں حالانکہ مجھ سے پہلے بھی میرے کئی ساتھیوں نے دل لگی کی ہے- کوئی میں نے ہی اچرج پریت نہیں کی- میں انتہائی مصیبت میں ہوں-

6- پوری دنیا میں تمہارا نام بڑا روشن اور مشہور ہے لیکن نجانے تم عاشق سے دُور دُور کیوں بھاگتے ہو- بستے ہو آباد ہو میرے من میں لیکن اپنا بھید تم مجھے بالکل نہیں دیتے- مجھے تو درمیان میں ہی پکڑ کر الٹا لٹکا دیا گیا ہے- میری حالت ناگفتہ بہ ہے اور میں انتہائی مصیبت میں ہوں-

7- ظاہر تو تو اگرچہ مجھ سے لک چھپ کر ہی رہتا ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ باطن میں تیرے پاس رہوں- لیکن زلیخا کو اس باطن کی گھاتوں نے ہی لوٹا تھا- اے میرے باطن میں رہنے والے اگر تو بھی میرے سامنے ظاہر ہو کر آجائے تو میں تجھے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس کھڑا کرلوں اور پھر تجھے کبھی بھی چھپنے نہ دوں- کیا کروں میں انتہائی مصیبت میں ہوں-

8- میں نے یہ سب کچھ کہنا تھا اور کہہ دیا ہے لیکن وہ کچھ اس قدر ڈھیٹھ اور ضدی ہے کہ کسی کی سنتا ہی نہیں ہے- میں اس کی اس ہٹ دھرمی سے سخت نالاں ہوں اور اونچی اونچی چیخ چیخ کر روتا ہوں- یہ تو مجھے لینے کے دینے پڑ رہے ہیں- اے میرے محبوب یہ تمہاری خوب بھلائی ہے یہ تمہارا اچھا انصاف ہے- میں انتہائی مصیبت میں ہوں-

جِنّد کُڑکّی دے مُونہہ آئی
اِک اِک لہر اجیہی آوے، نہیں دَسنیاں سو دَسّاں
سچ آکھاں تاں سُولی پھاہا، جُھوٹھ کہاں تاں وَسّاں
اَیسی نازک بات کیوں آکھاں، کہندیاں ہووے بُرائی

جِنّد کُڑکّی دے مُونہہ آئی
وِچ وَسیلہ پاکاں دا، تُسی آپے ساڈے ہووو
جاگدیاں سَنگ ساڈے جاگو، سَوواں نالے سووو
جِس نے تیں سنگ پَریت لگائی، کیہڑے سُکھ سَوائی

جِنّد کُڑکّی دے مُونہہ آئی
اَیسیاں رِیکاں لائیاں مینُوں، ہور کئی گھر گالے
اُبَر وَاروں پاویں جھاتی، وَتیں پھریں دوالے
لُکن چُھپّن تے چَھل جاون، ایہہ تیری وَڈیائی

جِنّد کُڑکّی دے مُونہہ آئی
تیرا میرا رِنیاوَں نبیڑے، رُومُوں قاضی آوے

کھول کتاباں کرے تسلّی، دوہاں اِک بتاوے
بھرمیا قاضی میرے اُتّے، مَیں قاضی بھرمائی
بُلھا شوہ نوں کیہا جیہا، ہُن تُو کیہا مَیں کیہی
تینُوں جو میں ڈھونڈن لگّی، مَیں بھی آپ نہ رہی
پایا ظاہر باطن تینُوں، باہر اندر رُشنائی
جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

جِنّد کڑکّی دے مُونہہ آئی

لیکاں لائیاں: بدنام کیا۔ وَتّیں: تو جائے۔ چھَل جاون: فریب دینا۔ بھرمائی: لُبھائی۔

9- میرے دل میں رہ رہ کر اک ایسی لہر اٹھتی ہے اور جی میں آتا ہے کہ میں نے جو کچھ نہیں بھی بتانا وہ بھی صاف صاف بتا دوں۔ لیکن کیا کروں اگر میں سچ کہتا ہوں تو پھر سولی کا ڈر ہے اور جھوٹ کہوں تو بچتا ہوں لیکن پھر خیال آتا ہے کہ میں کوئی ایسی بات کہوں کہ جو منہ سے نکلتے ہی پرائی ہو جائے' عجب مشکل ہے۔ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

10- اے میرے محبوب حقیقی تیرے پاک ہوئے (عاشق) تو تجھے دوسرے لوگوں کی دجی کے وسیلے سے ہی جانتے اور پہچانتے ہیں لیکن میں تجھ سے براہ راست تعلق کا خواہاں ہوں اور یہ تعلق کچھ ایسا ہو کہ سوتے جاگتے میں تو ہی میرے پاس رہے۔ اگرچہ مجھے اس بات کی خبر ہے کہ ایسے تعلق والے لوگ کبھی بھی سکھ چین کی نیند نہیں سو سکتے۔ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

11- اے میرے محبوب حقیقی! تو نے مجھے تو بدنام کیا ہی ہے مگر کئی اوروں کے گھر بھی تباہ و برباد کر ڈالے ہیں۔ بظاہر تو میری ہی طرف دیکھتا ہے مگر اردگرد بھی نظر مارتا رہتا ہے اور اِدھر اُدھر بھی چشم زنی کرتا پھرتا ہے۔ یہ تیرا لکنا اور چھپنا اور فریب دینا کیا یہی تیری بڑائی ہے؟ آخر کچھ مجھے بتا تو سہی کہ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

12- تیرا میرا فیصلہ کرنے کے لئے کوئی قاضی باہر سے آنا چاہئے جو تمام کتابوں کو کھول کر تسلی کرے اور دونوں کو ایک قرار دے۔ قاضی کو مجھ پر اعتماد ہو اور مجھے قاضی پر لیکن مجھے تو قاضی پر مکمل اعتبار ہے بایں ہمہ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

13- اس آخری بند میں بلھے شاہ" اپنے محبوب کی ذات میں ضم ہونے کے متعلق بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب پتا نہیں تو کیسا ہے؟ اور میں کیسا ہوں۔ میں جو تجھے ڈھونڈنے لگا تو میں بھی اپنے آپ میں نہ رہا۔ یعنی میں فنا فی اللہ ہو گیا اور پھر ظاہر باطن اِدھر اُدھر آگے پیچھے تجھے ہی دیکھا' تیرے ہی نور کی روشنائی نظر آئی۔ میں انتہائی مصیبت میں ہوں۔

(57) جو رَنگ رَنگیا گُوہڑا رَنگیا

جو رَنگ رَنگیا گُوہڑا رَنگیا' مُرشد والی لالی او یار

دُرِ مُعانی دی دُھوم مچی ہے' نیناں توں گھنڈ اُٹھالیں او یار
زُلف سیاہ وِچ ہے یدِ بیضا' اوہ چمکار وَکھالیں او یار
کُن فَیَکُون آوازہ ہویا' دِتّی میم وَکھا لی او یار
اَحد کولوں احمد ہویا' بِسمل میم نکالی او یار
پاک محمد ﷺ پیدا ہویا' چوداں طبق دا والی او یار
اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ نازل ہویا قَالُوا بَلٰی گَل ڈالی او یار
کُلِّ شَیِ کی کھیڈ مچی ہے' اپنا آپ سنبھالیں او یار
سورہ یٰسٓ' مزّمل والا' بدلہ کجھ دَوا لیں او یار
صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ ہوئی آں لائیاں دی لج پالیں او یار
مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا موئی نوں پھیر جوا لیں او یار
لَا تَتَحَرَّكْ ذرہ لکھیو' دوزخ کیں نوں ڈالیں او یار
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ کولوں حتّٰیٰ دی رمز پچھانیں او یار
اوکھا جیہڑا عشقے والا' سنبھل کے پیر ٹکالیں او یار
ہَر شے اندر توں آپے ہیں' آپے ویکھ وَکھالیں او یار
شب معراج نبی ﷺ جی والا' اوہا وَصل وَصالیں او یار
یا رَب خَلقت پیدا کیتی' دُنیا خواب خیالی او یار
بُلّھا شَوہ گھر میرے آیا' کر کر ناچ وَکھالیں او یار

جو رَنگ رَنگیا گوہڑا رَنگیا' مُرشد والی لالی او یار

مشکل الفاظ و معنی: رنگ: مراد صبغۃ اللہ (ربی رنگ)- گوہڑا: گہرا- مُرشد والی لالی: مُرشد کا رنگ ربی رنگ کا عکس ہوتا ہے- دُر معانی: معنی کے موتی' اللہ تعالیٰ کی نشانیاں- نیناں: آنکھیں- گھنڈ: نقاب' پردہ- زلف سیاہ: کالی زلف' اندھیرا- ید بیضا: ہاتھ کا چمکنا' یہ معجزہ حضرت موسیٰ کو دیا گیا تھا کہ جب وہ بغل میں ہاتھ لے جا کر نکالتے تھے تو ان کا ہاتھ چاند کی طرح چمکنے

لگتا تھا مراد روشنی۔ کن فیکون: کن بمعنی ہو جا اور فیکون بمعنی پس وہ ہو گیا یا ہو جاتا ہے۔ احد: بمعنی ایک، واحد، اللہ تعالیٰ کی ذات۔ الست بربکم: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، یہ سوال اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام روحوں سے کیا اور تمام روحوں نے قالوا بلی بن ہاں تو ہمارا رب ہے، کہا۔ کل شیی: ہر اک چیز۔ صم بکم عمی: گونگا، بہرا، اندھا۔ موتو قبل ان تموتوا: مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ جوالیں: زندہ کردیں۔ لن تنالوا البر: ہرگز مت کھاؤ۔ حتی: یہاں، تک۔ تنفقوا: کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ لا تتحرك الزرة الا باذن الله: یعنی اللہ کے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں ہلتا۔ جھیڑے: جھگڑا، بحث و تکرار۔

ترجمہ: مُرشد کی ذات صوفیا کے نزدیک چونکہ ذات خداوندی کا اور رنگ ربی رنگ کا عکس ہوتا ہے چنانچہ مرید یہ کہہ رہا ہے کہ مجھ پر بھی اسی واسطے گہرا رنگ چڑھ گیا ہے۔ یعنی جس رنگ میں مجھے مُرشد کے رنگ نے رنگ دیا ہے وہ بڑا گہرا رنگ ہے۔ اے میرے محبوب کی نشانیوں کی دھوم مچی ہوئی ہے مگر ذرا اے سالک انہیں دیکھنے کے لئے اپنی آنکھوں سے پردہ اٹھالے۔ روشنی اندھیرے میں موجود ہے۔ وہ چمک ہمیں بھی تو دکھائی جائے۔

2- جب کن فیکون کا آوازہ بلند ہوا تو محمد ﷺ کی میم نے اپنا جلوہ دکھایا۔ احمد ﷺ احد میں سے ہی نکلا ہے اور اسی میں سے محمد ﷺ کی میم نکلی ہے۔

3- سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کا نور تخلیق کیا جو کہ تمام کائنات کا والی و مالک ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے الست بربکم کا سوال کیا تو تمام روحوں سے قالوا بلی کا اقرار کیا اور یہ اقرار کی بلا ہمارے گلے میں پڑ گئی۔

4- جو ہر چیز پر قادر ہے اسی نے یہ تمام کھیل رچایا ہے لیکن دیکھنا اپنا آپ سنبھالے رکھنا اس نے یہ جو انسان کو اتنے بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا ہے اس کا کچھ تو بدلہ تجھے دینا چاہیئے۔

5- میں تو اپنے مُرشد کی رضا کے آگے بالکل گونگا، بہرا اور اندھا ہو چکا ہوں اور اس ازلی اقرار کی لج پال رہا ہوں۔ مرنے سے پہلے ہی مرجانا بہتر ہے تاکہ اصل زندگی کا لطف اٹھایا جاسکے۔

6- جب تیرے حکم کے بغیر اک پتا بھی نہیں ہل سکتا تو پھر کسی کا کیا قصور ہے اور تو دوزخ میں سزا کے لئے کس کو ڈالے گا؟ لیکن اے انسان تو نے لن تنالوا البر (یعنی مت کھاؤ) تو دیکھ لیا مگر حتی تنتفو (یعنی جب تک اللہ کے لئے خرچ کرو) نہ دیکھا یہ اشارہ بھی تو تجھے سمجھنا چاہیئے تھا۔

7- عشق کا معاملہ زبردست جھگڑوں سے بھرا پڑا ہے یہاں تجھے سوچ سمجھ کر دخل دینا ہوگا۔ اے میرے محبوب حقیقی! ہر ایک چیز میں تو تو خود ہی موجود ہے اور خود ہی دیکھتا دکھاتا ہے یعنی تو خود ہی محب اور خود ہی محبوب ہے۔

8- اے میرے معبود حقیقی جس طرح تو نے شب معراج میں اپنے محبوب ﷺ سے وصل کیا مجھے بھی اسی طرح وہ وصل نصیب فرما۔ میں بھی بڑی مدت سے اس وصل کی آس لگائے ہوئے ہوں۔

9- اس آخری شعر میں سید بلھے شاہؒ اپنے محبوب کا ناچ کر استقبال کر رہے ہیں اور یہ نچانے کا مضمون ان کو بہت مرغوب ہے اور ان کی کئی کافیوں میں ہمیں نظر آتا ہے اور یہ روایت تو بڑی مشہور ہے کہ ایک موقع پر تو انہوں نے سچ مچ

Scanned with CamScanner

کا ناچ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اے بلّھے شاہ" میرا محبوب خود چل کر آج میرے گھر آگیا ہے آج تجھے ناچ ناچ کر اسے خوش کرنا چاہئے۔ جس رنگ میں مجھے مُرشد نے رنگ دیا ہے' وہ بڑا گہرا رنگ ہے۔

(58) چُپ کر کے کریں گزُارا

(1) چُپ کر کے کرِیں گزُارے نُوں

سچ سُن کے لوگ نہ سہندے نی
سچ آکھئے تاں گل پیندے نی
پھر سچّے پاس نہ بہندے نی
سچ مِٹھا عاشق پیارے نُوں

(2) چُپ کر کے کرِیں گزُارے نُوں

سچ شرع کرے بربادی اے
سچ عاشق دے گھر شادی اے
سچ کردا نویں آبادی اے
جیہی شرع طرِیقت ہارے نُوں

(3) چُپ کر کے کرِیں گزُارے نُوں

چُپ عاشق توں نہ ہوندی اے
جس آئی سچ سو گندی اے
جس ماہل سُہاگ دی گندی اے
چھڈ دُنیا کُوڑ پسارے نُوں

(4) چُپ کر کے کرِیں گزُارے نُوں

بُلّھا شوہ سچ ہُن بولے ہَیں
سچ شرع طرِیقت پھولے ہَیں
گل چوتھے پَد دی کھولے ہَیں

جیہی شرع طریقت ہارے نوں

چُپ کرکے کریں گزارے نوں

مشکل الفاظ و معنی: سہندے نیں: برداشت کرتے ہیں۔ گل پیندے نیں: لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ طریقت ہارے: سالک، مرید۔ سوگندی: خوشبو۔ ماہل: چرخے کی وہ ڈوری جو تکلے کو چلاتی ہے۔ سُہاگ: شادی، ملن۔ گندی اے: بٹی ہوئی ہے۔ پِد: جگہ، مقام۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ" اپنی اس کافی میں انسان کو خاموشی سے گزارا کرنے کی تلقین کر رہے ہیں کیونکہ ایک ایسے معاشرے میں جہاں ظاہرداری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا وہاں سچ بولنا بڑا مشکل ہے اور پھر سچ کہنے والے کو پسندیدگی کی نگاہ سے بھی کم ہی دیکھا جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ تم خاموشی سے زندگی گزار لینا، تمہارے لئے یہی بہتر ہے کیونکہ لوگ سچ کو بالکل برداشت نہیں کرتے۔ سچی بات کہیں تو لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر سچے آدمی کے پاس بھی کوئی نہیں بیٹھتا لیکن عاشق کو سچ بڑا اچھا لگتا ہے۔ لیکن تم خاموشی سے ہی اپنی زندگی گزار لینا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

2- سچائی شرع کو برباد کرکے رکھ دیتی ہے مگر ایک عاشق کے گھر میں سچ سے خوشیاں آتی ہیں اور اس سچ سے ایک نئی دنیا آباد ہوتی ہے جیسے کہ کوئی سالک شرع کے ذریعے نئی منازل سے ہمکنار ہوتا ہے۔ تم خاموشی سے ہی اپنی زندگی گزار لینا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

3- لیکن عاشق خاموشی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ سچ اس کے لئے خوشبو کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی زندگی کے چرخے کے لئے یہ ماہل ہے کہ جس کے ذریعے زندگی کا تمام تر نظام چلتا ہے تو دنیا کے جھوٹے طور طریقوں کو ترک کر دے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ تم خاموشی سے ہی اپنی زندگی گزار لینا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

4- بُلھے شاہ" نے اب سچ بولا ہے اور صحیح شرع طریقت کے رازوں کو فاش کیا ہے اور یہ چوتھے اور آخری مقام کی بات بتائی ہے کہ ایک سالک (مرید) کے لئے شرع انتہائی اہم ہے اور اس پر عمل پیرا ہوئے بغیر کوئی بھی اس سچائی کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا۔ تم خاموشی سے ہی اپنی زندگی گزار لینا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

Scanned with CamScanner

(59) چلو ویکھیے!

چلو ویکھیے اُس مستانڑے نُوں — جیہدی ترنجناں دے وِچ پئی اے دُھم
اوہ تے مے وحدت وِچ رَنگدا اے — نہیں پچھدا ذات دے کیہہ ہو تُم
جیہدا شور چُفیرے پینّدا اے — اوہ کول ترے نت رہندا اے
نالے نحن اقرب کہندا اے — نالے آکھے و فی انفسکُم
چھڈ جھوٹھ بھرم دی بستی نُوں — کر عشق دی قائم مستی نُوں
گئے پہنچ سجن دی ہستی نُوں — جو ہوئے بکم عمی صُم
نہ تیرا اے نہ میرا اے — جگ فانی جھگڑا جھیڑا اے
بناں مُرشد رہبر کیہڑا اے — پڑھ فاذ کرونی اذکرکُم
بُلّھا ایہہ بات اِشارے دی — جنہاں لگ گئی تانگھ نظارے دی
دَس پینّدی گھر وَنجارے دی — ہے ید اللّٰہ فوق ایدیھُم

مشکل الفاظ و معنی: مستانڑا: دیوانہ' سودائی' مستانہ- ترنجن: عورتوں کی وہ مجلس جہاں پر وہ مل کر چرخہ کاتتی تھیں- دُھم: مشہوری' شہرت- مے وحدت: توحیدی شراب- چوپھیر: چاروں طرف- نت: ہمیشہ- نحن اقرب: ہم بہت قریب ہیں (ارشاد باری تعالیٰ)- فی انفسکم: تمہارے نفسوں میں- فاذکرونی اذکرکم: تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا- تانگھ: آرزو' خواہش- ید اللّٰہ فوق ایدیکم: ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ نے اس کافی میں ایک ایسے مستانڑے کی بات کی ہے جو کہ ذات پات کی تمیز کی بجائے اپنے ارادت مندوں کو مے وحدت کے رنگ میں رنگنے کا خواہاں ہے (اس وحدت سے انسانی وحدت بھی مراد لی جاسکتی ہے اور مرید اور مُرشد کی روایتاً ذات الٰہی کا پرتو بھی گردانا جاتا ہے) کہتے ہیں کہ آؤ اس مستانے کا دیدار کریں جس کی محفلوں اور مجلسوں میں اک دُھوم مچی ہوئی ہے۔ وہ تو سب کو مے وحدت کے رنگ میں رنگے جارہا ہے اور کسی کی ذات پات کی تمیز بالکل نہیں کرتا۔

2- چاروں طرف جس کا غلغلہ ہے وہ تو تیرے پاس ہی رہتا ہے۔ وہ نحن اقرب (ہم تمہارے نزدیک ہیں) بھی کہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وفی انفسکم (تمہارے نفسوں میں ہوں) کی بات بھی کرتا ہے مطلب یہ کہ خارجی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو ہیں ہی اور خود تمہاری ذات میں بھی' کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔ یہ اس حدیث کی جانب بھی اشارہ ہے کہ جس میں کہا گیا ہے--- جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

3- اے انسان تو اس جھوٹی بھرم کی بستی کو چھوڑ دے اور عشق کی مستی کو قائم کر کیونکہ یہی وہ مستی و بے خودی ہے

کہ جس کے ذریعے اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہ) نے اپنی ہستی کو پالیا جو کہ دنیا میں گونگے، بہرے اور اندھے ہو گئے۔ یعنی دنیا کی تمام دلچسپیوں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی جانب لو لگالی۔

4- یہ جہان فانی نہ تو تیرا ہے اور نہ ہی میرا۔ یہ جو جھگڑے جھیڑوں اور بحث و تکرار کا گھر ہے اس میں قدم قدم پر انسان کے بھٹکنے کا اندیشہ موجود ہے اور ایسے میں مُرشد کامل کے بغیر انسان (سالک) کی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ ایسے اگر تم مُرشد کامل کو یاد کرو گے تو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا کیونکہ فاذ کرونی اذ کر کم ارشاد ربانی ہے اسے غور سے پڑھو تاکہ تمہاری سمجھ میں یہ فلسفہ آسکے۔

5- اے بلھے شاہ" یہ بڑی رمز کی بات ہے کہ جن کو محبوب حقیقی کے جلوے کی آس لگ گئی ہے، وہ یہ بات یاد رکھیں کہ وہ تو اپنے من (گھر) میں ہی موجود ہے۔ اگر وہ نظر نہیں آتا تو مُرشد کامل کی وساطت سے اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ فوق ایدیھم سے اشارہ ہے صلح حدیبیہ کی طرف کہ سن 6 ہجری میں پندرہ سو مجاہدین نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ صوفیاء اس آیہ قرآنی سے یہ معنی اخذ کرتے ہیں کہ مُرشد کامل کی ذات، ذات الٰہی سے ہرگز الگ نہیں ہے کیونکہ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

Scanned with CamScanner

(60) حجاب کریں درویشی کولوں

رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کد تک حُکم چلاوِیں گا
گل الفی سرپا برہنہ، بھلکے رُوپ وٹاوِیں گا

اِس لالچ نفسانی کولُوں، اوڑک مون مُناویں گا
گھاٹ زکوٰۃ منگن گے پیادے، کیہہ کیہہ عمل وکھاویں گا

آن بنی جد سر پر بھاری، اگوں کیہہ بتلاویں گا
رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

حق پرایا جا تو ناہیں، کھا کھا بھار اُٹھاویں گا
پھیر نہ آکر بدلہ دیسیں، لاکھی کھیت لُٹاوِیں گا

داءلا کے وِچ جگ دے جوئے، جتے دَم ہراوِیں گا
رِحجاب کریں درویشی کولُوں، کد تک حُکم چلاوِیں گا

جیسی کرنی ویسی بھرنی، پریم نگر ورتارا ہے
اِیتھے دوزخ کٹ توں دِلبر، اگے گُل بہارا ہے

کیسر بیج جو کیسر جمے، لہسن بیج کیہہ کھاویں گا
رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

کرو کمائی میرے بھائی، اِیہو وقت کماون دا
پوں ستاراں پینّدے نیں، ہن دانہ بازی ہارن دا

اُجڑی کھیڈ چُھپن گیاں نرداں جھاڑ دُکان اُٹھاوِیں گا
رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

کھاویں ماس چباویں بیڑے، انگ پوشاک لگائی اے
ٹیڈی پگڑی آکر چلیں، جُتی پیر اڑائی اے

پلدا ہیں توں جَم دا بکرا، اپنا آپ کُہاویں گا
رِحجاب کریں درویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

پَل دا واسا وسّن ایتھے، رہن نوں اگے ڈیرا ہے
لَے لے تحفے گھر نوں گھلّیں، اِیہو ویلا تیرا ہے

اوتھے ہتھ نہ لگدا کجھ وی، ایتھوں اِی لَے جاویں گا
رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

پڑھ سبق محبّت اوسے دا، توں بے موجب کیوں ڈُبناں ایں
پڑھ پڑھ قصّے مغز کھپاویں، کیوں کھبّن وِچ کُھبناں ایں

حرف عشق دا اِکو نکتہ، کاہ کو اُٹھ لداوِیں گا
رِحجاب کریں دَرویشی کولُوں، کَد تک حُکم چلاوِیں گا

مشکل الفاظ و معنی:

حجاب: پردا، شرم- دَرویشی: فقیری- الفی: فقیری چولا، کفنی، سلائی کے بغیر کپڑا جس میں گریبان کی جگہ پھاڑ کر گلے میں پہن لیا جاتا ہے- سرپا: سر اور پاؤں- برہنہ: عریاں، ننگا- روپ وٹانا: بھیس بدلنا- لالچ نفسانی: نفس کا لالچ، دنیاوی خواہش- اوڑک: آخر- مون مناون: بالکل خاموش ہو جانا، محروم ہو جانا- گھاٹ: کمی، خسارہ، نقصان، بے عزتی، گھاٹا- پیادے: سرکاری ہرکارے مراد منکر نکیر- لاکھی: سرخ رنگی، سرسبز و شاداب- دم: سانس- پریم نگر: محبت کا شہر- ورتارا: ملن برتن، لین دین- گُل بہارا: عیش و عشرت- کیسر: زعفران- پوں ستاراں: مراد کامیابی خوشی عیش وغیرہ، پوں باراں بھی کہتے ہیں- نرداں: نرد کی جمع، جوا کھیلنے کی گوٹیاں یا گوٹ- پوشاک: لباس- ماس: گوشت- بیڑے: پان کی گلوریاں- موجب: وجہ، سبب- کاہ کو: کیوں، کیسے، کس طرح- اُٹھ: اونٹ-

ترجمہ:

1- فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے۔ یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔ کل کو تجھے کفنی پہن کر گر ننگے سر اور ننگے پیر کا روپ بدلنا ہوگا۔ اس نفسانی لالچ سے بالآخر تجھے نقصان پہنچے گا۔ جب منکر اور نکیر نے تجھ سے حساب کتاب پوچھا تو پھر تو انہیں کیا کیا دکھائے گا؟ جب تیرے سر پر مصیبت آن کھڑی ہوئی تو پھر بتا تو کیا کرے گا؟ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

2- جب تو نے کسی دوسرے کے حق کو سمجھا ہی نہیں اور دوسروں کے حقوق کی پائمالی کرتا رہا تو تجھے یہ سارا بوجھ خود ہی اٹھانا ہوگا۔ ابھی سے ہی کچھ اس کے بارے میں سوچ یہاں پھر تو نے نہیں آنا کہ آکر تو بدلہ چکا سکے۔ تجھے ہرا بھرا کھیت لٹانا ہوگا۔ یعنی تیرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ اس طرح تو تو جوئے کا داؤ لگا کر جیتی ہوئی بازی ہر جائے گا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے۔ یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا؟

3- جیسا تو کرے گا ویسا ہی بھرے گا' پریم نگر (دنیا) کا یہی برتاؤ ہے۔ یہاں پر ہی دکھ درد کی زندگی کاٹ لے آگے چل کر تو بڑی عیش و عشرت ہے تو اگر زعفران بوئے گا تو زعفران ہی کاٹے گا۔ لہسن بیج کر تو کھائے گا کیا؟ یعنی نیک اعمال کا تجھے اچھا پھل ہی ملے گا' برائی کے عوض تجھے اچھائی کبھی نہیں مل سکتی۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

4- اے میرے بھائی خوب کمائی کر کہ کمائی کرنے کا یہی وقت ہے۔ کامیابیاں تیرے قدم چوم رہی ہیں۔ اب تیرے بازی ہارنے کا وقت نہیں ہے۔ جب کھیڈ ختم ہو جائے گی تو نردیں چھپ جائیں گی اور یہ شطرنج کی دکانداری تجھے جھاڑ پونچھ کر اٹھانی پڑے گی۔ تو فقیری سے کیوں پرے پرے رہتا ہے۔ یہاں تیرا حکم کب تک چلے گا؟

5- تو عمدہ کھانے کھاتا ہے اور پانی چباتا ہے' نت نیا لباس پہنتا ہے۔ ٹیڑھی کلاہ سر پر رکھ کر بڑے ناز و فخر سے چلتا ہے اور پاؤں میں بڑی قیمتی جوتی بھی پھنسا رکھی ہے۔ تجھے شاید اس بات کا علم نہیں ہے کہ تو تو پیدا ہوتے ہی ایک بکرا تھا اور آخر تجھے چھری کے نیچے آنا ہوگا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

6- یہاں تو پل دو پل کا بسیرا ہے' ہمیشہ رہنے کا مقام تو آگے ہے۔ ابھی موقع ہے کہ اگر تجھے کوئی تحفہ اپنے اگلے گھر بھیجنا ہو تو بھیج دو۔ وہاں جاکر تیرے ہاتھ کچھ نہ لگ سکے گا۔ یہاں سے ہی تو کچھ نہ کچھ بھیج سکتا ہے۔ یعنی اس دنیا میں تجھے موقع حاصل ہے کہ کوئی نیک عمل کمالے ورنہ اگلے جہان میں تجھے اس بات کا موقع ہرگز نہ مل سکے گا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے۔ یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا؟

7- اس ازلی محبت کا ہی سبق پڑھ بے سبب تو کیوں ڈوب رہا ہے۔ قصے کہانیاں پڑھ پڑھ کر تم اپنا مغز کھپا رہے ہو' کیوں اس دلدل میں دھنستے جارہے ہو۔ عشق کے حرف کا ایک یہی نکتہ ہے تو کس طرح اونٹ پر بار لدوائے گا۔ جب تیرے پاس سفر کا رخت و سامان ہی نہیں ہوگا' رخت سفر نیک اعمال ہیں او زان سے تو دور ہے۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

Scanned with CamScanner

امّاں، بابا، بیٹی، بیٹا، پچھ ویکھاں کیوں روندے نی — رنّاں، کنجکاں، بھیناں، بھائی، وارث آن کھلوندے نی
ایہہ جو لُٹدے تُوں نہیں لُٹدا، مر کے آپ لُٹاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
اَکلّیاں اِیتھوں جانا ہے تے کوئی سنگ نہ جاوے گا — خویش قبیلہ روندا پٹدا، راہواں ہی مُڑ آوے گا
شہروں باہر جنگل وِچ واسا، اوتھے ڈیرا پاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
کراں نصیحت وَڈّی جے کوئی، سُن کر دِل تے لاوے گا — موئے تاں روز حشر نوں اُٹھن، عاشق نہ مَر جاوے گا
جے توں مَریں مَرن توں اَگے، مَرنے دا مُل پاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
رَاہ شرع جاں پکڑیں گا تاں اوٹ محمدؐی ہووے گی — کھنڈی ہے پر کردی ناہیں، اِیہو خلقت رووے گی
ہُن سُتیاں تینُوں کون جگائے، جاگدیاں پچھتاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
جے توں ساڈے آکھے لگیں، تینُوں تخت بہاواں گے — جس نوں سارا عالم ڈھونڈے، تینُوں آن مِلاواں گے
زُہدی ہو کے زُہد کماویں، لَے پیا گل لاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
اَینویں عُمر گوائی آ اوگت عقبت چا رُڑھائی اے — لالچ کر کر دُنیا اُتے، مُکھ سفیدی آئی اے
اَجے وی سُن جے تائب ہوویں، تاں اَشنا سَد اویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا
بُلھا شوہ دے چلنا ایں تاں، چل کیہا چِر لایا ہے — تکّو دھکے کیہہ کرنے، جاں وطنوں دفتر آیا ہے
واچدیاں خط عقل گنیوائی، رو رو حال وَنجاویں گا — حجاب کریں دَرویشی کولوں، کَد تک حُکم چلاویں گا

کنجکاں: نابالغ اور کنواری لڑکیاں۔ خویش قبیلہ: عزیز و اقارب۔ اوٹ: سہارا، پردہ، پشت پناہی، آسرا۔ پیا: محبوب، پریتم۔ اوگت: بے قاعدہ، ضائع، بیکار۔ عقبت: عاقبت، آخرت۔ اشنا: آشنا، دوست، سجن۔ تکّو دھکے: اندیشہ، خوف، وسوسہ، وسواس، ڈھیل مٹھ، دل نہ چاہتے ہوئے۔ واچدیاں: پڑھتے ہوئے۔ وَنجاویں گا: خراب کرے گا، ضائع کرے گا۔

8- ماں، باپ، بیٹی، بیٹا ان سے پوچھ کہ یہ تجھے کیوں رو رہے ہیں؟ جب تو چلا جائے گا تو تیرے عزیز و اقارب تیرے وارث بن کر آن کھڑے ہوں گے۔ یہ جو کچھ لوٹتے ہیں تو نہیں لوٹتا۔ تو تو مر کر اپنا آپ لٹائے گا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

9- اس دنیا سے تجھے اکیلے ہی جانا ہوگا کوئی تیرے ساتھ نہ جاسکے گا۔ تیرے تمام عزیز و اقارب (خویش قبیلہ) تجھے راہ میں چھوڑ کر ہی روتے پیٹتے واپس آجائیں گے اور تو شہر سے باہر ویران جنگل میں جگہ پائے گا اور یہیں تجھے رہنا پڑے گا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

10- میں تجھے ایک بہت بڑی نصیحت کر رہا ہوں۔ اگر اسے سن کر کوئی اس پر عمل پیرا ہوگا تو فائدہ پائے گا۔ وہ نصیحت یہ ہے کہ مرنے والے تو روز حشر کو اٹھ بیٹھیں گے لیکن عاشق کو موت کبھی نہ آسکے گی اور اگر تو مرنے سے پہلے مر جائے تو پھر تیرے مرنے کی قیمت پڑے گی (موتوا قبل ان تموتوا) کی طرف اشارہ ہے۔ فقیری سے تو پرے

پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

-11 اگر تو شرع کے راستے پر گامزن ہو گا تو تجھے محمدی ﷺ پشت پناہی حاصل ہو گی۔ یہ دنیا کہنے کو تو بہت کچھ کہتی ہے مگر عملاً کچھ بھی نہیں کر کے دکھاتی اور اس قسم کے لوگ بعد میں روئیں گے۔ اب تجھے نیند سے کون جگائے اور جب تو جاگے گا تو بہت پچھتائے گا۔ فقیری سے تو کیوں پرے پرے رہتا ہے۔ یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

-12 اگر تو ہمارا کہنا مان لے گا تو ہم تجھے تخت پر بٹھا دیں گے۔ جس مقام کی تمام دنیا طلب گار ہے' ہم تجھے وہ مقام دلوا دیں گے۔ اگر تو نیک اعمال کما لے گا تو پھر تو اپنے محبوب کو اپنے گلے سے لگا سکے گا۔ یعنی زہد و تقویٰ کے بغیر تو اپنے محبوب کو حاصل نہیں کر سکتا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

-13 تو نے یونہی اپنی عمر ضائع کر دی ہے اور آخرت گنوا دی ہے۔ اس دنیا کے فانی کا لالچ کر کر کے تیرے بال سفید ہو چکے ہیں۔ ابھی بھی موقع ہے گر اگر تو سچے دل سے توبہ کر لے اور تمام برے کام چھوڑ کر اس معبود حقیقی کے ساتھ لو لگا لے تو تو اس کا دوست کہلوا سکتا ہے۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا۔

-14 اے "بُلھے شاہ" تو نے اگر اپنے محبوب کے ہاں جانا ہے تو چل پھر تو نے دیر کیوں لگا رکھی ہے؟ چلنے میں یہ وسوسے اور اندیشے کیوں کر رہے ہو جبکہ وطن سے تجھے سندیسہ (چٹھی) آچکی ہے اور جب تجھے خط پڑھنے کو دیا گیا تو تو پڑھتے ہی رو رو کر حال خراب کر لے گا۔ فقیری سے تو پرے پرے رہتا ہے یہاں کب تک تیرا حکم چلے گا؟

(61) خاکی خاک سَوں رَل جانا

خاکی خاک سوں رَل جانا' کجُھ نہیں زور دَھگانا

گئے سو گئے پھر نہیں آئے' میرے جانی میت پیارے
مَیں باجھوں پَل رَہندے ناہیں' ہُن کیوں آساں وَسارے
وِچ قبراں دے خبر نہ کائی' مارُو کیہا جُھلانا

خاکی خاک سَوں رَل جانا' کجُھ نہیں زور دَھگانا

رِچت پیار نہ جائے سَاتھوں' اُبھّے ساہ نہ رَہندے
اَسیں مویاں دے پَرلے پارہاں' جیُوندیاں دِیوچ بہندے
اَج کہ بھلکے تُرن دا سَانُوں' ہو سی بڑا کھَپانا

خاکی خاک سَوں رَل جانا' کجُھ نہیں زور دَھگانا

اوتھے مگر پَیادے لگّے' تاں اَسیں ایتھے آئے
اِیتھے سَانُوں رَہن نہ ملدا' اگّے کِت وَل وَھائے
جو کجُھ اَگلیاں دے سِر بیتی' آساں بھی اوہو ٹِکانا

خاکی خاک سَوَں رَل جانا' کجُھ نہیں زور دَھگانا

بُلھّا اِیتھے رَہن نہ مِلدا' روندے پِٹدے چلّے
اِکّو نام اوسے دا خرچی' پیسہ ہور نہ پلّے
میں سَپنّا' سبھ جگ بھی سَپنّا' ہور سَپنّا لوگ بِبانہ

خاکی خاک سَوں رَل جانا' کجُھ نہیں زور دَھگانا

<u>مشکل الفاظ و معنی:</u> <u>سوں:</u> ساتھ' سنگ- <u>زور دَھگانا:</u> زبردستی' بلاوجہ' جبر' ظلم' ناانصافی- <u>وَسارنا:</u> بھول جانا- <u>جھُلانا:</u> ہلنا جُلنا' حرکت دینا- <u>اُبھّے:</u> مشکل- <u>پَیادے:</u> سرکاری ہرکارے مُراد منکر نکیر- <u>کِت وَل:</u> کس طرف- <u>خرچی:</u> سفر خرچ- <u>سپنا:</u> خواب- <u>بِبانہ:</u> ماں باپ کا' بابل کا۔

<u>ترجمہ:</u>

1- اے خاکی انسان تو نے آخر خاک میں مل جانا ہے اور اس پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔ جو اس دنیا سے چلے گئے وہ چلے گئے' وہ کبھی پھر واپس نہیں آئے۔ میرے عزیز دوست اور جگری یار جو کہ میرے بغیر اک پل بھی نہ رہتے

تھے۔ نجانے اب انہوں نے مجھے کیوں فراموش کر دیا ہے۔ کچھ پتا نہیں ہے کہ قبروں میں ان پر کیا بیت رہی ہے؟ اے خاکی انسان تو نے آخر خاک میں مل جانا ہے اور اس پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔

-2 ہم سے محبت و اُلفت نہیں جاسکتی کیونکہ اس کے بغیر زندگی مشکل ہے اور ہم اس مشکل کا سامنا نہیں کر سکتے۔ ہماری زندگی کے بارے میں تم کیا پوچھتے ہو۔ ہم تو مرے ہوئے لوگوں سے بھی پرلے یار ہیں اور زندوں میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ آج یا کل ہمیں بر سر جانا ہے اور اس وقت ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اے خاکی انسان تو نے آخر خاک میں مل جانا ہے اور اس پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔

-3 وہاں بھی ہمارے پیچھے ہماری باز پرس کرنے والے لگے ہوئے تھے اور اسی لئے ہم یہاں پر آئے تھے۔ لیکن یہاں پر ہمیں کوئی رہنے نہیں دیتا اور اب پتا نہیں ہے کہ آگے ہم نے کہاں جانا ہے؟ ظاہر ہے کہ جو کچھ ہم سے پہلے آنے والے لوگوں کے ساتھ بیتی ہم سے بھی وہی سلوک ہوگا اور ہمارا بھی وہی حشر کیا جائے گا۔ اے خاکی انسان تو نے آخر خاک میں مل جانا ہے اور اس پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔

-4 اے بلّھے شاہ" یہاں پر ہمیں رہنا نہیں ملتا اور اب ہم روتے پیٹتے یہاں سے جا رہے ہیں۔ سفر نہایت طویل ہے اور ہمارے پاس اس کے نام کے سوا اور کوئی رختِ سفر بھی نہیں ہے۔ ہم خود ایک خواب ہیں اور یہ جہان بھی اک خواب ہے اور ہمارے ماں باپ کا گھر بھی اک خواب ہے یعنی اس دنیا کی اور عزیز و اقارب کی حیثیت اک خواب کی سی ہے، یہ حقیقت نہیں ہے۔ اے خاکی انسان تو نے آخر خاک میں مل جانا ہے اور اس پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔

بلّھے شاہ" نے اپنی کافیوں میں دُنیا کی ناپائیداری اور فانی زندگی کے مضامین بڑی کثرت سے باندھے ہیں۔ اس کافی میں بھی انہوں نے انسان کو خوابِ غفلت سے جگانے اور اس کے اصل ٹھکانے کی طرف رجوع کرنے پر زور دیا ہے اور اپنے جانی جان پیاروں کا جو کہ ان سے بچھڑ گئے، جن کو موت نے ان سے جدا کر ڈالا اُن کو یاد کر کر کے بین کئے ہیں۔ یہ کافی اپنے اسلوب اور مضمون کے لحاظ سے بلّھے شاہ" کی ایک اہم کافی ہے جو کہ درد و غم اور سوزِ جگر سے لبریز ہے۔

(62) دِل لوچے ماہی یار نُوں

دِل لوچے ماہی یار نُوں

اِک ہَس ہَس گلّاں کردیاں اِک روندیاں دھونڈیاں مَردیاں
کہوَ پُھلی بَسنت بہار نُوں دل لوچے ماہی یار نُوں
مَیں نہاتی دھوتی رہ گئی! اِک گنڈھ ماہی دِل بہہ گئی!
بھاہ لایئے ہار سنگار نُوں دِل لوچے ماہی یار نُوں
مَیں کملی کیتی دُوتیاں دُکھ گھیر چوپھیرُوں لیتی آں
گھر آ ماہی دِیدار نُوں دِل لوچے ماہی یار نُوں
بُلّھا شَوہ میرے گھر آیا میں گھُٹ رانجھن گَل لایا
دُکھ گئے سمنّدر پار نُوں دِل لوچے ماہی یار نُوں

مشکل الفاظ و معنی: دل لوچے: دل چاہے۔ دل لوچنا: دل کا آرزومند ہونا۔ ماہی (ماہ سے): محبوب، دوست، گائے اور بھینسوں کا چرواہا۔ دھونڈیاں: بے کار۔ بسنت بہار: بہار کی رُت، ایک تہوار جب گڈیاں اڑائی جاتی ہیں۔ نہاتی دھوتی: بنی سنوری، آراستہ و پیراستہ۔ گنڈھ: گانٹھ، گرہ۔ بھاہ: آگ۔ دُوتی: دشمن۔ چوپھیروں: چاروں طرف سے۔ شوہ: محبوب، پریتم، مُرشد۔ رانجھن: محبوب

ترجمہ: میرا دل محبوب کا سخت آرزومند ہے۔ ایک ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں اور ایک روتے دھوتے ہوئے مرتے جا رہے ہیں یعنی جن کو اپنے محبوب کا وصل نصیب ہو چکا ہے۔ وہ تو ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں اور جن کو محبوب کے ہجر کا سامنا ہے وہ روتے دھوتے ہوئے مر رہے ہیں۔ یہ بات تم بہار کی رت سے کہہ دو کہ میرا دل محبوب کا سخت آرزو مند ہے۔

2- میں نہا دھو کر بن سنور کر بیٹھا تھا کہ میرا محبوب آ رہا ہے مگر وہ نہ آیا اور بنا سنورا ہی رہ گیا۔ نجانے میرے محبوب کے دل میں کیا اِک بات بیٹھ گئی اور وہ آیا نہیں۔ اب اس ہار سنگار کو آگ لگا دو۔ میرا دل محبوب کا سخت آرزومند ہے۔

3- میرے دشمنوں نے مجھے طرح طرح کے دکھ دے کر پاگل کر کے رکھ دیا ہے اور اب مجھے دکھوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ سکھ کا کہیں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ اے میرے محبوب! دیدار کے لئے تو میرے گھر آ جاتا تاکہ میں تجھے جی بھر کے دیکھ لوں۔ میرا دل محبوب کا سخت آرزومند ہے۔

4- اے بلّھے شاہؒ لو وہ میرا محبوب (مُرشد) خود چل کر میرے گھر آ گیا۔ اور میں نے بڑے زور سے بھینچ کر اسے اپنے گلے سے لگا لیا اور محبوب کے گلے لگاتے ہی میرے تمام دکھ درد ختم ہو کر رہ گئے کیونکہ ان تمام دکھوں کا منبع محبوب کی جدائی تھی اور اب چونکہ مجھے وصل نصیب ہو چکا ہے تو دکھوں کا نام و نشان تک نہیں رہا۔ میرا دل محبوب کا سخت آرزومند ہے۔

(63) ڈھولا

(1) ڈھولا آدمی بَن آیا

آپے آہُو آپے چِیتا آپے مارَن دَھایا

آپے صاحب آپے بَردا آپے مُلّ وِکایا

(2) ڈھولا آدمی بَن آیا

کَدی ہاتھی تے اَسوار ہویا کَدی ٹھُوٹھا ڈانگ بھوَایا

کَدی رَاول جوگی بھوگی ہو کے سانگی سانگ بنایا

(3) ڈھولا آدمی بَن آیا

بازی گر کِیہہ بازی کھیڈی مَینُوں پُتلی وانگ نَچایا

مَیں اُس پڑتالے نچّناں ہاں جِس گَت یار رِکھایا

(4) ڈھولا آدمی بَن آیا

ہابِیل قابِیل آدمؑ جائے آدمؑ کِس دا جایا

بُلّھا اوہناں توں اَگّے آہا دادا گود رِکھڈایا

ڈھولا آدمی بَن آیا

مشکل الفاظ و معنی: ڈھولا: ڈھول، محبوب، محبوب حقیقی۔ آہُو: ہرن۔ دَھایا: حملہ کیا، دھاوا بولا۔ صاحب: مالک، آقا۔ بردا: غلام۔ ٹھوٹھا: مٹی کا پیالہ، ٹوٹا ہوا پیالہ، مانگنے والا برتن۔ راول جوگی: فال بتانے والا فقیر، مجازاً محبوب۔ بھوگی: جوگی کا اُلٹ، بھوگ والا، بھگتنے والا، جیون کے مزے چکھنے والا۔ سانگی: بہروپیا۔ سانگ: بہروپ۔ گَت: حالت، چال، ناچ، طریقہ، سُر، لے۔ جایا: جنا، پیدا کیا۔ دادا: باپ کا باپ، مراد حضرت آدمؑ۔

ترجمہ: دیکھ محبوب حقیقی انسانی روپ بنا کر آ گیا ہے۔ وہ خود ہی شکاری ہے اور خود ہی شکار ہے اور خود ہی اپنے آپ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ وہ خود آپ ہی مالک و آقا ہے اور خود ہی غلام ہے اور خود ہی اپنے آپ کو بکا رہا ہے۔ دیکھ محبوب حقیقی انسانی روپ بنا کر آ گیا ہے۔

2- کبھی تو وہ بادشاہوں کی طرح ہاتھی پر سوار دکھائی دے رہا ہے اور کبھی ہاتھ میں ٹھوٹھا پکڑے گلی گلی فقیر کی طرح پھرتا نظر آتا ہے اور کبھی راول جوگی بن کر پھرتا ہے اور کبھی بہروپیے کی طرح نت نیا روپ بناتا پھرتا ہے۔ دیکھ! محبوب حقیقی انسانی روپ بنا کر آ گیا ہے۔

3- وہ بڑا نٹ کھٹ، شوخ بازی گر ہے اُس نے مجھے پتلی کی طرح ناچ نچایا ہے۔ میں بھی ہمیشہ اسی تال پر ناچتا ہوں کہ جس تال پر وہ مجھے نچاتا ہے کیونکہ میری ڈور اسی بازی گر کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کہ مجھے نچاتا

ہے۔ دیکھ! محبوب حقیقی انسانی روپ بنا کر آ گیا ہے۔

4- ہابیل اور قابیل حضرت آدمؑ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ آدم کس سے پیدا ہوا ہے؟ اور بلھا تو اس سے بہت پہلے آ چکا تھا۔ اور اس نے اپنے دادا (آدمؑ) کو گود میں کھڈایا تھا۔ دیکھ محبوب حقیقی انسانی روپ بنا کر آ گیا ہے۔

(64) ڈھلک گئی چرخے دی ہتھی

ڈِھلک گئی چرخے دی ہتھی، کتیا مُول نہ جاوے

تکلے نُوں وَل پے پے جاندے کون لوہار سداوے
تکلے دے وَل کڈھ لوہارا، تندی ٹُٹ ٹُٹ جاوے
گھڑی گھڑی ایہہ جھولے کھاندا، چھلّی کِت بدھ لاہوے
تیا نہیں جو بیڑی سجاں، باڑ ہتھ نہ آوے
چمڑیاں اُتے چوبڑ ناہیں، ماہل پئی بڑ لاوے

ڈِھلک گئی چرخے دی ہتھی، کتیا مُول نہ جاوے

دِن چڑھیا کد گُزرے مینوں، پیارا مُکھ دِکھلاوے
جِت وَل یار اُتے وَل اکھیں، دِل میرا بیلے دھاوے
تنجن، کتّن، سدن سیّاں، برہوں ڈھول وجاوے
عرض ایہو مینوں آن ملے ہُن، کوئی وسیلہ چاوے
سے مناں دا کت لیا بُلھا، مینوں شوہ گل لاوے
دِن چڑھیا کر گُزرے، مینوں پیارا مُکھ دِکھلاوے

مشکل الفاظ و معنی: ڈھلک گئی: ہلنے لگی ہے۔ وَل: ٹیڑھ، سیدھا نہ رہنا۔ تندی: سوت کی وہ تار جو پونی سے تکلے پر لپیٹی جاتی ہے۔ چھلّی: پونی کا وہ دھاگا جو تکلے پر لپیٹا جاتا ہے اور ایک مقررہ مقدار میں تند جمع ہونے پر اُتار لیا جاتا ہے۔ لاہوے: اُتارے۔ بدھ: طرف۔ باڑ: چرخے کے دو بڑے پہیے جن کے درمیان ایک مضبوط ڈوری تنی ہوتی ہے جس پر چرخے کی مال چلتی ہے اور تکلا چکر کھانے لگتا ہے۔ اسے بیڑ بھی کہتے ہیں۔ چمڑیاں: چمڑے کے وہ ٹکڑے جن میں سے تکلا گزرتا ہے۔ چوبڑ: چکنائی لگانا، ان چمڑیوں کو چکنائی دی جائے تو تکلا صحیح طور پر چلتا ہے۔ ماہل: وہ ڈوری یا دھاگا جو باڑ کے چلنے سے تکلے کو چلاتا ہے۔ بڑلاوے: ڈھیلی ہو جائے۔ کو: کب۔ ماہی: محبوب۔ کتن: کاتنا، مراد عبادت کرنا۔ بھاوے: پسند آوے۔ جِت وَل: جس طرف۔ برہوں: جدائی۔ سے مناں: سو من کے قریب یعنی بہت زیادہ۔ شوہ: محبوب، مُرشد۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں ایک ایسی لڑکی کی نفسیاتی کیفیت کو اس خوبصورتی کو بیان کیا ہے کہ جس کا محبوب علی الصبح مویشی لے کر چلا گیا ہے جو کہ سورج غروب ہونے سے پہلے واپس نہیں آئے گا۔ محبوب کے چلے جانے سے لڑکی اپنے کام سے اس قدر دل برداشتہ اور بیزار ہو چکی ہے کہ چرخہ کاتنے کے کام میں اس کا دل بالکل نہیں لگ رہا اور جب اس سے چرخہ کاتا نہیں جاتا تو سینکڑوں بہانے ڈھونڈتی ہے اور اسے اپنے چرخے میں ڈھیروں نقص دکھائی دینے لگتے ہیں۔ کبھی اسے اس کی مال ڈھیلی لگتی ہے اور کبھی اسے اس کے چمڑے خشک دکھائی دینے لگتے ہیں۔ کبھی وہ تکلا سیدھا کرانے کے لئے لوہار کو بلوانے کا سوچتی ہے اور کبھی ہتھی سے لڑائیاں کرنے کی سوچتی ہے اور ترنجن سی اس کا اپنی سہیلیوں کے ساتھ چرخہ کاتنے میں جی نہیں لگتا۔ جس طرح کہ سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ چرخے کی ہتھی ڈھیلی ہو گئی ہے اور مجھ سے چرخہ نہیں کاتا جاتا۔ تکلے کو وَل پہ وَل پڑ رہے ہیں۔ کون ہے جو لوہار کو بلوا لائے تاکہ وہ تکلے سے ٹیڑھ نکال دے اور اس کی تندی نہ ٹوٹے۔ پل پل یہ جھولتا ہے اور سوت کی جھلی کس طرح اتارے۔ نہ تو اس کا نیتا اور بیڑ صحیح چلتا ہے اور نہ باڑ ہی درست چلتا ہے۔ اس کی چمڑیوں میں چکنائی نہیں ہے جس لئے اس کی ماہل ڈھیلی ہو جاتی ہے۔ چرخے کی ہتھی ڈھیلی ہو گئی ہے اور مجھ سے چرخہ نہیں کاتا جاتا۔

2- دن طلوع ہو چکا ہے مگر کب شام ہو گی اور کب میرا محبوب (ماہی) مجھے اپنا مکھڑا دکھلائے گا۔ جس طرف میرا محبوب گیا ہے اسی طرف میری آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور میرا دل پہلے کی طرف جانے کی ہی سوچتا ہے۔ میرے ساتھی مجھے عبادت عمل (چرخہ کاتنے) کے لئے ترنجن (عبادت گاہ) میں چرخہ کاتے۔ یعنی عبادت کرنے کے لئے بلاتے ہیں مگر میں کہ جدائی کا مارا ہوں۔ جس لئے مجھ سے کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ اب میری یہی عرضی (بینتی) ہے کہ میرا محبوب مجھ سے آ کر مل جائے چاہے کسی وسیلہ سے ہی کیوں نہ ہو یہ کام ہونا چاہئے۔ اب تو میں نے بڑی مشقت اٹھالی ہے۔ اے بلھے شاہؒ! اب میرے محبوب کو مجھے نوازنا چاہئے۔ دن طلوع ہو چکا ہے۔ نجانے کب شام ہو گی اور میرا محبوب مجھے آ کر اپنا مکھ دکھلائے گا۔

(65) رانجھا جوگیڑا

رانجھا جوگیڑا بن آیا
واہ سانگی سانگ رچایا

ایس جوگی دے نین کٹورے
بازاں وانگوں لیندے ڈورے
مکھ ڈٹھیاں دکھ جاون جھورے
اینہاں اکھیاں لعل لکھایا!

رانجھا جوگیڑا بن آیا
واہ سانگی سانگ رچایا

ایس جوگی دی ایہہ نشانی
کن وچ مندراں گل وچ گانی
صورت اس دی یوسفؑ ثانی
اس الفوں احمد ﷺ بنایا

رانجھا جوگیڑا بن آیا
واہ سانگی سانگ رچایا

رانجھا جوگی تے میں جوگیانی
اس دی خاطر بھرساں پانی
اینویں پچھلی عمر وہانی
اس مینوں ہن بھرمایا

رانجھا جوگیڑا بن آیا
واہ سانگی سانگ رچایا

بلھا شوہ دی ایہہ گت پائے
پیت پرانی شور مچائے

اِیہہ گل رکیکوں چھُپے چھُپائے
نِی تخت ہزاریوں دَھایا
رَانّجھا جوگیڑا بَن آیا
واہ سانگی سانگ رَچایا

مشکل الفاظ و معنی: رانجھا: محبوب حقیقی، مُرشد- جوگیڑا: جوگی- سانگی: بہروپیا- سانگ: بہروپ- رچایا: بنایا- نین کٹورے: پیالہ نما آنکھیں، مست و خوبصورت آنکھیں- بازاں وانگوں لیندے ڈورے: آنکھوں کے ڈورے بازوں کی طرح شکار کرتے ہیں- جاون جھورے: افسوس کرنے لگتے ہیں، غم کھانے لگتے ہیں- یوسف ثانی: دوسرا یوسف- وہانی: بسر کرتی، گزارتی- بھرمانا: لبھانا۔

ترجمہ:

1- رانجھا جوگی بن کر آگیا ہے اور بہروپئے نے خوب بہروپ بنایا ہے۔ اس جوگی کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں اور ان آنکھوں کے ڈورے بازوں کی طرح دلوں کا شکار کرتے ہیں۔ اس کا مکھڑا اس قدر خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر غم بھی بھرنے لگتے ہیں۔ ان آنکھوں سے تو لعل کو قدر و منزلت ملی ہے۔ رانجھا جوگی بن کر آگیا ہے اور بہروپئے نے خوب بہروپ بنایا ہے۔

2- اس جوگی کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس کے کانوں میں مندریں (بالے) ہیں اور اس کے گلے میں گانی ہے۔ صورت اس کی اس قدر پیاری و دلکش ہے کہ یوسف ثانی ہے۔ جس نے الف سے ہی گویا احمد ﷺ بنایا ہے۔ الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں اور احمد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح کہ ایک اور جگہ بلھے شاہ ہی نے کہا ہے کہ "احد احمد وِچ فرق نہ کوئی، رتی فرق مروڑی دا!" یہ بند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ہی احمد ﷺ کو بنایا۔ صوفیاء تو یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ احمد کے روپ میں اور (اللہ) ہی تھا۔ جس نے روپ بدل لیا۔ اسی طرح کی بات بلھے شاہ" بھی کہہ رہے ہیں کہ رانجھا جوگی بن کر آگیا ہے اور بہروپئے خوب بہروپ بنایا ہے۔

3- رانجھا جوگی ہے تو میں اس کی جوگن ہوں۔ یعنی ہم دونوں میں اٹوٹ رشتہ و تعلق ہے۔ اب تو میں نے اپنی ساری عمر اس کی سیوا (خدمت) میں گزارنی ہے۔ اسی نے مجھے دل و جان سے لبھالیا ہے اور میں اب دل و جان سے اس کا ہو چکا ہوں۔ رانجھا جوگی بن کر آگیا ہے اور بہروپئے نے خوب بہروپ بنایا ہے۔

4- اگر بلھا اپنے محبوب یا مُرشد کی حالت و کیفیت کو پاتا ہے یا اختیار کرتا ہے تو اس کی پرانی محبت شور و غوغا کرنے لگ جاتی ہے لیکن یہ بات کسطرح کوئی چھپا سکتا ہے کہ اس نے یہ بہروپ کس لئے دھارا ہے وہ تخت ہزار سے (عرش معلیٰ) سے ہماری طرف دھاوا بولنے آیا ہے۔ رانجھا جوگی بن کر آگیا ہے اور بہروپیئے نے خوب بہروپ بنایا ہے۔

Scanned with CamScanner

(66) رانجھا رانجھا کردی

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی سدّو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

رانجھا مَیں وِچ، میں رانجھے وِچ ہور خیال نہ کوئی
مَیں نہیں اوہ آپ ہے اپنی آپ کرے دِلجوئی
جو کوئی ساڈے اندر وسّے ذات آساڈی سوای
ہتھ کھونڈی میرے اَگّے منگو، موڈھے بھورا لوئی
بُلّھا ہیر سلیٹی ویکھو، کتّھے جا کھلوئی
جس دے نال میں نیونہہ لگایا، اوہو جیہی ہوئی
تخت ہزارے لَے چل بُلّھیا سیالیں مِلے نہ ڈھوئی

مشکل الفاظ و معنی: دھیدو: رانجھے کا اصلی نام، وحید کا بگاڑ۔ دِلجوئی: تسلّی و تشفّی۔ نیونہہ: دل، محبت۔ سوای: وہی۔ منگو: گائے بھینسوں کا ریوڑ، اجڑ۔ لوئی: کالا کمبل جسے بھورا بھی کہتے ہیں، جو درویش پہنتے ہیں جس پر جو داغ لگے اسے اس کا رنگ چھپالیتا ہے لیکن سفید چادر پر ہلکا سا داغ بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ سیالیں: ہیر کا وطن (جھنگ سیال) اور اس کی قوم، مراد دنیا۔ تخت ہزارہ: رانجھے کا وطن مراد عرش معلیٰ۔ ڈھوئی: ٹھکانہ، سہارا۔

ترجمہ: میں محبوب کے نام کا ذکر کرتے کرتے خود ہی محبوب ہو چکا ہوں لہٰذا اب مجھے محبوب کے نام سے ہی پکارا جائے اور اب میرے اپنے نام سے مجھے مت کوئی پکارے۔ محبوب مجھ سے ہے اور میں محبوب میں ہوں اور کوئی سوچ اور خیال نہیں ہے۔ یہ میں کہاں ہوں وہ خود آپ ہی ہے جو کہ خود اپنی دلجوئی کر رہا ہے۔ میری فطرت کے متعلق تم لوگ کیا پوچھ رہے ہو۔ جو مجھ میں ہی رہا ہے۔ میری وہی ذات ہے یعنی دنیا و دیں غرضیکہ سب کچھ میرا محبوب ہی ہے۔ میرے ہاتھ میں کھونڈی ہے اور میرے آگے بھینسوں کا ریوڑ ہے اور دوش پر لوئی ہے۔ راہ حقیقت میں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے اور بلھے شاہؒ ڈرتے ہیں کہ کہیں گرد سے ان کا سفید و بے داغ لباس داغدار نہ ہو جائے وہ ہیر کے منہ سے کہلواتے ہیں کہ عاشقی میں ندامت تو ہوتی ہی ہے۔ اسی لئے لباس کے بے داغ ہونے کا پندار ہی چھوڑ دو۔ لوئی پہن لو کہ اس پر داغ ہو نہ ہو برابر ہوتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ ہیر سلیٹی کی طرف دیکھ کہ وہ کہاں جا پہنچتی ہے۔ "ہیر سلیٹی کتھے جا کھلوئی" کا مطلب یہ ہے کہ ہیر ہمارے دیہات کی ایک سادہ سی عورت تھی۔ جس نے منصور کی طرح انا رانجھا کا نعرہ لگایا۔ وہ ہر غیر خیال کو پیچھے چھوڑتی ہوئی رانجھے کے نام کا ورد پکارتی ہوئی اس مقام پر پہنچ گئی۔ جہاں منصور نے اناالحق کہا تھا اور آخر میں بلھے شاہ ہیر کے منہ سے کہلواتے ہیں کہ میں نے جس کے ساتھ محبت کی ہے۔ میں بھی ویسا ہی ہو چکا ہوں۔ اے بلھے شاہؒ مجھے تخت ہزارے لے چلو کہ یہاں دنیا (جھنگ سیالیں) میں مجھے کوئی سہارا اور آسرا نہیں ملتا یعنی ہیر بالآخر اپنے وطن سیالوں کے

علاقے کو ترک کر کے رانجھے کے دیس تخت ہزارے کی طرف ہجرت کر جانا چاہتی ہے کیونکہ اس کے اپنے وطن میں اس کے سبھی دشمن ہو چکے ہیں۔

(67) روزے، حج، نماز

روزے، حَج، نماز نِی مائے مَینُوں پیا نے آن بُھلائے

جاں پِیا دیاں خبراں پئیاں

منطق نحو سبھّے بُھل گئیاں

اُس اَنّہد تار بجائے

روزے، حَج، نماز نِی مائے مَینُوں پِیا نے آن بُھلائے

جاں پِیا میرے گھر آیا

بُھلّی مَینُوں شرح وقایہ

ہر مظہر وِچ اوہا دِسدا

اندر باہر جَلوہ جسدا

لوکاں خبر نہ کائے

روزے، حَج، نماز نی مائے مَینُوں پیا نے آن بُھلائے

مشکل الفاظ و معنیٰ: مائے: اے ماں، اے شرع۔ پیا: محبوب، پریتم، پیارا۔ منطق: بات چیت، کلام کا علم۔ نحو: گرائمر کی ترتیب و تقسیم جو لفظوں کے جوڑ میل سے بحث کرتی ہے۔ اَنّہد: پھونک مارنے والا سِینگ، ازل سے آرہی الوہی آواز جو ابد تک چلے گی، نادا۔ شرح وقایہ: فقہ کی ایک معتبر کتاب۔

ترجمہ: اے میری ماں (شریعت) روزے، حج، نماز سب کچھ مجھے میرے محبوب نے بھلا دیئے ہیں۔ یعنی میں اس کی یاد میں اس درجہ محو و مستغرق ہو چکا ہوں کہ مجھے کسی بھی اور بات کا بالکل خیال نہیں ہے۔ جب مجھے اپنے محبوب کی خبریں ملتی ہیں۔ (منطق اور نحو) مجھے سب علوم بھول ہو گئے ہیں۔ اس ازلی اور ابدی الوہی نرسنگے نادا سے ایسا نغمہ سنا ہے کہ مجھے سب کچھ بھول گیا ہے۔ اے میرے ماں (شریعت) روزے، حج اور نماز سب کچھ مجھے میرے محبوب نے بھلا دیا ہے۔

2- جب میرا محبوب میرے گھر میں آیا تو مجھے فقہ کی مشہور و معتبر کتاب شرح وقایہ بھول گئی یعنی کچھ یاد نہ رہا۔ ہر شے میں مجھے وہی نظر آتا ہے۔ اندر اور باہر جس کا جلوہ دکھائی دیتا ہے لیکن عام لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اے ماں (شریعت) مجھے روزے حج اور نماز سب کچھ محبوب نے بھلا دیا ہے۔ اب میں ہوں اور میرا محبوب اور اس کی یاد۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔

(68) رہ رہ وے عِشقا!

رہ رہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

آدمؑ کنکوں منع کَرایا آپے مگر شیطان دوڑایا
کڈھ بہشتوں زمیں رُلایا کیڈ پَسار پساریا اِی

رہ رہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

عیسیٰؑ نُوں بِن باپ جَمایا نُوحےؑ پر طُوفان منگایا
نال پیو دے پُتر لڑایا ڈوب اوہناں نُوں ماریا اِی

رہ رہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

موسیٰؑ نُوں کوہِ طور چڑھایو! اسمٰعیلؑ نُوں ذِبح کَرایو
یُونسؑ مچھّی توں نِکلایو کیہہ اوہناں نُوں رُتبے چاہڑھیا اِی

رہ رہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

مشکل الفاظ و معنیٰ:

کنکوں: گندم سے۔ پَسار: کھلار، وسعت۔ جَمایا: پیدا کیا۔

ترجمہ:

1- رہو رہو اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟ پہلے آدم کو گندم کھانے سے منع کرایا اور پھر خود ہی اسی کے پیچھے شیطان لگوا دیا اور پھر جب اسی نے گندم کا دانہ کھا لیا تو تُو نے اسے بہشت سے نکلوا دیا اور پھر کس قدر پھیلاؤ پھیلایا ہے۔ رہو رہو اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو تو تم نے کسے پار اتارا ہے؟

2- تو نے حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ کے پیدا کیا اور حضرت نوحؑ پر طوفان منگوا دیا۔ نوحؑ جب کشتی میں بیٹھے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی کشتی میں بیٹھنے کو کہا مگر اسی نے انکار کیا اس طرح تو نے باپ اور بیٹے میں لڑائی کرا دی اور پھر اسے ڈبو کر مار ڈالا۔ رہو رہو اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

3- حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور پر چڑھوا دیا اور حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرا دیا۔ حضرت یونس کو مچھلی سے نکلوا دیا۔ تو نے

ان کو بڑے مرتبے پر پہنچایا ہے؟ میں سب جان گیا ہوں۔ کہ تو نے کسی کے ساتھ بھی بھلائی نہیں کی۔ رہو رہو اے عشق تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

خواب زُلیخا نُوں دِکھلایو یُوسف[4] کھُوہ دِیوچ پَوایو

بھائیاں نُوں اَلزام دِوایو تاں مَراتِب چاہڑھیا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

بَھٹھ سُلیماںؑ توں جُھکایو ابراہیم[4] چِخا وِچ پایو

صابر[4] دے تَن کِیڑے پایو حسن رضؓ زہر دے ماریا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

منصُورؒ نُوں چا سُولی دِتّا رَاہِب دا کَڈھوایا پِتّا

زکریا[4] سِر کَلوَتر دِتّا پھِر اوہناں کَم بَیہہ ساریا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

مراتب: رتبے، درجے، عہدے۔ بھٹھ: تندور، بھاڑ، جو بھوننے کی بڑی بھٹی۔ راہب: اللہ کی راہ میں دنیا چھوڑ دینے والا فقیر، ہند کا مشہور مسلم ولی۔ کلوتر: بڑا آرا۔

4- زلیخا کو تو نے خواب دکھایا اور حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈلوا دیا اور پھر حضرت یوسفؑ کے بھائیوں پر یہ سارا الزام لگوا دیا۔ تب کہیں جا کر ان کو تو نے رتبوں پر پہنچایا۔ یعنی بڑی مشکلوں کے بعد ان کو کامیابی نصیب ہوئی۔ رہو رہو اے عشق تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

5- اے عشق تو نے حضرت سلیمانؑ سے ماچھیوں کے بھٹھ جھوکائے۔ (کیونکہ سلیمانؑ ماچھن کو دل دے بیٹھے تھے) اور حضرت ابراہیمؑ کو تو نے آتش نمرود میں ڈلوا دیا۔ حضرت ایوب صابرؑ کے تن بدن میں تو نے کیڑے ڈال دیئے اور امام حسنؓ کو تو نے زہر دے کر مروا دیا۔ رہو رہو اے عشق تو نے تو مجھے بھی مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

6- اے عشق تو نے منصورؒ کو سولی پر چڑھوا دیا اور راہب (مشہور ہندوستانی مسلم ولی) کا تو نے پتا نکلوا دیا۔ اور تو نے ہی زکریاؑ پر آرا چلوایا اور پھر انہوں نے کام دکھایا ہے۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

شاہ سرمدؒ دا گلا کٹایو شمسؒ نے جاں سخن الایو
قُم باذنِی کَہایو سر پیروں کھَل اُتاریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کَہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

ایس عشق دے ایڈ آڈنبر عشق نہ چھُپدا باہر اندر
عشق کِیتا شاہ شرف قلندرؒ باراں وَرھے دریا وِچ ٹھاریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کَہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

عشق لیلیٰ دے دُھماں پائیاں تاں مجنُوں نے اکھیّاں لائیاں
اوہناں دَھاراں عشق چُتکھائیاں کھوہے برس گُزاریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کَہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

سخن الانا: بات کرنا۔ قُم باذنِی: اُٹھ میرے حکم سے۔ آڈنبر: ٹھاٹھ باٹھ، ظاہری نمائش، سازو سامان، شان و شوکت ظاہر کرنے والا اسباب۔ دُھماں واحد دھم: مشہوری، شہرت۔

7- سرمدؒ کا تو نے گلا کٹوا ڈالا اور شاہ شمسؒ نے جب بات کی یعنی انہوں نے جب قم باذنی (اٹھ میرے حکم سے) کہا تو وہ اصل میں تو نے ہی کہا تھا اور پھر اس بات کے کہنے کی پاداش میں اس کے جسم سے تو نے کھال کھنچوا دی۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

8- اس عشق کے بڑے ٹھاٹھ باٹھ ہیں۔ بڑی شان و شوکت ہے اور اسے لاکھ چھپاؤ یہ کسی جگہ بھی چھپ نہیں سکتا۔ بو علیؒ کو قلندر کا شرف اسی عشق نے ہی عطا کیا ہے۔ انہوں نے بارہ سال دریا میں کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کی ہے۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

9- لیلیٰ کے عشق کو دنیا میں بڑی شہرت حاصل ہوئی اور مجنوں (قیس) نے یونہی تو اس سے آنکھیں چار نہیں کی تھیں۔ اس کی نشوونما (تعلیم و تربیت) عشق نے ہی کی تھی لیکن عشق نے ہی اسے ایک نت نئی مصیبت میں مبتلا کئے رکھا۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

عشق ہوری ہیرے وَل دھائے تاں رانجھے نے کَن پڑوائے
صاحباں نوں جد ویاہون آئے سر مرزے دا وَاریا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

سَسّی تھَلاں وِچ رُلائی سوہنی کچّے گھڑے رُڑھائی
روڑے پِچھے گلّ گوائی ٹُکڑے کر کر ساریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

فوجاں قتل کرائیاں بھائیاں مُشکاں چُوہیاں تُوں کٹوائیاں
ڈِٹھی تیری قُدرت سائیاں سِر تیتھوں بلہاریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

روڑا: جلالی کا مشہور عاشق۔

10- عشق نے جب ہیر پر دھاوا بولا۔ تو رانجھے نے اپنے کان پڑوالئے اور جب صاحبان کو چدھڑ بیاہنے آئے تو مرزے نے اپنا تن من قربان کر ڈالا یعنی اس عشق میں اس نے اپنی جان تک نچھاور کر دی۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

11- سسی تپتے ہوئے صحراؤں (تھلوں) میں ہی سڑ سڑ کر مرگئی۔ اور سوہنی کو دریائے چناب میں کچے گھڑے نے رڑھا دیا۔ روڑے (جلالی کا مشہور عاشق) نے تیرے پیچھے لگ کر اپنا آپ گنوا لیا اور جلالی (اس کی معشوقہ) کے بھائیوں نے روڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

12- تو نے بھائی کو بھائی سے لڑا دیا اور لشکروں کے لشکر قتل کروا ڈالے۔ اور بانہیں بازو کٹوا دیئے۔ اے خداوندا تیری عجیب قدرت کا تماشا دیکھا۔ میں تیرے قربان جاؤں تیرا بھید تو ہی جانتا ہے۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

کیرو پانڈو کرن لڑائیاں اَٹھاراں کُھوہنیاں تَدوں کھپائیاں
مارن بھائیاں سکیاں بھائیاں کِیہہ اوتھے رنیاں زر واریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

نمرُود نے آپ خُدا سدایا اُس نے رب نُوں تیر چلایا

مچھر توں نمرود مروایا قارون زمیں نگھاریا ای

رہ رہ وے عشقا ماریا ای

کہہ کس نوں پار اُتاریا ای

فرعون نے جدوں خدا کہایا نیل ندی دیوچ آیا

اوسے نال اشتنڈ جگایا خود یوں کر تدھ ماریا ای

رہ رہ وے عشقا ماریا ای

کہہ کس نوں پار اُتاریا ای

کیرو پانڈو: مہابھارت کے مشہور کردار کورو پانڈو جن میں ایک طویل جنگ ہوئی۔ کھوہنیاں واحد کھوہنی: مہابھارت جنگ کے وقت فوج کی خاص گنتی۔ نیاں: انصاف۔ نرِوارنا: سمجھانا' انصاف کرنا۔ نیل ندی: دریائے نیل۔ اشتنڈ: بے سروپا بات۔

13- کیروؤں اور پانڈوؤں کی جنگیں ہوئیں اور فوجوں کی اٹھارہ کھوہنیاں جنگ کے کام آئیں۔ سگے بھائیوں نے بھائیوں کو مروا ڈالا کیا تو نے وہاں انصاف کیا ہے؟ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

14- نمرود خود کو خدا کہلوایا اور اس نے خدا کی طرف تیر پھینک یہ سمجھا کہ اس نے خدا کو مار ڈالا ہے۔ نمرود کو خدا نے ایک ادنیٰ مچھر سے مروا ڈالا۔ اور قارون کو اس کے بے شمار خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

15- فرعون نے جب خود کو خدا کہلوایا تو اس نے حضرت موسیٰؑ کا پیچھا کرتے ہوئے دریائے نیل میں اپنی فوجیں ڈال دیں۔ اور بڑی ہوشیاری اور چالاکی دکھائی۔ اس نے خودی کا مظاہرہ کیا اور مارا گیا۔ تو نے اس کا کچھ بھی نہ چھوڑا۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

لنکا چڑھکے ناد بجایو لنکا رام کولوں لٹوایو

ہر ناکش قطعہ بہشت بنایو اوہ وِچ دروازے ماریا ای

رہ رہ وے عشقا ماریا ای

کہہ کس نوں پار اُتاریا ای

سیتا دھینسر لُٹی بے چاری تد ہنونت نے لنکا ساڑی

راون دی سبھ ڈھاہ اٹاری اوڑک راون ماریا ای

رہ رہ وے عشقا ماریا ای

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

گوپیاں نال رکیہہ چج کمایا مکھّن کاہن توں لٹُوایا

رَاجے کنّس نوں پگڑ منگایا بودیوں پگڑ پچھاڑیا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

لنکا: سری لنکا- ناد: جوگیوں اور سادھوؤں کے بجانے والا سنکھ- رام: ہندوؤں کا خدا' سیتا کا خاوند جو رامائن قصے کا ہیرو ہے- ہرناکش: مشہور ہندو بھگت پرہلاد کا باپ جس نے شداد کی طرح خدائی دعویٰ کیا تھا اور زمین پر جنت بنائی تھی- دَھینسر: دس سروں والا' رَاون- سیتا: رام کی بیوی جسے راون اٹھا کر لے گیا تھا- ہنُونت: ہنُومان- گوپیاں واحد گوپی: گوَالن- کاَہن: نجومی' سری کرشن جی- کنّس: راجا گنیش' سری کرشن جی کا ماموں-

16- لنکا پر چڑھ کر ناد (نرسنگھا) بجایا گیا اور لنکا کو رام سے لٹوایا گیا- ہرناکش (پرہلاد) کا باپ نے زمین پر ایک خوبصورت جنت بنائی اور جب وہ اس جنت میں داخل ہونے لگا تو اسے دروازے میں ہی مار ڈالا گیا- رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے- تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟ (ہرناکش اور شداد کے واقعات میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے- دونوں نے ہی خدائی دعوے کئے اور دونوں نے ہی زمین پر جنت بنائی اور دونوں کی موت ایک ہی طرح واقع ہوئی-)

17- سیتا کو جب راون اٹھا کر لے گیا تو ہنومان نے سارے لنکا کو آگ لگا دی اور راون کے تمام محلات جلا کر خاکستر کر ڈالے اور بالآخر راون کو بھی مار دیا گیا- اور یہ سب کچھ اسے عشق تیری ہی کرشمہ سازی کے طفیل ہوا- رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے- تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

18- گوپیوں (گوالنوں) کے ساتھ تو نے کیا کارگزاری کی اور سری کرشن جی سے سارا مکھن لٹوا دیا اور راجہ گنیش کو پکڑ کر منگوا لیا گیا اور یاں آخر اسے اس کے بالوں سے پکڑ کر پچھاڑ دیا گیا- یعنی اسے شکست سے دوچار کر دیا (مار ڈالا گیا) رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے- تمہی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

آپے چا اِمامؑ بنایا اُس دینال یزید لڑایا

چوَدھیں طبقیں شور مچایا سر نیزے تے چاہڑھیا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی

کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

مُغلاں زہر پیالے پیتے بھوریاں والے رَاجے کیتے

سبھ اَشراف پھرن چُپ کیتے بھلا اوہناں نُوں جھاڑیا اِی

رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی
بُلھّا شاہ فقیر وِچارا روشن جگ وِچ نام تمھارا
چلیا دے کے کُوچ نقارا نورُوں سَرج اُتاریا اِی
رَہ رَہ وے عِشقا ماریا اِی
کہہ کِس نُوں پار اُتاریا اِی

چوَدھیں طبقیں: کائنات کی چودہ پرتیں، سات زمین سات آسمان۔ مُغلاں: مغل حکمران۔ بھوَریاں والے: منحوس اور ادنیٰ۔ سَرج: بناوٹ۔ سرجنا: بنانا۔

19- تو نے خود ہی امامؓ بنایا اور پھر اسی امام (حسینؓ) کے ساتھ یزید کو لڑا دیا۔ اور پھر خود کا تمام زمینوں اور آسمانوں میں اس کا شور برپا کر ڈالا۔ اور امامؓ صاحب کو نیزے پر چڑھوا دیا۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

20- مغلوں نے زہر بھرے پیالے پی لئے اور بھوریاں والوں (سخت منحوس، سکھوں کی طرف اشارہ ہے) کو تو نے حکمران بنا دیا۔ یعنی ادنیٰ قسم کے لوگ راجے مہاراجے بنا دیئے اور جو اہل اور اشراف تھے۔ ان کو ذلیل و خوار کر دیا اور وہ شرمندگی و رزالت کے مارے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ تو نے ان کو اچھی ڈانٹ پلائی ہے۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

21- بلھا شاہؒ تو ایک بے چارا فقیر ہے اور تمہارا ساری کائنات میں نام روشن ہے۔ وہ اب کوچ کا نقارا بجا کر جا رہا ہے تو نے اسے اپنے نور سے پیدا کر کے اسی زمین پر اتارا تھا۔ یعنی تیری تخلیق کا اور تو نے ہی اسے بنایا تھا اور اب تیری ہی طرف آ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ واصل باللہ ہو رہا ہے۔ اسے اس کی منزل مل گئی ہے۔ وہ فنا فی اللہ ہو چکا ہے۔ رہو رہو! اے عشق تو نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ تبھی کہو کہ تم نے کسے پار اتارا ہے؟

(69) رَین گئی لٹکے سبھ تارے

رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے
آواگون سُرائیں ڈیرے
ساتھ تیار مُسافر تیرے
تَیں نہ سُینوں کُوچ نگارے
اَب تو جاگ مُسافر پیارے
رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے
کر لے آج کرنی دا ویرا
بَوہڑ نہ ہوسی آون تیرا
ساتھ تیرا چلو چل پُکارے
اَب تو جاگ مُسافر پیارے
رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے
کیا سر دھن کیا زر دھن پوڑے
آپو آپنے دیش کو دوڑے
لدّھا نام لے لیو سبھارے
اب تو جاگ مُسافر پیارے
رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے
موتی چُونی پارس پاسے
پاس سمنّدر مرو پیاسے
کھول اَکھیّں اُٹھ بہو پُکارے
اَب تو جاگ مسافر پیارے
رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے
مُبلّھا شوَہ دی پیریں پڑیئے
غفلت چھوڑ کجھ حیلہ کریئے

مرگ جتن بن کھیت اُجاڑے

اَب تو جاگ مُسافر پیارے

رَین گئی لٹکے سبھ تارے اَب تو جاگ مُسافر پیارے

مشکل الفاظ و معنی: رین: رات- رین گئی: رات بیت چکی- لٹکے سبھ تارے: ستارے ماند پڑ گئے- آواگون: ہندو دھرم کے مطابق روح کا دنیا پر 49 بار آنا جانا- سرائے: سراں، مسافر خانہ- کوچ نگارا: چلنے کا نقارہ- کرنی: عمل- ویرا: وقت- بوہڑ: واپس آنا، دنیا کی طرف دوبارہ لوٹ آنا- سردھن: امیر- نردھن: غریب- پوڑے مصدر پوڑن: قدم بھرنا، چلنا- لدھا: ڈھونڈا، حاصل کیا- سبھا: سب- موتی: جواہر- چونی: موتی، نگیں چھوٹا یاقوت- پارس: ایک روائتی پتھر جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے ساتھ جو چیز رگڑی جائے وہ سونا بن جاتی ہے- پاسے: پاسے کا سونا، خالص زر- شوہ: محبوب، مُرشد- حیلہ: محنت، عمل- مرگ: ہرن-

ترجمہ:

1- رات بیت چکی ہے اور ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- اے مسافر پیارے اب تو تو بیدار ہو جا- اس دنیا کے سرائے میں تمہارا آنا جانا ہے اور تو اکیلا ہی نہیں جا رہا- تیرے ساتھ اور لوگ بھی جانے کو تیار ہیں تو نے ابھی تک کوچ کا نقارا نہیں سنا؟ اب تو مسافر جاگ جا-

2- رات بیت چکی ہے اور ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- اے مسافر پیارے اب تو تو بیدار ہو جا- آج تیرے عمل کمانے کا وقت ہے تو تو کوئی نیک عمل کما لے- اس دنیا میں تیرا پھر آنا نہ ہو گا- تیرے ساتھ چلو چل کی پکار پڑ رہی ہے یعنی تیرے سامنے ہی لوگ اسی دنیا میں آ جا رہے ہیں- اب تو مسافر پیارے جاگ جا-

3- رات بیت چکی ہے اور ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- کیا امیر اور غریب سبھی قدم اٹھا رہے ہیں اور اپنے اپنے وطن کو دوڑ رہے ہیں اور محفلوں کی محفلیں سونی ہو چکی ہیں اب تو مسافر پیارے جاگ جا-

4- رات بیت چکی ہے اور ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- موتی و جواہرات پاس اور پاسے تیرے پاس ہیں اور اس کی مثال اس طرح ہے کہ قریب ہی سمندر ہو اور تم پیاسے مر رہے ہو- آنکھیں کھولو اور اٹھ بیٹھو اور کوئی کام کی بات کرو اب تو تم بیدار ہو جاؤ-

5- رات بیت چکی ہے اور اب تو ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- اے بلھے شاہؒ اب محبوب (مُرشد) کے پاؤں پڑنا چاہیے یعنی کوئی نیک عمل کمانا چاہیے- غفلت کو چھوڑ کر کچھ اس کی عبادت کی طرف دھیان دینا چاہیے کیونکہ کھیتی کو کوشش کے بغیر ہرن اجاڑ دیتے ہیں- اب تو تو اپنے مسافر پیارے جاگ جا- یعنی نیک اعمال کی اگر حفاظت نہ کی جائے تو شیطان وہ اعمال ضائع کر دیتا ہے- رات بیت چکی ہے اور ستارے بھی ماند پڑ چکے ہیں- اب تو تو خواب غفلت سے بیدار ہو جا- اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے سالک کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کی ہے اور اسے بڑے دلکش اور دلچسپ پیرائے میں اسی دنیا کی بے اثباتی کا درس دیا ہے- جو کہ سید بلھے شاہؒ کا پسندیدہ اور محبوب موضوع ہے-

Scanned with CamScanner

(70) سَاڈے وَل مُکھڑا موڑ

سَاڈے وَل مُکھڑا موڑ
وے پیاریا
ساڈے وَل مُکھڑا موڑ
آپے لائیاں کُنڈیاں تَیں تے آپے رِکھدا ہَیں ڈور
عرش فرش تے بانگاں رِلیاں مکّے پے گیا شور
ڈولی پا کے چلّے کھیڑے نہ کجھ عُذر نہ زور
جے مائے تینوں کھیڑے پیارے ڈولی پا دیویں ہور
بُلّھا شَوہ اَساں مَرنا ناہیں گور پَیا کوئی ہور
ساڈے وَل مُکھڑا موڑ
وے پیاریا
ساڈے وَل مُکھڑا موڑ

مشکل الفاظ و معنی: وَل: طرف، جانب۔ مُکھڑا: مکھ، رخ، منہ۔ کُنڈیاں: کنڈی کی جمع: کنڈی، مچھلی پکڑنے کا آلہ۔ کھیڑے: ہیر کو بیاہنے والے مراد دنیادار۔ گور: قبر۔ ہیر: رانجھے کی محبوبہ مراد رُوح۔ ڈولی: پالکی جس میں دلہن کو بٹھایا جاتا ہے مراد جنازے کی چارپائی۔

ترجمہ: اے میرے محبوب! تو کبھی ہماری طرف میں اپنا رخ پھیر لے۔ ہماری طرف بھی توجہ دے۔ تو نے آپ خود ہی تو ہمیں پھانسنے کے آلے میں پھنسایا ہے اور اب خود ہی ڈور کھینچ رہا ہی۔ ہماری شہرت چار دانگ عالم میں پھیل چکی ہے اور مکّے تک یہی شور برپا ہے۔ کھیڑے (دنیادار) ہیر یعنی روح کو لے کر جا رہے ہیں اور اب کوئی ہمارا عذر ہی ہے اور نہ کوئی زور ہی چل سکتا ہے۔ اے ہماری ماں (شریعت) اگر تجھے کھیڑے (دنیا دار، اہل دنیا) اتنے ہی پیارے ہیں تو ڈولی (جنازے) میں تو کسی اور کو روانہ کر دیتا۔ اے "بُلّھے شاہ" ہم نے کبھی نہیں مرنا۔ یعنی ہمیں کبھی بھی موت نہیں آئے گی کیونکہ ہم تو مُوتوا قبل ان تموتو ہو چکے ہیں۔ (مرنے سے پہلے ہی مر چکے ہیں) قبر میں کوئی اور ہو گا جو کہ مر چکا ہے ہم ہمیشہ زندہ رہنے والے جاودانی محبوب کے عشق میں فنا ہو چکے ہیں اور امر ہو گئے ہیں۔ اب موت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اے میرے محبوب کبھی ہماری طرف بھی اپنا رخ پھیر لے۔ کبھی ہماری طرف بھی توجہ دے۔ سچ ہے بقول سید وارث شاہ":

وارث شاہ اوہ سداری جیوندے نیں جنہاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

اور بقول حافظ شیرازی" ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

(71) سانوں آمِل یار پیاریا!

سانوں آ مل یار پیاریا
تیرے دُکھاں نے سانوں ماریا

دُور دُور اَساتھوں گیوں
اَصلاتے آ کے بہہ رہیوں
کیوں قہر قصُور وَساریا
سانُوں آ رِل یار پیاریا

○

میرا اِک اَنوکھا یار ہے
میرا اوسے نال پیار ہے
کدے سمجھیں وَڈّ پَر واریا
سانُوں آ رِل یار پیاریا

○

جَدوں اَپنی اَپنی پے گئی
دِھی ماں نُوں لُٹ کے لَے گئی
مُونہہ بارہویں صَدی پَساریا
سانُوں آ رِل یار پیاریا

○

دَر کُھلّا حَشّر عَذّاب دا
بُرا حال ہویا پَنجّاب دا
دَر ہاویئے دوزخ ماریا
سانُوں آ رِل یار پیاریا

○

بُلّھا شَوہ میرے گھر آ وسی

میری ٗبلدی بھاہ بُجھا وسی
عنایت ؒ دَم دَم نال چِتاریا
سائوں آمل یار پیاریا

مشکل الفاظ و معنی: یار پیاریا: اے میرے پیارے محبوب- اصلا: اصل' مُڈھ' فطرت- قصر قصور: قصر بمعنی کوٹ' قلعہ' قصور قصر کی جمع' ھؒبلھے شاہ ؒ کا شہر قصور- وَساریا: بھلا دیا' فراموش کر ڈالا- انوکھا: عجیب' اچرج- وڈیروا ریا: اے بڑے خاندان والے- پساریا: پَسارن مصدر' بکھیرنا' کھولنا' پھیلانا- حشر: انجام' اخیر- ہاویے: دوزخ کا ایک نام- عنایت: شاہ عنایت قادری ؒ سید بلھے شاہ ؒ کے مُرشد کا نام-

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہ ؒ نے اپنے دور کی سیاسی حالت کا بڑا مؤثر اور خوبصورت نقشہ کھینچا ہے- اور خوب کھینچا ہے- سیاسی افراتفری اور معاشی انتشار کے حوالے سے انھوں نے بڑے خوبصورت اور دلکش انداز میں محبوب سے اس کی بے پروائی اور ہجر کی شکایت کی ہے- کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر تیرے ہجر سے دکھوں نے مجھے مار ڈالا ہے-

1- تو ہم سے دور ہی دور ہوتا چلا گیا ہے اور تو اپنی اصل (فطرت) پر آ چکا ہے یعنی سخت بے پروائی اور بے نیازی کا مظاہرہ کر رہا ہے- تو نے کس لئے قصور (شاعر کا رہائشی شہر) کو فراموش کر دیا ہے- اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر-

2- میرا محبوب جو سب سے انوکھا ہے اور جس کی ہر بات ہی نرالی ہے- میرا بھی اسی کے ساتھ ہی پیار ہے- اس کی بڑی اونچی ذات ہے- اے بڑے خاندان والے کبھی تو ہماری جانب بھی دھیان کر- اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر-

3- جب ہر کسی کو اپنی اپنی پڑ گئی اور بیٹی نے اپنی ماں کو لوٹنا شروع کر دیا یعنی رشتوں ناطوں کا تقدس بری طرح پامال ہو گیا- سیاسی ابتری پھیل چکی اور معیشت قتل ہو گئی یہ بارھویں صدی ہجری ہے کہ جس کا کرشمہ ہم دیکھ رہے ہیں اور تیرے ہجر میں مر رہے ہیں- اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر-

4- یہ عذاب حشر کا کیسا دروازہ کھل چکا ہے کہ جو پنجاب کا اس قدر برا حال ہو رہا ہے؟ ہر طرف اک آگ سی لگی ہوئی ہے اور ہر کوئی اس آگ میں جلے جا رہا ہے- مجھے بھی اس دوزخ کی آگ سے بڑا خوف آ رہا ہے- اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر-

5- اے بلھے شاہ ؒ ہمارا محبوب (مُرشد) کبھی تو میرے گھر میں آئے گا اور میری اس ہجر کی جلتی ہوئی آگ کو بجھائے گا- ہم تو دم دم ہر ساتھی کے ساتھ ہر وقت اپنے محبوب مُرشد شاہ عنایت قادری ؒ کو یاد کر رہے ہیں اور ان کی یہ یاد ایک دن ضرور اپنا رنگ دکھائے گی- اے میرے محبوب تو کبھی تو اپنا وصل عطا کر-

Scanned with CamScanner

(72) سائیں چھپ تماشے نوں آیا

سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تُسی رَل مِل نام دِھیاوَ
لٹک سجّن دی ناہیں چھپدی
ساری خلقت سِکدی تپدی
تُسی دُور نہ ڈھونڈن جاوَ
سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تُسی رَل مِل نام دِھیاوَ
رَل مِل سیّو آ تن پاوَ!
اِک بنّے وِچ جا سماوَ
نالے گیت سجّن دے گاوَ
سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تُسی رَل مِل نام دِھیاوَ
بُلھا بات انوکھی ایہا
نجّن لگی تاں گھنگٹ کیہا
تُسی پردہ اکھیں تھیں لاہو
سائیں چھپ تماشے نوں آیا
تُسی رَل مِل نام دِھیاوَ

مشکل الفاظ و معنی:

سائیں: مالک، آقا، محبوب حقیقی- تماشا: دید، نظارہ- نام دِھیاوَ: نام کا ورد کرو- لٹک: کشش، کھچ- چھپدی: چھپتی- خلقت: مخلوق، دنیا- سِکدی: آس کرتی، امید کرتی ہے- تپدی: جل رہی، سڑ رہی ہے- سیّو: اے میری ہمجولیو، سہیلیو- آتن: لڑکیوں کی محفل جہاں وہ اکٹھی ہو کر چرخہ کاتتی تھیں- ترنجن: صحن- بنّے: بنا سے، دولہا- انوکھی: اچرج، عجیب و غریب- ایہا: یہی، یہ ہے- گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ- لاہو: اتارو-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ

1- مالک حقیقی چھپ کر تماشے دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ تم سب مل جل کر اس کے نام کا ورد کرو۔ محبوب حقیقی کی جو کشش ہے وہ چھپانے سے بھی نہیں چھپتی۔ یہ تمام مخلوق اسی کی آس کی آگ میں جل رہی ہے اور لڑ رہی ہے لیکن اے لوگو! تم اسی محبوب حقیقی کو ڈھونڈتے دور مت جاؤ کیونکہ وہ تو نحن اقرب ہے اور من الحبل الورید ہے۔ یعنی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔

2- مالک حقیقی چھپ کر تماشا دیکھنے کے لئے آیا ہے اور تم سب مل جل کر اس کے نام کا ورد کرو! اے میرے سنگیو ساتھیو سب مل کر عبادت و ریاضت کرو اور ایک دولہے میں سما جاؤ یعنی وحدت کا رنگ اختیار کر لو تم سب اسی محبوب کی تعریف کے گیت گاؤ یعنی ہر دم اسی کو یاد کرو۔

3- مالک حقیقی چھپ کر تماشا دیکھنے کے لئے آیا ہے اور تم سب مل جل کر اس کے نام کا ورد کرو۔

اے بلھے شاہ" انوکھی بات تو یہی ہے کہ جب ناچنے ہی لگ گئے تو پھر مخلوق سے پردہ کیسا۔ پھر کیسی شرم اور کیسی حیا؟ تم یہ پردہ اپنی آنکھوں سے اتار ڈالو کیونکہ تم تب ہی اس مالک اور محبوب حقیقی کو دیکھ سکتے ہو۔ مالک حقیقی چھپ کر تماشا دیکھنے کے لئے آیا ہے اور تم سب مل جل کر اس کے نام کا ورد کرو۔

(73) سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

تانی تانا پیٹا نلیاں پیٹھ نڑاتے پھبّاں چھلّیاں
آپو اپنے نام جتاون وکھو وکھی جاہیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

چونسی پینسی کھدّر دھوتر ململ خاصہ، اِکّا سُوتر
پُونی وِچّوں باہر آوے بھگوا بھیس گُسائیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

کُڑیاں ہتھیں چھاپاں چھلّے آپو اپنے نام سوَلّے
سبّھا ہِکّا چاندی آکھو کنگن چُوڑا باہیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

بھیڈاں بکریاں چارن والا اُٹھ مجھیّاں دا کرے سنبھالا
رُوڑی اُتّے گدّوں چارے! اوہ بھی واگی گائیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

بُلھا شوہ ذات کیہہ پُچھنائیں شاکر ہو رضائیں دا
جے توں لوڑیں باغ بہاراں چاکر ہو آرائیں دا

سبھ اِکّو رنگ کپاہیں دا

مشکل الفاظ و معنی: کپاہیں: کپاس جس سے سوت اور کپڑا بنتا ہے۔ تانی / تانا: کپڑے میں لمبائی رخ کے دھاگے' چوڑائی رخ کے دھاگے پیٹا کہلواتے ہیں۔ نلیاں: دھاگے کی نلکیاں۔ پیٹھ: تانے اور پیٹے کی پیڈھی (مضبوط) اناٹی جس سے کپڑے میں مضبوطی آتی ہے' کپڑے کا سیدھا رخ۔ نڑا: نڑ' سوتر کی اٹیاں۔ دکھو وکھی: علیحدہ علیحدہ۔ چونسی: باریک کھدر جس کی تانی میں پانچ سو تار ہوں۔ دھوتر: دھوتی' اونی کپڑا۔ اِکا: ایک ہی۔ پُونی: روئی کا گالا جس سے چرخے کا دھاگا تیار ہوتا ہے۔ بھگوا بھیس: جوگی رنگ کا' گیروے رنگ کا لباس' جوگیوں کا روپ۔ سبھا: سبھ' سبھی۔ ہکا: ایک ہی۔ اُٹھ: اوٹھ' اونٹ۔ روڑی: کوڑا کرکٹ' کھیتوں میں ڈالی جانے والی دیسی کھاد۔ گدوں: گدھا۔ چارے: چرواۓ۔ واگی: چرواہا۔ گائیں: گاۓ۔ شاکر: شکر گزار۔ رضائیں: خوشنودی۔ چاکر: نوکر' خادم۔ ارائیں: زمین دار مراد شاہ عنایت قادری" سید بلھے شاہ" کے مُرشد جو کہ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ گسائیں: مالک' مُرشد۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ نے اس کافی میں کپاس کو کئی مرحلوں سے گزار کر مختلف کپڑوں تک پہنچایا ہے۔ مثلاً پہلے بند میں ان مختلف اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے جیسے تانی، تانا پیٹا اور دوسرے بند میں ان مختلف قسم کے کپڑوں کا ذکر ہے جو سوت سے بن کر مختلف قسم کے بنتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے بلھے شاہؒ کے وحدت الوجود کے قائل ہونے کا پتہ چلتا ہے اور بقول سید نذیر احمد ہماری شعری روایت میں سمندر اور اس کی موجوں کی یکتائی اور مظاہر کی کثرت کا استعارہ سمجھا گیا ہے۔ لیکن پنجاب جو سمندر سے بہت دور ہے اور جہاں اس کی موجوں کا مشاہدہ میا نہیں بلھے شاہؒ نے روئی کی یکسانی سے مختلف تاروں، کپڑوں اور لباسوں کے شکل پکڑنے کو اور چاندی کی یکسانی میں سے مختلف زیوروں کی تشکیل کو اسی کثرت اور وحدت کے تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے برتا ہے۔ یہ تو تھی اس کافی سے مفہوم اور معنی کی بات لیکن اس کافی میں ایک اور اہم خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں ترنم کی بڑی فراوانی ہے جو کہ سید بلھے شاہؒ نے کپڑا بنانے اور زیور بنانے میں استعمال ہونے والی چیزوں سے پیدا کیا ہے کہتے ہیں کہ:

1- ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک سا ہی ہے۔ ثانی تانا ہو یا پٹیا نلکیاں اناٹی کی مضبوطی ہو یا نڑا اور نلکیاں ہوں۔ سبھی اپنا اپنا نام رکھاتی ہیں اور ہر اک چیز کا علیحدہ علیحدہ اور مقام ہے یعنی کثرت کے باوجود اپنی تمام اشیاء میں ایک یکسانیت پائی جاتی ہے۔

2- ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک ہی ہے۔ اعلیٰ و عمدہ کپڑا ہو یا کہ ادنیٰ کوئی بھی ہو وہ ایک ہی سوتر سے بنتا ہے۔ پونی روئی کے گالے میں سے باہر آتی ہے۔ جو بھی جوگی لباس پہنتا ہے یعنی کوئی بھی کپڑا ہو وہ سوتر سے ہی بنتا ہے اور وہ اسی ہی کی ایک تبدیل شدہ شکل ہوتی ہے۔

3- ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک ہی ہے۔ لڑکیوں نے کیسی کیسی انگوٹھیاں اور چھلے پہن رکھے ہیں اور سب کے اپنے اپنے نام ہیں۔ لیکن یہ سب چاندی سے ہی بنائے گئے ہیں اور ہر ایک زیور کی اصل چاندی ہی ہے کہ جس سے یہ مختلف زیور بنائے گئے۔

4- ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک ہی ہے۔ بھیڑ بکریاں چروانے والا اونٹوں اور بھینسوں کو بھی سنبھالتا ہے۔ روڑی کے اوپر گدھے چروانے والا بھی گائے بھینسوں کا چرواہا ہی ہے۔ یعنی یہ سب اس کے مختلف روپ میں ہیں اور اصل ایک ہی ہے۔

5- ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک ہی ہے۔ اے بلھے شاہؒ تو محبوب حقیقی کی ذات کے متعلق کیا پوچھ رہے ہو۔ بس اسی کی رضا پر شاکر رہو۔ لیکن اگر تو باغ بہاروں کی طلب رکھتا ہے تو اے بلھے شاہؒ عنایت ارائیںؒ کا خادم ہو جا کیونکہ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ ہر قسم کی کپاس کا رنگ ایک ہی ہے۔

(74) سجناں دے وِچھوڑے کولوں!

سجناں دے وِچھوڑے کولوں، تن دا لہُو چھانی دا

دُکھاں سُولاں رِکیتا ایکا
نہ کوئی سَوہرا نہ کوئی پیکا
دَرد دَھونی پَئی دَر تیرے
تُوں ہَیں درد رَنجانی دا

سجناں دے وِچھوڑے کولوں، تن دا لہُو چھانی دا

کَڈھ کلیجہ کَرنی ہاں بیرے
اِیہہ بھی ناہیں لائق تیرے
ہور توفیق نہیں وِچ میرے
پیو کٹورا پانی دا

سجناں دے وِچھوڑے کولوں، تن دا لہو چھانی دا

ہُن کیوں روندے نین رِزاسے
آپے اوڑک پھاہی پھاسے
ہُن تاں چُھٹن آوکھا ہویا
چارہ نہیں رِنمانی دا

سجناں دے وِچھوڑے کولوں، تن دا لہُو چھانی دا

بُلّھا شَوہ پیا ہن گجّے
عشق دمامے سِر تے وَجّے!
چار دیہاڑے گویل وَاسا!
اوڑک کُوچ، رِنتانی دا

سجناں دے وِچھوڑے کولوں، تن دا لہُو چھانی دا

شکل الفاظ و معنی: وِچھوڑا: ہجر، جدائی- کولوں: میں- تَن دا لہُو چھانی دا: انتہائی دکھوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑنا

ہے۔ ایکا: اتفاق، اتحاد۔ وَرد وَہونی: درد کے بغیر، سوز سے محروم۔ درد رنجانی: درد کی ماری۔ ہیرے: ٹکڑے۔ کٹورا: پیالہ۔ نین نراسے: بے امید آنکھیں، وہ آنکھیں جن میں امید کی چمک نہ ہو۔ پھاہی: پھندا۔ پھاسے: پھنس گئے۔ نِمانی: بے چاری۔ دمامہ: نقارہ۔ گویل واسا: مسافر کا ڈیرہ، دنیاوی زندگی کے چار دن۔ اوڑک: آخر۔ کوچ: روانگی۔ نتانی: ناطاقت، مجبور۔

ترجمہ:

1- اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے ہجر و جدائی کی کیفیات بیان کی ہیں اور اس میں پیش آنے والی مصیبتوں اور دکھوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بڑے ہی دلکش انداز سے اس دنیا کی بے ثباتی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جو کہ ان کا محبوب ترین موضوع ہے۔ کہتے ہیں کہ محبوب کے چھوڑنے میں انتہائی دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دنیا کے تمام دکھوں اور مصیبتوں نے اتحاد و اتفاق کر لیا ہے۔ اب میرا نہ اس گھر میں کوئی ٹھکانہ رہا ہے اور نہ ہی اس گھر میں اے میرے محبوب میں درد کی دولت سے محروم تیرے ہی در پر آن پڑا ہوں۔ اب تو ہی اس درد کے مارے ہوئے کا چارا کرے گا۔ تو ہی میرا مسیحا ہے اور میرے دکھوں کا علاج تیرے ہی پاس ہے۔

2- محبوب کے وچھوڑے میں انتہائی دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اب میں اپنا کلیجہ نکال کر تمہارے لئے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہوں لیکن کیا کروں یہ بھی تو تمہارے لائق نہیں اور پھر اور کچھ پیش کرنے کے لئے مجھ میں توفیق بھی نہیں۔ سوائے میرے محبوب یہ لیجئے پانی کا ایک پیالہ حاضر ہے۔

3- محبوب کے وچھوڑے میں انتہائی دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اب یہ بے آس آنکھیں کیوں رو رہی ہیں؟ جب کہ یہ خود ہی دام کا شکار ہوئی ہیں اور جو کوئی خود پھنستا ہے اس کا چھٹکارا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اب مجھ عاجز اور بے بس کا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔

4- محبوب کے وچھوڑے میں انتہائی دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ محبوب حقیقی اب گرج رہا ہے اور عشق کا نقارا اب سر پر بج رہا ہے۔ اسی دنیا میں تو مسافروں کی طرح چار دن کا قیام ہے اور بالآخر یہاں سے ہم نے جانا ہے۔ محبوب کے وچھوڑے میں انتہائی دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(75) سُنو تُم عِشق کی بازی!

سُنو تُم عِشق کی بازی، ملائک ہوں کہاں رَاضی
یہاں بِرہوں پر ہیگا جی، ویکھاں پھر کون ہارے گا

سَاجن کی بھال ہُن ہوئی، میں لوہُو نین بھر روئی
نچّے ہم لاہ کر لوئی، پتھّر حیرت کے مارے گا

مہوُرت پُوچھ کر جاوٗں، سَاجن کا دیکھنے پاوٗں
اُسے میں لے گلے لاوٗں، نہیں پھر خود گزُارے گا

عشق کی تیغ سے موئی، نہیں وہ ذات کی دُوئی
اور پیاسا کر موئی، مویاں پھر رُوح چِتارے گا

سَاجن کی بھال سر دیا، لہُو مَدھ اپنا پیا
کفن باہوں سے سی لیا، لحد میں پار اُتارے گا

بُلّھا شاہ " عشق ہے تیرا، اِسی نے جی لیا میرا
میرے گھر بار کر پھیرا، ویکھاں سر کون وارے گا

مشکل الفاظ و معنی:

بَازی: کھیل۔ ملائک: جمع ملک، فرشتہ۔ بِرہوں: جدائی، ہجر، وچھوڑا، فراق۔ ہیگا: ہے، موجود ہے۔ سَاجن: سجن، محبوب، دلبر۔ بھَال: جستجو، تلاش۔ لوہُو: لہو، خون۔ لوہو نین بھر روئی / لہو رونا: انتہائی دکھ اور مصیبت میں ہونا۔ لاہ کر: اتار کر۔ لوئی: اون کا کمبل مراد شرم و حیاء۔ مہوُرت: اچھا وقت، مبارک وقت، کوئی کام شروع کرنے کے لئے اچھا وقت مقرر کرنا۔ تیغ: تلوار۔ دُوئی: غیرت، ماسوائے اللہ۔ چِتارنا: پکارنا، یاد کرنا۔ مَدھ: شراب۔ لحد: سامی، قبر کی وہ جگہ جہاں مردہ رکھا جاتا ہے۔ جی: دل۔ سر وَارنا: قربان ہونا، خود کو نچھاور کرنا۔

ترجمہ:

1- تم عشق کی بازی کے متعلق سنو کہ یہ ایک ایسی بازی ہے کہ اس پر فرشتے بھی راضی نہیں ہو سکتے یعنی ایسی بڑی مصیبتیں اور دکھ ہیں جن کا مقابلہ فرشتے نہیں انسان ہی کر سکتے ہیں ہم پر جدائی وارد ہے اور وہ واصل باللہ رہتے ہیں اگر انہیں بھی جدائی سے پالا پڑے تو پتہ چلے کہ پھر یہ بازی کون ہارتا ہے؟

2- میں اپنے محبوب کی تلاش میں ہوں اور خون کے آنسو روتا ہوں اور جب مجھے ناچنا ہی ہے تو یہ شرم و حیا، انگشت

بدنداں کیوں ہے؟ کیونکہ یہ عشق ہے اور عشق میں شرم و حیاء کوئی معنی نہیں رکھتی۔

3- میں کوئی اچھا سا وقت اور مبارک ساعت معلوم کر کے جاؤں تاکہ وہ اپنے محبوب کے درشن کر سکوں اور جب مجھے اس کا وصل نصیب ہو جائے تو میں اسے فرط محبت سے اپنے گلے لگالوں اور جب میں اسے گلے لگالوں گا اور جب اسے گلے لگالوں گا تو وہ مجھے پھر کبھی بھی چھوڑ نہیں سکے گا۔ پھر ہم دونوں ہمیشہ کے لئے ہی ایک ہو جائیں گے اور ہمیں کوئی جدا نہ کر سکے گا۔

4- میں عشق کی تلوار کا مارا ہوا ہوں۔ لیکن اسے ذات کی دوئی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ میں تو اپنے محبوب کا نام لیتے لیتے مرا ہوں۔ اب اسی کے بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ وہ میری روح کو خود پکارے گا۔ مجھے بتلائے گا اور ہم دونوں ایک دوسرے سے واصل ہو جائیں گے۔

5- میں اپنے محبوب کی تلاش میں اپنا سر قربان کر چکا ہوں اور اپنے لہو کو شراب سمجھ کر پی چکا ہوں۔ یعنی اس کی جستجو میں انتہائی دُکھ اور مصائب برداشت کئے بیٹھا ہوں۔ میں نے اپنا کفن اپنی بانہوں سے سیا ہے اب مجھے لحد میں اتارا جائے گا۔ مطلب یہ کہ میں موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق مرنے سے پہلے ہی مر چکا ہوں اور اس کے عشق میں فنا ہو چکا ہوں اور اب مجھے حیات دوام حاصل ہو چکی ہے۔

6- اے بلھے شاہ" تمہارا عشق ہی اب میرا سب کچھ ہے اور اسی نے ہی میرا دل لے لیا ہے۔ کبھی تو میرے گھر میں بھی تو پھیرا ڈال پھر دیکھنا کہ تجھ پر قربان کون ہوتا ہے؟ یعنی دل قربان ہوتا ہے یا جان نچھاور ہوتی ہے؟

(76) سے وَنجارے آئے

سے وَنّجارے آئے نِی مائے، سے وَنّجارے آئے لَالاَں دا اوہ وَنّج کرِیندے، ہو کا آکھ سُنائے

لَال نئیں گہنے سوہنے ساتھی، مائے نال لے جاواں
سُنیا ہو کا میں دِل گزُری، میں بھی لال لیاواں
اِک نہ اِک کنّاں وِچ پاکے، لوکاں نوں دِکھلاواں
لوک جانن اِیہہ لَالاَں والی، لیساں میں بھرمائے

سے وَنّجارے آئے نِی مائے، سے وَنّجارے آئے لَالاَں دا اوہ وَنّج کرِیندے، ہو کا آکھ سُنائے

اوڑک جا کھلوتی اوہناں تے، میں منّوں سَدھرائیاں
بھائی وے لَالاَں والیو میں بھی، لال لیوَن نُوں آئی آں
اوہناں بھرے صَندُوق وَکھا لے، مینُوں رِیجھاں آئیاں
ویکھے لال سُہانے سارے، اِک توں اِک سَوائے

سے وَنّجارے آئے نِی مائے، سے وَنّجارے آئے لَالاَں دا اوہ وَنّج کرِیندے، ہو کا آکھ سُنائے

بھائی وے لَالاَں والیا وِیرا، اِینہاں دا مُل دَسائیں
جے تُوں آئی ہَیں لال خریدن، دَھڑ توں سِیس لُہائیں
ڈِھم کدی سوئی دا نہ سَہیا، سِر کِتھوں دِتا جائیں
لازِم ہو کے مُڑ گھر آئی، پُچھّن گوانڈھی آئے

سے وَنّجارے آئے نِی مائے، سے وَنّجارے آئے لَالاَں دا اوہ وَنّج کرِیندے، ہو کا آکھ سُنائے

تُوں جو گئی سَیں لال خرِیدن، اُچّی آڈّی چائی نی
کیہڑا مُہرہ اوتھوں رَنّیں، توں لیکے گھر آئی نی
لال سی بھارے میں ساں ہَلکی، خالی کَنّی سائی نی
بھارا لال اَنملّا اوتھوں، مَیتھے چُکیا نہ جائے

سے وَنّجارے آئے نِی مائے، سے وَنّجارے آئے لَالاَں دا اوہ وَنّج کرِیندے، ہو کا آکھ سُنائے

کچّی کچ وِہاج نہ جاناں، لال وِہاجن چَلّی

پلّے خرچ نہ ساکھ نہ کائی ہتھوں ہارن چلّی
میں موٹی مشٹنڈی وسّاں، لال نوں چارن چلّی
جس شاہ نے مُل لیکے دینا، سو شاہ مونہہ نہ لائے

سے وَنجارے آئے نِی مائے، سے وَنجارے آئے لالاں دا اوہ وَنج کریندے، ہوکا آکھ سنائے

گلیاں دیوچ پھریں دیوانی نِی کُڑیئے مُیارے
لال چمکیندی نازک ہوئی، ایہہ گل کون نتارے
جاں میں مُل اوہناں توں پچھیا، مُل کرن اوہ بھارے
ڈِمھ سوئی دا کدی نہ کھادا، اوہ آکھن سِر بارے
جیہڑیاں گئیاں لال وِہاجن، اوہناں سِیس لُہائے

سے وَنجارے آئے نِی مائے، سے وَنجارے آئے لالاں دا اوہ وَنج کریندے، ہوکا آکھ سنائے

مشکل الفاظ و معنی: سے: سو (100)- وَنجارا: جو گاؤں گاؤں پھر کر عورتوں کی ضرورت کی چیزیں فروخت کرتا پھرتا ہے، مراد حق سچ کی دعوت دینے والے، رہنمایان کاملین۔ مائے: شریعت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ لالاں: لعل، موتی وغیرہ۔ وَنج: بیوپار، کاروبار۔ ہوکا: اشیاء کے بیچنے کے لئے آواز لگانا۔ گہنے: زیورات۔ بھرمانا: لُبھانا۔ اوڑک: آخر۔ سدھرائی: چاہوان، مشتاق۔ ریجھ: اشتیاق، چاہت، چاؤ۔ اک توں اک سوائے: ایک سے ایک بڑھ کر۔ دھڑ: جسم، تن بدن۔ سیس: سر۔ ڈمھ: لوہے کو گرم کرکے جسم کے اوپر داغ لگنا۔ ڈمھ سوئی دا: سوئی کی چبھن۔ مہرہ: ادنی چیز۔ کنّی: پلّا، استطاعت، مقدور۔ انملاّ: بے مول، ان مول۔ کچّی: خام۔ کچ: شیشہ، کچا ہونے کی حالت۔ وَہاج نہ جاناں: کاروباری طریقوں سے ناواقفیت۔ وَہاجن: خریدن۔ ساکھ: شہرت، اعتبار، بھرم، بھروسہ، حیثیت۔ سربارے: سر کے متعلق کہ تم سر دے سکتے ہو۔ سیس لُہائے: سر کٹوائے۔

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ قصور کی کھترانیاں اس کافی کو مل کر تقریبات میں گایا کرتی تھیں چونکہ سید بلھے شاہ ؒ نے اس کافی میں سارا مضمون ونج وہار کی اصطلاحوں میں بیان کیا ہے۔ شاید اسی وجہ سے ہی قصور اور اس کے مضافات میں آڑھتی منڈیوں میں یہ کافی بہت پسند کی گئی۔ سید بُلھے شاہ ؒ نے اس کافی میں سالک (مُیار) جو کہ سادگی سے اپنی ہمت کو بلند کرتے ہوئے اعلیٰ و اونچا نصب العین کا تعین کیا ہے۔ جس کو بُلھے شاہ ؒ نے لال کی علامت سے ظاہر کیا ہے۔ اسے لعل خریدنے کی سخت آرزو ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اس سے اس کے وقار اور نیک نامی میں مزید اضافہ ہو گا لیکن جب وہ لعل خریدنے کی اس نے بیوپاریوں سے بات کی تو اس کی قیمت بہت بھاری تھی اس کا حصول صرف جان دے کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اسے اپنی خامی پر افسوس ہوتا ہے کہ اس نے تو کبھی سوئی کی چبھن تک برداشت نہیں کی اور وہ لعل لینے کے لئے سر کی بازی کیونکر لگائے گی۔ سے ونجارے سے مراد رہنمایان کاملین کی کثرت ہے جو کہ حق سچ کی دعوت (ہوکا) دیتے ہیں۔ بلھے شاہ ؒ کہتے ہیں کہ:

1- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت و آواز دی یہ لعل اور زیورات بہت اچھے ساتھی ہیں اور میں انہیں کیوں نہ اپنے ساتھ لے جاؤں۔ جب میں نے ان کی دعوت (ہوکا) کو سنا تو میرے دل میں بھی لعل خریدنے کا شوق پیدا ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر میں یہ لعل پہن لوں اور لوگ اسے دیکھیں گے تو میں ضرور ان کا دل لبھانے میں کامیابی ہو سکتی ہے۔

2- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت آواز دی میں وہیں جا کر کھڑا ہو گیا اور چاہوان ہوا کہ میں بھی یہ لعل خریدوں میں نے ان سے کہا کہ بھائی میں بھی یہ لعل لینے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے لعلوں سے بھرے صندوق مجھے کھول کر دکھائے اور میرے اشتیاق میں اور بھی اضافہ ہو گیا کیونکہ ان میں ایک سے ایک بڑھ کر لعل موجود تھا۔

3- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت (آواز) دی۔ میں لعل کی قیمت کے بارے میں پوچھا کہ بھائی اس کا مول کیا ہے تو اس نے کہا کہ اگر تو لعل خریدنا چاہتا ہے تو اس کی قیمت سر کٹوانا ہے میں جو کہ کبھی سوئی کی چبھن بھی برداشت نہ کر پایا سر کیسے دے سکتا تھا۔ میں مجبوراً گھر واپس چلا آیا اور میرے ہمسائے مجھ سے پوچھنے کے لئے آئے۔

4- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت (آواز) دی ہمسایوں نے مجھ سے کہا کہا کہ تو جو بڑے چاؤ کے ساتھ لعل خریدنے گیا تھا تو وہاں سے کون سا مہرہ خرید کر لایا ہے۔ تو میں نے کہا کہ لعل کی قیمت بہت بھاری تھی اور میں بہت ہلکا تھا اور پھر میرے پلے بھی کچھ نہ تھا۔ وہ لعل اس قدر انمول اور بھاری تھا کہ وہ کچھ اٹھانہ ہوا۔ جس لئے مجھے خالی اور مایوس لوٹنا پڑا۔

5- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت (آواز) دی۔ میں بالکل ناپختہ ناتجربہ کار تھا جو کہ اسی کاروبار کے طور طریقے نہ جانتا تھا۔ نہ تو میرے پلے میں کچھ تھا اور میں نے اپنی رہی سہی ساکھ بھی گنوالی۔ میں دیکھنے کو ہی چنگا بھلا ہوں لیکن حقیقت میں بہت ہی مفلوک الحال ہوں۔ جس شاہ (مُرشد) نے مجھے یہ لعل لے کر دیتا تھا اسی نے تو مجھے منہ بھی نہیں لگایا۔

6- اس دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین' پیغمبر اور اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچ کی دعوت (آواز) دی۔ اے کہ گلیوں میں تو دیوانہ وار لعل ڈھونڈ رہا ہے۔ اور لعل چنتے چنتے تو اور بھی نازک ہو چکا ہے لیکن اسی بات کی کون وضاحت کر سکتا ہے' کون صاف بتا سکتا ہے جب میں نے ان سے مول پوچھا تو انہوں نے بہت زیادہ قیمت بتائی۔ جنہوں نے کبھی سوئی تک کی چبھن نہ کھائی وہ بھلا سر کے بارے میں کیا بات کر سکتے ہیں۔ اور جنہوں نے یہ لعل خریدے انہوں نے اپنے سر کٹوا لئے۔ اسی دنیا میں سینکڑوں رہنمایان کاملین پیغمبر و اولیاء آئے جو کہ لعلوں کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے حق سچے کی دعوت (آواز) دی۔

Scanned with CamScanner

(77) سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی

سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی
انا احد دا گیت سُنایو
انا احمد ہوں پِھر فرمایو
انا عرب بے عین بَتایو
پِھر نام رسول ﷺ دُھرایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی
فثم وجه اللّٰه نُور تُساڈا
ہَر ہَر وِچ ظہُور تُساڈا
الانسان مذکُور تُساڈا
اِیتھے اپنا سِر لُکایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی
تُوں آئیوں تے میں نہ آئی
کُنج مخفی نے مُرلی بجائی
اَکھ اَلست گوَاہی چاہی!
اوتھے قالوا بلٰی بَتایا اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی
پَرگٹ ہو کر نُور سَدایو
احمد توں موجُود کَرایو
نابودُوں کر بُود دِکھایو
ونفخت فیه سُنایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی
نحن اقرب لِکھ دِتّو اِی
هوا معکم دا سبق دِتّو اِی

وفی انفسکم دا حکم کیتو اِی
پھر کیہا گھُنگٹ پایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی

بھَر کے وَحدت جام پلایو
منصوُرے ” نُوں چا مَست کرَایو
اُس توں انا الحق آپ کہایو
پھر سُولی پکڑ چڑھَایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی

گھُنگٹ کھول جمال وِکھایا
شیخ جنید ” کمال سدایا
لیس فی جبتی مال بنایا
اَشرف اِنسان بَنایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی

ولقد کرمنا یاد کرَایو
لا الٰہ دا پرَدہ لاہیو
الّا اللّٰہ کھو جھاتی پایو
پھر بُلھّا نام دھرایو اِی
سیّو ہُن میں سَاجن پایو اِی ہَر ہَر دیوچ سَمایو اِی

مشکل الفاظ و معنی: سیو: سہیلیو' ہمجولیو- ساجن: محبوب' سجن' دلبر- ہَرہَر: ہر ہر چیز میں- احد: میں ایک ہوں- انا احمد: میں احمد ﷺ ہوں- انا عرب: میں عرب ہوں' بے عین یعنی رب ہوں' عرب کی عین اڑا دی جائے تو رب رہ جاتا ہے- دَھرایو: رکھا- فثم وجه الله: اُدھر الله کا چہرہ پاؤ گے- ظہور: ظاہر ہونا' آشکار ہونا- رمز: بھید' راز- مذکور: ذکر- گنج مخفی: پوشیدہ خزانہ- مُرلی: بانسری- الست: الست بربکم: کیا میں تمہارا رب نہیں؟ روز اول جب الله تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کرکے یہ سوال کیا اور ان روحوں نے قالوا بلی کہ ہاں تو ہمارا رب ہے کہا- پَرگٹ: ظاہر' بے پردہ- نابود: عدم' نیستی- بود: ہونا' نابود کی ضد- و نفخت فیه الروح: ہم نے پھونکی اس میں روح- نحن اقرب من حبل الورید: ہم شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں- ھوا معکم: وہ تمہارے ساتھ ہے- وفی انفسکم: وہ تمہارے انفاس میں ہے- گھنگٹ'

گھونگٹ: پردہ، حجاب- انا الحق: میں خدا ہوں، منصور" کا نعرۂ مستانہ- جمال: حسن، روپ، نظارہ- جنید: حضرت شیخ جنید بغدادی" مشہور مسلمان بزرگ و صوفی- اشرف: صاحب فضیلت، صاحب شرف- ولقد کرمنا: ہم نے عزت دی، آگے آیت اس طرح ہے والقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو عزت و تکریم دی

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کی یہ کافی پوری کی پوری وحدت الوجود کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے- اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسی کافی میں انسان کے ارتقائی تدریجی مراحل کا بھی بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے- یہ دونوں موضوع ہی سید بلھے شاہ" کی کافیوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں- کہتے ہیں کہ میرے ساتھیو! میں نے اب اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- وہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- پہلے اس نے انا احد کا گیت سنایا اور انا محمد ﷺ ہوں فرمایا- اس نے انا عرب بے عین بتایا (یعنی میں رب ہوں) اور پھر اس نے رسول اکرم ﷺ کا نام رکھ لیا یعنی احد احمد وچ فرق نہ کوئی رتی فرق مروڑی دا-

2- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- جس طرف بھی دیکھو آپ ہی کا نور ہے اور ہر ایک چیز میں آپ کا ہی ظہور ہے- (الانسان سری: انسان میرا بھید ہے) ہر جگہ یہ یہی ذکر مذکور ہے- یہاں پر اسی نے اپنا بھید چھپالیا ہے-

3- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اے میرے محبوب حقیقی جب تو آیا تو میں نہ رہا- مخفی خزانے نے بانسری بجائی اور الست کہہ کر اپنی معبودیت کی گواہی مانگی وہاں سبھی نے قالو بلٰی کہہ کر قرار کرلیا-

4- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اس نے ظاہر ہو کر خود کو نور کہلوایا اور احمد ﷺ - سے وجود میں آیا- وہ پہلے نابود تھا اس نے اسے بود کر دکھایا- اور پھر اس میں اپنی روح پھونک دی-

5- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اس نے نحن اقرب لکھ دیا ہے اور ھو امعکم کا سبق دیا ہے اور وفی انفسکم کا حکم دے دیا ہے اور پھر دیکھا کہ اس نے کیسا پردہ اختیار کیا ہے اور خود کو کس طرح دنیا کی ہر چیز میں چھپایا ہے؟

6- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اس نے ایسا وحدت کا جام بھر کر پلایا اور منصور" کو مست کر کے رکھ دیا اور پھر خود ہی اس سے انا الحق (میں خدا ہوں) کہلوا دیا اور پھر خود ہی پکڑ کر اسے ذار پر چڑھوا دیا-

7- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اس نے اپنے رُخ سے پردہ ہٹا کر اپنا حسن و جمال دکھایا تو شیخ جنید بغدادی" کمال کو پہنچ گئے اور ہر حال میں مست و بے خود رہنے لگے- واقعی تو نے انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے-

8- اے میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوب حقیقی پالیا ہے- اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے- اس سے ولقد کرمنا بنی آدم کی یاد تازہ ہو گئی ہے- لا اللہ کا پردہ ہٹایا گیا کہ الا اللہ نظر آگیا اور پھر بلھے شاہ" نام رکھ لیا- اے

میرے ساتھیو! میں نے اپنا محبوبِ حقیقی پا لیا ہے۔ اس کا جلوہ ہر اک چیز میں سمایا ہوا ہے۔

(78) عِشق اَساں نال کیہی کِیتی!

عشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

دِل دی وَیدن کوئی نہ جانے، اندر دیس بگانے
جس نُوں چاٹ اَمر دی ہووے، سو اِی اَمر پچھانے
اِیس عِشق دی اَوکھی گھاٹی، جو چڑھیا سو جانیں

عشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

آتش عشق فراق تیرے دی، پَل وِچ ساڑ وِکھائی آں
ایس عِشق دے ساڑے کولوں، جگ وِچ دیاں دوہائیاں
جس تَن لگے سو تَن جانیں، دُوجا کوئی نہ جانیں

عِشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

عِشق قصائی نے جیسی کِیتی، رَہ گئی خبر نہ کائی!
عِشق چِواتی لائی چھاتی، پھیر نہ جھاتی پائی
ماپیاں کولوں چھُپ چھُپ رَوواں، کر کر لکھ بہانے

عِشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

ہجر تیرے نے جھلّی کرکے، کملی ناوَں دھرایا
صم بکم عمی ہو کے، آپنا وَقت لنگھایا
کر ہُن نظر کرم دی سائیاں، نہ کر زور دھگانے

عِشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

ہَس بُلاوَن تیرا جانی، یاد کراں ہَر ویلے
پَل پَل دیوچ درد جُدائی، عشق مَریندا سیلے
رو رو یاد کراں دِن راتیں پِچھلے وقت وِہانے

عِشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَریندے طعنے

عِشق تیرا دَرکار اَساں نوں، ہَر ویلے ہَر حِیلے
پاک رسُول محمد ﷺ صاحِب، میرے خاص وَسِیلے
بُلّھے شاہ ؒ جے مِلے پیارا، لکھ کراں شُکرانے
عِشق اَساں نال کیہی کِیتی، لوک مَرِیندے طَعنے

مشکل الفاظ و معنی: طَعنے: طعن و تشنیع کرنا، لعن و ملامت، حرف گیری۔ وَیدن: دکھ، درد، تکلیف، مرض۔ چاٹ: چسکا، لگن، مزہ۔ اَمر: بات، حکم ربی، حکم ایسا فعل جس میں کام کرنے کا حکم دیا جائے۔ فِراق: جدائی، ہجر۔ دوہائیاں: ریاد و فغاں۔ چَواتی: جلتی ہوئی چھوٹی سی لکڑی، تیلی (جلتی ہوئی) آگ لگانے کے لئے جلتی ہوئی آگ کی چھوٹی سی لاٹ۔ صُمُّ: بہرہ۔ بُکمٌ: گونگا۔ عمیٌ: اندھا۔ سیلے: سیلاب، چھل، لہر۔ وقت دہانے: گزرے ہوئے وقت۔ درکار: ضروری، کام آنے والا۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ ؒ کہتے ہیں کہ عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن ملامت کر رہے ہیں۔ اس بیگانے دیس میں دل کے درد کو کوئی نہیں جانتا۔ جس کو کسی بات کی لگن ہو رہی۔ اس بات کو جان سکتا ہے۔ اس عشق کی ڈھلوان اس قدر مشکل ہے کہ جو کوئی اس پر چڑھتا ہے وہی جانتا ہے۔

2- عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن ملامت کر رہے ہیں۔ تیری جدائی کی آگ نے ایک لمحے میں مجھے جلا کر خاکستر کر ڈالا ہے۔ میں اس عشق کی جلن کی وجہ سے ہی فریاد و فغاں کر رہا ہوں جو میرا حال ہے وہ میں ہی جانتا ہوں کیونکہ جس تن کو لگے وہی جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں۔

3- عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن و ملامت کر رہے ہیں۔ ہم سے عشق قصاب نے جو کچھ کیا ہے۔ اب اس کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے کہ عشق نے ہمارے سینے میں ایک ایسی چواتی لگائی کہ پھر اس نے کبھی دوبارہ نظر نہ کی۔ اب میں اپنے عزیز و اقارب سے چھپ چھپ کر روتا ہوں اور لاکھوں بہانے بناتا ہوں کہ کہیں رسوائی نہ ہو جائے۔

4- عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن و ملامت کر رہے ہیں۔ تیری جدائی نے مجھے بالکل سودائی کر دیا ہے اور اب میں نے اپنا نام دیوانہ رکھ لیا ہے۔ میں نے بہرہ گونگا اور اندھا ہو کر اپنا وقت گزارا ہے۔ اب تو اے میرے مالک (محبوب حقیقی) مجھ پر نظر کرم کر دے اور مجھ پر زبردستی نہ کر۔

5- عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن و ملامت کر رہے ہیں۔ اے میرے محبوب تیرا مجھ کو وہ ہنس کر بلانا ہر وقت یاد آ رہا ہے اور لحہ بہ لحہ درد جدائی بڑھ رہا ہے اور عشق کا سیلاب چڑھتا جا رہا ہے۔ اب تو میں گزرے ہوئے وقت کو ہی دن رات رو رو کر یاد کر رہا ہوں۔

6- عشق نے ہم سے یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن و ملامت کر رہے ہیں۔ اے محبوب حقیقی ہمیں تو بس تمہارا عشق ہی چاہئے اور ہم اس کی ہر لحہ اور ہر حیلے طلب رکھتے ہیں اور پاک رسول ﷺ کو ہم نے اپنا خاص وسیلہ بنا لیا ہے۔ یہ کیسا سلوک کیا ہے کہ لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ ہماری لعن و ملامت کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(79) عشق حقیقی نے مُٹھی کُڑے

عشق حقیقی نے مُٹھی کُڑے
مینوں دسّو پیا دا دیس
ماپیاں دے گھر بال آیانی پیت لگا کے لُٹی کُڑے
منطق، معنے، کنز، قدوری! میں پڑھ پڑھ علم بُگچّی کُڑے
نماز روزہ اوہناں کیہہ کرناں جینہاں پریم صراحی لُٹی کُڑے
بُلّھا شوہ دی مجلس بہہ کے! سبھ کرنی میری چُھٹی کُڑے
مینوں دسّو پیا دا دیس
نی مینوں دسّو سجّن دا دیس

مشکل الفاظ و معنی: عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔ مُٹھی: قابو آئی، پھنسی، موہ لی گئی۔ منطق: بات چیت، کلام، دلیل کا علم۔ معنے: علم معانی۔ کنز، قدوری: علم فقہ کی مشہور کتابیں۔ بُگچّی: گواچی، تباہ ہوئی، گم ہوئی۔ پریم صراحی: محبت کی بھری صراحی۔ کرنی: عمل۔ پیا: محبوب، دلبر۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ مجھے عشق حقیقی نے موہ لیا ہے۔ میں اس کے شکنجے میں بری طرح پھنس چکا ہوں۔ اے کاش مجھے کوئی میرے محبوب کا دیس بتا دے۔

میں اپنے والدین کے گھر میں ابھی بالی عمر میں ہوں اور مجھے پیت لگا کر لوٹ لیا گیا ہے یعنی ابھی میری عمر کچھ بھی نہیں ہے اور میں ناسمجھ اور نادان ہوں اور محبت کے داؤ پیچ سے ناواقف ہوں۔ اسی لئے تو اس کے دام میں پھنس چکا ہوں۔

لوگ علم کا حصول معلومات حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں لیکن جب سے میں نے عشق کا درس لیا ہے مجھے اور تمام علوم بالکل فراموش ہو چکے ہیں بلکہ گم ہو گئے ہیں۔ اور میں اب عشق کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

یہ حقیقت ہے کہ نماز روزہ ہر ایک پر فرض ہے مگر انہوں نے نماز روزہ کو کیا کرنا ہے کہ جن کو محبت کی مدھ بھری صراحی نے لوٹ لیا ہو میرے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے اور مجھے محبت کی مدھ بھری صراحی نے لوٹ لیا ہے۔

اے بلھے شاہ" ہم تو اپنے محبوب (مُرشد) کی مجلس میں بیٹھ بیٹھ کر تمام کام بھول چکے ہیں اور سب اعمال فراموش ہو چکے ہیں۔ بس اب تو ہم اسی کے تصور میں ہی مست و بے خود پڑے رہتے ہیں۔

خدارا مجھے کوئی میرے محبوب کے دیس کے متعلق بتا دے۔ اے کاش مجھے میرے دلبر کے مقام کے بارے میں کوئی خبر لا دے کہ وہ کہاں رہتا ہے۔

(80) عشق دِی نوّیوں نوّیں بہار

عِشق دی نوِیوں نوّیں بہار

جاں میں سَبق عِشق دا پڑھیا مسجد کولُوں جیوڑا ڈریا
ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا جتھّے وجدے ناد ہزار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

جاں میں رمز عِشق دی پائی مَینا طوطا مار گوائی!
اندر باہر ہوئی صفائی جت وَل ویکھاں یارو یار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے بُھلّی ہیر ڈھونڈ یندی بیلے
رانجھا یار بُکّل وِچ کھیلے مَینُوں سُدھ رہی نہ سار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

بید قرآناں پڑھ پڑھ تھکّے سجدے کردیاں گھس گئے متّھے
نہ رب تیرتھ نہ رب مکّے جس پایا تِس نُور انوار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

پُھوک مُصلّے، بھَن سُٹ لوٹا نہ پھڑ تسبیح، عاصا، سوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا ترک حلالوں کھا مُردار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

عُمر گوائی وِچ مسیتی اَندر بھریا نال پلیتی!
کَدے نماز توحید نہ نیتی ہُن کیہہ کرنائیں شور پُکار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

عِشق بُھلایا سجدہ تیرا ہُن کیوں آئینویں پاویں جھیڑا
بُلّھا ہوندا چُپ بوہتیرا عِشق کریندا ماروُ مار

عِشق دی نوّیوں نوّیں بہار

مشکل الفاظ و معنی: نویویں نویں: تازہ بتازہ' نوبنو- جیوڑا: جی' دل' روح- ٹھاکر: دیوتا' مالک' رب' چودھری- تاں: سنکھ- مینا طوطا: خوبصورت آواز رکھنے والے دو مشہور جانور مراد اپنی میں اور اونچا بول- جت وَل: جس طرف- ڈھونڈیندی: ڈھونڈتی- بیلے: جنگل بیلے- سدھ: سدھ بدھ' سوچ سمجھ' آتا پتا' واقفی- سار: خبر' اطلاع' قدر' پرکھ- بید: وید' ہندوؤں کی چار مذہبی کتابیں: رگ وید' سام وید' اتھروید اور یجر وید- قرآناں: قرآن حکیم' خداوند کریم کے سچے اور آخری نبی ﷺ پر نازل ہوئی آسمانی مقدس کتاب- تیرتھ: ہندوؤں کی مقدس جگہ جو کہ ان کی زیارت گاہ بھی ہے- تِن: اس نے- پھوک: آگ لگا دے- بھن سٹ: توڑ دے- عاصا: عصا' موٹا' لاٹھی- ہوکا: آوازہ- میلے: ملاقات- رانجھن: ہیر کا مشہور عاشق مجازاً محبوب' محبوب حقیقی- سرت: ہوش و حواس- جھیڑا: جھگڑا' بحث و تکرار- بوہتیرا: بہت۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ ؒ کی اس کافی میں اگرچہ مضمون وہی پرانا ہی ہے کہ حضوری کے بغیر عبادات خشکی اور یبوست کا باعث بنتی ہیں لیکن اس زور بیان کی فراوانی قابل دید و قابل صد تحسین و آفرین ہے۔ اس کافی کے عنوان سے ہی ایک گہری حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ عشق لحہ بہ لحہ ایک نئے رنگ کی آفرینش کرتا ہے یعنی محبوب اگرچہ ایک ہے مگر اس کے جمال کا تنوع عاشق کے لئے ہر لحظہ ایک نئی امنگ پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے اور وہ ہر بار از سر نو محبت کرنے لگتا ہے۔ بلھے شاہ ؒ کہتے ہیں کہ عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ جب میں نے عشق کا سبق پڑھا تو مسجد سے دل بہت ڈرا تو میں ٹھاکر کے ڈیرے میں جا داخل ہوا۔ جہاں ہزاروں ناد بج رہے تھے۔

2- عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ جب میں نے عشق کی رمز پالی تو میں نے اپنی طوطا مینا مار ڈالی اور پھر اندر باہر صفائی ہو گئی۔ اب میں جس طرف بھی اپنی نظر کرتا ہوں۔ مجھے وہ اپنا دلبر ہی دکھائی دیتا ہے۔

3- عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ ہیر اور رانجھا جب دونوں آپس میں مل گئے تو ہیر اسے بیلوں میں ڈھونڈنا بھول بیٹھی۔ رانجھا یار تو اب اس کی بکل ہی کھیل رہا تھا لیکن مجھے تو اس کی بالکل سدھ بدھ اور خبر تک نہ رہی۔

4- لوگ وید اور قرآن پڑھ پڑھ کر تھک گئے اور سجدے کرتے کرتے ان کی پیشانیاں گھس گئیں لیکن نہ تو خدا تیرتھ میں ہی ملا اور نہ مکے میں ہی مل سکا لیکن جس نے اسے پالیا وہ نور انوار ہو گیا۔ یا جو نور انوار ہے اس نے اسے پا لیا۔

5- عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ مصلے کو جلا دو اور لوٹے کو توڑ ڈالو۔ ہاتھ میں نہ تو تسبیح پکڑو اور نہ ہی کوئی عصا یا سوٹا ہی لو۔ یہ بات عاشق بلند آواز دے دے کر کہہ رہے ہیں کہ حلال کو ترک کرو اور حرام اور مردار کھاؤ۔ یعنی اس حد تک بھوک کو پہنچو کہ مردار حلال ہو جائے۔

6- عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ میں نے اپنی تمام عمر مسجد میں رائیگاں ہی گنوا دی۔ کیونکہ میرا اندر پلیتی سے بھرا ہوا تھا اور میں نے کبھی بھی خلوص دل سے اس کی عبادت نہ کی۔ اب میں کس لئے شور پکار کروں؟

7- عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔ اے میرے محبوب حقیقی تیرے عشق کی سرمستی نے

مجھے تیری عبادت بھلا دی۔ اب تو ہم سے کیوں بحث و تکرار کر رہا ہے؟ بلھا تو بہت چپ رہنا چاہتا ہے مگر وہ کیا کرے عشق جو مار و مار کر رہا ہے۔ عشق کی بہار لحہ بہ لحہ تازہ بتازہ اور لحظہ بہ لحظہ نو بنو ہے۔

(81) عِلموں بَس کریں او یار

عِلموں بس کریں او یار
اِکّو الف تیرے درکار

عِلم نہ آوے وِچّ شمار اِکّو الف تیرے درکار
جاندی عُمر نہیں اعتبار عِلموں بس کریں او یار

عِلموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ لکھ لکھ لاویں ڈھیر ڈھیر کتاباں چار چُفیر
گردے چانن، وِچ انھیر پُچھّو راہ؟ تے خبر نہ سار

عِلموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ شیخ مشائخ ہویا بھر بھر پیٹ نیندر بھر سویا
جاندی وار نین بھر رویا ڈُبّا وِچ، اُرار نہ پار

عِلموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ شیخ مشائخ کہاویں اُلٹے مسئلے گھروں بناویں
بے علماں نوں لُٹ لُٹ کھاویں جھوٹھے سچّے کریں اِقرار

عِلموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں اُچیاں بانگاں چانگاں ماریں
منبر تے چڑھ وعظ پکاریں کیتا تینوں عِلم خوار

عِلموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ مُلّاں ہوئے قاضی اللہ علماں باجھوں راضی
ہووے حرص دِنوں دِن تازی تینوں کیتا حرص خوار

علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ مسئلے روز سُناویں کھانا شک شُبہے دا کھاویں

دَسّیں ہور تے ہور کماویں اندر کھوٹ، باہر سچیار
علموں بس کریں او یار

مشکل الفاظ و معنی: اَلف: اکثر صوفی شاعروں نے اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کیا ہے، الف اللہ- چار چُفیرے: چاروں طرف- گِردے: اردگرد- وِچ: اندر- انھیر: اندھیر، سیاہی، تاریکی- پُچھّو: دریافت کرو- خبر نہ سار: کوئی اتا پتا نہیں، ناواقفیت- اُرار: دریا کے اس طرف- چانگاں: اُونچی آوازیں نکالنا، چیخ و پکار، شور- خوار: ذلیل- مسلے: دینی مسائل- گھروں بناویں: خود بنالیں کہ جو دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتے- کھوٹ: ملاوٹ- سچیار: سچ، سچا-

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے ایسے علمائے حیل کے طور طریقوں کے خلاف آواز بلند کیا ہے کہ جو اپنے فقہی حیلوں سے برہمنوں کی طرح لوگوں کے مال و املاک کا استحصال کرتے ہیں اور ان کا خون چوسنے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ علم کے مخالف ہرگز نہیں تھے لیکن وہ خالصتاً علم یا علم برائے علم کے مخالف ضرور تھے۔ اس کافی میں یہی مضمون ہے کہ جو کہ اجمالاً بیان ہوا ہے۔ مضمون مسلسل اور مربوط ہے اور اس کافی کو بلھے شاہی طرز ادا اور زور بیان کا اچھا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اسی کافی کی مقبولیت اور پذیرائی کا اسی بات سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے متعدد مصرعے زبان زد خاص و عام ہو چکے ہیں بلکہ ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو تمہارے لئے ایک الف ہی کافی ہے اور ضروری ہے کیونکہ علم تو شمار میں نہیں آ سکتا اور ایک الف ہی تجھے چاہئے اور یہی ضروری بھی ہے۔ عمر گزرتی جا رہی ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو۔

2- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو۔ پڑھ پڑھ کر اور لکھ لکھ کر تم ڈھیر لگاتے جا رہے ہو اور تمہارے اردگرد کتابوں کے ڈھیر لگ چکے ہیں۔ تمہارے اردگرد تو روشنی ہے مگر اندر اندھیرا ہے اور جب تم سے کچھ پوچھا جائے تو مجھے اس کی کوئی خبر اور اتا پتا نہیں ہے۔

3- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو۔ تم پڑھ پڑھ کر شیخ مشائخ ہو گئے ہو اور پیٹ بھر بھر کر کھاتے ہو اور خوب سوتے ہو لیکن جب یہاں سے جاؤ گے تو تمہیں رونا بھی خوب پڑے گا اور پھر تم درمیان میں ڈوب جاؤ گے۔ آر کے رہو گے نہ پار کے رہو گے۔

4- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! پڑھ پڑھ کر تم شیخ مشائخ کہلواتے ہو اور الٹے سیدھے گھر سے ہی مسئلے بنا لیتے ہو اور پھر سادہ لوح بے علم لوگوں کو خوب لوٹ لوٹ کر کھاتے ہو اور جھوٹے سچے اقرار کرتے ہو یعنی بہانوں اور حیل و حجت سے کام لیتے ہو۔

5- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! بے شمار نفلی نمازیں پڑھتے ہو اور بلند آواز سے بانگیں دیتے ہو اور چیختے چلاتے ہو۔ منبر پر چڑھ کر وعظ سناتے ہو جو کچھ کہتے ہو وہ کر کے نہیں دکھاتے ہو۔ تمہارے علم نے تمہیں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔

6- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! پڑھ پڑھ کر تم مُلّاں اور قاضی ہو گئے ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو علم کے بغیر ہی

راضی ہوتا ہے لیکن تمہاری حرص دن بدن بڑھتی جا رہی ہے تمہیں اصل میں تمہاری اس حرص نے ہی خوار کیا ہے۔

7- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! پڑھ پڑھ کر تم روز مسئلے سناتے ہو اور شک و شبے کا کھانا کھاتے ہو۔ بتاتے کچھ اور ہو اور کرتے کچھ اور ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہارے اندر کھوٹ ہے اور تم باہر سے کھرے دکھائی دیتے ہو۔

پڑھ پڑھ عِلم نجُوم وَچارے گِنّدا راساں بُرج ستارے
پڑھے عزیمتاں مَنتر جھاڑے اَبجد گِنّے تعوِیذ شُمار
عِلموں بَس کریں او یار

عِلموں پئے قضیئے ہور اَکھیّں والے اَنّھے کور
پھڑے سادھ تے چھڈّے چور دوہیں جہانیں ہویا خوار
عِلموں بَس کریں او یار

عِلموں پئے ہزاراں بھَتّے راہی اَٹک رہے وِچ رَستے
ماریا ہجر ہوئے دِل خَستے پیا وِچھوڑے دا سر بھار
عِلموں بَس کریں او یار

عِلموں میاں جی کہاویں تمبا چُک چُک منڈی جاویں
دھیلا لے کے چُھری چلاویں نال قصائیاں بوہتا پیار
عِلموں بَس کریں او یار

بوہتا عِلم عزازیل نے پڑھیا جھُگا جھاہا اوس دا سڑیا
گل وِچ طوق لعنت دا پڑیا آخر گیا اوہ بازی ہار
عِلموں بَس کریں او یار

جد میں سبق عِشق دا پڑھیا دریا ویکھ وحدت دا وڑیا
گھمن گھیراں دے وِچ اڑیا شاہ عنایتؒ لایا پار
عِلموں بَس کریں او یار

بُلّھاؒ رافضی نہ ہے سُنّی عالِم فاضِل نہ عامل جُنّی
اِکو پڑھیا عِلم لدُنّی واحد الف مِیم درکار

عِلموں بَس کریں او یار

راساں: آسمانی بُرج- تمبا: پاجامہ- عزیمت: جادو کے بول پڑھنا- ابجد: پہلے سے آخر تک کے الفاظ- قضیئے: حادثات، جھگڑے، جھیڑے، مسائل- اَنھّے کور: جسے دکھائی نہ دے- سادھ: بے گناہ، معصوم، چور کی ضد- بھیتے: جھگڑے جھیڑے، آدمی کو پھنسانے والے مسائل، دلدل، کیچڑ- خستے: برے حال- بھار: بوجھ- عزازیل: ابلیس، شیطان- جھُگا: چھوٹا سا گھر- جھاہا: گھاس پھوس کی جھونپڑی- طوق: زنجیر- وحدت: خدا کا ایک ہونا، خدا کی یکتائی- گھمّن گھیر: منجدھار، گرداب- شاہ عنایت: حضرت شاہ عنایت قادری ؒ سید بُلّھے شاہ ؒ کے مُرشد- رَافضی: رفض سے، ساتھ چھوڑنے والا، منکر، شیعہ- جنی: بدگمان، وہمی، شکی- لَدُنّی: خداداد، وہ علم جو سیکھنے کے بغیر حاصل ہو، الہام وغیرہ- الف میم: اللہ اور محمد ﷺ - درکار: چاہیئے، ضروری، ضرورت کے مطابق-

8- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! پڑھ پڑھ کر علم نجوم بے چارے برجوں اور ستاروں کی گنتی کرتے رہتے ہو اور کبھی جادو ٹونے اور منتر و جھاڑا کرتے ہو اور کبھی ان حروف کے ابجد نکال کر تعویذ وغیرہ لکھتے رہتے ہو جن کا کوئی شمار نہیں-

9- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! تمہارے علم نے تو اور مصیبتیں کھڑی کر دیں- آنکھوں والے اندھے ہو گئے- سادھوؤں کو پکڑا جانے لگا اور چوروں کو چھوڑ دیا گیا- تو اپنے اس عمل سے اور بھی خوار ہو گیا-

10- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! کیونکہ ان علوم سے ہزاروں دلدلیں وجود میں آئیں اور لاکھوں راہی راستوں میں ہی بھٹک گئے- ہجر نے ان کو وہ مار ماری کہ وہ انتہائی خستہ ہو گئے کیونکہ اُن کے سروں پر جدائی کا بھارا بھار آن پڑا-

11- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! تم علم کی وجہ سے میاں جی کہلواتے ہو اور پاجامہ اوپر اٹھا اٹھا کر کوچہ و بازار میں چلتے ہو- ایک پائی کے بدلے لوگوں کے گلوں پر چھری چلاتے ہو- قصابوں کے ساتھ تمہیں کچھ زیادہ ہی پیار ہو چکا ہے-

12- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! زیادہ علم تو عزازیل نے پڑھا تھا- جس نے اپنا گھر بار ہی پھونک ڈالا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑ گیا اور دونوں جہانوں کی لعنت اس نے مول لے لی اور وہ بالآخر بازی ہار گیا-

13- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! جب میں نے عشق کے سبق کو پڑھا تو وحدت کے دریا کو دیکھ کر اس میں میں نے چھلانگ لگا دی اور میں بیچ بھنور میں گھر گیا- تو میرے مُرشد حضرت شاہ عنایت قادری ؒ نے مجھ پر نظرِ کرم کرتے ہوئے اسی دریا سے پار لگایا-

14- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو! بُلّھے شاہ ؒ رافضی ہے اور نہ ہی سنی ہے- یہ نہ تو کوئی عالم فاضل ہی ہے اور نہ ہی کوئی بدگمان و وہمی شکی ہے اس نے تو بس ایک ہی علم، علم لدنی ہی پڑھا ہے ایک ہی الف یعنی اللہ اور میم یعنی محمد ﷺ ہی درکار ہے- اے میرے دوست علم کا حصول بس کر دو!

(81-A) فتمِ وجہ اللّٰہ دسنائیں اَج اویار

فتم وجہ اللّٰہ دسنائیں اَج او یار

گھنگٹ کھول مُکھ ویکھ نہ میرا عَیب رِنمانی دے کَج او یار
میں اَیانی نیُونّہہ رَیہہ جاناں لاوَن دا نہیں بَج او یار
حاجی لوک مکّے نُوں جاندے! سَاڈا ہُن تُوں حَج او یار
ڈُونگھی نَدی تے تُلاّ پُرانا مِلساں کیہڑے پَج او یار
بُلّھا میں ظاہر ڈِٹھّا لاہ مُونہے تُوں لَج او یار

فتم وجہ اللّٰہ دسنائیں اَج او یار

مشکل الفاظ و معنی: فتم وجہ اللّٰہ: اُدھر اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔ گھنگٹ: گھونگٹ' پَردہ۔ نمانی: عاجز' گنہگار' لاچار۔ نیُونّہہ: عشق' محبت' پریم۔ کج: ڈھانپ' پَردہ پوشی کر۔ بج: طور طریقہ' سلیقہ' اصول' ہنر۔ تُلاّ: لکھ کانوں کی بنائی گئی کشتی۔ پج: حیلہ' بہانہ۔ ڈِٹھّا: دیکھا۔ لاہ: اُتار۔ لج: شرم' حیا' عزّت' لاج۔

ترجمہ: اے میرے محبوب حقیقی آج تو ہمیں ہر طرف اپنے ہی چہرہ کے متعلّق بتاتا ہے۔ اَپنے رُخ سے تو یہ پردہ اتار دے اور میرے منہ کی طرف نہ دیکھ۔ میں تو بڑا گنہگار ہوں اور عاجز ہوں۔ میرے عیبوں کو ڈھانپ لے۔

2- میں ابھی چونکہ بالپن میں ہوں اور نادان ہوں۔ تیری محبت کے متعلّق کیا جانتا ہوں؟ مجھے محبت کرنے اور دل لگانے کا کوئی طریقہ اور سلیقہ بالکل نہیں آتا۔ میں نادان ہوں' عاجز ہوں اور محبت کے اصولوں سے بالکل ناواقف ہوں۔

3- لوگ حج کرنے کے لئے مکہ کو جاتے ہیں لیکن میں تو صرف تمہارے ہی کوچے کا رخ کرتا ہوں کیونکہ میرا حج تو' تو ہے۔ تیرا کوچہ ہی میرے لئے مکہ ہے اور اسی کوچے کی گلیوں میں پھیروں سے میرا طواف ہوتا ہے اور یہی میرا حج ہے۔

4- یہ دنیا اک بڑی گہری ندی ہے جسے مجھے بر سرپار کرنا ہے لیکن کشتی (تُلاّ) "میرا وجود" بہت پرانا ہے کہ جس پر چڑھ کر میں نے یہ ندی عبور کرنی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ کسی طرح میں اس ندی (دنیا) کو عبور کرکے تم سے مل سکوں گا؟

5- بلّھے شاہؒ نے اپنے محبوب (مُرشد) کو ظاہری طور پر دیکھا ہے یعنی میرا مُرشد ہی اصل میں میرا محبوب ہے۔ اے میرے محبوب تو اپنے رخ سے یہ شرم و حیا کا پردہ ہٹالے یعنی کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کر اور بے حجابانہ طور پر میرے سامنے آ۔ تو کہ جو آج ہمیں ہر طرف اپنے چہرے ہی کے متعلق بتاتا ہے۔

(82) کپُوری ریوڑی

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

تیل تِلاں دے لڈُو نے، جلیبی پکڑ منگائی
ڈردے نُھٹّے قند شکر توں، مِصری نال لڑائی
کاں لگّڑ نُوں مارن لگے، گدّوں دی کھلّ لال

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

ہو فریادی لکھ پتیاں نے، لُون تے دستک لائی
کُلکُلیاں منصُوبہ بدّھا، پاپڑ چوٹ چلائی
بھیڈاں مار پلنگ کھپائے، گرگاں بُرا احوال

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

گُڑ دے لڈّو غُصّے ہو کے، پیڑیاں تے فریادی
بَرفی نُوں کہے دال چنّے دِی، تُو ہیں میری باندی
سبھے شِینہاں تے نچّن لگے، وڈّی پئی دھمال

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

شکر کھنڈ کہے مِصری نُوں، میری ویکھ صفائی
چِڑ وے چنّے ایہہ کرنے لگّے، بدانے نال لڑائی
چُوہیاں کَن بِلّی دے کُترے، ہو ہو کے خوشحال

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

بُلّھا شوہ ہُن کیا بتاوے، جو دِسّے سو لڑ دا
لَت بَلتّی، گُت مگتّی، کوئی نہیں ہتھ پھڑ دا
ویکھو کیہی قیامت آئی، آیا خر دجّال

کپُوری ریوڑِی کیونکر لڑے پتاسے نال

مشکل الفاظ و معنی: کپُوری ریوڑِی: سفید کافور رنگی ریوڑی، عمدہ اور اعلیٰ خوشبودار ریوڑی۔ تِل: ایک قسم کا بیج، جنس۔

کال: کوّا۔ لگڑ: باز، شاہین۔ چوٹ: ضرب، مار، نقصان۔ پلنگ: چیتا۔ گُرگ: بھیڑیا۔ باندی: غلام، کنیز۔ شینہہ: شیر۔ چڑوے: چیوڑے، چاولوں سے تیار کی گئی پھلیاں جیسی ایک چیز۔ لت بلتی: لڑائی میں ایک دوسرے لات یا ٹھڈا مارن۔ گت گتی، لڑائی، باہم دست و گریباں، ایک دوسرے کی گُت کو ہاتھ میں لینا۔ خر: گدھا۔ دجّال: بہت بڑا فریبی، قیامت کے نزدیک ظاہر ہونے والا اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ایک بندہ جو کہ گدھے پر سوار ہو گا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں مختلف مٹھائیوں کے ذریعے اپنے دور کی معاشرت کے باہمی انتشار و انقلاب کی خوب مرقع نگاری کی ہے اور لوگوں کے دلوں اور ذہنوں میں پائی جانے والی افراتفری و کدورت کا بڑا عمدہ نقشہ کھینچا ہے۔ کہتے ہیں کہ دیکھو! کوری ریوڑی پتاسے سے کس طرح لڑ رہی ہے۔ تلوں کے تیل کے لڈو نے جلیبی کو پکڑ کر منگوا لیا اور ڈرتے ہوئے جو قند شکر بھاگ رہی تھی وہ مصری کے ساتھ باہم دست و گریباں ہو گئی اور ایسا انقلاب برپا ہوا کہ کوے شہبازوں کو مارنے لگے اور گدھی کے گال خود بخود سرخ ہو گئے۔

2- دیکھو! کوری ریوڑی پتاسے سے کس طرح لڑ رہی ہے۔ لکھ پتیوں نے فریادی ہو کر نمک کے دروازے پر دستک دی۔ گلگلوں نے منصوبہ سازی کی اور پاپڑوں نے بڑی زبردست چوٹ چلائی۔ بھیڑوں نے چیتوں کو بڑا ستایا اور بھیڑیوں کا برا حال ہوا۔

3- دیکھو! کوری ریوڑی پتاسے سے کس طرح لڑ رہی ہے۔ گڑ کے لڈو غصے میں آ کر پیڑوں پر فریاد کرنے لگے اور برفی کو چنوں کی دال کہنے لگی تو تو میری باندی ہے۔ خرگوش شیروں پر ناچنے لگے اور انہوں نے خوب دھمال ڈالی۔

4- دیکھو! کوری ریوڑی پتاسے سے کس طرح لڑ رہی ہے۔ شکر کھنڈ مصری سے کہنے لگی کہ تم میری صفائی دیکھو! چڑوں اور چنوں نے مل کر بیدانے سے لڑنا شروع کر دیا۔ چوہوں نے بلی کے کان کتر ڈالے اور بڑے خوشحال پھرنے لگے۔

5- دیکھو! کوری ریوڑی پتاسے سے کس طرح لڑ رہی ہے۔ اب بُلھے شاہؒ کیا بتائے جو بھی نظر آتا ہے وہ لڑتا ہی دکھائی دیتا ہے۔ کوئی لات مار رہا ہے تو کسی نے بالوں سے پکڑا ہوا ہے اور کوئی بھی کسی کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ دیکھو! کہ یہ کیا قیامت آگئی ہے کہ خر دجّال آگیا ہے۔ دیکھو! کوری ریوڑی کس طرح پتاسے سے لڑ رہی ہے۔ یہ کیا انقلاب آگیا ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو نیچا دکھاتے اور لڑنے میں مصروف ہے۔ اشراف ذلیل ہو رہے ہیں اور ادنیٰ و کمینے درجات و عزت حاصل کرتے جا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(83) کت کُڑے نہ وَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چھلّی لاہ، بھروٹے گھت کُڑے

جے پُونی پُونی کَتّیں گی
تاں ننگی مُول نہ وَتّیں گی
جے وَرھیاں داجے کَتّیں گی
تاں کانگ مارے گا جھٹ کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چھلّی لاہ، بھروٹے گھت کُڑے

وِچ غفّلت جے تَیں دِن جالے
کَت کے کجھُ نہ لیو سنبھالے
باجھوں گُن شوہ اپنے نالے
تیری کیونکر ہو سی گَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چھلّی لاہ، بھروٹے گھت کُڑے

ماں پیو تیرے گنڈھیں پائیاں
آجے نہ تینُوں سُرتاں آئیاں
دِن تھوڑے تے چاء مُکلائیاں
نہ آسیں پیکے وَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چھلّی لاہ، بھروٹے گھت کُڑے

جے داج وِہونی جاویں گی
تاں کِسے بھُلّی نہ بھاویں گی

تُوں شَوہ نُوں کیویں رِیجھاویں گی
کجُھ لَے فقیراں دی مَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چَھلّی لَاہ، بَھروٹے گھت کُڑے

تیرے نال دیاں دَاج رَنگائے رِنی
اوہناں سُوہے سَالُو پائے رِنی
تُوں پَیر اُلٹے کیوں چائے رِنی
جا اوتھے لِکھسَیں تَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چَھلّی لَاہ، بَھروٹے گھت کُڑے

بُلّھا شَوہ گھر اَپنے آوے
چُوڑا بیڑا سَبھ سُہاوے
گُن ہو سی تاں لگے لگاوے
نہیں روسیں لینیں رَت کُڑے

کَت کُڑے نہ وَت کُڑے
چَھلّی لَاہ، بھروٹے گھت کُڑے

مشکل الفاظ و معنیٰ: کت: سوت کات، نیک اعمال کما لے۔ کُڑے: اے لڑکی۔ وَت: دوبارہ، پھر، بے مقصد۔ کانگ: کاگ، کوا۔ چھلی: سوتی دھاگے کا وہ گچھا یا مجموعہ جو تکلے پر جمع ہو جاتا ہے۔ بھروٹہ: ٹوکری، چھکو، اعمال نامہ۔ گنڈھیں: گنڈھ کی جمع، گنڈھ کے لفظی معنی گانٹھ کے ہیں لیکن محاورتاً شادی کی تاریخ طے کرنا ہے۔ سرت: ہوش، عقل۔ پیکے: ماں باپ کا گھر۔ داج: جہیز۔ وہونی: بغیر، بن۔ شَوہ: مالک، خاوند، محبوب۔ رجھانا: خوش کرنا، راضی ہونا۔ مَت: نصیحت۔ گَت: عزت، ساکھ۔ سوہے سالُو: سُرخ جوڑے، سرخ جوڑا جو شادی کے موقعہ پر دلہن کو پہنایا جاتا ہے۔ چائے: اٹھائے۔ تت: اخیر، آخر۔ روسیں لینیں رت: خون کے آنسو روئے گا۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہ ؒ نے اس کافی میں بھی "کر کتن دل دھیان کڑے" کی مانند بڑی سیدھی سادی اور نصیحت آموز

باتوں کو بیان کیا ہے اور نیک اعمال کمانے کے لئے جن مصائب سے گزرنا پڑتا ہے وہ انہوں نے لڑکیوں کے کاتنے اور تومنے وغیرہ کے بلیغ استعاروں کے ذریعے بیان کی ہیں اور یہی ہمارے عوام کا ذوق بھی ہے۔ جس کی اس کافی میں فراوانی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کافی میں انہوں نے نہایت نرم لہجہ استعمال کیا ہے جو کہ بلھے شاہ" جیسے ندھڑک اور بے باک شاعر سے کافی دور ہے۔ جو کہ معاشرتی ناانصافیوں کو دیکھ کر قلم کو تلوار یا درہ بنا لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ اگر تو نیک اعمال کمائے گا تو تیری عزت اور وقار میں بہت اضافہ ہو گا لیکن اس کے ساتھ یہ خیال بھی رہے کہ سو برس کے نیک اعمال کو شیطان ایک پل میں ہی ضائع بھی کر دیتا ہے۔

2- نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ تو نے غفلت میں جو اپنے دن گزارے ہیں اور نیک اعمال کی طرف تو نے بالکل توجہ نہیں دی اور خود کو سنبھالا نہیں دیا۔ خوبیوں کے بغیر تو اپنے محبوب کو کس طرح پسند آئے گا اور تیری کیسے عزت و تکریم ہو گی۔

3- نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ تیرے والدین نے تیری شادی کا دن مقرر کر دیا ہے اور تجھے ابھی تک ہوش نہیں آئی۔ تیری زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اور مجھے ابھی تک مکلاوے کا ہی چاؤ چڑھا ہوا ہے تو نے اپنی اس دنیا میں دوبارہ کبھی واپس نہیں آنا۔

4- نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ اگر تو بغیر نیک اعمال کے وہاں جائے گا تو تجھے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا اور تو اپنے محبوب حقیقی کا دل کبھی نہ لبھا سکے گا۔ یہ فقیروں کی نصیحت ہے اگر تو اسے قبول کر لے۔

5- نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ تیرے تمام ساتھیوں نے نیک اعمال کمانے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں اور انہوں نے عبادت و ریاضت کو اختیار کر لیا ہے لیکن تو ابھی تک اُلٹے کاموں میں پڑا ہوا ہے اور وہاں جا کر آخر کیا کرے گا؟

6- نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزار اعمال کما کما کر اپنے اعمالنامے میں اضافہ کر لے۔ اے بلھے شاہ" اگر میرا محبوب (مُرشد) میرے گھر میں آ جائے تو میرا بننا ٹھننا اسے سب کچھ اچھا لگے مجھ میں اگر کوئی خوبی (نیکی) ہو تو وہ مجھے ضرور اپنے گلے سے لگائے گا۔ پھر تیری ان آنکھوں میں کبھی آنسو نہ آئے گا۔ نیک اعمال کما لے اور اس زندگی کو بے مقصد مت گزارو۔ اعمال کما کما کر اپنے اعمال نامے میں اضافہ کر لے۔

(84) کدی آپنی آکھ بلاؤ گے!

کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

میں بے گن کیا گن کیا ہے   تن پیا ہے من پیا ہے
اوہ پیا سو مورا جیا ہے   پیا پیا سے رل مل جاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

میں فانی آپ کو دور کراں   تیں باقی آپ حضور کراں
بجے اظہر وانگ منصورؒ کراں   کھڑ سولی پکڑ چڑھاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

میں جاگی سب جگ سویا ہے   کھلّی پلک تاں اُٹھ کے رویا ہے
جُز مستی کام نہ ہویا ہے   کدی مست الست بناؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

جد انہد بن دو نین دھرے   آگے سر بن دھڑ کے لاکھ پڑے
چھل رنگن دے دریا چڑھے   میرے لہو دی ندی وگاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

کیسے عاشق نہ سکھ سونا ہے   آساں رو رو کے مکھ دھونا ہے
ایہہ جادو ہے کہ ٹونا ہے   اس روگ کا بھوگ بتاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

کہو کیا سر عشق بچارے گا   پھر کیا تہیسی زر وارے گا
جب دار اوپر سر وارے گا   تب پچھے ڈھول بجاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

میں اپنا من کباب کیا   آنکھوں کا عرق شراب کیا
رگ تاراں ہڈ رباب کیا   کیا رت کا نام بلاؤ گے
کدی آپنی آکھ بلاؤ گے

شک رنجی کو کیا کیجئے گا   من بھانا سودا لیجئے گا

ایہہ دین دُنی کس دیجئے گا مُجھے اپنا درس بتاؤ گے
کَدِی اَپنی آکھ بُلاؤ گے

مینوں آن نظارے تایا ہے دو نیناں برکھا لایا ہے
بن روز عنایت" آیا ہے اَیئویں اپنا آپ جتاؤ گے
کَدِی اَپنی آکھ بُلاؤ گے

بُلھا شوہ نوں ویکھن جاؤ گے اُہناں اکھیاں نوں سمجھاؤ گے
دیدار تداہیں پاؤ گے بن شاہ عنایت" گھر آؤ گے
کَدِی اَپنی آکھ بُلاؤ گے

مشکل الفاظ و معنی:

گُن: خوبی، ہنر، کمال، نیکی۔ پیا: محبوب، پریتم، پیارا۔ مورا: میرا۔ تن: جسم، بدن۔ من: دل، رُوح۔ فانی: فنا ہونے والا۔ آپ: خود۔ حضُور: حاضر۔ اظہر: روشن، واضح، ظاہر۔ منصور: منصور حلّاج جنہیں انا الحق کہنے کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ مست الست: روز ازل سے مست و بے خود، مدہوش۔ اَنہد: میں ایک ہوں، الوہیت، اللہ تعالیٰ کی صفت مراد اللہ تعالیٰ۔ کیا تھیسی: کیا ہوگا؟ نروار: انصاف، برابری، تفصیل، علیحدہ شناخت۔ رُباب: ایک ساز کا نام۔ شک رنجی: زخم، دوستوں کی آپس کی ان بن۔ من بھانا: من پسند۔ دُنی: دنیا۔ درس: دیدار۔ تایا: ستایا، مضطرب کیا۔ برکھا: بارش۔ عنایت: بُلھے کے مُرشد شاہ عنایت قادری"۔ شوہ: محبوب (مُرشد)۔ تداہیں: تبھی، تب ہی۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بُلاؤ گے میں بے گن کو کیا معلوم کہ گن کسے کہتے ہیں۔ میرا تو جسم محبوب ہے اور من محبوب ہے اور وہ محبوب ہی میرا دل ہے اور اب تم یقیناً اپنے محبوب سے جلد مل جاؤ گے۔

2- اے میرے محبوب کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بُلاؤ گے۔ میں چونکہ فانی ہوں اور خود کو دور کرنے کا خواہاں ہوں۔ آپ باقی ہیں اور دائمی ہیں اور میں خود کو آپ کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں اور منصور کی طرح خود کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس طرح تم مجھے پکڑ کر سولی پر چڑھا دو گے۔

3- اے میرے محبوب کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بُلاؤ گے۔ میں جاگ رہا ہوں اور سارا جہان سویا پڑا ہے اور جب سونے والوں کی آنکھ کھلی تو یہ بہت روتے ہیں۔ مستی کہ سوا مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اے کاش کبھی تو تم مجھے مست الست بناؤ گے۔

4- اے میرے محبوب کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بُلاؤ گے۔ جب میں نے وحدانیت کے بغیر اپنی آنکھیں ٹکائیں تو دیکھا

Scanned with CamScanner

کہ بہت سے دھڑ سر کے بغیر ہی پڑے ہیں اور رنگین لہروں کی موجیں دریا میں جوش زن ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے لہو کی بھی ندی تم چلا کر ہی چھوڑو گے۔

5- اے میرے محبوب. کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے۔ کوئی بھی عاشق کب سکھ کی نیند سوتا ہے؟ میں نے بھی آج رو رو کر ہی اپنا منہ دھونا ہے۔ پتہ نہیں کہ یہ جادو ہے کہ یا ٹونا ہے۔ کچھ اس روگ کا علاج بھی بتاؤ گے؟

6- اے میرے محبوب کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے۔ تہی کہو کہ کیا یہ عشق کا راز یونہی راز ہی رہے گا۔ پھر انصاف اور برابری کا کیا ہو گا۔ جب سولی پر سر چڑھ جائے گا تو کیا تب تم پیچھے ڈھول بجاؤ گے؟

7- اے میرے محبوب! کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے۔ میں نے تمہارے ہجر کی آگ میں اپنے دل کو کباب کر لیا ہے اور آنکھوں کے پانی کو شراب بنا لیا ہے۔ رگوں کو تاریں اور ہڈ کو رباب بنا لیا ہے۔

8- اے میرے محبوب! کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے۔ اس شک رنجی (باہمی ان بن) کو چھوڑتے اور اپنی پسند کی چیز لیجئے۔ یہ دین اور دنیا آپ کسی کو دیں گے؟ کیونکہ مجھے تو اس سے کوئی سروکار نہیں رہا اور میں تو بس آپ کا درس و دیدار ہی کا طالب ہوں۔ نجانے تم کب دیدار دو گے؟

9- اے میرے محبوب! کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے۔ مجھے آپ کی دید کے نظارے نے بڑا ستایا ہے۔ اب ہجر کے مارے ان دونوں نینوں نے برکھا لگا رکھی ہے یعنی آنکھیں رو رہی ہیں۔ یہ دن عنایت کے بغیر ہی آ گیا ہے۔ کیا تم اسی طرح ہی اپنا آپ جتاتے رہو گے؟

10- اے میرے محبوب! کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے! اے بلھے شاہؒ کیا تم اپنے محبوب مُرشد! کو دیکھنا چاہتے ہو تو ان اپنی دو آنکھوں کو سمجھالو۔ تم تبھی دیدار پا سکتے ہو کہ جب تم خود شاہ عنایتؒ بن گے۔ اپنے گھر لوٹو گے یعنی جب تم عنایت جیسے بن جاؤ گے (نیک اعمال کما لو گے) تبھی تم اپنے محبوب حقیقی سے مل سکو گے۔ اے میرے محبوب! کبھی تو تم مجھے اپنا کہہ کر بلاؤ گے؟

(85) کَدِی آ مِل بِرہوں سَتائی نُوں

کَدِی آ مِل بِر ہوں سَتائی نُوں

عِشق لگّے تاں ہے ہے کُوکیں! تُوں کیہہ جانیں پیڑ پرائی نُوں
جے کوئی عِشق وِہاجیا لوڑے سِر دیوے پہلے سائی نُوں۔
عملاں والیاں لنگھ گئیاں سَاڈیاں لجّاں ماہی نُوں
غم دے وَہِن ستم دِیاں کانگاں کِسے قہر کپّر وِچ پائی نُوں
ماں پیو چھڈ سیّاں میں بُھلّی آں بَلہاری رام دوہائی نُوں

کَدِی آ مِل بِر ہوں سَتائی نُوں

مشکل الفاظ و معنی: برہوں: جدائی، ہجر، فراق۔ ہے ہے: افسوس، آہ و بکا۔ کُوکیں: فریاد کرے۔ پیڑ: تکلیف، کسک۔ وہاجنا: خریدنا۔ لوڑے: چاہے۔ سائی: بیعانہ، پیشگی۔ لجاں: لج کی جمع، شرم، عزت، ساکھ، بھرم۔ وہن: بہاؤ، دریا کا چلنا۔ کانگاں: کانگ واحد، لہر، موج، سیلاب کی رو۔ کپر: طوفان، گرداب، بھنور۔ سیاں: سہیلیاں، ہمجولیاں

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! تو کبھی جدائی کے ماروں کو بھی اپنا وصال بخش دے۔ تجھے کبھی عشق لگے تو، تو بھی آہ و بکا کرے اور تجھے ہم ہجر کے ماروں کا حال معلوم ہو۔ اب تجھے پرائے درد کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟

2- اگر کوئی عشق خریدنا چاہے تو اسے چاہئے کہ بیعانہ کے طور پر اپنا سر وے دے کیونکہ اسی عشق کی منڈی میں سب سے پہلے سر کی ہی پیشگی دینا پڑتی ہے۔

3- جن کے اعمال اچھے تھے وہ تو یہاں سے بخیرو عافیت گزر گئے۔ اب ہماری تمام تر عزت اور شرم ہمارے محبوب حقیقی کے ہی ہاتھوں میں ہے۔

4- میرے چاروں طرف غم کا بہاؤ ہے اور ظلم و ستم کی موجیں جوش مار رہی ہیں اور میں بیچ بھنور اپنے ہاتھ پاؤں مار رہا ہوں۔

5- میں نے اپنے ماں باپ اور تمام ہم جولیوں کو چھوڑ دیا بلکہ ان کو بھلا دیا ہے۔ اب تو میرے دل میں ہیں۔ اس محبوب حقیقی کی یاد ہی باقی ہے اور میں اسی کے نام کی دوہائی دے رہا ہوں۔ اے میرے محبوب کبھی تو جدائی کے ماروں کو بھی اپنا وصال بخش دے۔

Scanned with CamScanner

(86) کدِی آمِل یار پیاریا

کدِی آ مِل یار پیاریا
تیری وَاٹاں تُوں سر وَاریا

چڑھ باغیں کوئل کُوکدی
نت سوز اَلم دے پُھوکدی
مَینوں تتڑی کُوں شام وَساریا

کدِی آ مِل یار پیاریا
تیری وَاٹاں تُوں سر وَاریا

بُلّھا شوہ کدِی گھر آ وسی
میری بلدی بھاہ بُجھا وسی
اُوہدی واٹاں تُوں سر واریا

کدِی آ مِل یار پیاریا
تیری واٹاں تُوں سر وَاریا

مشکل الفاظ و معنی: وَاٹاں: واٹ کی جمع، رستہ، سفر، منزل۔ نت: ہمیشہ۔ سوز: جلن۔ کُوکدی: فریاد کناں۔ الم: درد، غم۔ پھوکدی: جلاتی۔ تتڑی: ستائی ہوئی، بد قسمت۔ کوُں: کو۔ شام: محبوب۔ وساریا: بھلا دیا۔ شوہ: محبوب، مُرشد۔ بھاہ: آگ۔ بلدی بھاہ: جلتی ہوئی آگ۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کی اس کافی میں شدت فراق بیان ہوئی ہے گویا انہوں نے اپنے دلی سوز کو نکال کر کاغذوں پر بکھیر دیا ہے۔ اس کافی کا ایک ایک لفظ ایک مجبور عاشق کی دلی کیفیات کا مکمل آئینہ دار دکھائی دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تو کبھی تو مجھ سے آن مل۔ میں تیری راہوں پر قربان جاؤں۔ میری تو مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی کوئل باغ میں کوک رہی ہے اور ہمیشہ سے ہی وہ اپنے سوز الم سے سب کچھ جلا رہی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ بد قسمت کو میرے محبوب نے بھلا دیا ہے۔

2- اے میرے محبوب تو کبھی تو مجھ سے آن مل میری راہوں پر قربان جاؤں۔ اے بلھے شاہؒ نہ جانے میرا محبوب (مُرشد) کب میرے گھر آئے گا اور میری جلتی ہوئی اس ہجر کی آگ کو آ کر بجھائے گا جس میں کہ میرا تن من بری طرح جل رہا ہے۔ میں اس کی راہوں پر تصدیق۔ اے میرے محبوب تو کبھی تو مجھ سے آن مل۔ میں تیری راہوں پر قربان جاؤں۔

(87) کدِی موڑ مُہاراں ڈھولیا

کدِی موڑ مُہاراں ڈھولیا
تیری واٹاں تُوں سر گھولیا

میں نہاتی دھوتی رہ گئی
کوئی گنڈھ سجّن دِل بہہ گئی
کوئی سُخن اَولا بولیا

کدِی موڑ مُہاراں ڈھولیا
تیری واٹاں تُوں سر گھولیا

بُلّھا شَوہ کدِی گھر آ وَسی
میری بَلدی بھاہ بُجھا وسی
جیہدے دُکھاں نے مُونہہ کھولیا

کدِی موڑ مُہاراں ڈھولیا
تیری واٹاں تُوں سر گھولیا

مشکل الفاظ و معنی: موڑ: لوٹ، واپس ہو۔ مُہاراں: مہار کی جمع، اونٹ کی نکیل محاورتاً واپس لوٹنے کو کہتے ہیں "مہاراں موڑ"۔ واٹاں: واٹ کی جمع، رستہ، راستے، منزل، منزلیں۔ سر گھولیا: سر قربان کیا۔ نہاتی دھوتی: بنی سنوری، تیار ہوئی۔ گنڈھ: گانٹھ، دل میں کوئی غمی کی بات بیٹھ جانا۔ سخن اولا: عجیب بات، مزاج کے خلاف کوئی بری بات، گستاخی کی بات

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تو کبھی تو واپس آ میں تیری راہوں پر اپنا سر قربان کروں۔ میں نے سنا تھا کہ میرا محبوب آ رہا ہے اور میں نے بننا ٹھننا شروع کر دیا لیکن میں بنا ٹھنا ہی رہ گیا۔ کہ میرا محبوب نہ آ سکا۔ شاید اس کے دل میں کوئی بات بیٹھ گئی ہے یا پھر مجھ سے کوئی بات ہی ایسی ہو گئی ہے کہ جس کا اس نے برا منایا اور وہ نہیں آیا۔

2- اے میرے محبوب تو کبھی تو واپس آ میں تیری راہوں پر اپنا سر قربان کروں۔ اے بلھے شاہ کبھی تو میرا محبوب (مُرشد) میرے گھر آئے گا اور میری جلتی ہوئی آگ کو آ کر بجھائے گا۔ (یہ آگ ہجر کی ہے) جس کے دکھوں نے اپنا منہ کھولا ہوا ہے۔ اے میرے محبوب تو کبھی تو واپس آ۔ میں تیری راہوں پر قربان جاؤں۔

(88) کر کتّن وَل دِھیان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

نِت مَتّیں دیندی ما دِھیا! کیوں پھرنی ایں اَینویں آ دھیا
نِی شرم حیا نہ گوا دِھیا! توں کدِی تاں سمجھ نَدان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

چرخہ مُفت تیرے ہتھ آیا پلیوں نہیں کُجھ کھول گوایا
نہیں قدر محنت دا پایا جُد ہویا کم آسان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

چرخہ بَنیا خاطر تیری کھیڈن دی کر حرص چھوٹیری
ہونا نہیوں ہور وڈیری مَت کر کوئی اگیان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

چرخہ تیرا رنگ رَنگیلا رِیس کرِیندا سبھ قبیلہ
چَلدے چارے کر لے حِیلہ ہو گھر دیوچ آوا دان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

اِس چرخے دی قیمت بھاری توں کیہہ جانیں قدر گواری
اُچّی نظر پھریں ہنکاری وِچ اپنے شان گمان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

میں کوکاں کھلیاں کر باہیں نہ ہو غافل سمجھ کداہیں
ایسا چرخہ گھڑنا ناہیں پھیر کسے ترکھان کُڑے

کَر کتّن وَل دِھیان کُڑے

مشکل الفاظ و معنیٰ: کتّن: چرخہ کاتنا مراد نیک عمل کمانا- دھیان: توجہ' خیال- کُڑے: اے لڑکی مراد اے بندے- نت: ہمیشہ- متّیں: مت کی جمع' نصیحت' عقل' دانائی کی بات- ما: ماں کا مخفف مراد شریعت- دِھیا/ دھیے: اے بیٹی- گوا: گنوا- ندان: نادان' ناسمجھ' کم سن' ناواقف- چرخہ: سوت کاتنے کا آلہ مراد انسانی جسم جو نیکیاں کمانے کا ذریعہ ہے- کدی: کبھی- چھوٹیری: چھوٹی' کم- وڈیری: بڑی- اگیان: اگلا' آئندہ- رنگ رنگیلا: رنگ دار' رنگین' رانگلا' رنگ برنگا- ریس: نقل' کوئی کام کرتا دیکھ

کرویسے ہی کرنا۔ چلدے چارے: جہاں تک ہو سکے۔ آوادان: آباد' خوشحال' پُر رونق۔ گوادی: گنوار سے' جاہل' اجڈ' بیوقوف۔ ہنکاری: ہنکار میں' غرور میں۔ کوکاں: چیخ و پکار کروں۔ کھلیاں باہیں: باہیں کھڑی کرکے فریاد و فغاں کرنا۔ کداہیں: کبھی تو۔

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے جو علامات استعمال کی ہیں۔ وہ ہماری شاعری کی جانی پہچانی علامات ہیں کہ انہوں نے ایک کنواری لڑکی کو کاتنے اور بیلنے کی جانب دھیان دلانے کی کوشش کی ہے۔ اصل میں یہ ایک علامت ہے۔ آخرت کے لئے نیک اعمال کمانے کی یعنی انہوں نے یہ باتیں (نصیحتیں) ایک ماں کی زبان سے کرواتی ہیں جو اپنی بیٹی کو یہ کہہ رہی ہے کہ بیٹی محنت کر (نیک اعمال کما لے) کوئی گن (ہنر / نیکی) حاصل کر تاکہ جب تجھے حشر کا سامنا ہو (اگلے گھر جائے) تو تجھے کوئی مشکل نہ ہو اور شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ تجھے تری ماں (شریعت) تجھے ہمیشہ ہی نصیحتیں کرتی ہے تو کیوں ادھر ادھر پھرتا ہے۔ ہماری طرف آ۔ شرم حیا کو مت گنوا۔ اے نادان تو کبھی تو سمجھنے کی کوشش کر۔

2- اے انسان نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ یہ چرخہ (انسانی جسم) مفت کا تیرے ہاتھ میں آیا ہے تو نے اس پر اپنے پلے سے کچھ پیسے خرچ نہیں کئے لیکن تو نے عمل کی کچھ قدر نہیں کی یعنی اللوں تللوں میں ہی کھویا رہا اور نیکی کے کاموں کی طرف توجہ نہ دے سکا حالانکہ تیرا یہ کام بہت آسان تھا۔

3- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے یہ چرخہ (انسانی جسم) تیری ہی خاطر بنا ہے اور تو کھیلنے کی طرف ذرا کم توجہ دے۔ اب تو نے کوئی اور تو بڑھنا نہیں ہے یعنی تو اب جوان ہے اور بالغ نظر ہے اس کی بھی کچھ عبادت کر لے اور اس کا آج ہی موقعہ ہے کل پر اسے مت ڈال۔

4- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ تیرا چرخہ (انسانی جسم) بڑے رنگوں کا حامل ہے اور تیرا سب خویش قبیلہ تیری نقلیں اتار رہا ہے۔ جہاں تک ہو سکے تو کوئی حیلہ کر لے یعنی نیک اعمال کما لے اور اگر تو یہ محنت یہ اعمال کما لے تو یقیناً آباد و خوشحال ہو جائے گا۔

5- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے اس چرخے (انسانی جسم) کی بڑی بھاری قیمت ہے بلکہ یہ انمول ہے اور تو جاہل و گنوار ہے۔ اس کی قدر نہیں جانتا۔ تیری نگاہ میں بڑی بلندی آگئی ہے اور تو بڑا مغرور ہو چکا ہے اور اکڑ پھرتا ہے۔ تجھے اپنی اس شان و شوکت کا بڑا گمان ہے۔

6- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ میں نہایت بلند آواز سے پکار رہا ہوں اور چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں کہ غفلت کو چھوڑ اور کبھی تو سمجھ کر۔ ایسا چرخہ (انسانی جسم) پھر کبھی گھڑا نہیں جائے گا یعنی پھر کوئی ترکھان اسے نہیں بنا سکے گا۔

ایہہ چرخہ تُوں کیوں گوایا کیوں تُوں کھیہ دیوچ رُلایا
جَد دا ہتھ تیرے اِیہہ آیا تُوں کَدے نہ ڈاہیا آن کُڑے
کر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

نِت مَتّیں دیاں وَلّلی نُوں   اس بُھول کملی جھلّی نُوں
جَد پوسی وَکھت اَکلّی نُوں   تَد ہا ہا کر سی جان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

مُڈھوں دی تُوں رَجک وَہونی!   گوڑھیوں نہ تُوں کتنی پُونی
ہُن کیوں پھِرنی ایں نَموں جھونی   کِس دا کریں گمُان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

نہ تکلا رَاس کراویں تُوں!   نہ بائڑ ماہل پواویں تُوں
کیوں گھڑی مُڑی چرخہ چاویں تُوں   تُوں کرنی ایں اَپنا زیان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

ڈِنگا تکلا راس کرا لَے   نال شتابی بائڑ پوا لے
جیونکر وَگّے تیویں وَگا لَے   مَت کر کوئی اَگیان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

اَج گھر وِچ نوّیں کپاہ کُڑے   تُوں جھب جھب ویلنا ڈاہ کُڑے
رُوں ویل پِنجاوَن جاہ کُڑے   مُڑ کل نہ تیرا جان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

ڈاہیا: پچھایا- ولّلی: بے وقوف' جاہل- ہاہا: افسوس' آہیں بھرنا- پوسی: پڑے گا' پہنچے گا- وکھت: دکھ' تکلیف' رنج- مُڈھوں: شروع سے' ازل سے- رَجک وِہونی: جس پر رنگ نہ چڑھ سکے' ایسا انسان جس پر کسی کی بات کا کوئی اثر نہ ہو- گوڑھا: روئی کا بڑا' اس قدر روئی جو ہاتھ میں آجائے' روئی کا ڈھیر' روئی کا دھڑا- نَموں جھونی: مرجھائے ہوئے' شرمندہ و پژمردہ- گمان: خیال- تکلا: ترکلا' چرخے کا سلائی جیسا ایک حصہ- راس: سیدھا' موزوں- بائڑ: بیڑ' چرخے کی وہ رسی جو دونوں پاٹ جکڑے رکھتی ہے اور جس کے اوپر ماہل چلتی ہے' چرخے کے دونوں بڑے پہیئے کے دونوں تھال جس کے اوپر ماہل کسی جاتی ہے۔

7- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ تو نے یہ چرخہ (انسانی جسم) یونہی گنوا دیا ہے اور تو نے ایسا کیوں کیا؟ اور کیوں تو نے اسے مٹی میں رلایا؟ جب سے تیرے ہاتھ میں یہ آیا ہے تو نے کبھی بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا (یعنی نیک اعمال کمانے کی کبھی کوشش نہیں کی)

8- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ میں ہمیشہ جھلے اور سودائی اور بھولے بھالے کو نصیحتیں کرتا ہوں اور سمجھاتا ہوں کہ جب تجھ اکیلے کو افتاد پیش آئے گی۔ جب مصیبت پڑے گی یعنی تجھے قبر ہی جانا ہو گا تو پھر ہا ہا

کرنے کے سوا کوئی چارا نہ ہو گا۔

9- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے تو شروع سے ہی ایسا ہے کہ تجھ پر کسی بھی اچھی بات کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ تو نے اس قدر عمر گزر جانے کے باوجود بھی کوئی نیکی نہیں کمائی۔ اب تو پژمردہ و افسردہ کیوں پھرتا دکھائی دے رہا ہے؟ اب تجھے کس کا مان گمان ہے؟

10- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ تو نے کبھی راہ راست اختیار کرنے کی کوشش ہی نہیں کی اور نہ ہی کبھی تو نے ایسا ذریعہ ہی اپنایا ہے۔ بار بار تو یہ چرخہ (انسانی جسم) اٹھائے کیوں پھرتا ہے۔ تو' تو اس طرح اپنا زبردست نقصان کر رہا ہے۔

11- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ گمراہی کا راستہ چھوڑ کر راست پر آجا اور جلدی سے خود کو درست کرلے یعنی تمام رسومات اور اندیشے چھوڑ کر اس کی عبادت کرلے۔ جس طرح یہ چرخہ (انسانی جسم) تجھ سے چلتا ہے اسے چلالے اور یہ کام آئندہ پر مت ڈال۔

12- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ آج تجھے عبادت کے تمام ذرائع اور وسائل حاصل ہیں تو جلدی سے نیک اعمال کمالے اور اپنے باطن کی صفائی کرلے اور اگر تو نے آج یہ موقعہ گنوا دیا تو پھر تو کل کو کچھ بھی نہ کر سکے گا۔

جَدوں تُروں رِنجا لیاوَیں گی رِوچ سیّاں پُونیاں پاویں گی
مُڑ آپے رای پئی بھاویں گی وِچ سارے جگ جہان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

تیرے نال دِیاں سبھ سیّاں نی کَت پُونیاں سبھناں لئیاں نی
تَینُوں بیٹھی نُوں پچھّے پئیاں نی کیوں بیٹھی ایں ہُن حیران کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

دِیوا اپنے پاس جگا ویں! کَت کَت سُوت بھَروٹے پاویں
اَکھیّں وِچوّں رات لنگھاویں اَوکھی کر کے جان کُڑے
کر کَتّن وَل دھیان کُڑے

اِینہہ پیکا رَاج دِن چار کُڑے نہ کھیڈو کھیڈ گزار کُڑے
نہ رَہو ویہلی کَر کار کُڑے گھر بار نہ کر ویران کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

تُوں سُتیاں رَین گزُار نہیں مُڑ آونا دُوجی وار نہیں
پھر بہنا ایس بھنڈار نہیں وِچ اِکّو جیڈِے ہان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

تُوں سَدا نہ پیکے رَہنا ایں نہ پاس اَمبڑی دے بہنا ایں
بھا اَنت وِچھوڑا سہنا ایں دَس پیّیں گی سَسّ نَنان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

ماہل: باڑ اور تکلے کی گردش قائم رکھنے والا دھاگا۔ زیان: نقصان۔ شتابی: جلدی۔ اگیاں: اگلی' آئندہ کی۔ کپاہ: کپاس۔ جھب جھب: جلدی جلدی۔ ویلنا: ایک مشین جس سے کپاس سے روئی اور بنولے جدا کئے جاتے ہیں۔ روں ویل: روئی کو بنولوں سے جدا کر یعنی عمل کرنے کی کوشش کر۔ پنجاون جا: دھنیے کے پاس اس روئی کو دھنکنے کے لئے جا۔ بھروٹے / بھروٹا: کھجور کے پتوں سے بنی چھوٹی ٹوکری۔ پیکا راج: ماں باپ کے گھر کا آرام۔ رین: رات۔ بھنڈار: گودام' ذخیرہ' خزانہ' ایسی جگہ جہاں عورتیں اکٹھی ہو کر چرخہ کاتتی تھیں (ترنجن)۔ اَمبڑی: ماں۔ سَسّ نَنان: مراد منکر نکیر۔

13- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ جب تو باطن کی صفائی کرلے گا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس مالک حقیقی کی عبادت کرے گا تو پھر تو تُو ہی اسے بھائے گا اور تجھ سا برگزیدہ انسان سارے جہان میں ہی نہیں ہو گا۔

14- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ تیرے ساتھ کے جتنے سنگی ساتھی ہیں۔ ان سبھنوں نے ہی نیک اعمال کمالئے ہیں اور تو ابھی تک بیٹھا ہے اور اسی وجہ سے تو ان سب سے پیچھے رہ گیا ہے۔ اب تو بیٹھا کیوں حیران ہو رہا ہے۔

15- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ تو نے دیا تو اپنے پاس جلا رکھا ہے اور نیکیاں کما کما کر تو نے اپنا اعمال نامہ بھرلیا ہے لیکن یہ یونہی نہیں ہو گیا تو نے راتیں آنکھوں میں گزاری ہیں اور بڑی تحقیق و ریاضت کی ہے۔

16- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ یہ ماں باپ کے گھر کا آرام تو صرف چار دن کی بات ہے اور تو اسے کھیل ہی کھیل میں مت گزار بیکار مت بیٹھ کچھ کر (نیک اعمال کا) اس طرح تو اپنے گھربار کو مت ویران کر۔

17- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے اور تو خواب غفلت میں رات مت گزار کیونکہ تو نے اس دنیا میں دوبارہ نہیں آنا اور نہ ہی کبھی تو اسی محفل میں دوبارہ آکر بیٹھے گا اور پھر تجھے اپنے جیسے ساتھیوں کا قرب کبھی حاصل نہ ہو سکے گا۔

18- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کرلے۔ تو نے سدا اس اپنے ماں باپ کے گھر میں نہیں رہنا ہے اور نہ ہی تو ہمیشہ اپنی ماں ہی کے پاس بیٹھا رہے گا۔ بالآخر تجھے ان سے بچھڑنا ہو گا اور تجھے سس نناں (منکر نکیر) سے واسطہ

Scanned with CamScanner

پڑے گا۔

کَت لَے رِنی کجھ کتا لَے رِنی! ہُن تانی تَنَّد انا لَے رِنی!
تُوں اَپنا داج رَنگا لے رِنی! تُوں تَد ہو سَیں پردھان کُڑے!
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

جَد گھر بیگانے جاویں گی مُڑ وَت نہ اوتھوں آویں گی
اوتھے جا کے رِپچھوں تاویں گی کجھ اَگدُوں کَر سَمیان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

اَج ایڈا تیرا کَم کُڑے کیوں ہوئی اس تُوں بے غم کُڑے
بکیھہ کر لینا اُس دَم کُڑے جَد گھر آئے مہمان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

جَد سبھ سَیّاں ٹُر جاون گیاں پھر اوتھوں مُول نہ آون گیاں
آ چرخے مُول نہ ڈاہون گیاں تیرا تَرنجن پیا ویران کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

کر مان نہ حُسن جوانی دا پردیس نہ رَہن سیلانی دا
کوئی دُنیا جھوٹھی فانی دا نہ رَہسی نام نشان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

اِک اَوکھا وِیلا آوے گا سُبھ ساک سَیَن بھَج جاوے گا
کَر مدد پار لنگھاوے گا اوہ مُلّبھے دا سُلطان کُڑے
کَر کَتّن وَل دِھیان کُڑے

سَمیان: سامان، بندوبست۔ مہمان: مراد عزرائیل۔ سیلانی: سیاح، چلنے پھرنے والا، مسافر، ایک جگہ پر جم کر نہ بیٹھنے والا۔ ساک سین: عزیز رشتے دار، گہرا رشتہ۔

19- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ کما لے کچھ نیک اعمال کما لے تو عبادت و ریاضت کر لے تو اپنا رخت سفر تیار کر لے تو کیونکہ آخر مجھے یہاں سے جانا ہے اور اگر تیرے پاس رخت سفر (نیک اعمال) ہوں گے تو، تو وہاں پردھان ہو گا۔

20- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ جب تو اس بیگانے گھر جائے گا اور پھر وہاں سے کبھی بھی تو دوبارہ واپس نہ آسکے گا اور اگر تو نے نیک اعمال نہ کمائے تو تجھے وہاں جا کر پچھتانا پڑے گا۔ اس سے پہلے کہ تجھے اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔ نیک اعمال کما لینے چاہئیں۔

21- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ آج تو تجھے اس قدر کام ہیں اور تو بے فکر اور بے غم کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ لیکن اس وقت تو کیا کرے گا کہ جب گھر مہمان (عزرائیل) آگیا؟ سو بہتر ہے کہ تو اس مہمان کے آنے سے پہلے ہی کچھ کر گزرے۔

22- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ جب تیرے تمام سنگی اور ساتھی چلے جائیں گے اور پھر وہاں سے کبھی بھی واپس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر وہ کبھی کوئی عمل نہ کما سکیں گے اور تیری ہر محفل اسی طرح ویران کی ویران پڑی رہے گی۔

23- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔ تو اپنی اس حسن و جوانی پر اس قدر غرور مت کر کیونکہ کوئی بھی مسافر (سیاح) کسی بھی دیس میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ یہ دنیا تو سراسر فانی ہے اور یہاں پر کسی کا بھی (اللہ تعالیٰ کے سوا) نام و نشان ہمیشہ باقی نہیں رہے گا۔

24- اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے کیونکہ تجھ پر ایک ایسا کڑا وقت بھی آئے گا کہ جب تجھے تیرے سبھی عزیز و اقارب چھوڑ جائیں گے۔ بس ایک بلھے شاہ" کا سلطان (بادشاہ) مُرشد یا نبی کریم ﷺ ہی کی ذات ہے کہ جو تجھے پار اترنے میں مددگار ثابت ہو گی۔ اے انسان تو نیک اعمال کی طرف توجہ کر لے۔

(89) کون آیا پہن لباس کُڑے

کون آیا پہن لباس کُڑے
تُسی پچھو نال اِخلاص کُڑے
ہتھ کھُونڈی موڈھے کمبل کالا
اَکھیاں دے وِچ دِسّے اُجالا
چاک نہیں گوٹی ہے متوالا
پچھو رِبّھا کے پاس کُڑے
کون آیا پہن لباس کُڑے
چاکر چاک نہ اُس نُوں آکھوں
ایہہ نہ خالی گھُھڑی گھاتوں
وِچھیڑیا ہویا پہلی راتوں
آیا کون تلاش کُڑے
کون آیا پہن لباس کُڑے
نہ ایہہ چاکر چاک کہیں دا
نہ اس ذرّہ شوق مہیں دا
نہ مُشتاق ہے دُدھ دہیں دا
نہ اس بھُکھ، پیاس کُڑے
کون آیا پہن لباس کُڑے
بُلّھا شوہ لُک بیٹھا اوہلے
دِسّے بھیت نہ مُکھ سے بولے
بابل وَر کھیڑیاں تُوں ٹولے
وَر مَینڈا مَینڈے پاس کُڑے
کون آیا پہن لباس کُڑے

مشکل الفاظ و معنی:

اخلاص: خلوص، سچائی- چاک: نوکر، خادم، بھینسوں کا چرواہا- وچھڑیا: جُدا ہوا، فراق کا مارا ہوا- گھرڑی: خفیہ، اندر و اندر، بظاہر نہ دکھائی دینے والی- متوالا: مست، نشیلا- گھاتوں / گھات: کمین گاہ، تاک، طرز، انداز، شکار کے لئے چُھپ کر بیٹھنا- مہیں: بھینس- مشتاق: شوق رکھنے والا، چاہوان- شوہ: محبوب، مُرشد- ٹولے: ڈھونڈے، تلاش کرے- وَر: ساتھی، خاوند، دولہا، برابر کا جوڑ- میڈا: میرا-

ترجمہ:

1- اے دوست یہ کون بھیس بدل کر آ گیا ہے؟ تم خلوص کے ساتھ اس سے پوچھو- اس کے ہاتھ میں کھونڈی (سوٹا) ہے اور شانے پر سارا کمبل ہے- آنکھوں میں زبردست روشنی ہے- یہ کوئی چرواہا تو نہیں ہے یہ تو کوئی مست متوالا ہے اسے ذرا اپنے پاس بٹھا کر پوچھو!

2- اے دوست یہ کون بھیس بدل کر آ گیا ہے؟ میں تو اسے چاک (نوکر) نہیں کہہ سکتا- اس کے انداز میں بڑی گہرائی ہے اور یہ کسی خفیہ گھات میں ہے اور ایسے لگتا ہے کہ یہ پہلی رات کا ہی بچھڑا ہوا ہے اور کسی کو تلاش کرنے کا غرض سے آیا ہے-

3- اے دوست یہ کون بھیس بدل کر آ گیا ہے؟ یہ نہ تو کہیں کا نوکر اور چرواہا ہے اور نہ ہی اسے بھینسوں کا ہی کوئی شوق ہے- یہ دودھ، دہی کا بھی مشتاق نہیں ہے (یعنی لذات دنیا کا تارک ہے) نہ ہی اسے بھوک ہے اور نہ ہی اسے پیاس ہے-

4- اے دوست یہ کون بھیس بدل کر آ گیا ہے؟ اے بلھے شاہؒ محبوب (مُرشد) اب پردے میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے نہ تو وہ کوئی بھید ہی بتاتا ہے اور نہ ہی منہ سے ہی بولتا ہے لیکن میرا والد دنیا داروں (کھیڑوں) سے میرا ور (ساتھی) ڈھونڈ رہا ہے جبکہ میرا ساتھی میرے پاس ہے- اے دوست یہ کون بھیس بدل کر آ گیا ہے؟

(90) کیوں اوہلے بَہہ بَہہ جھاکیدا

کیوں اوہلے بَہہ بَہہ جھاکیدا اِیہہ پَردہ کِس تُوں رَاکھیدا

کارَن پریت رمیت بَن آیا
میم دا گھنگٹ مُکھ پر پایا
اَحد تے احمد ﷺ نام دَھرایا
سِر چھتر جُھلّے لولاکی دا

کیوں اوہلے بَہہ بَہہ جھاکیدا اِیہہ پَردہ کِس تُوں رَاکھیدا

تُسیں آپ ہی آپے سارے ہو
کیوں کہیے تُسیں نیارے ہو
آئے آپ اپنے نظارے ہو
وِچ برزخ رَکھیا خاکی دا

کیوں اوہلے بَہہ بَہہ جھاکیدا اِیہہ پُردہ کِس تُوں راکھیدا

تُدھ باجھوں دُوسرا کیہڑا ہے
کیوں پایا اُلٹا جھیڑا ہے
اِیہہ ڈِٹھا بڑا اندھیرا ہے
ہُن آپ نُوں آپے آکھیدا

مشکل الفاظ و معنی: اوہلے: پردے، اوٹ، آڑ، حجاب میں۔ جھاکیدا: چھُپ چھُپ کر دیکھنا۔ راکھیدا: رکھنا۔ کارن: سبب، واسطے، لئے۔ پریت: محبت، پیار۔ میت: پیارا، دوست، دلبر۔ گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ۔ مکھ: رخ، منہ۔ میم: مراد محمد ﷺ۔ احد: ایک، مراد اللہ تعالیٰ۔ چھتر: تاج، سایہ، سائبان، بڑی چھتری، سایہ کرنے والی چیز۔ نیارے: عجیب و غریب، انوکھے۔ لولاکی: لولاک کے متعلق، حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد لولاك لولاك لما خلقت الافلاك یعنی اے محمد ﷺ اگر آپ کو نہ بناتا تو میں آسمانوں کو بھی نہ بناتا۔ برزخ: دنیا و آخرت کے درمیان ایک جگہ جہاں قیامت کے آنے تک روحیں عارضی طور پر رہتی ہیں۔ خاکی: خاک سے بنا ہوا مراد انسان۔ تدھ: تم، تجھ۔ جھیڑا: جھگڑا، بحث و تکرار، رٹا۔

ترجمہ: اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے جذب و شوق کی کیفیات بیان کی ہیں۔ وہ حقیقت کو مجاز کے رنگ میں دیکھتے ہیں

لیکن حقیقت کی یہ تجلی دوام کی حامل نہیں ہے۔ اسی لئے وہ پردے کے پیچھے سے محبوب کے کبھی کبھی جھانکنے سے ہی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اپنے وجود سے آگاہی دیتی ہے لیکن پھر جلدی ناپید ہو جاتی ہے۔

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ محبت کے واسطے ہی محبوب کو بنایا گیا اور میم کا پردہ رخ پر ڈالا گیا پہلے احد اور پھر احمد ﷺ نام رکھوایا اور سر مبارک کے اوپر لولاک کی چھتری جھولائی۔

2- اے میرے محبوب یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ بلاشبہ یہ سب کچھ آپ ہی آپ ہیں اور ہم کیوں کہیں آپ سب سے الگ ہیں اور منفرد ہیں۔ یہ خاک تو اک پردہ ہے۔ وجود اور نور کے درمیان

3- اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ آپ کے بغیر بھلا یہاں پر دوسرا اور کون ہے؟ یہ کیا الٹی بحث و تکرار لگا رکھی ہے۔ یہ تو بڑا اندھیرا ہے اور ظلم ہے۔ اب ہم اپنے آپ کو ہی یہ کہہ رہے ہیں۔

کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا اِیہہ پَردہ کِس تُوں رَاکھیدا
کِتے رُومی ہو کِتے شامی ہو
کِتے صاحِب کِتے غُلامی ہو
تُسیں آپے آپ تمامی ہو
کِہوں کھوٹا کھرا سلاکھیدا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا اِیہہ پَردہ کِس تُوں رَاکھیدا
جِس تَن وِچ عِشق دا جوش ہویا
اوہ بے خُود ہو بے ہوش ہویا
اوہ کیوں کر رہے خاموش ہویا
جِس پیالہ پیتا ساقی دا!
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا اِیہہ پَردہ کِس تُوں رَاکھیدا
تُسیں آپ آساں وَل دھائے جی
کَد رہندے چُھپے چُھپائے جی
تُسی شاہ عنایتؒ بَن آئے جی
ہُن لالا نین جھما کیدا

کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا اِیہہ پردہ کس توں رَاکھیدا

بُلھا شاہ تَن بھاٹھی کرا!

اَگ بال ہڈاں تَن مائی کر

اِیہہ شوق محبّت باٹی کر

اِیہہ مدھوا اِس ربدھ چاکھیدا

کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکیدا اِیہہ پردہ کس توں رَاکھیدا

رومی: روم کا رہنے والا- شامی: شام کا باشندہ- تمامی: سب کچھ- سلاکھیدا: پرکھنا' آزمانا- دھائے / دھانا: حملہ کرنا' ہلہ بولنا- جھماکیدا: آنکھیں جھمکنا' نین مٹکانا' شوخی کرنا- بھاٹھی: بھٹی' جس میں آگ جلائی جاتی ہے- مائی: مٹی' خاک- باٹی: چھوٹی طشتری' پیالہ نما برتن- مدھوا: شراب- اس بدھ: اس وجہ سے- چاکھیدا: چکھی جاتی ہے-

4- اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ کہیں آپ رومی ہیں اور کہیں آپ شامی ہیں- کہیں صاحب (آقا) ہیں اور کہیں غلام ہیں- گویا آپ ہی سب کچھ ہیں- اس طرح شائد کھوٹا کھرا پرکھا جا رہا ہے-

5- اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ جس تن میں عشق کے جوش کی فراوانی ہو وہ بے خود اور بے ہوش ہو جاتا ہے وہ کیونکر خاموش رہ سکتا ہے کہ جس نے ساقی کی ہاتھوں سے پیالہ پیا ہو؟

6- اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ آپ خود ہی ہماری طرف بڑھے (حملہ آور ہوئے) ہیں- پھر کس طرح آپ چھپ سکتے تھے- آپ شاہ عنایت" کا روپ دھار کر آئے ہیں اور اب آنکھیں جھپک رہے ہیں-

7- اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟ اے بلھے شاہ" اپنے تن بدن کو اسی محبوب کی جدائی میں آگ کی بھٹی بنا لے اور ہڈیوں کی آگ جلا اور جسم کو جلا کر راکھ بنا لے- اسی وجود کو شوق و محبت کی طشتری بنا لے اور یہ شراب اس طرح پی جاتی ہے (چکھی جاتی ہے)-
اے میرے محبوب! یہ کبھی کبھی آپ پردے سے کیا جھانک رہے ہیں اور یہ پردہ کس سے رکھا جا رہا ہے؟

(91) کیوں عِشق اَساں تے آیا ہے

کیوں عِشق اَساں تے آیا ہے
تُوں آیا ہے مَیں پایا ہے

اِبراہیم چا رِچّا کُٹایو!
زِکریے سِر کَلوَتّر دھرایو
یُوسف ہتّو ہَٹ وِکایو
کہو سَانوں کیہہ لیایا ہے

کیوں عِشق اَساں تے آیا ہے
تُوں آیا ہے میں پایا ہے

شیخ صَنعانوں خُوک چرایو
شمس رحہ دی کَھل اُلٹ لُہایو
سُولی تے منصُور رحہ چڑھایو
کر ہتھ ہُن میں وَل دھایا ہے

کیوں عِشق اَساں تے آیا ہے
تُوں آیا ہے میں پایا ہے

جِس گھر وِچ تیرا پھیر ہویا
سَو جَل بَل کوئلہ ڈھیر ہویا
جَد راکھ اُڈّی تَد سیر ہویا
کہو کِس گل دا سَدھرایا ہے

کیوں عِشق اَساں تے آیا ہے
تُوں آیا ہے مَیں پایا ہے

بُلّھا شَوہ دے کارَن کَریئے
تَن بھٹّھی مَن آہرن کَریئے

پریم ہتھوڑا مارن کریئے
دِل لوہا اَگ پکایا ہے
کیوں عشق اَساں تے آیا ہے
تُوں آیا ہے مَیں پایا ہے

مشکل الفاظ و معنی:

ابراہیم: حضرت ابراہیمؑ (خلیل اللہ) اللہ کے نبی جنہیں نمرود نے چتا میں پھینک دیا تھا اور وہ گلزار ہو گئی تھی۔ چِخا: چتا، جلتی ہوئی آگ۔ ذکریاؑ: اللہ کے ایک نبی جو درخت سمیت آرے سے چیر دیئے گئے۔ کلوتر: آرا، بڑی آری۔ یوسفؑ: اللہ کے نبی جنہیں ان کے بھائیوں نے غلام بنا کر بیچ ڈالا تھا۔ ہٹو ہٹ وکایو: دکان پر بیچ دیا۔ صنعان: ایک مشہور ولی جس نے اپنی محبوبہ کے لئے سور چروائے۔ خُوک: سُور۔ دھایا / دھانا: آن، حملہ کرنا۔ پھیر / پھیرا: آنا جانا۔ سدھرانا: آرزو کرنا، خواہش کا بیدار ہونا۔ کارن: خاطر، واسطے، سبب۔ آہرن: لوہے کی وہ سل جس پر لوہار لوہا کوٹتا ہے۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ عشق ہم پر کیوں نازل ہوا ہے۔ اے عشق تو آیا ہے تو میں نے تجھے پا لیا ہے۔ تو نے حضرت ابراہیمؑ کو چتا میں ستوایا اور ذکریاؑ پر درخت سمیت آرا چلوا دیا۔ حضرت یوسف کو سربازار دکان پر بکوایا۔ کہو ہمارے لئے یہ کیا لے کر آیا ہے۔ (یعنی یہ سب کچھ عشق ہی کی مہربانیاں تھیں)

2- عشق ہم پر کیوں نازل ہوا ہے۔ اے عشق تو آیا ہے تو میں نے تجھے پا لیا ہے۔ شیخ صنعان سے تو نے سور چرواتے شمس تبریزیؒ کی تو نے الٹی کھال اتروائی۔ منصورؒ کو سولی پر چڑھوا دیا اور اب ہماری طرف تو نے ہاتھ بڑھا لیا ہے اور اب ہم پر تیرا حملہ ہوا چاہتا ہے۔

3- عشق ہم پر کیوں نازل ہوا ہے۔ اے عشق تو آیا ہے تو میں نے تجھے پالیا ہے۔ جس گھر میں تو نے پھیرا ڈالا ہے۔ سو اسے تو نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ جب اسی گھر کی راکھ اڑی تو تب تو سیر ہوا۔ کہو اب تجھے کسی بات کی آرزو ہے؟

4- عشق ہم پر کیوں نازل ہوا ہے۔ اے عشق تو آیا ہے تو میں نے تجھے پا لیا ہے۔ اے بلھے شاہؒ محبوب (مُرشد) کی خاطر تو اپنے تن بدن کو بھٹی بنا لے اور من کو آہرن کر لے۔ پھر اسی پر محبت کے ہتھوڑے سے ضربیں لگا کر کیونکر دل کا لوہا اسی آگ سے ہی پکتا ہے۔ عشق ہم پر کیوں نازل ہوا ہے۔ اے عشق تو آیا ہے تو میں نے تجھے پالیا ہے۔

(92) کیوں لڑناں ہیں؟

کیوں لڑناں ہیں، کیوں لڑناں ہیں غیر گناہے

لا تتحرك خود لکھیو اِی، کس نوں دنیائیں پھاہے
شرع تے اہل قرآن بھی آہے، اسی اگے سدّے آئے
الست بربکم وارد ہویا، قالوا بلٰی دُھم پائے
کُن فیکون آوازہ ہویا، تداں اسی بھی کولے آہے
لذّت مار دیوانے کیتے، نہیں ذاتی اصلی آہے

کیوں لڑناں ہیں کیوں لڑناں ہیں غیر گناہے

مشکل الفاظ و معنی: غیر گناہے: بغیر گناہ کے۔ لا تتحرك: کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی اللہ کے حکم کے بغیر۔ پھاہے: پھانسی۔ شرع: شریعت۔ الست بربکم: کیا میں تمہارا رب نہیں؟ قالوا بلٰی: سب نے کہا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے۔ کُن فیکون: اللہ تعالٰی نے جب یہ کائنات تخلیق کی تو فرمایا "کن" کہ ہو جا تو "فیکون" پس ہوگئی۔ آہے: تھے (زمانہ ماضی)

ترجمہ: اے محبوب حقیقی ہمارے ساتھ یہ جھگڑا کس بات کا جبکہ ہم نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ تو نے خود ہی لکھا ہے کہ تمہارے حکم کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا اور اب تو یہ کسی کو پھانسی لگا رہا ہے؟ ہم اہل شروع ہیں اور قرآن بھی رکھتے ہیں۔ ہمیں تو پہلے ہی بلا لیا گیا ہے۔ جب ہم پر الست بربکم وارد ہوا تو ہمارے اقرار کی دنیا ہی دھوم مچ گئی۔ جب تو نے کن فیکون کا آواز بلند کیا تب ہم میں وجود میں آگئے تھے۔ یہ تو تیرے عشق کی لذت نے ہمیں دیوانہ کر دیا ہے ورنہ ہمارا تعلق ذاتی طور پر تجھی سے ہے۔

اے محبوب حقیقی ہم سے یہ جھگڑا کس بات کا؟ جبکہ ہم نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں کیونکہ ہم تو مجبور ہیں اور تو مختار ہے جو تو نے لکھ دیا ہے وہ ہم ضرور کر کے رہیں گے۔ اب ہم سے تمہارا یہ گلہ کیسا؟ سید بلھے شاہؒ اپنی اس کافی میں فرقہ جبریہ سے متاثر نظر آتے ہیں اور اس طرح کے مضامین ہمارے اکثر صوفیاء نے اپنی شاعری میں بیان کئے ہیں جس طرح کہ حافظ شیرازیؒ کہتے ہیں ؎

در کوئے نیک نامی مارا گزر ندادی   گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

یعنی نیک نامی کے کوچے میں تو نے ہمیں گزرنے کی توفیق ہی نہیں دی اور اگر تجھے ہماری یہ روش پسند نہیں ہے تو ہماری تقدیر کو بدل دے۔

(93) رکیہہ بے درداں دے سنگ یاری

رکیہہ بے درداں دے سنگ یاری
رووَن اکھیاں زار و زاری

سانوں گئے بے دردی چھڈ کے
سینے سانگ ہجر دی گڈ کے
جسموں جند نوں لے گئے کڈھ کے
ایہہ گل کر گئے ہنیسیاری

رکیہہ بے درداں دے سنگ یاری
رووَن اکھیاں زار و زاری

بے درداں دا رکیہہ بھرواسا
خوف نہیں دِل اندر ماسا
چڑیاں موت گواراں ہاسا
مگروں ہس ہس تاڑی ماری

رکیہہ بے درداں دے سنگ یاری
رووَن اکھیاں زار و زاری

آون کہہ گئے پھیر نہ آئے
آون دے سبھ قول بھلائے
مَیں بھلی، بھل نین لگائے
کیہے ملے سانوں ٹھگ بپاری

رکیہہ بے درداں دے سنگ یاری
رووَن اکھیاں زار و زاری

بلھے شاہ اِک سودا رکیتا!
رکیتا زہر پیالہ پیتا

نہ کُجھ نفع نہ ٹوٹا رلیتا

دَرد دُکھاں دِی گٹھڑی بھاری

رکیہہ بے دَرداں دے سَنگ یاری

روَون اَکھیاں زار و زَاری

مشکل الفاظ و معنی: بے درداں: دوسروں کے دکھ کو نہ جاننے والے، ظالم، محبوب۔ سنگ: ساتھ۔ یاری: دوستی۔ روون اکھیاں: آنکھیں روتی ہیں۔ سانگ: نیزہ، نیزے کی انی۔ گڈ کے: گاڑ کر۔ جند: جان۔ کڈھ کے: نکال کر۔ ہٹیساری: بیوپاری۔ گنوار: جاہل، احمق۔ تاڑی: تالی۔ ٹوٹا: نقصان، گھاٹا۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ نے اس کافی میں محبوب کی بے دردی اور سیلان تضحیک اور عاشق کی خرابی حال اور حالت زار بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ دوسروں کے دکھ درد نہ سمجھنے والوں کے ساتھ کیا دوستی کرنی کہ اب میری آنکھیں زارو قطار رو رہی ہیں۔ مجھے وہ بے درد محبوب چھوڑ کر چلا گیا اور سینے میں جدائی کا نیزہ گاڑ گیا۔ گویا میرے جسم سے جان نکال کر لے گیا اور اسی نے یہ بیوپاریوں والی بات کی ہے۔

2- دوسروں کے دکھ درد نہ سمجھنے والوں کے ساتھ کیا دوستی کرنی کہ اب میری آنکھیں زارو قطار رو رہی ہیں۔ ان بے دردوں پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ جن کے دلوں میں ایک رتی بھر بھی خوف نہیں ہے۔ چڑیوں کی موت گنواروں کی ہنسی ہوتی ہے۔ جو بعد میں ہنس ہنس کر تالی بجاتے ہیں۔

3- دوسروں کے دکھ درد نہ سمجھنے والوں کے ساتھ کیا دوستی کرنی کہ اب میری آنکھیں زارو قطار رو رہی ہیں۔ میرا محبوب آنے کا کہہ گیا اور پھر نہیں آیا۔ اس نے یہ آنے کا وعدہ ہی بھلا دیا۔ میں بھول کر اس سے آنکھ لڑائی لیکن اس نے مجھ سے ٹھگ بیوپاریوں والا سلوک کیا۔

4- دوسروں کے دکھ درد نہ سمجھنے والوں کے ساتھ کیا دوستی کرنی کہ اب میری آنکھیں زارو قطار رو رہی ہیں۔ بلھے شاہؒ نے اک سودا کیا اور سودا یہ کیا کہ اس نے زہر بھرا پیالہ پی لیا۔ اس سے اسے نہ تو کوئی نفع حاصل ہوا اور نہ ہی کوئی نقصان ہی پہنچا۔ ہاں البتہ درد اور دکھوں کی اک بھاری گٹھڑی اس کے سر پر آن پڑی۔ دوسروں کا دکھ درد نہ سمجھنے والوں کے ساتھ کیا دوستی کرنی کہ اب میری آنکھیں زارو قطار رو رہی ہیں۔

Scanned with CamScanner

(94) رکیہہ جاناں مَیں کوئی

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

جو کوئی آندر بولے چالے، ذات آساڈی سوائی
جس دے نال میں نیونہہ لگایا، اوہو جیہی ہوئی!

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

چِٹّی چادر لاہ سُٹ کُڑیئے، پہن فقیراں دی لوئی
چِٹّی چادر نُوں داغ لگّے گا، لوئی نُوں داغ نہ کوئی

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

الف پچھاتا ب پچھاتی تے تلاوت ہوئی
سین پچھاتا شین پچھاتا، صادق صابر ہوئی

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

کُو کُو کر دی قُمری آہی، گل وِچ طوق پیو اِی
بَس نہ کر دی کُو کُو کولوں، کُو کُو اندر موئی

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

جو کُجھ کر سی اللہ بھاتا کیا کُجھ کر سی کوئی!
جو کُجھ لیکھ متھّے دا لکھیا، میں اُس تے شاکر ہوئی

رکیہہ جاناں مَیں کوئی، وے آڑیا، رکیہہ جاناں مَیں کوئی

عاشق بکری معشوق قصائی، مَیں مَیں کر دی کوہی
جیوں جیوں مَیں مَیں بوہتا کر دی، تیوں تیوں موئی موئی

رکیہہ جاناں میں کوئی، وے آڑیا، کیہہ جاناں میں کوئی

بُلّھا شوہ عنایت کر کے شوق شراب دِتّو اِی
بھلا ہویا آسیں دُوروں چُھٹّے، نیڑے آن لدھوای

رکیہہ جاناں میں کوئی، وے آڑیا، کیہہ جاناں میں کوئی

مشکل الفاظ و معنی: وے / اڑیا: مخاطب کرنے کے بول۔ سوای: وہی۔ نیونہہ: عشق، محبت، پیار۔ لوئی: کالے رنگ کا کمبل۔ الف: مراد اللہ۔ ب: مسوا، غیر اللہ، کوئی اور دوسرا۔ ت: تلاوت کی اور س سے مراد سچ ہے اور ش شک اور اس کے بعد صادق اور صابر کا ص آتا ہے۔ کوکو: آواز مراد فریاد، گگھی کی آواز۔ قمری: گگھی۔ طوق: زنجیر۔ موئی: مرگئی۔ بھانا / بھاون سے: پسند کرنا، پسند آنا، لبھانا۔ میں میں: بکری کی آواز۔ شوہ: محبوب، مُرشد۔ عنایت: سید بُلھے شاہؒ کے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ۔ لدھوای: ڈھونڈ لیا ہے، مل گیا ہے۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ جو کوئی میرے اندر بولتا ہے میری ہی ذات ہے۔ جس سے میں نے محبت کی ہیں۔ بھی اسی جیسا ہو گیا ہوں۔

2- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ یہ جو تو نے سفید چادر اوڑھ رکھی ہے۔ اسے اتار دے اور فقیروں کی لوئی اوڑھ لے کیونکہ سفید چادر کو تو داغ لگ سکتا ہے اور لوئی کو کوئی داغ نہیں لگ سکتا یعنی یہ امیرانہ ٹھاٹھ چھوڑ دے اور فقیروں جیسا لباس پہن لے۔

3- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچان لیا ہے اور غیر اللہ کو جانتے ہوئے اسی کی ذات باری کی دن رات عبادت کر رہا ہوں۔ س (سچ) اور ش (شک) کی شناخت کرتے ہوئے ایک صادق اور صابر کا شیوہ اختیار کر لیا ہے۔

4- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ قمری کوکو کرتی ہے یعنی زیادہ فریاد کناں ہے کیونکہ اس کے گلے میں غلامی کی زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ وہ ہر وقت اسے کوکو ہی کرتی رہتی ہے اور اسی کوکو سے وہ آخر مرجاتی ہے۔

5- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ جو کچھ اللہ کو منظور ہو گا وہی ہو کر رہے گا۔ کوئی کیا کر سکتا ہے۔ جو کچھ میری تقدیر میں لکھا گیا میں تو اسی پر شاکر و صابر ہوں۔ مجھے کسی سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔

6- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ عاشق بکری کی طرح ہے اور معشوق قصاب کی مانند جو بکری کو میں میں کرتی حلال کر ڈالتا ہے اور اس پر ذرا ترس نہیں کھاتا۔ وہ جوں جوں میں میں زیادہ کرتی ہے وہ توں توں مرجاتی ہے۔

7- میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ اے بلھے شاہؒ مجھ پر میرے مُرشد نے خاص عنایت کی ہے اور مجھے شوق کی شراب کا پیالہ عطا کر دیا ہے۔ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا کہ زیادہ دور نہیں جانا پڑا اور نزدیک سے ہی ہمیں ہمارا گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔ میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں۔ ارے میں کیا جانوں کہ میں کون ہوں ~ "کہہ جاناں میں بلھیا کون!؟"

Scanned with CamScanner

(95) رکیہہ کردا؟

رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

کُن کیہا فیکون کہایا باطن ظاہر دے وَل وَھایا
بے چُونی دا چُون بنایا بکھڑی کھیڈ مچائی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

سِرّ مخفّی دا رجس دم بولا گھُنگٹ اُپنے مُکھ سے کھولا
ہُن کیوں کردا ساتھوں اوہلا حقیقت سبھ وِچ آئی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

کرّمنا بنی آدم کیہا! کوئی نہ رکیتا تیرے جیہا
شان بزرگی دے سنگ ایہا ڈِھپڑی خوب وجائی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

آپے بے پرواہیاں کر دے اپنے آپ سے آپے ڈر دے
رہیا سما وِچ ہر ہر گھر دے بُھلی پھرے لوکائی جے!
رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

چینک لا دیوانہ ہویا! لیلیٰ بن کے مجنوں موہیا
آپے رویا' آپے دھویا رکیہہ رکیتی آشنائی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے
رکیہہ کردا بے پرواہی جے

آپے ہیں توں ساجن سیاں عقل دلیلاں سبھ اُٹھ گئیاں

بُلّھا شاہ ؒ نے خوشیاں لیاں ہُن کردا کیوں جُدائی جے

رکیہہ کردا بے پرواہی جے

رکیہہ کردا بے پرواہی جے

مشکل الفاظ و معنی: بے پرواہی: بے نیازی۔ کن: ہو جا۔ فیکون: ہو گیا۔ باطن: اندر، خفیہ، ظاہر کی ضد۔ دھایا / دھاون: حملہ کرنا، ہلہ بولنا، آنا۔ بے چونی دا چون بنایا: بے مثال کی مثال پیدا کی۔ بکھرڑی: بکھری ہوئی، پھیلی ہوئی۔ سر: راز، بھید۔ مخفی: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ، حجاب۔ کرمنا: ہم نے عزت و تکریم دی، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کرّمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو عزت و تکریم دی۔ ایہا: یہی۔ ڈھکڑی: ڈفلی۔ لوکائی: دنیا، مخلوق۔ چینک: چاٹ، چسکا، ٹھرک، لگن، عشق، فکر۔ ساجن: سجن، محبوب، پیارا، پریتم۔ سیاں: سکھیاں، سہیلیاں، محبوب کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ اس نے کن کہا تو فیکون کہلوایا یعنی ایک کائنات وجود میں آ گئی۔ وہ چھپا ہوا تھا اور ظاہر ہو گیا۔ وہ بے مثال تھا اور اس نے اپنی مثال پیدا کی۔ اسی نے بکھرے ہوئے کھیل کو رچا دیا۔

2- محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ جب نے چھپے ہوئے راز کو آشکار کیا تو اپنے رخ سے اس نے پردہ اٹھا دیا۔ (کنت کنزًا مخفیًا الخ کی طرف اشارہ ہے) لیکن وہ اب کیوں ہم سے پردہ کر رہا ہے؟ اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ہر اک چیز میں موجود ہے۔ (ہمہ اوست کی طرف کنایہ ہے)

3- محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ جب اس نے کرّمنا بنی آدم کہا اور تیرے جیسا کوئی نہیں بنایا۔ کے اعزاز سے انسان کو نوازا اور اسے یہ شان بزرگی عطا کی تو اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹا۔

4- محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ وہ بے نیازی بھی خود ہی کرتا ہے اور اپنے آپ سے خود ہی ڈرتا ہے۔ وہ ہر ہر گھر میں موجود ہے لیکن یہ دنیا یونہی بھولی ہوئی ہے یعنی وہ ہر چیز اور ہر جگہ پر موجود ہے لیکن دیکھنے والی آنکھ ہی اسے دیکھ سکتی ہے۔

5- محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ اس نے ایسی لگن اور ایسی چاٹ لگائی کہ خود ہی اپنے آپ کا دیوانہ ہو گیا اور لیلیٰ بن کر اس نے مجنوں کو موہ لیا۔ خود ہی وہ رویا دھویا اور خود ہی اس نے دوستی کی۔

6- محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔ تو خود ہی عاشق ہے اور خود ہی معشوق ہے۔ یہاں پر عقل اور دلیل کبھی نہیں ٹھہر سکتی۔ بُلّھے شاہؒ نے تو خوشیاں لی ہیں اب تو کیوں جدائی اختیار کر رہا ہے؟ محبوب حقیقی کیا بے نیازی دکھا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(96) رِکیہ کردانیِ رکیہ کردانیِ؟

رِکیہ کردا نِی رکیہ کردا نِی؟ کوئی پُچھّو! کھاں دِلبر رکیہ کردا؟

اِکسے گھر وِچ وَسدیاں رَسدیاں نہیں ہوندا وِچ پَردا
وِچ مَسیت نماز گزارے، بُت خانے جا وَڑدا
آپ اِکو کئی لکھ گھراں دے، مالک اِیہہ گھر گھر دا
جِتوَل ویکھاں اُت وَل اوہو، ہَر اِک دا سنگ کَر دا
موسیٰؑ تے فِرعون بَنا کے، دو ہوکے کیوں لَڑ دا
حاضِر ناظِر اوہو ہَر تھاں، چُوچک کِس نُوں کھڑ دا
ایسی نازِک بات کیُوں کہندا، نہ کہہ سکدا نہ جَر دا
بُلّھا شَوَہ دا عِشق بگھیلا، رَت پِیندا گوشت چَر دا

رکیہ کردا نِی رکیہ کردا نِی؟ کوئی پُچھّو! کھاں دِلبر رکیہ کردا؟

مشکل الفاظ و معنی: پچھو: معلوم کرو، دریافت کرو۔ دلبر: یہاں دلبر مجازی معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ اس سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے (محبوب حقیقی)۔ اکسے: ایک ہی۔ وسدیاں رسدیاں: بستے اور آباد ہوتے ہوئے۔ مسیت: مسجد۔ بت خانہ: مندر وغیرہ۔ جت ول: جس طرف۔ اُت ول: اُس طرف۔ سنگ: ساتھ۔ چوچک: ہیر کے باپ کا نام۔ جر دا: برداشت کرنا۔ کھڑدا: لے جانا۔ شوہ: محبوب، مُرشد۔ بگھیلا: شیر کا بچہ۔ رت: خون۔ چردا: کھاتا، پیتا

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ نے اس کافی میں وحدت الوجود کا مضمون ادا کیا ہے اور یہ مضمون انہیں ازحد پسند ہے اور انکی اکثر کافیوں میں پایا جاتا ہے کہ محبوب حقیقی کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے یعنی تمام کائنات (جگ) جس میں جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان سبھی شامل ہیں۔ نیز انہوں نے اپنے دلبر کی بے پرواہی (بے نیازی) کی بھی بات کی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ میرا محبوب کیا کر رہا ہے۔ کوئی معلوم تو کرو کہ میرا محبوب یہ کیا کر رہا ہے؟ ایک ہی گھر میں رہتے اور آباد ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے پردہ نہیں کیا جاتا کبھی وہ مسجد میں نماز گزارتا ہے اور کبھی بت خانے میں جا داخل ہوتا ہے۔ وہ خود تو ایک ہی ہے مگر ہر گھر ہر جگہ کا مالک ہے۔ جس طرف بھی نظر کرتا ہوں اسی طرف وہ ہر ایک کے ساتھ نظر آتا ہے۔

وہ خود ہی موسیٰؑ اور فرعون کو بنا کر دو ہو کر کیوں لڑتا دکھائی دیتا ہے؟ جب وہی ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہے تو چوچک ہیر کی بجائے کسے لئے جا رہا ہے؟ وہ اس قدر نازک اور باریک بات کیوں کہتا ہے کہ جبکہ نہ وہ کہہ سکتا ہے اور نہ برداشت کر سکتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ میرے محبوب (مُرشد) کا عشق اک شیر کی طرح ہے جو کہ خون پیتا ہے اور گوشت کھاتا ہے۔ یہ کیا کر رہا ہے۔ میرا محبوب کیا کر رہا ہے۔ کوئی معلوم تو کرو کہ میرا محبوب یہ کیا کر رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(97) کینہوں لامکانی دَسدے او

کینہوں لَا مَکانِی دَسدے او
تُسی ہَر رَنگ دے وِچ وَسدے او

کُن فیکون تئیں آپ کہایا
تَیں باجھوں ہور کیہڑا آیا
عِشقوں سبھ ظُہور بنایا
عاشق ہو کے دَسدے او

کینہوں لَا مَکانِی دَسدے او
تُسی ہَر رنگ دے وِچ وَسدے او

پُچھّو! آدم کِس نے آندا ہے
کِتھّوں آیا کِتھّے جاندا ہے
اوتھے کِس دا تینوں لَانجھا ہے
اوتھے کھا دانا اُٹھ نَسدے او

کینہوں لَا مَکانِی دَسدے او
تُسی ہَر رنگ دے وِچ وَسدے او

آپے سُنیں تے آپ سُناویں
آپے گاویں آپ بجاویں
ہتھّوں قول سُرود سُناویں
کِتے جاہل ہو کے نَسدے او

مشکل الفاظ و معنی: لامکانی: لامکان ہونے کی حالت۔ کن فیکون: ہو جا اور وہ ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ کا کن کہہ کر کائنات بنانا)۔ ظہور: ظاہر ہونا، نظر آنا، سامنے آنا، دکھاوا۔ لانجھا: جھمیلا، جھگڑا، مصیبت، مشکل۔ سرود: نغمہ، گیت۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں۔ کن فیکون آپ نے خود ہی کہلوایا اور آپ کے بغیر بھلا اور کون وجود میں آیا۔ عشق ہر شے کا اظہار ہوا۔ آپ نے

عاشق ہو کر یہ سب کچھ بتا دیا۔

2- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں۔ آدم سے پوچھو (معلوم کرو) کہ اسے یہاں کون لایا ہے۔ وہ کہاں سے آیا اور کہاں جاتا ہے۔ وہاں تجھے کیا مشکل ہے کہ وہاں دانہ کھا کر اٹھ بھاگتے ہو۔

3- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں۔ آپ خود ہی سنتے اور سناتے ہیں۔ خود ہی گاتے ہیں اور بجاتے ہیں اور خود ہی نغمہ وحدت سناتے ہیں اور کہیں بالکل انجان ہو کر اٹھ بھاگتے ہیں۔

کِنہوں لَا مَکانِی وَسدے او
تُسی ہَر رَنگ دے وِچ وَسدے او

تیری وَحدت توئیں بُجھاویں
انا الحق دی تار ہِلاویں
سُولی تے منصُور چڑھاویں
اَتے کول کھلو کے ہَسدے او!

کِنہوں لَا مَکانِی وَسدے او
تُسی ہَر رَنگ دے وِچ وَسدے او

کِتے ہو سِکنّدر طرف نوشاباں
ہو رُسول لے آویں کتاباں
یُوسف ہو کے اندر خواباں
زُلیخا دا دِل کھسدے او

کِنہوں لَا مَکانِی وَسدے او
تُسی ہَر رَنگ دے وِچ وَسدے او

کِتے رُومی ہو کِتے زَنگی ہو
کِتے ٹوپی پوش فرنگی ہو
کِتے مَیخانے وِچ بھنگی ہو

نکتے مہر مہری بن وَسدے او

کینھوں لاَ مَکانِی وَسدے او
تُسی ہَر رُنگ دے وِچ وَسدے او

بُلھا شَوہ عنایت ” آرس ہے
اوہ میرے دِل دا وَارث ہے
مَیں لوہا تے اوہ پارس ہے
تُسی اوسے دے سُنگ گھَسدے او

کینھوں لاَ مَکانِی وَسدے او
تُسی ہَر رُنگ دے وِچ وَسدے او

وحدت: ایک ہونا- انا الحق: میں خدا ہوں- نوشاباں: نوشاب کی جمع' شراب یا شربت- کھسنا: چھیننا' زبردستی لے جانا- زنگی: حبشی- فرنگی: انگریز' یورپی' گورا' دوسرے دیس کا- میخانہ: جہاں شراب بکتی ہو- بھنگی: بھنگ پینے والا' جمعدار- مہرمہری: آس' رحم' محبت' مہربانی' کرم- آرس: نگینہ' شیشہ- پارس: ایک روائتی پتھر جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس سے جو چیز رگڑی جائے وہ سونا بن جاتی ہے- گھسدے ہو: گھستے ہو۔

4- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں- آپ اپنی وحدت کے متعلق خود ہی بجھاتے ہیں اور اناالحق کی تار ہلاتے ہیں- منصور کو سولی پر چڑھا کر خود پاس کھڑے ہو کر ہنستے ہیں-

5- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں- کہیں سکندر بن کر اپنی طاقت و فتح مندی کے جشن مناتے ہیں اور کبھی رسول بن کر کتابیں لے آتے ہیں اور کبھی زلیخا کے خوابوں میں یوسفؑ بن کر اس کا دل چھین کر لے جاتے ہیں-

6- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں- کہیں آپ رومی ہیں اور کہیں زنگی ہیں اور کہیں ٹوپی پوش فرنگی ہیں کہیں میخانہ ہیں بھنگی ہیں اور کہیں مہرو محبت بن کر برستے ہیں-

7- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں- اے بلھے شاہ" میرے مُرشد شاہ عنایت قادری" ایک نگینہ میں اور وہی میرے دل کے وارث ہیں- گویا میں لوہا ہوں اور وہ پارس ہیں- تم انہی کے ہی فیض یافتہ ہو- یہ کسے لامکانی بتایا جا رہا ہے؟ آپ تو اے میرے محبوب حقیقی ہر رنگ میں بستے ہیں-

(98) کیہے لارے دینائیں سانُوں؟

کیہے لارے دینائیں سانُوں؟ دو گھڑیاں مِل جائیں

نیڑے وَسیں تھاں نہ دَسیں، ڈھونڈاں کِت وَل جاہِیں
آپے جھاتی پائی احمد ﷺ، ویکھاں تاں مُڑ ناہیں
آکھ گئیوں مُڑ آیوں ناہیں، سینے دیوچ بھڑکن بھائیں
اِکسے گھر وِچ وسدیاں رسدیاں، کِت وَل کُوک سُناہیں
پاندھی جا میرا دے سُنیہا، دِل دے اوہلے تکدا کیہا
نام اللہ دے نہ ہو وَیری، مُکھ ویکھن نُوں نہ ترسائیں
بُلّھا شاہؒ کیہہ لایا مینُوں، رات آدھی ہے تیری مہماں
اوجھڑ بیلے سبھ کوئی ڈَردا، سو ڈھونڈاں میں چائیں چائیں

کیہے لارے دینائیں سانُوں؟ دو گھڑیاں مِل جائیں

مشکل الفاظ و معنیٰ: کیہے: کیسے- لارے: دلاسے، تسلیاں، جھوٹے وعدے- کِت وَل: کس طرف- جاہِیں: جاء، جگہیں، ٹھکانے- بھاہیں، بھاء کی جمع: آگ- کُوک سنانا: فریاد و فغاں کرنا- پاندھی: راہی، مسافر- کیہا: کیسا- لایا: نفع، فائدہ- مہماں: تعریف، عزت و تکریم- اوجھڑ: جھاڑیاں، جنگل بیلا- چائیں چائیں: بڑے شوق سے، چاؤ کے ساتھ

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب حقیقی تو مجھے یہ کیسے دلاسے دے رہا ہے۔ بس دو گھڑیوں کے لئے آ کر مجھ سے مل جاؤ۔ نزدیک بسنے کا تو بتاتے ہو لیکن اپنی جگہ اور مقام کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے ہو۔ میں تجھے کس طرف ڈھونڈنے جاؤں؟ خود ہی نبی کریم ﷺ نے مجھ پر نظر ڈالی (کرم کیا) اور جب میں نے دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا۔

2- اے میرے محبوب تم آنے کا کہہ گئے تھے لیکن نہیں آئے۔ میرے سینے میں آگ بھڑک رہی ہے۔ ایک ہی گھر میں بستے اور آباد ہوتے ہوئے میں کس کے آگے فریاد و فغاں کروں۔ یعنی تو میرے انتہائی قریب ہوتے ہوئے بھی میری حالت زار سے واقف نہیں ہے اور اب میں اور کسے اپنا دکھ سناؤں؟

3- اے مسافر! تو جا اور میرا پیغام دے کہ وہ دل کے پردے میں کیوں چھپا ہوا ہے؟ اسے کہنا کہ خدا کا واسطہ ہے وہ مجھے اپنے دیدار سے نہ ترسائے یعنی مجھ پر خاص اپنی مہربانی کرتے ہوئے اپنا درشن دے (دیدار دے)۔

4- اے بُلّھے شاہؒ مجھے کیا فائدہ ہوا کہ آدھی رات ہے اور میں تیری تعریف کر رہا ہوں۔ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اور جنگل بیلا ہے اور یہاں سے ہر کوئی ڈرتا ہے لیکن میں تو بڑے شوق سے اور چاؤ کے ساتھ ڈھونڈ رہا ہوں۔ اے میرے محبوب حقیقی تو مجھے یہ کیسے دلاسے دے رہا ہے۔ بس دو گھڑیوں کے لئے مجھ سے آ کر مل جاؤ۔

Scanned with CamScanner

(99) کھیڈ لے وِچ ویہڑے

کھیڈ لے وِچ ویہڑے گھُمی گھُم

ایس ویہڑے وِچ آ لا سوہنڈا، آلے دیوچ تاکی
تاکی دِیوچ رچھیج وچھاواں، نال پیا سنگ راتی

ایس ویہڑے دے نو دروازے، دسواں گیت رکھاتی
اوس گلی دِی میں سار نہ جانا، جہاں آوے پیا جاتی

ایس ویہڑے وِچ چرخہ سوہنڈا، پانی آں بوہتے پھیرے
آپنے پیا نوں یاد کریساں، چرخے دے ہر پھیرے

ایس ویہڑے وِچ مکنا ہاتھی، سنگل نال کھہیڑے
بُلھے شاہ" فقیر سائیں دا، جاگدیاں کوں چھیڑے
کھیڈ لے وِچ ویہڑے گھُمی گھُم

مشکل الفاظ و معنی: کھیڈ لے: عبادت کر لے- وِچ ویہڑے: دنیا میں، انسانی جسم بھی مراد لیا جاسکتا ہے اور محفل بھی- گھمی گھم / گھم گھم کرنا: خوشبودار ہونا، مہکنا، ٹکنا، نہایت انہماک اور خلوص سے، پورے زور شور سے- آلا: چھوٹا طاق- سوہنڈا: خوبصورت لگتا، سجتا- تاکی: باری، کھڑکی- سنگ: ساتھ- راتی: رات کو- چھیج: سیج، مسہری- نو دروازے: بدن کے نو حصے، بدن، زبان، آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، سر، دل اور دماغ- گیت: پوشیدہ- رکھاتی: رکھتی، رکھ لیتی- پیا: محبوب- جاتی: اونچی ذات کا- مکنا ہاتھی: جوان ہاتھی، مراد نفس امارہ- کھہیڑے: جھگڑا کرے، ٹکرائے- کوں: کو-

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو اس دنیا میں زور شور سے عبادت کر اور نیک اعمال کما لے- اس صحن میں اک طاق ہے جو بڑا سجتا ہے اور تاک میں اک کھڑکی ہے- اس کھڑکی میں سیج بچھاؤں اور رات اپنے محبوب کے ساتھ بسر کروں-

2- اس صحن کے نو دروازے ہیں اور دسواں دروازہ مجھے خفیہ رکھنا چاہئے تھا- مجھے اسی گلی کا اتا پتہ معلوم نہیں جہاں بڑی اونچی ذات کا میرا محبوب آتا جاتا ہے-

3- اس صحن میں چرخہ (انسانی جسم) بہت سجتا ہے اور میں اسے زیادہ سے زیادہ چلا رہا ہوں- یعنی میں ہر پھیرے کے ساتھ اسے یاد کرتا ہوں اور دن رات میرا یہی شغل ہے کہ عبادت دن و ریاضت میں مصروف ہوں-

4- اس صحن میں جوان اور مست ہاتھی (نفس امّارہ) بھی موجود ہے- جو زنجیروں کے ساتھ ٹکرا رہا ہے- بلھے شاہ" مالک حقیقی کا فقیر ہے اور اسے جاگتے ہوئے ہی چھیڑتا ہے یعنی اس نے اپنے نفس امارہ کو قابو میں کر رکھا ہے تو اسی دنیا میں زور شور سے عبادت کر اور نیک اعمال کر لے-

Scanned with CamScanner

(100) گُر جو چاہے

گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

میرے گھر وِچ چوری ہوئی سُتّی رَہی نہ جاگیا کوئی
میں گُرُ پھڑیا سوجھی ہوئی جو مال گیا سو تَردا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

پہلے مخفّی آپ خزانہ سی اوتھے حیرت حیرت خانہ سی
پھِر وحدت دے وِچ آنا سی کُل جُز دا مجمل پَردا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

کُن فیکون آوازہ دیندا وحدت وِچّوں کثرت لیندا
پہن لِباس بندہ بَن بہندا کر بندگی مسجد وڑدا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

روز میثاق الست سُناوے قالُوا بلٰی شہدنا چاہوے
پھِر کجھ اپنا آپ چھپاوے اوہ گُن گن وستاں دھردا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

گُرُ اللہ آپ کہندا اے گُرُ علی ؓ نبی ﷺ ہو بہندا اے
گُرُ ہر دے دِل وِچ رہندا اے اوہ خالی بھانڈے بھردا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

بُلّھا شوہ نُوں گھر وِچ پایا جس سانگی ایہہ سانگ بنایا
لوکاں کولوں بھیت چھپایا اوہ درس پرم دا پڑھدا ہے
گُرُ
جو چاہے سو کردا ہے

مشکل الفاظ و معنی: گر: گرو کا مخفف، استاد، مُرشد، رب- سوجھی: سمجھ، عقل، گیان- مخفی خزانہ: چھپا ہوا خزانہ، اشارہ ہے کنت کنزا مخفیا الخ حدیث قدسی ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا- کل: مکمل، خدا کی ذات- جز: حصہ مراد انسان- مجمل: مفصل کی ضد، غیر واضح، پیچیدہ- کن فیکون: ہو جا اور وہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا "کن" کہہ کر کائنات بنانا- وحدت: اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، یکتائی و یگانگی- کثرت: وحدت کی ضد، بہت، بہتات، زیادتی، ماسوائے اللہ، غیریت- میثاق: اول،

ازل- روز میثاق: ازل کے روز سے، شروع سے- الست: الست بربکم: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ روز ازل جب اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کرکے یہ سوال کیا (قرآن پاک کی آیت) قالوا بلیٰ شھدنا تو تمام روحوں نے جواب دیا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے ہم گواہی دیتے ہیں- وستاں: وست کی جمع، چیز، کوئی شے، سروسامان، رخت و اسباب- دھرواہے: رکھتا ہے- شوہ: محبوب، مُرشد، اللہ- سانگی: سانگ رچانے والا، ڈرامہ کرنے والا، نقلیا، راس دھاری، اداکار- سانگ: نقل، سوانگ، بہروپ، کھیڈ، تماشا، ڈرامہ- درس: سبق- پرم: پریم کا مخفف، محبت، پیار، پریت

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- میرے گھر میں چوری ہوگئی ہے اور میں سویا رہا اور کوئی نہ جاگ سکا- (یعنی خواب غفلت میں کھویا رہا) میں نے مُرشد پکڑا تو مجھے گیان حاصل ہوا- میرا جو مال چوری ہوا تھا وہ مجھے واپس مل گیا یعنی علم آیا تو ضائع شدہ اعمال بھی مقبول ہوگئے-)

2- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- وہ پہلے اِک چھپا ہوا خزانہ تھا- اور وہاں حیرت کے سوا اور کچھ نہ تھا- پھر وہ وحدت کے روپ میں جلوہ گر ہوا اور جزو کو اس نے کل کا مجمل پردہ بنا دیا-

3- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- اس نے کُن فیکون کا آواز لگایا اور وحدت میں سے کثرت تخلیق کرڈالی- وہ انسانی لباس پہن کر اس روپ میں آبیٹھا اور کبھی بندگی کرنے کے لئے مسجد میں جاکر داخل ہوتا ہے یعنی وہ ہر جگہ اور ہر روپ میں موجود ہے-

4- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- اس نے ازل کے روز الست بربکمؐ سنایا اور سب نے قالوا بلیٰ شھدنا کہہ کر گواہی دی- پھر اسی نے اپنا آپ چھپا لیا اور اب ان گنت چیزوں میں اپنی جلوہ ریزیاں کرتا دکھائی دیتا ہے-

5- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- وہ سب کا ہادی و رہنما ہے اور وہ خود کہتا ہے اور وہ کبھی مُرشد علیؓ و نبی ﷺ ہو ہو کر آ بیٹھتا ہے- وہ ہر دل میں رہتا ہے- جو برتن خالی ہیں وہ انہیں بھر دیتا ہے یعنی جس دل کو اس کی طلب ہوتی ہے وہ اس میں جا بستا ہے-

6- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے- اے بُلھے شاہ ہم نے تو اپنے محبوب حقیقی یا مُرشد کو اپنے گھر (وجود) میں پالیا ہے- جس سوانگ رچانے والے نے یہ سوانگ رچایا ہے- اسی نے لوگوں سے یہ بھید چھپا لیا ہے- وہ تو ہر وقت محبت کا ہی درس دیتا ہے- اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے-

Scanned with CamScanner

(101) گَل رَولے لوکاں پائی اے

گَل رَولے لوکاں پائی اے گَل رَولے لوکاں پائی اے
سچ آکھ مناں کیوں ڈرناں ایں
اس سچ پِچھے توں تَرناں ایں
سچ سَدا آبادی کرناں ایں
سچ وَست اَچنبھا آئی اے
گَل رَولے لوکاں پائی اے گَل رَولے لوکاں پائی اے
بَاہمن آن جَجمان ڈرائے
پتّر پیڑ دِس بھرم دوڑائے
آپے دَس کے جَتن کرائے
پُوجا شرُوع کرائی اے
گَل رَولے لوکاں پائی اے گَل رَولے لوکاں پائی اے
پُتّر تُساں دے اُوپر پیڑا
گُڑ چاول مناوِ لیڑا
جُنجُو پاؤ لاہو پیڑا
چُلّی ترت پُوائی اے
گَل رَولے لوکاں پائی اے گَل رَولے لوکاں پائی اے
پیڑ نہیں آئیویں نِکلن لگی
روک روپیہ بھانڈے ڈھگی
ہووے لاکھی دُرست نہ بگی
بُلّھا ایہہ بات بَنائی اے
گَل رَولے لوکاں پائی اے گَل رَولے لوکاں پائی اے
پرتم چَنڈی مات بَنائی

رِجس نُوں پُوجے سَرب۔ لوکائی
پاچھی وڈّھکے جَنج چڑھائی
ڈولی ٹُھم ٹُھم آئی اے

مشکل الفاظ و معنی: گَل: بات۔ رَولے: اُلجھن، جھگڑے۔ مناں: اے من، اے میرے دل۔ پچھے: بعد میں۔ ترناں این: تیرتا ہے، کامیاب ہوتا ہے۔ دست: چیز۔ اچنبھا: اچرج، انوکھا، عجیب و غریب۔ باہمن: ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات، برہمن۔ ججمان: بڑا، وڈیرا، مراثیوں کو دان دینے والا۔ بھرم: ساکھ، اعتبار، وقار، عزت، ظاہری حالت۔ جتن: کوشش۔ پیڑا: تکلیف، دکھ، درد۔ لیڑا: کپڑا، دوپٹہ۔ جنجو: زُنّار، وہ دھاگا جو ہندو اپنے گلے میں ڈالتے ہیں، جینو۔ بیڑا: بٹن، پان کی گلوری۔ ترت: جلدی۔ ڈھگی: ڈھگ، ڈھیر۔ لاکھی: لاکھ رنگی، سوہے رنگ کی۔ بگی: سفید رنگ کی۔ پرتم چندی: شوکی بدصورت بیوی۔ سرب: میسا، سکا۔ لوکائی: لوگ، دنیا، مات، شکست۔ پاچھی: ضرورت سے زیادہ، بچا ہوا، پچھ لگانے والا، باقی۔ ٹُھم ٹُھم: زیورات کی جھنکار۔

ترجمہ:

اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے بیان یہ کیا ہے کہ کج فہم کم علم لوگ خدا اور انسان کے رشتے کے متعلق فضول جھگڑے میں الجھے ہوئے ہیں۔ یعنی خدا انسان سے الگ نہیں ہے اور یونہی لوگ اسے اِدھر اُدھر ڈھونڈنے میں اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے رشتے کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے دل تو حقیقت کو بے خوف ہو کر بیان کر کیونکہ اسی حقیقت کے پیچھے ہی تیری کامیابی ہے کہ سچ سے ہی انسان آباد ہوتا ہے اور یہ سچ ایک انوکھی چیز ہے۔

-2 بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے رشتے کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ برہمنوں نے ججمانوں کو آ کر ڈرایا دھمکایا اور پتوں اور درختوں کا بھرم قائم کر ڈالا۔ خود ہی بتا کر کوششیں کروائیں اور پھر ان کی پوجا شروع کرا دی۔ (ہندو مذہب میں مختلف درختوں کی پوجا ہوتی ہے۔)

-3 بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے رشتے کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ برہمنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے بیٹے کے سر پر مصیبت اور تکلیف آنے والی ہے۔ گڑ، چاول اور کپڑا وغیرہ دو۔ زنار پہنو اور بیڑا اتار دو اور ایک لپ یا چلو کسی جنس کا بھر کر جلدی سے اس کے اوپر سے تصدق کر کے دے دو۔

-4 بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے رشتے کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں اور پھر کہا کہ یہ تکلیف یونہی جانے نہ پائے گی۔ تم نقدی روپیہ پیسہ اور برتن وغیرہ بھی دو اور اس کے ساتھ گائے بھی ہو جو کہ سرخ رنگ کی ہو اور نہ سفید ہی ہو۔ اے بلھے شاہؒ انہوں نے یہ بات خوب بتائی ہے۔

-5 بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ پرتم چندی کو ماں بنا لیا اور لوگ اسے عقیدے کی مضبوطی کے ساتھ پوجنے لگے نہ جانے کتنے زخموں سے یہ بارات سجائی گئی اور زیورات کی چھنکار میں ڈولی لائی گئی۔

گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

بھُل خدا نوں جان خُدائی

بُتاں اگے سیس نوائی

جیہڑے گھڑ کے آپ بنائی

شرم رتا نہ آئی اے

گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

ویکھو تُلسی مات بنائی

سالگ رامے سنگ پرنائی

ہس رس ڈولی چا چڑھائی

سوہرا بنے جوائی اے

گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

دھیاں بھیناں سبھ ویاہون

پردے اپنے آپ کجاون

بُلھا شاہ رکیہہ آکھن آون

نہ ماتا کسے ویاہی اے

گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

شاہ رگ تھیں رب وسدا نیڑے

لوکاں پائے لمے جھیڑے

یاں کے جھگڑے کون نبیڑے

بھج بھج کے عمر گوائی اے

گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

برچھ باغ وچ نہیں جُدائی

بندہ رب تیویں بن آئی

پچھلے سوتے تے کھڑ آئی
ڈبھتا آن رمثائی اے

سیّس: سر۔ نوانا: جھکانا۔ رَتا: رَتّی سے، ذرا۔ تُلسی: نیاز بو کا بوٹا جسے ہندو مقدس سمجھتے ہیں۔ سالگرام: ایک پہاڑ جہاں سے ہندو وشنو کی مورت جیسے پتھر لا کر پوجتے ہیں۔ کجاون: ڈھانپیں۔ ماتا: ماں۔ مات: ماتا کا مخفف۔ برچھ: درخت۔ تویں: اسی طرح۔ سوتے: سونے کے وقت، پچھلی عمر۔ ڈبھتا: الزام۔

6- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کو بھول جا اور خدائی کو جان لے۔ بس بتوں کے آگے تو اپنا سر جھکا لے جو کہ تو نے خود گھڑ کے بنائے ہیں۔ تجھ کو شرم مگر ذرا نہیں آتی۔

7- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ دیکھو تلسی نے اپنی بیوی کو ماں بنایا اور سالگرام جو کہ دلہن کا سسر اور تلسی کا باپ تھا۔ اسی نے اسی سے شادی کر لی اور بڑے چاؤ کے ساتھ ڈولی چڑھائی عجیب بات ہے کہ سسر داماد بن گیا۔

8- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ بیٹیاں اور بہنیں تو سبھی بیاہتے ہیں اور آپ اپنے پردے رکھتے ہیں۔ اب بلھے شاہ بھلا اس پر کیا کہیں کہ ماں سے بھی بھلا کسی نے شادی کی ہے؟ (یہ ہندوانہ تاریخی کلچر پر چوٹ ہے۔) اور اب اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

9- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی نزدیک رہتے ہیں۔ بس یونہی لوگوں نے طویل جھگڑے بنائے ہوئے ہیں۔ یہاں کے جھگڑے کون نمٹائے گا۔ اس طرح دوڑ دوڑ کر عمر گنوا دی ہے۔

10- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ جس طرح درخت اور باغ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ اور انسان میں بھی کوئی جدائی نہیں ہے۔ یہ بات رات پچھلے پہر سمجھ میں آئی اور سارے الزامات مٹ گئے۔

گل رَولے لوکاں پائی اے گل رَولے لوکاں پائی اے
مُلّھا آپے بھُل بھُلایا اے
آپے چلّیاں وِچ دَبایا اے
آپے ہوکا دے سُنایا اے
مُجھ میں بھیت نہ کائی اے
گل رَولے لوکاں پائی اے گل رَولے لوکاں پائی اے
گرم سَرد ہو جس نُوں پالا!

حرکت کیتا چہرہ کالا
تِس نوں آکھن جی مُسکھالا
اِس دی کرو دوائی اے
گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

اکھیاں پکیاں آکھن آئیاں
الٹی سمجھ کے آؤ نی مائیاں
آپے بھل گئیاں ہُن سائیاں
ہُن تیرتھ پاس سُدھائی اے
گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

جو کوئی وسدا ایہو پیارا
بُلھا آپے ویکھن ہارا
آپے بید قرآن پکارا
جو سُفنے وست بھلائی اے
گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

پوستی آکھے ملے افیم
بندہ بھالے قادر کریم
نہ کو دِسّے گیان حکیم
عقل تساڈی جائی اے
گل رولے لوکاں پائی اے گل رولے لوکاں پائی اے

چتیاں: چتے دی جمع چیتے، دھیان، خیال، دل، من۔ لے جھیڑے: لمبے جھگڑے۔ بھج بھج: دوڑ دوڑ۔ گوائی: گنوائی، ضائع کی۔ تِس: اُس، اُسے۔ تیرتھ: ہندوؤں کی مقدس زیارت گاہ۔ سدھائی: گئی۔ گیان: علم، دانش، دانائی۔ جائی: پیدا کی ہوئی۔

11- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلھے شاہؒ کو انہوں نے خود ہی بھلا دیا ہے۔ خود ہی یادوں اور خیالوں میں دبا دیا ہے اور پھر خود ہی آواز دے کر سنا دیا ہے۔ اسی کے سوا مجھ میں کوئی بھید نہیں ہے۔

12- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو گرم سرد ہو اور جسے سردی لگے اور جس کا چہرہ اپنے اعمال کی وجہ سے سیاہ ہو جائے تو اسے یہ لوگ بڑا خوشحال گنتے ہیں حالانکہ اس کا علاج ہونا چاہئے۔

13- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آنکھیں رستہ دیکھ دیکھ کر پک گئی ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ بیمار ہو گئی ہیں اور اسی کے پھاہے لگانے کو کہہ رہے ہیں۔ یہ تو اپنی لگن بھول گئی ہیں۔ اب انہیں مقدس زیارت گاہ تیرتھ پر جانا ہے بلکہ جا چکی ہیں۔

14- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو کوئی بھی بتاتا ہے۔ اسی پیارے کے متعلق ہی بتاتا ہے۔ بلھا خود ہی اسے دیکھنے والا ہے۔ وہ جو خود ہی بید اور قرآن میں پکارتا ہے۔ جس نے خواب میں آکر مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے۔

15- بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ پوستی کی خواہش ہے کہ افیم ملے اور جو بندہ ہے۔ وہ قادر اور کریم کو ڈھونڈتا ہے۔ مجھے تو کوئی طبیب حاذق نہیں ملتا۔ تم لوگوں کی عقل جا چکی ہے۔ بات کو لوگوں نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ خدا اور انسان کے متعلق فضول جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(102) گھر میں گنگا آئی سنتو!

گھر میں گنگا آئی سنتو! گھر میں گنگا آئی

آپے مرلی آپ کنہیا آپے جادو رائی
آپ گوبر یا آپ گدڑیا، آپے دیت دکھائی
انہد دوار کا آیا گوریا، کنگن دست چڑھائی
مونڈ منڈا موہے پریتی کو، رین کناں میں پائی
امرت پھل کھالیو رے گسائیں، تھوڑی کرو بڈہائی

گھر میں گنگا آئی سنتو! گھر میں گنگا آئی

مشکل الفاظ و معنی: گنگا: گنگ، ہندوستان کا مشہور دریا جسے بڑا مقدس گردانا جاتا ہے اور اس کے پانی کو مذہبی رسوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ سنتو: سنت دی جمع، صوفی، درویش، سادھو۔ مرلی: بانسری۔ کنہیا: سری کرشن جی کا لقب۔ رائی: سرسوں جیسا ایک چھوٹا سا بیج۔ گوبریا: ادنیٰ۔ گدڑیا: گدڑی پہننے والا، سادھو سنت فقیر۔ انہد دوار: اللہ کے گھر۔ گوریا: گوری میار، گنوار لڑکا۔ مونڈ منڈانا: کئی بار بازی ہارنے کے بعد داڑھی مونچھیں منڈانا۔ دست: ہاتھ۔ موہے پریتی کو: مجھ پریمی کو۔ رین: رات۔ امرت: ایسی چیز جس کے کھانے سے موت نہ آسکے (آبِ حیات)۔ گسائیں: سادھو سنت کو عزت سے بلانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ بڈہائی: بڑھاپا

ترجمہ: سید بلھے شاہ کہتے ہیں کہ اے سنتو! اے سادھو! اب تو گنگا خود چل کر ہمارے گھر میں آ گئی ہے۔ وہ خود ہی مرلی ہے اور خود ہی کنہیا ہے اور خود ہی جادو کی رائی ہے۔ وہ خود ہی ادنیٰ ہے اور خود ہی اعلیٰ ہے اور خود ہی ہر جگہ پر ہر رُوپ میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ ایک ایسا گورو ہے کہ جو اللہ کے گھر سے آیا ہے اور اس نے اپنے ہاتھوں میں کڑے پہنے ہوئے ہیں۔

اس نے مجھ پریمی کی داڑھی مونچھیں منڈا کر میرے کانوں میں رات ڈال دی ہے۔ گسائیں (سادھ سنت) نے چونکہ امرت پھل کھا لیا ہے اور اسے موت تو آ نہیں سکتی لہٰذا اس کے بڑھاپے میں کچھ کمی کر دیجئے۔ اے سنتو! اے سادھو! اب تو گنگا خود چل کر ہمارے گھر میں آ گئی ہے یعنی ہم جسے ڈھونڈتے تھے وہ تو ہمارے اپنے گھر (وجود) ہی میں موجود ہے اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اسی کافی میں سید بلھے شاہ نے اسی کیفیت کا اظہار کیا ہے۔

(103) گھڑیالی دیو نِکال نی

گھڑیالی دیو نِکال نی
اَج پی گھر آیا لال نی

گھڑی گھڑی گھڑیال بجاوے رَین وَصل دِی پیا گھٹاوے
میرے مَن دِی بات جے پاوے ہتھوں چا سُٹے گھڑیال نی
گھڑیالی دیو نِکال نی اَج پی گھر آیا لال نی

اَنہد واجا وَجّے سُہانا مُطرب سُگھڑا تان ترانہ
بُھلّا صَوم، صَلات، دوگانہ مَدھ پیالہ دین کلال نی
گھڑیالی دیو نِکال نی اَج پی گھر آیا لال نی

مُکھ ویکھن دا عَجب نظارہ دُکھ دِلدّر اُٹھ گیا سارا
رَین وَڈّی کیا کرے پَسارا دِن اَگّے دھرو دیوال نی
گھڑیالی دیو نِکال نی اَج پی گھر آیا لال نی

مَینُوں اپنی خبر نہ کائی کِیہہ جاناں میں کِت گوائی
اِیہہ گل کیونکر چھُپے چھُپائی ہُن ہویا فَضل کمال نی
گھڑیالی دیو نِکال نی اَج پی گھر آیا لال نی

ٹُونے کامن کیتے بوہتیرے سحری آئے وَڈّے وَڈیرے
تاں گھر آیا جانی میرے رہاں لکھ وَرہے اُس نال نی
گھڑیالی دیو نِکال نی اَج پی گھر آیا لال نی

بُلھّا شَوہ دی چھیج پیاری نی میں تارن ہارے تاری
کِیویں کِیویں ہُن آئی واری ہُن وِچھڑن ہویا محال نی

گھڑیالی دیو نِکال نی
اَج پی گھر آیا لال نی

مشکل الفاظ و معنی: گھڑیالی: گھڑیال بجانے والا- رَین: رات- وصل: ملاپ، ملاقات- گھٹاوے: کم کرے- چا سُٹے: پھینک دے- انحد واجا: اساطیر کے مطابق انحد اصل میں وہ سُر ہے جس سے یہ کائنات وجود میں آئی اور انحد واجا وہ باجا ہوا کہ جس

سے انحد کی سر نکلے، خدا کی وحدانیت کا باجا۔ مُطرب: گویا، گانے والا۔ سُگھڑا: عمدہ، خوبصورت۔ بُھلّا: بھول گیا۔ صوم: روزہ۔ صلات: نماز۔ دوگانہ: دو رکعت نماز، نماز شکرانہ۔ مدھ پیالہ: شراب کا پیالہ۔ کلال: شراب بنانے اور بیچنے والے۔ دُکھ ولّدر: رنج و غم، ناامیدیاں، مایوسیاں۔ رین وڈی: رات گھٹ گئی۔ پسارا: وسعت، بندوبست، انتظام۔ دیوال: دیوار۔ کِت: کہاں، کس جگہ پر۔ ٹونے کامن: جادو ٹونے، جنتر منتر۔ بوہتیرے: بہت۔ سحری: جادوگر۔ وڈ وڈیرے: بزرگ، عمر رسیدہ۔

ترجمہ: اس کافی میں سید بُلّھے شاہؒ نے مسرت کے ان لمحات کی کیفیات بیان کی ہیں کہ جو زندگی میں بار بار نہیں ملتیں کیونکہ عاشق نے بڑی کوشش و جدوجہد کرکے اپنے محبوب کو اپنے ہاں بلایا ہے اور اسے پتہ نہیں کیا کیا ٹونے کامن کئے ہیں اور بڑی مشکلوں کے بعد اسے وصل کی یہ رین نصیب ہوئی ہے۔ اسی لئے تو وہ گھڑیالی کو جو کہ وصل کے گزرنے کا گھڑی گھڑی احساس دلاتا ہے۔ نکال دینے کے لئے کہہ رہا ہے اور خوب سیر ہو کر پینے کی رغبت دلا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی گھڑیالی کو باہر نکال دو اور آج خوب شراب پیو کہ محبوب خود چل کر گھر میں آیا ہے۔ یہ کیا گھڑی گھڑی گھڑیال بجا رہا ہے کہ اس گھڑیال کے بجنے سے وصل کی رات کم ہوتی جا رہی ہے اور میرے دل کی خواہش تو یہی ہے کہ اسے اپنے ہاتھوں سے گھڑیال کو پرے پھینک دینا چاہئے۔

2- اس گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔ خدا کی وحدانیت باجا کیا سہانا بج رہا ہے۔ گویا بھی بڑا عمدہ ہے اور سر اور گیت بھی۔ میں نماز روزہ تو بھولا ہی تھا۔ شکرانے کے دو نفل بھی بھول گیا ہوں۔ کلال مجھے شراب کا بھرا پیالہ دے رہے ہیں۔

3- اس گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔ اس کے مکھڑے کو دیکھنے کا عجب نظارہ ہے کہ رنج و الم سارے کا سارا ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ رات گھٹتی جا رہی ہے وہ کیا پھیلے تم دن کے آگے کوئی دیوار بنا دو۔

4- اس گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔ مجھے کچھ اپنی سدھ بدھ نہیں رہی۔ پتہ نہیں میں نے اسے کہاں گنوا دیا لیکن یہ بات چھپانے سے کیونکر چھپ سکتی ہے؟ اب تو اس کے فضل کا کمال ہو گیا ہے۔

5- اس گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔ میں نے بے شمار جادو ٹونے کئے (یعنی ہزار ہا جتن کئے) اور بڑے بڑے جادو گروں کو بلایا۔ پھر کہیں جا کر جانی جان میرے گھر میں آیا ہے۔ اب تو میری یہی تمنا ہے کہ اس کے ساتھ لاکھوں برس تک رہوں۔

6- اس گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔ اے بلّھے شاہؒ میرے محبوب (مُرشد) کی سیج بہت پیاری ہے۔ ارے مجھے کامیاب کرانے والے نے کامیاب کرایا ہے۔ دیکھو کہ کس طرح میری باری آتی ہے۔ اب میرا اس سے بچھڑنا محال ہو چکا ہے۔ گھڑیالی کو نکال دو اور آج خوب شراب پیو! محبوب خود چل کر گھر میں آگیا ہے۔

(104) گھُنگٹ اوہلے نہ لُک سوہنیا!

گھُنگٹ اوہلے نہ لُک سوہنّیا! میں مُشتاق دِیدار دِی ہاں
جَانی باجھ دیوانی ہوئی!
ٹُوکاں کردے لوک سبھوئی
جیکر یار کرے دِل جوئی
میں تاں فریاد پُکار دِی ہاں
گھُنگٹ اوہلے نہ لُک سوہنّیا! میں مُشتاق . دِیدار دِی ہاں
مُفت وِکانّدی جانّدی بَانّدی
رِل ماہی جِنّد آیئویں جُانّدی
اِک دَم ہجر نہیں میں سَہنّدی
مَیں بُلبُل اُس گُلزار دِی ہاں
گھُنگٹ اوہلے نہ لُک سوہنیا! مَیں مُشتاق دِیدار دِی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: گھُنگٹ: گھونگٹ، پردہ، آڑ، اوٹ، حجاب۔ اوہلے: پیچھے، چھپ کر۔ لک: چھپ۔ سوہنیا: اے دلبر۔ مشتاق: شوق رکھنے والا۔ ٹوکاں: طعنے مہنے، طنزیہ فقرے۔ سبھوئی: سب ہی۔ جیکر: اگر۔ دلجوئی: دلداری، تسلی۔ وکاندی: فروخت ہوتی، بکتی۔ باندی: لونڈی، کنیز، خادمہ۔ ہجر: جدائی، فراق۔

ترجمہ: اس کافی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جدائی کے لمحات میں شوق دیدار تیز ہو جاتا ہے اور امر واقع یہ ہے کہ کسی بھی طالب کے لئے حقیقت کا چہرہ ہمیشہ نہیں کھلا رہتا کہ یہ کبھی کبھی ہی بے نقاب ہوتا ہے۔ یہی موضوع ہے اس کافی کا سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! تو پردے کے پیچھے مت چھپ کہ میں تیرے دیدار کا اشد مشتاق ہوں۔ میں تو جان جانی کے بغیر دیوانہ ہوئے جا رہا ہوں اور لوگ مجھ پر سبھی طنز کرتے ہیں اور اگر میرا دلبر میری دلجوئی کرے تو مجھے ان لوگوں کی کوئی پروا نہیں۔ میں تو بس دن رات یہی فریاد و پکار کر رہا ہوں۔

2- اے میرے محبوب! تو پردے کے پیچھے مت چھپ کہ میں تیرے دیدار کا اشد مشتاق ہوں۔ میری جان تو ایک مفت بکتی باندی کی طرح ہے۔ اے میرے محبوب مجھے جلد آ مل کہ یہ کہیں یونہی بیکار نہ چلی جائے۔ میں ایک پل کے لئے بھی جدائی نہیں سہہ سکتا کیونکہ میں تو اس گلزار کی بلبل ہوں اور گلزار سے پھر کس طرح جدا رہ سکتا ہوں۔ اے میرے محبوب! تو پردے میں مت چھپ کہ میں تیرے دیدار کا اشد مشتاق ہوں۔

Scanned with CamScanner

(105) گھُنگٹ چُک او سجّنا

گھنگٹ چک او سجنا، ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے
زُلف کُنڈل نے گھیرا پایا
بشیر ہو کے ڈنگ چلایا
کر کے خُونی اکھیاں وے
گھُنگٹ چُک او سجّنا، ہن شرماں کاہنُوں رکھیّاں وے
دو نیناں دا تیر چلایا
مَیں عاجز دے سینے لایا
گھائل کر کے مُکھ چھپایا
چوریاں ایہہ کن دسیاں وے
گھُنگٹ چُک او سجّنا، ہُن شرماں کاہنُوں رکھیّاں وے
بِرہوں کٹاری کس کے ماری
تد میں ہوئی بے دِل بھاری
مُڑ نہ لئی تَیں سار ہماری
پتیاں تیریاں کچیّاں وے
گھُنگٹ چُک او سجّنا، ہُن شرماں کاہنُوں رکھیّاں وے
نیونہہ لگا کے مَن ہر لیتا
پھیر نہ اپنا درشن دیتا
زہر پیالہ میں ایہہ پیتا
ساں عقلوں میں کچیّاں وے
گھُنگٹ چُک او سجّنا، ہُن شرماں کاہنُوں رکھیّاں وے

مشکل الفاظ و معنی:

گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ، اوٹ، حجاب، نقاب۔ زلف کنڈل: زُلف کے پیچ، خم دار زلف۔ بشیر: سانپ کی ایک قسم۔ دو نیناں: دو

آنکھیں۔ گھائل: زخمی۔ برہوں: جدائی، فراق۔ کٹاری: چھری۔ برہوں کٹاری: جدائی کی چھری۔ تد: تب۔ مڑ: پھر، دوبارہ۔ سار: خبر۔ پیتاں: پیت کی جمع، محبت، پیار، پریم۔ نیونہہ: عشق، محبت، پیار۔ من: دل۔ لیتا: لے لیا۔ درشن: دیدار۔ دیتا: دیا۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب اب تم گھونگھٹ اٹھالو! اب شرم کس بات کی؟ تیری گرہ گیر زلف نے مجھے گھیر رکھا ہے اور بشیر کی طرح مجھ پر ڈنک تک چلا رہی ہے۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے اور لگتا ہے کہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گی۔

2- اے میرے محبوب! اب تم گھونگھٹ اٹھالو! اب شرم کس بات کی؟ تو نے دونینوں کا تیر چلایا اور مجھ عاجز کے سینے کو زخمی کرڈالا۔ مجھے زخمی کرکے تونے اپنا مکھڑا چھپالیا۔ چوری کرنے کے یہ داؤ پیچ تم نے کہاں سے سیکھے ہیں؟

3- اے میرے محبوب! اب تم گھونگھٹ اٹھالو! اب شرم کس بات کی؟ تم نے جدائی کا تیر اس زور سے مارا ہے کہ مجھ بیدل کی جان پر بن گئی ہے اور تم نے پھر کبھی دوبارہ میری خبر تک نہیں پوچھی۔ تیری محبتیں کچی ہیں۔ میرا عشق ابھی قائم ہے۔

4- اے میرے محبوب! اب تم گھونگھٹ اٹھالو! اب شرم کس بات کی؟ میں نے محبت کی اور تم نے میرا دل لے لیا اور پھر کبھی مجھے اپنے درشن نہ دیئے۔ میں نے ہجر کا زہر پیالہ پی لیا ہے۔ ایسا اس لئے ہوا کہ میں ابھی عقل کا کچا تھا۔ اے میرے محبوب! اب تم گھونگھٹ اٹھالو! اب شرم کس بات کی؟

Scanned with CamScanner

(106) لن ترانی دَس کے جَانِی!

لن ترانی دَس کے جَانِی، ہُن کیوں مُکھ چھُپایا اِی

مَیں ڈھولن وِچ فرق نہ کوئی، اینما فرمایا اِی
آوَ سجّن گل لگ سَواں میں، ہُن کیہہ گھنگٹ پایا اِی
تَن صابرؒ دے کیڑے پائے، جو جھڑیا سو پایا اِی
منصُورؒ کولوں کجھ ظاہر ہویا، سُولی پکڑ چڑھایا اِی
دَسّو مُکتہ ذات اِلٰہی، سجدہ کِس کرایا اِی
بُلّھا شَوہ دا حکم نہ مَنیا، شیطاں خوار کرایا اِی

لن ترانی دَس کے جَانِی، ہُن کیوں مُکھ چھُپایا اِی

مشکل الفاظ و معنیٰ: لن ترانی: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا جلوہ دیکھنے کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا لن ترانی مگر حضرت موسیٰؑ نے اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ کوہ طور پہاڑ پر ڈالا تو پہاڑ جل کر کوئلہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بیہوش ہو گئے۔ اینما: جس طرف، پوری آیت اس طرح ہے کہ فا اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی پس تم جس طرف بھی جاؤ (دیکھو گے) اس طرف ہی اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔ صابر: حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی جن کے جسم میں کیڑے پڑ گئے لیکن انہوں نے اف تک نہ کی اور صابر کہلائے۔ منصور: منصور ابن حلاجؒ جنہوں انا الحق کا دعویٰ کیا اور سولی چڑھ گئے۔ خوار: ذلیل و خوار۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب حقیقی! تو نے لن ترانی کا بتا کر اپنا مکھ کیوں چھپا لیا ہے؟ تجھ میں اور محبوب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی لئے تو اس سے "ا۔نما" فرمایا ہے۔ آؤ میرے محبوب میں تمہارے گلے لگ کر سو جاؤں یہ تم نے کیا پردہ لٹکا رکھا ہے۔

2- حضرت ایوب صابرؑ کے تن بدن میں تم نے کیڑے ڈال دیئے اور ان کے جسم سے جو کیڑا گرتا تھا وہ اسے اٹھا کر دوبارہ اسی جگہ پر رکھ دیتے تھے۔ منصور ابن حلاج سے جو کچھ ظاہر ہوا اسے اسی کی پاداش میں سولی پر پکڑ کر چڑھا دیا گیا۔ یہ سب تمہارے عشق کی مہربانیاں تھیں۔

3- تم ایک ذات الٰہی کا نکتہ تو بتاؤ کہ ہمیں سجدہ کس نے کرایا تھا۔ اے بُلھے شاہؒ جب محبوب حقیقی کا شیطان نے حکم نہ مانا تو اسے اس نے ذلیل و خوار کرا دیا۔ اے میرے محبوب تو نے لن ترانی کا بتا کر اپنا مُکھ کیوں چھپا لیا ہے؟

(107) ماڻي قدم ڪرينڊي يار

ماڻي قدم ڪرينڊي
يار

ماڻي جوڑا، ماڻي گھوڑا
ماڻي دا آسوار
ماڻي ماڻي نوں دوڑائے
ماڻي دا کھڑ کار

ماڻي قدم ڪرينڊي
يار

ماڻي ماڻي نوں مارن لگی
ماڻي دا ہتھیار
برجس ماڻي پر بوہتی ماڻي
رتس ماڻي ہنکار

ماڻي قدم ڪرينڊي
يار

ماڻي باغ بغیچہ ماڻي
ماڻي دی گل زار
ماڻي ماڻي نوں ویکھن آئی
ماڻي دی اے بہار

ماڻي قدم ڪرينڊي
يار

چار سیاں رل کھیڈن لگیاں
پنجویں وچ سردار
ہس کھیڈ مڑ ماڻي ہوئیاں
پوندیاں پیر پسار

ماڻي قدم ڪرينڊي
يار

ہس کھیڈ مڑ ماڻي ہوئی

ماٹی	پاؤں	پسار
بُلّھا ، اِیہہ	بُجھارت	بُوجھیں
لاہ ، سِر	بھوئیں	مار

مشکل الفاظ و معنی: ماٹی: مٹی- قدم کرنا: قدم اٹھانا ہے جو کہ حرکت و عمل کی علامت ہے' اگرچہ یہ محاورے کے خلاف ہے لیکن سید بُلّھے شاہؒ کو بھی میرزا بیدلؒ کی طرح یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ اس محاورے میں تصرّف کر سکتے تھے بیدلؒ نے "خرام کاشت" باندھا اور بُلّھے شاہؒ سے قدم کرنا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید بُلّھے شاہؒ بیدلؒ کے اس محاورے کے تصرف سے واقف تھے۔ ویسے بھی شاعر محاورے میں اس قدر تصرّف تو کر ہی سکتا ہے۔ (بقول صدیق تاثیر) کھڑکار: کھڑکنے کی آواز۔ تِس: اُس- ہنکار: غرور' تکبر- بغیچہ: باغیچہ' چھوٹا سا باغ' پھلواڑی- چارسیاں: عناصر اربعہ' مٹی' آگ' پانی' ہوا- پنجویں وچ سردار: اس سے مراد روح ہے- مڑماٹی ہوئی: موت آگئی اور مٹی میں مل گئی- پاؤں پسار: بے خبر ہو کر۔

ترجمہ:

1- اگر یہ کہا جائے کہ اس کافی میں سید بُلّھے شاہؒ نے "ہمہ اوست" کی بجائے "ہمہ مائیست" کا مضمون ادا کیا ہے تو نامناسب نہ ہو گا اور اسے ہم "ہمہ مادہ ایست" کا نام بھی دے سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس میں مادے کے جدلیاتی اوصاف ہی بیان کئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔ جوڑا بھی مٹی ہے اور گھوڑا بھی مٹی ہے اور مٹی کا ہی اسوار ہے۔ مٹی ہی مٹی کو دوڑاتی ہے اور مٹی کا ہی سارا شور ہے۔

2- اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔ مٹی' مٹی کو مارنے لگی ہے اور مٹی کا ہی ہتھیار ہے۔ جس پر مٹی کچھ زیادہ لگی ہو وہ متکبر و مغرور ہو جاتا ہے۔

3- اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔ مٹی کا باغ ہے اور مٹی کا ہی باغیچہ ہے اور مٹی کی ہی گلزار ہے۔ مٹی' مٹی کو دیکھنے آئی ہے اور یہ سب مٹی کی ہی بہار ہے۔

4- اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔ چار و عناصر باہم مل کر کھیلنے لگے اور پانچواں (روح) ان میں سردار ہوا۔ ہنسنے کھیلنے کے بعد یہ چاروں مٹی ہو گئے۔ (موت آگئی) اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہو سکی۔

5- اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔ جب ہنس کھیل ختم ہوا تو پھر یہ مٹی ہو گئے۔ (موت آگئی) اور مائی کو اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اے بُلّھے شاہؒ یہ ایک بجھارت ہے اور اسے بوجھو! کہ اس مٹی کو سر سے اتار کر زمین پر دے مار یعنی موتوا قبل ان تموتوا کی طرف اشارہ ہے۔ اے دوست مٹی عمل و حرکت کر رہی ہے۔

Scanned with CamScanner

(108) ماہی وے تَیں مِلیاں

ماہی وے تَیں مِلیاں، سبھ دُکھ ہووَن دُور!

لوکاں دے بھانے چاک چکیٹا، ساڈا رَبّ غفور
جَیں دے مِلن دی خاطر چشماں، بھندیاں سی نِت جھوُر
اُٹھ گئی ہجر جُدائی جگروں، ظاہر وِسدا نُور
بُلّھا رَمز سمجھ دی پائی آ، نہ نیڑے نہ دُور

ماہی وے تَیں مِلیاں، سبھ دُکھ ہووَن دُور!

مشکل الفاظ و معنیٰ:

ماہی: محبوب، دلبر، پیارا، مہینوال، بھینسیں چروانے والا۔ تیں ملیاں: تیرے ملنے سے۔ بھانے: بھاون سے، پسند، مرضی، خوشی، خیال میں۔ چاک چکیٹا: چاک، چرواہا، گدڑیا۔ جیں: جس۔ چشماں: چشم کی جمع، آنکھ۔ جھور: جھرن سے، افسوس کے ساتھ، غم کے ساتھ۔ نت: ہمیشہ۔ ہجر: فراق، جدائی۔

ترجمہ:

1- سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تیرے ملنے سے میرے تمام دکھ درد دور ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے خیال میں یہ چاک (نوکر) ہے اور ہمارے لئے یہ رب غفور ہے۔ اور یہ وہی ہے کہ جس کے وصل کو ہماری آنکھیں ہمیشہ جھرتی رہتی تھیں یعنی ترستی رہتی تھیں۔

2- اب ہمارے دل و جگر سے جدائی اٹھ چکی ہے اور اس سے صاف روشنی دکھائی دے رہی ہے یعنی اس کا نور اب ظاہر ہو چکا ہے۔ اے بُلّھے شاہ" ہم نے سمجھ کی رمز یہ پائی ہے کہ وہ (محبوب حقیقی) نہ تو نزدیک ہے اور نہ ہی دور ہے۔ اے میرے محبوب تیرے ملنے سے میرے تمام دکھ درد دور ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(109) مائے نہ مُڑدا عِشق دیوانہ

مائے نہ مُڑدا عِشق دیوانہ، شَوہ نال پرِیتاں لا کے
عِشق شرع دی لگ گئی بازی، کھیڈاں میں داؤ لگا کے

مارن بولی تے بول نہ بولاں، سُناں نہ کن لا کے
ویہڑے وِچ شیطان نچیندا، اُس نُوں رکھ سمجھا کے

توڑ شرع نُوں جِت لئی بازی، پھر دی نک وڈھا کے
میں اَن جانی کھیڈوَنجی آں، کھیڈاں میں آ کے باکے

ایہہ کھیڈاں ہُن لگدیاں بھیڈاں، گھر پیادے آ کے
سیاں نال میں پاواں گِدّھا، دِلبر مُکھ لُکا کے

پُچھّو نی ایہہ کیوں شرماندا، جاندا نہ بھیت بتا کے
کافر کافر آکھن مینُوں، سارے لوک سُنا کے

مومن کافر دووِیں نہ دِسدے، وحدت دے وِچ آ کے
چولی چُنّی تے پھُوکیا جھگا، دھونی شرک جلا کے

واریا کفر وڈّا میں دِل تھیں، تِلی تے رِسّیں ٹنگا کے
میں وڈ بھاگی ماریا خاوند، ہتھیں زہر پلا کے

وَصل کراں میں نال سجن دے، شرم حیا گوا کے
وِچ چمن میں پلنگ وِچھایا، یار سُتّی گل لا کے

سروہی نال رل گئی سروہی بُلھا شوہ نُوں پا کے
مائے نہ مُڑدا عِشق دیوانہ، شَوہ نال پرِیتاں لا کے

مشکل الفاظ و معنی:

مائے: اے ماں- نہ مُڑدا: باز نہیں آتا- شوہ: محبوب، مُرشد، اللہ تعالیٰ- پریتاں: پریت کی جمع، محبت، الفت، عشق- شرع: شریعت- لگ گئی بازی: شرط لگ گئی- نک وڈھا کے: بے عزت ہو کر، ذلیل و رسوا ہو کر- کھیڈ وَنجی آں: کھیل نہ جاننے والی- آ کے باکے: بچوں کا ایک کھیل، کواہنگی، پتلا جو کھیت میں گاڑ دیا جاتا ہے- بھیڈاں: بھیڈ دی جمع، جگت، مخول، مذاق،

ٹوک، ٹچکر، ٹکور۔ پیا: محبوب، دلبر، پیارا۔ چولی چُنّی: چولی، قمیض، زنانہ کپڑا، چنی، دوپٹہ۔ بھگا: قمیض۔ وَڈبھاگی: خوش قسمت طنزیہ انداز میں۔ وصل: میل ملاپ۔ سروہی: سروہی شہر کی بنی ہوئی تلوار، عام تلوار کو بھی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میری ماں یہ عشق دیوانہ باز نہیں آتا۔ محبوب سے محبت کرتے ہوئے بھی۔ عشق اور شروع کی بازی لگ چکی ہے اور میں داؤ لگا کر کھیل لگا رہا ہوں۔

2- مجھے لوگ بولیاں مار رہے ہیں اور میں ان پر کان نہیں دھرتا۔ صحن میں شیطان ناچ رہا ہے۔ اسے تو سمجھا کے رکھ۔ (کیونکہ انسانی عمل و کردار میں شیطان کو زبردست عمل دخل حاصل ہے۔)

3- میں نے شرعی اصولوں کو توڑا اور بازی جیت لی اور اب بے عزت ہو کر پھر رہا ہوں۔ میں انجان تھا اور کھیلنا نہیں جانتا تھا اور اب بچوں کی طرح کھیل کھیل رہا ہوں۔

4- لیکن یہ کھیل مجھے اب اچھے نہیں لگتے بلکہ محبوب کے گھر میں ٹھٹھا مذاق لگتے ہیں۔ دوستوں کے ساتھ میں ہنس کھیل رہا ہوں اور محبوب چھپ چھپ کر مجھے دیکھتا ہے۔

5- اے میرے دوستو اسی سے معلوم کرو کہ یہ مجھ سے کیوں شرماتا ہے اور جاتی مرتبہ مجھے بھید بتا کر بھی نہیں جاتا اور سبھی لوگ مجھے کافر کافر سنا رہے ہیں۔

6- لیکن چونکہ میں محو وحدت ہو چکا ہوں اور مجھے یہ مومن و کافر دونوں ہی نظر نہیں آتے۔ میں نے شرک کی دھونی چلا کر ماسوا اللہ سب کچھ پھونک ڈالا ہے۔

7- میں نے دل پر سے کفر کو قربان کر ڈالا ہے اور ہتھیلی پر سر ٹکا لیا ہے۔ میری خوش قسمتی تو دیکھ کہ میں نے اپنے خاوند کو اپنے ہاتھوں سے زہر پلا کر مار ڈالا ہے۔

8- میں شرم و حیا کو گنوا کر اپنے محبوب سے وصل کرتا ہوں اور میں نے چمن کے بیچ میں ایک پلنگ بچھا رکھا ہے اور اپنے محبوب کے گلے لگ کر سویا ہوا ہوں۔

9- اے بلھے شاہؒ محبوب کو پا کر گویا جوہر، جوہر سے مل گیا۔ اے میری ماں یہ عشق دیوانہ باز نہیں آتا۔ محبوب سے محبت کرتے ہوئے بھی۔

(110) مِتر پیارے کارَن!

مِتّر پیارے کارَن، نی میں لوک اُلاَہے سَہنی ہاں

لَگّا نیُوہنہ میرا جس سیتی
سَرہانے ویکھ پَلنگ دے جیتی
عَالم کیُوں سَمجھاوے ریتی
مَیں ڈِٹّھے باجھ نہ رَہنی ہاں

مِتّر پیارے کارَن، نی میں لوک اُلاَہے سَہنّی ہاں

تُسی تُجھاوَ وِیرِو بھوری
رَانجّھن وَینّدا مِیتھوُں چوری
جَیں دے عِشق رَکیتی میں ڈُوری
میں نال آرام نہ بَہنّی ہاں

مِتّر پیارے کارَن، نی میں لوک اُلاَہے سَہنّی ہاں

رہر ہوں، آ وَڑیا وِچ ویہڑے
زور و زور دیوے تَن گھیرے
دارُو دَرد نہ باجھوُں تیرے
مَیں سَجنّاں باجھ مَرنّی ہاں

مِتّر پیارے کارَن، نی میں لوک اُلاَہے سَہنّی ہاں

بُلّھے شاہ ” گھر رَانجھن آوے
نال خوشی دے زَین وِہاوے
غَم خواری سَبھ مِیتھوُں جاوے
نال خوشی دے بَہنّی ہاں

مِتّر پیارے کارَن، نی میں لوک اُلاَہے سَہنّی ہاں

مشکل الفاظ و معنی:

مترے: پیارا' عزیز' دوست' جانی جان- کارن: واسطے' برائے' خاطر- الاہے: الاہا کی جمع' شکایت' طعنہ' دوش' مہنا- سہنی ہاں: برداشت کرتی ہوں- نیونہہ: عشق' محبت' پیار- سیتی: مطابق' خاطر' لئے' واسطے- ریتی: ریت' رسم- بھوری: بھنور' گرداب- ڈوری: بہری- برہوں: جدائی- مرنی ہاں: مرتی ہوں- رین: رات- دہاوے: گزر جائے۔

ترجمہ:

1- سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے پیارے محبوب کی خاطر لوگوں کی شکایات و طعنے مہنے برداشت کر رہا ہوں۔ جس کے ساتھ میں نے محبت کی اسے جب اپنے پلنگ کے سرہانے دیکھا تو دنیا نے مجھے بڑا سمجھانے کی کوشش کی لیکن میں کیا کروں کہ اسے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔

2- میں اپنے پیارے محبوب کی خاطر لوگوں کی شکایات و طعنے مہنے برداشت کر رہا ہوں۔ اے میرے بھائیو! مجھے تم ہی کچھ سمجھاؤ۔ میرا محبوب مجھ سے چوری چوری جا رہا ہے۔ جس کے عشق نے مجھے کانوں سے بہرا کر دیا ہے۔ اب میں اس کے بناں آرام سے رہ نہیں سکتا۔

3- میں اپنے پیارے محبوب کی خاطر لوگوں کی شکایات و طعنے مہنے برداشت کر رہا ہوں۔ جدائی میرے صحن میں داخل ہو چکی ہے اور بڑے زور و شور سے مجھ کو اپنے گھیرے میں لے رہی ہے لیکن اے میرے محبوب میرا علاج تیرے درد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ میں محبوب کے بغیر مرتا جا رہا ہوں۔

4- میں اپنے پیارے محبوب کی خاطر لوگوں کی شکایات و طعنے مہنے برداشت کر رہا ہوں۔ اے بُلّھے شاہؒ اے کاش میرا محبوب میرے گھر آ جائے اور میری رات خوشی کے ساتھ گزر جائے اور یہ تمام تر غم خواری مجھ سے چلی جائے تو میں نہایت خوشی سے رہ سکتا ہوں۔ میں اپنے محبوب کی خاطر لوگوں کی شکایات و طعنے مہنے برداشت کر رہا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(111) مُرلی باج اُٹھی آن گھاتاں

مُرلی باج اُٹھی آن گھاتاں
سُن کے بُھل گئیاں سبھ باتاں

لگ گئے اَنّہد بان رنیارے
جھُوٹھی دُنیا کُوڑ پسارے
سائیں مُکھ ویکھن ونجارے
مینوں بُھل گئیاں سبھ باتاں

مُرلی باج اُٹھی آن گھاتاں
سُن کے بُھل گئیاں سبھ باتاں

ہُن میں چنچل مرگ پھُسایا!
اوسے مینوں بنھ بہایا
حرف دوگانہ عشق پڑھایا
رہ گئیاں دو ترے چار رکاتاں

مُرلی باج اُٹھی آن گھاتاں
سُن کے بُھل گئیاں سبھ باتاں

بُوہے آن کھلوتا یار
بابل پج پیا تکرار
کلمے نال جے رہے وِہار
نبی محمد ﷺ بھرے شفاعتاں

مُرلی باج اُٹھی آن گھاتاں
سُن کے بُھل گئیاں سبھ باتاں

بُلھے شوہ مَیں ہُن برلائی
جد کی مُرلی کاہن بجائی

باوری ہو تُساں وَل دھائی۔
کھوجیاں کت وَل وَست بَراتاں
مُرلی باج اُٹھی اَن گھاتاں
سُن کے بھُل گئیاں سبھ باتاں

مشکل الفاظ و معنی: مُرلی: بانسری۔ باج اُٹھی: بج اُٹھی' بجنے لگی۔ اَن گھاتاں: بہت زیادہ' بے طریق' بے انداز کے۔ آنہد بان: خدا کی وحدانیت کے تیر۔ نیارے: عجیب' انوکھے۔ کُوڑ پسارے: جھوٹے دنیاوی اسباب۔ ونجارے: ونجارا کی جمع' چل پھر کر عورتوں کی چیزیں بیچنے والا۔ چنچل: شوخ۔ مرگ: ہرن۔ پھسایا: پھنسایا۔ بج: بہانہ' عذر۔ برلائی: بڑبڑائی' چیخ پکار کر اٹھی۔ جد کی: جب سے۔ کاہن: سری کرشن جی۔ باوری: دیوانی' بانوری' پھاوی۔ دھائی: دوڑی' بھاگی آئی۔ وست براتاں: مقدر کا ساز و سامان۔ کت ول: کس طرف۔

ترجمہ:

1- سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اس قدر سریلی بانسری بجی کہ اسے سن کر تمام باتیں بھول گیا۔ مجھے وحدانیت کے بڑے انوکھے تیر لگے۔ یہ دنیا جھوٹی ہے اور اس کے تمام اسباب بھی جھوٹے ہیں۔ ونجارے (طالبان حقیقت) تو میں اپنے مالک حقیقی کا مکھ ہی دیکھتے ہیں۔ مجھے تو تمام باتیں بھول گئی ہیں۔

2- اس قدر سریلی بانسری بجی کہ اسے سن کر تمام باتیں بھول گیا ہوں۔ میں نے ایک نہایت شوخ چنچل محبوب پھنسایا ہے اور اسی نے ہی مجھے باندھ رکھا ہے۔ صرف دوگانہ عشق کا اس نے مجھے پڑھایا ہے اور باقی دو تین چار رکعتیں رہ ہی گئی ہیں۔

3- اس قدر سریلی بانسری بجی کہ اسے سن کر تمام باتیں بھول گیا ہوں۔ دوست (عزرائیل) تو دروازے پر آن کھڑا ہوا ہے اور میرا بابل یونہی بہانے کے طور پر بحث و تکرار کر رہا ہے۔ اگر کلمے سے دہار رکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور شفاعت فرمائیں گے۔

4- اس قدر سریلی بانسری بجی کہ اسے سن کر تمام باتیں بھول گیا ہوں۔ اے بلّھے شاہؒ میں اپنے محبوب کے خیال میں بڑی چیخ و پکار کر رہا ہوں اور بڑبڑاتا رہتا ہوں۔ جب سے کاہن نے مُرلی بجائی ہے۔ میں اسی روز سے دیوانہ کی طرح آپ کی ہی طرف دوڑتا چلا آتا ہوں۔ پتا نہیں کہ دنیا کا اسباب و سامان کہاں گیا۔ یعنی میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اے محبوب حقیقی تمہارا ہو چکا ہوں۔ اس قدر زہریلی بانسری بجی ہے۔ (اساطیری روایت کے مطابق انہد باجے کی آواز پر یہ کائنات وجود میں آئی تھی) کہ میں اسے سن کر تمام باتیں بھول گیا ہے یعنی میں روز اول سے ہی اسی محبوب حقیقی پر فریفتہ ہوں۔

(112) مُلّاں مینوں ماردا اِی

مُلّاں مینوں مار دا اِی

مُلّاں مینوں سبق پڑھایا
اَلفوں اَگے کُجھ نہ آیا
اوہ ب اِی ب پُکارا دا اِی
مُلّاں مینوں مار دا اِی
مُلّاں مینوں مار دا اِی

مُلّاں مینوں مار دا اِی

مشکل الفاظ و معنیٰ: ملاں: مولوی، ملوانا۔ الف: مراد اللہ تعالیٰ۔ ب: مراد بغیر، ماسوا اللہ

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ مُلّاں (ملوانا) مجھے مار رہا ہے۔ اس نے مجھے سبق پڑھایا ہے اور الف سے آگے مجھے کچھ نہیں آیا لیکن وہ، ب ہی ب پکارتے جا رہا ہے۔ مُلّاں (ملوانا) مجھے مار رہا ہے۔ مُلّاں (ملوانا) مجھے مار رہا ہے۔ مُلّاں (ملوانا) مجھے مار رہا ہے۔

(113) رل لؤ سہیلڑیو!

رِل لیو سَہیلڑیو، میری راج گہیلڑیو، مَیں سوہَریاں گھر جانا
تُساں بھی ہوسی اللہ بھانا، میں سوہَریاں گھر جانا

اَمّاں بابل دَاج جو دِتا، اِک چولی اِک چُنّی
دَاج تنہاں دا ویکھ کے ہُن میں ہنجو بھر بھر رُنّی
اِک وچھوڑا سیاں دا، جیویں ڈاروں کُونج وِچھُنّی

○

رَنگ بَرنگے سُول اَپّھے، جاندے چِیر نیں رِجی نُوں
اِیتھوں دے دُکھ نال لجاواں، اَگلے سوُنپاں کینھوں
سَس نناناں دیون طعنے، بڑی نموشی مینوں

○

اِیتھے سانوں رَہن نہ ملدا، جانا دَارو دَاری

چُنگ چَنگیرے پکڑ منگائے، میں رکیھدی پنہارِی
جس گُن پلّے، بول تو لّے، سو اِی شوہ نُوں پیارِی

○

رل لئیو سَہیلڑیو، میری راج گہیلڑیو، مَیں سوہریاں گھر جانا
تساں بھی ہو سی اللہ بھانا، میں سوہریاں گھر جانا

مشکل الفاظ و معنی: سہیلڑیو: اے سہیلیو! راج گہیلڑیو: اے راج کرنے والیو، راج سے بے پرواہ۔ سوہریاں گھر: سسرال، مراد اگلی دنیا، اللہ کے حضور پیش ہونا۔ بھانا: تقدیر، اللہ کی رضا، پسند۔ داج: جہیز، مراد نیک اعمال۔ اک چولی اک چنی: زنانہ کپڑوں کا جوڑا، مراد سفرِ آخرت کا توشہ، رخت سفر۔ ہنجو بھر بھر رُنی: زار و قطار روئی۔ سیاں: سہیلیاں، ہجولیاں، مراد دوست احباب۔ جیویں ڈاروں کونج وچھنی: جس طرح ڈار سے کونج بچھڑی ہوئی۔ سول: کانٹے۔ اپٹھے: اُلٹے۔ سونپاں: سپرد کروں۔ ہموشی: ہجو، بدنامی، تذلیل، بے شرمی، بے حیائی۔ پنہاری: پانی بھرنے والی، نوکرانی، عاجزی کے لئے محاورتاً بولا جاتا ہے

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ نے اس کافی میں رخصت ہونے والی ایسی سہیلی (دوست) کی کیفیت بیان کی ہے جو اپنے میکے (دنیا) میں سے الوداع ہونے کو ہے کیونکہ صوفیاء دنیا کو میکا اور آخرت کو سسرال کہتے ہیں اور یہ بھی ہماری اس روایت ہی کا ایک حصہ ہے کہ جس میں شاعر خود کو مؤنث کے صیغے میں ظاہر کرتے ہوئے اپنی دلی کیفیات کا اظہار کرتا ہے یعنی اس کافی میں ایک مٹیار کے میکے سے سسرال رخصت ہونے کا منظر دکھایا گیا ہے۔

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرے پیارے دوستو اور ساتھیو ہم اگلے گھر جا رہے ہیں اور تمہیں بھی یہ تقدیر کا لکھا ماننا پڑے گا۔ میں تو اگلے گھر جا رہا ہوں۔ ماں باپ کی طرف سے مجھے جو کچھ ملا وہ صرف ایک کپڑوں کا جوڑا تھا اور میں یہ اپنا رخت سفر (نیک اعمال) دیکھ کر ہنجو بھر بھر رویا۔ ایک تو دوستوں سے جدائی جس طرح کہ کوئی کونج اپنی قطار سے بچھڑ جاتے۔

2- ہم یہاں سے جا تو رہے ہیں لیکن طرح طرح کے دکھ درد بھی ہمارے ساتھ ہیں کہ جی کو چیر کر رکھ دیں۔ یہاں کے دکھ درد ساتھ لے جاؤں تو پہلے کے دکھ کسے سونپوں اور پھر اگلے (قبر میں) سس نتانوں (منکر نکیر) سے بھی واسطہ پڑے گا جو مجھے طعنے دیں گے تو بڑی بے عزتی اور بے شرمی کی بات ہو گی۔

3- یہاں تو ہمیں کوئی رہنے نہیں دیتا اور نہ ہمیں رہنا ملتا ہے۔ یہاں سے اپنی اپنی باری سبھی نے جانا ہے۔ اچھوں اچھوں کو بھلوں چنگوں کو اس نے پکڑ پکڑ کر منگوا لیا۔ میں بھلا کیا ہوں۔ میری کیا حیثیت ہے؟ جس کی گرہ میں مال (اعمال) ہو گا اسی کی قسمت بھی اچھی ہو گی اور وہی اسی محبوب حقیقی کو بھائے گا پیارا لگے گا۔ میرے پیارے دوستو اور ساتھیو! ہم اگلے گھر جا رہے ہیں اور تمہیں بھی تقدیر کا لکھا ماننا پڑے گا میں تو اگلے گھر جا رہا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(114) مَن اَٹکیو شام سُندر سَوں!

مَن اَٹکیو شام سُندر سَوں

کہوں دیکھوں بَہمن کہوں رسیکھا

آپ آپ کَرن سَبھ لیکھا

کیا کیا کھیلیا ہُنر سَوں!

مَن اَٹکیو شام سُندر سَوں

سُوجھ پَڑی تَب رام دُہائی

ہَم تُم ایک نہ دُوجا کائی

اِس پریم نگر کے گھر سوں

مَن اَٹکیو شام سُندر سوں

پَنڈت گون کت لکھ سُنائے

نہ کہیں جائے نہ کہیں آئے

جیسے کر کا کنگن کَر سوں

من اَٹکیو شام سُندر سوں

بُلھا شوہ دی پیریں پڑیئے

سیس کاٹ کر آگے دھریئے

ہُن مَیں ہَر دیکھا ہَر ہَر سوں

مَن اَٹکیو شام سُندر سوں

مشکل الفاظ و معنی:

مَن: دل۔ اٹکیو: اٹک گیا ہے۔ اٹکن: اچاٹ ہونا' دھیان اور طرف ہونا۔ شام: شیام' سری کرشن جی' محبوب۔ سندر: خوبصورت۔ سوں: سے۔ بہمن: برہمن' ہندوؤں کی اونچی جاتی۔ لیکھا: حساب کتاب۔ سوجھ: سمجھ' عقل' دانائی۔ رام دہائی: فریاد و فغاں۔ پریم نگر: محبت کا شہر۔ پنڈت: ہندوؤں کا عالم' برہمن' مذہبی رہنما۔ گون: گیت۔ کت: کہاں۔ کرکا: حسن کا' شان و شوکت کا۔ کنگن: چوڑا' کڑے۔ سیس: سر۔ ہر: اللہ تعالیٰ' محبوب حقیقی۔ ہر ہر سوں: ہر طرف۔

ترجمہ:

1- سید "بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ ایک نہایت خوبصورت محبوب سے میرا دل لگ گیا ہے۔ کہیں بہمن کو دیکھوں تو کہیں سیکھا (وروان) کو سبھی حساب کتاب کی باتیں کر رہے ہیں۔ کس کس نے کس کس ہنر سے کھیلا یعنی ہر کسی میں علیحدہ علیحدہ گن (خوبیاں) ہیں۔

2- ایک نہایت خوبصورت محبوب سے میرا دل لگ گیا ہے۔ اس رام دہائی کا نکتہ تب مجھے سوجھا کہ جب مجھے یہ پتہ چلا کہ میں اور تو ایک ہی ہیں اور دوسرا کوئی نہیں ہے۔ جو کہ اسی پریم نگر میں رہ رہا ہے۔ یعنی مجھ میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

3- ایک نہایت خوبصورت محبوب سے میرا دل لگ گیا ہے۔ پنڈت کہاں کے گیت لکھ لکھ کر سنا رہا ہے۔ نہ وہ کہیں جاتا ہے اور نہ آتا ہے۔ اسی کی مثال اسی کنگن کی سی ہے کہ جو کہ ایک ہی جگہ پر بانہوں میں بجتا ہے۔

4- ایک نہایت خوبصورت محبوب سے میرا دل لگ گیا ہے۔ اے بلھے شاہ" محبوب (مرشد) کے پاؤں پڑتے ہیں اور اپنا سر کاٹ کر اس کے آگے رکھتے ہیں یعنی اس پر تصدق ہوتے ہیں۔ اب میں ہر ہر طرف اسی محبوب حقیقی کو ہی دیکھ رہا ہوں۔ ایک نہایت خوبصورت محبوب سے میرا دل لگ گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(115) مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

جُھوٹھ آکھاں تے کُجھ بچدا ہے سچ آکھیاں بھانبڑ مچدا اے
جی دوہاں گلاں توں بچدا ہے بچ بچ کے رجیبھا کہندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

جس پایا بھیت قلندر دا راہ کھوجیا اپنے اندر دا
اوہ واسی ہے سُکھ مندر دا جتھے کوئی نہ چڑھدی لہندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

اِک لازم بات ادب دی ہے سانوں بات ملُومی سبھ دی ہے
ہر ہر وچ صورت رب دی ہے کتے ظاہر ہے کتے چھپیندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

ایتھے دُنیا وِچ انھیرا ہے ایہہ تلکن بازی ویہڑا ہے
وڑ اندر ویکھو! کیہڑا ہے کیوں خلقت باہر ڈھونڈیندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

ایتھے لیکھا پاؤں پسارا ہے ایہدا وکھرا بھیت نیارا ہے
اِک صورت دا چمکارا ہے جیوں چنگ دارو وچ پیندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

کتے ناز ادا دکھلائیدا کتے ہو رسول ملائیدا
کتے عاشق بن بن آئیدا کتے جان جدائی سہندی اے

مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

مشکل الفاظ و معنی: بھانبڑ: آگ کا الاؤ- کجھ بچدا ہے: رہ جاتا ہے' بچ جاتا ہے بعض نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے کہ "جھوٹھ آکھیاں کجھ نہ بچدا ہے" یعنی اگر جھوٹ بولا جائے تو سب کچھ برباد ہو جاتا ہے- بچدا ہے: ڈرتا ہے- بچ بچ کے: ڈرتے ڈرتے' جھجکتے ہوئے- جیبھا: زبان- بھیت: بھید- کھوجیا: تلاش کیا- واسی: باشندہ' رہنے والا- مندر: ہندوؤں کی عبادت گاہ- سکھ مندر: ایسا جہان یا جگہ جہاں سکھ ہی سکھ ہو' امن چین- جتھے کوئی نہ چڑھدی لہندی اے: جہاں کسی قسم کا غم و فکر نہیں ہے- لازم: ضروری- ملوی: معلوم- ہر ہر: ہر جگہ ہر چیز میں- چھپیندی: چھپتی- تلکن: پھسلن- بازی: کھیل- ویہڑا: صحن-

لیکھا: حساب کتاب' محاسبہ- پاؤں پسارا: رہنا سہنا' دنیاوی مشغولیات' کام دھندہ- نیارا: انوکھا' عجب' اچرج- چنگ: چنگاری- ناز ادا: ناز نخرہ- دکھلائیدا: دکھایا جارہا ہے- سہندی ہے: برداشت کرتی ہے-

ترجمہ: سید بلھے شاہ ؒ کی یہ بڑی مشہور کافی ہے اور اس میں انہوں نے سچائی کا اعلان بہانگ دہل کیا ہے اور اس پر قائم رہنے کی اہمیت پر بھی بڑا زور دیا ہے اور اس کافی کا موضوع بھی یہی اہمیت رکھتا ہے اور اس حق گوئی و بے باکی کے راستے میں بعض شکایت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے متعلق بھی انہوں نے خوب روشنی ڈالی ہے اور خوف و مصلحت کے مابین پائی جانے والی کشاکش پر بڑا کھل کے اظہار کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ جھوٹ بولا جائے تو کچھ بچتا ہے اور اگر سچ بولا جائے تو جان جاتی ہے اور میرا دل ان دونوں باتوں سے ہی ڈرتا ہے۔ اسی لئے میری زبان ڈر ڈر کر بات کرتی ہے۔

2- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ جس کسی نے بھی قلندر کا بھید پایا ہے اسی نے اپنے اندر کی راہ تلاش کی ہے۔ وہ ایسی پُرامن اور پُرسکون جگہ پر رہتا ہے کہ جہاں پر دنیا کی کوئی پریشانی پہنچ نہیں پاتی۔ یعنی وہ ہمیشہ ہی خوشی و مسرت سے زندگانی گزارتا ہے۔

3- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ ایک بڑی ہی ضروری ادب کی بات ہے اور ہمیں ساری ہی بات معلوم ہے کہ رب ہر ہر صورت میں رہتا ہے۔ بلکہ وہ ذرے ذرے میں موجود ہے۔ کہیں تو وہ ظاہر ہے اور کہیں پوشیدہ دکھائی دیتا ہے۔

4- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ یہاں دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور اس دنیا کے صحن میں ہر طرف پھسلن ہی پھسلن ہے۔ اس میں داخل ہو کر دیکھو کہ اندر کون ہے؟ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا اسے باہر کیوں تلاش کر رہی ہے؟ جبکہ وہ اندر موجود ہے۔

5- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ یہاں پر رہنے سہنے کا حساب کتاب لیا جاتا ہے اور یہ ایک علیحدہ اور انوکھا ہی بھید ہے۔ یہ تو ایک صورت کا چکارا ہے جس طرح شراب میں گرمی ڈالی جاتی ہے یعنی یہ اس حرکت و عمل کا جوہر ہے۔

6- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ کہیں ناز و عشوہ دکھایا جارہا ہے اور کہیں رسول بن کر ملایا جارہا ہے۔ کہیں وہ عاشق بن بن کر آتا ہے اور کہیں جان پر جدائی کا دکھ سہا جارہا ہے اور یہ سب "ہمہ اوست" کے ہی روپ ہیں۔

جدوں ظاہر ہوئے نُور ہوری جَل گئے پہاڑ کوہ طُور ہوری
تدوں دار چڑھے منصُور" ہوری اوتھے شیخی مینڈی نہ تینڈی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

جے ظاہر کراں اِسرار تائیں سبھ بھُل جاون تکرار تائیں
پھر مارن بُلھے یار تائیں اِیتھے مخفی گل سوہیندی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

اَساں پڑھیا عِلم تحقیقی ہے اوتھے اِکو حرف حقیقی ہے
ہور جھگڑا سبھ وَدھیکی ہے اَینویں رَولا پایا بھندی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

اے شاہ عقل تُوں آیا کر سانُوں اَدب آداب سکھایا کر
میں جھوٹھی نُوں سمجھایا کر جو مُورکھ ماہنوں گہندی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

واوا قُدرت بے پرواہی ہے دیوے قیدی دے سر شاہی ہے
ایسا بیٹا جایا مائی ہے سبھ کلمہ اُس دا کہندی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

اُس عاجز دا کیہہ حیلہ ہے رنگ زَرد تے مُکھڑا پیلا ہے
جتھے آپے آپ وَسیلہ اے اوتھے کیہہ عدالت کہندی ہے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

بُلّھا شَوہ اَساں تھیں وَکھ نہیں رب شَوہ تھیں دُوجا کُکھ نہیں
پر ویکھن والی اَکھ نہیں تاں ہی جان پئی دُکھ سہندی اے
مُونہہ آئی بات نہ رہندی اے

شیخی: گھمنڈ' بڑائی' شوخی' بڑ' گپ- میںڈی: میری- تینڈی: تیری- اسرار: سرکی جمع راز- تکرار: بحث و تکرار- مخفی: پوشیدہ' چھپی ہوئی- سوہندی: اچھی لگتی ہے- علم تحقیقی: ایسا علم جو بسیار تلاش کے بعد حاصل کیا جائے' سراغ رسانی کا علم- حقیقی: حقیقت کا ترجمان- ودھیکی: زائد' فالتو- شاہ عقل: عقل کا بادشاہ- مورکھ: احمق' بیوقوف' جاہل- ماہنو: آدمی' جایا- جایا جما: پیدا کیا- حیلہ: بہانہ' کوشش' جتن- وسیلہ: ذریعہ' واسطہ-

7- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی- جب اس کے نور کا ظہور ہوا تو کوہ طور پہاڑ بھی خود کو نہ بچا سکا اور جل کر کوئلہ بن گیا- دار پر منصورؒ تب چڑھا جب اس نے اس کا جلوہ دیکھا- وہاں پر میری تیری کی شوخی نہیں چلتی-

8- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی- اگر میں چھپے ہوئے اسرار (رازوں) کو ظاہر کروں تو تمام لوگ تکرار کو بھول جائیں- (یعنی بحث مباحث کو چھوڑ دیں گے) یا پھر بتھے شاہؒ کو مارنے لگیں گے لیکن ایسے مقام پر خفیہ بات ہی اچھی لگتی ہے-

9- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی- ہم نے تحقیقی علم کی تحصیل کی ہے اور اس مقام پر صرف ایک ہی حرف حقیقی ہے اور تمام جھگڑے فالتو قسم کے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں ہے- دنیا کا کیا ہے یہ تو یونہی شوروغل (جھگڑا اور بحث و

مباحث) کرتی رہتی ہے۔

10- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ اے شاہ عقل (عقل کا بادشاہ) تو ہی آیا کر اور ہمیں ادب آداب سکھایا کر (کیونکہ ادب آداب کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا) میں جھوٹا ہوں اور مجھے تعلیم دے کیونکر لوگ مجھے جاہل وگنوار سمجھتے ہیں۔

11- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ اس کی قدرت کی بے نیازی کی کیا بات کریں کہ وہ قیدیوں کے سر پر شاہی تاج رکھ دیتی ہے اور ایسا بیٹا کوئی ماں شاذ و نادر ہی پیدا کرتی ہے (بلکہ کر ہی نہیں سکتی) کیونکہ ساری دنیا اس کا ہی کلمہ (یعنی نبی کریم ﷺ کا) پڑھتی ہے۔ (یہ نعتیہ بند ہے)

12- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ اس عاجز اور بے بس کا کیا حیلہ ہو سکتا ہے۔ جس کا رنگ زرد ہو اور رخ پیلا پڑ چکا ہو۔ (یہ سب آخرت کے خوف سے ہے) جہاں انسان اپنا آپ ہی وسیلہ ہو وہاں عدالت کیا کہتی ہے؟ یعنی اچھے اعمال ہی اس کی بخشش کا وسیلہ ہیں۔

13- منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔ اے بلھے شاہ" محبوب حقیقی ہم سے جدا نہیں ہے اور بغیر محبوب حقیقی کے اس دنیا میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ہر ایک چیز میں موجود ہے مگر اسے دیکھنے والی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے۔ اس لئے تو میری جان درد و غم برداشت کرتی ہے۔ منہ پر آئی بات نہیں رہ سکتی۔

(116) میرا را.نجھاہُن کوئی ہور!

میرا را.نجھا ہُن کوئی ہور!

تخت منوّر بانگاں رلمیاں!
تاں سُنیاں تخت لاہور!
عِشقے مارے ایتّویں پھر دے
جیوں جنگل وچ ڈھور!
را.نجھا تخت ہزارے دا سائیں
ہُن اوتھوں ہویا چور
بُلّھا شاہ اَساں مرنا ناہیں
قبر پئے کوئی ہور
میرا را.نجھا ہُن کوئی ہور!

مشکل الفاظ و معنی: را.نجھا: ہیر کا مشہور عاشق' محبوب' محوب حقیقی مراد اللہ تعالیٰ- تخت منور: نورانی تخت- بانگاں ملیاں: اذانیں ہوئیں- تخت لاہور: دارالخلافت لاہور- ڈھور: چوپایہ' پشو' جانور- تخت ہزارہ: رانجھے کا گاؤں جہاں کا وہ رہنے والا تھا- سائیں: مالک' چودھری-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرا رانجھا (محبوب) اب کوئی اور ہے- نورانی تخت پر اذانیں ہوئیں اور وہ لاہور دارالحکومت میں بھی سنی گئیں- (تبلیغ اسلام کا آوازہ) یعنی مکے مدینے سے لاہور تک دین اسلام کی باتیں آپہنچیں اور لوگ دھڑا دھڑ دین کو قبول کرنے لگے-

-2 عشق کے مارے ہوئے لوگ کچھ اس طرح اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں کہ جیسے جنگل میں پالتو جانور پھرتے ہیں- یعنی جانوروں کی طرح بے خبر اِدھر اُدھر پھرتے ہیں اور انہیں محبوب حقیقی کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہے-

-3 رانجھا (محبوب حقیقی) تو تخت ہزارے (عرش معلیٰ) کا رہنے والا (چودھری) سائیں (مالک) ہے- اب وہاں سے بھی وہ کہیں اور چلا گیا ہے- (وہاں بھی نظر نہیں آتا-)

-4 اے بُلھے شاہؒ ہم نے کبھی نہیں مرنا (کیونکہ ہم پہلے ہی اپنے نفس کو مار چکے ہیں) اور ہمیں کبھی موت نہ آئے گی- کسی اور نے اگر مرنا ہے تو بڑے شوق سے مرجائے- کسی اور نے قبر میں پڑنا ہے تو پڑ جائے- میرا رانجھا (محبوب) کوئی اور ہے-

Scanned with CamScanner

(117) میری بُکّل دیوچ چور!

میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
سادھو کس نوں کوک سناویں، میری بُکّل دے وِچ چور — چوری چوری نِکل گیا، تے جگ وِچ پے گیا شور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
مُسلمان سِویاں توں ڈردے، ہندو ڈردے گور — دوویں ایسے دے وِچ مردے، ایہو دوہاں دی کھور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
کتے رام داس کتے فتح محمدؐ، ایہو قدیمی شور — مِٹ گیا دوہاں دا جھگڑا، نِکل پیا کُجھ ہور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
عرش مُنوّر بانگاں مِلیاں، سُنیاں تختؐ لاہور — شاہ عنایت ”کنڈیاں پائیاں“ لک چھُپ کھچدا ڈور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
جس ڈھونڈیا تس نے پایا، نہ جھُر جھُر ہویا مور — جیہڑا لیکھ مَتّھے دا لِکھیا، کون کرے بھَن توڑ
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور
پیر پیراں بغداد اساڈا، مُرشد تختؐ لاہور — اوہ آسیں سبھ اِکّو کوئی، اوہو گُڈی تے ڈور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وچ چور
ایہہ تسیں وی آکھو سارے، اوہو گڈی تے ڈور — میں دسناں تُسیں پکڑ لیاؤ، بُلّھے شاہ” دا چور
میری بُکّل دیوچ چور، نی میری بُکّل دے وِچ چور

مشکل الفاظ و معنی:

بُکّل: لپٹی ہوئی چادر کے اندر، یعنی اپنے اندر، بُکّل اصل میں دل یا نفس کی علامت ہے۔ چور: محبوب، مُرشد، ذات باری تعالیٰ۔ سادھو، اے سادھ: اے درویش۔ کوک: آواز، زور دار آواز، چیخ پکار۔ سِویاں / سوے: شمشان، مرگھٹ جہاں ہندوؤں کو جلایا جاتا ہے۔ گور: قبر مراد قبرستان۔ کھور: دشمنی، خار۔ رام داس: مراد ہندو۔ فتح محمد: مراد مسلمان۔ قدیمی: بہت پرانا، شروع سے، ازل سے۔ عرش منور: نورانی عرش، نوری تخت مراد مکہ مدینہ۔ تخت لاہور: لاہور کا دارالخلافت۔ شاہ عنایت”: سید بلھے شاہ” کے مُرشد شاہ عنایت قادری” جن کا مزار فاطمہ جناح روڈ لاہور میں ہے۔ کنڈیاں: کنڈی کی جمع مچھلی پکڑنے کا آلہ۔ تس نے پایا: اس نے پالیا۔ جھُر جھُر ہویا مور: افسوس کہ وہ مایوس ہو گیا۔

ترجمہ:

Scanned with CamScanner

1- اس کافی میں سید بُلھے شاہؒ نے توحید کی اکثر باتیں رمز و کنایہ میں بیان کی ہیں اور رمز و کنائے ایسے ہیں کہ ان کی معنوی تاویل جس طرف کوئی چاہے لے جاسکتا ہے۔ بتانا وہ یہ چاہتے ہیں کہ محبوب حقیقی مجھ عاشق سے دور ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ میری بغل میں (اندر) ہے کہتے ہیں کہ اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ اے سادھو! تو کسے آوازیں دے رہا ہے؟ محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ ہاں وہ چوری چوری باہر نکل گیا ہے اور جہان میں شور برپا ہو گیا ہے۔

2- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ مسلمان شمشان و مرگھٹ سے ڈرتے ہیں اور ہندوؤں کو قبرستان سے ڈر لگتا ہے۔ لیکن دونوں اس میں مرتے ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے خار کھاتے ہیں۔ یعنی دونوں کے لئے ہی یہ بات لمحہ فکریہ ہے۔

3- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ کہیں ہندو (بے دین ہے) تو کہیں مسلمان (دیندار) ہے اور ازل سے ہی یہ شور برپا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دونوں مذہبی معاملات پر لڑتے جھگڑتے ہیں لیکن دونوں کا ہی جھگڑا مٹ جاتا ہے اور نکلتا کچھ اور ہے۔

4- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ مکے اور مدینے یا عرش معلیٰ پر اذانیں ہوئیں (یعنی حق کا آوازہ بلند ہوا) تو وہ لاہور میں بھی سنی گئیں۔ اصل میں شاہ عنایتؒ نے ہمیں پھنسا لیا جو کہ چھپ چھپ کر ڈور کھینچتا ہے۔

5- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ جس کسی نے بھی تلاش کیا اس نے پالیا اور وہ افسوس کر کر کے مایوس نہ ہوا۔ جو بھی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اسے مٹا ہی سکتا ہے۔

6- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ ہمارا پیروں کا پیر تو بغداد میں ہے (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) لیکن ہمارا مُرشد لاہور میں رہتا ہے۔ وہ اور ہم ایک ہی ہیں۔ وہی پتنگ ہے اور ڈور بھی وہی ہے۔ یعنی ہم ان سے جدا ہرگز نہیں ہیں اور ہمارا سب کچھ وہی ہے۔

7- اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔ تم سب بھی یہی کہو کہ وہی پتنگ ہے اور وہی ڈور ہے۔ میں تمہیں یہ بات بتا رہا ہوں کہ تم اسے پکڑ لاؤ' بلھے شاہؒ کا وہی چور (محبوب) ہے کیونکہ اس نے میرا دل چرایا ہے۔ اے دوست محبوب حقیقی میرے اندر ہے' محبوب حقیقی میرے اندر ہے۔

Scanned with CamScanner

(118) میرے کیوں چر لایا ماہی

میرے کیوں چر لایا ماہی
نی میں اس توں گھول گھمائی

درد فراق بوہتیرا کریا ایہہ دکھ مٹھوں جائے نہ جریا
کمک اساڈے سر تے دھریا دوئی بنچہ لوہ کڑاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

جاگدیاں میں گھر وچ مٹھی کدی نہیں ساں بیٹھی اٹھی
جسدی ساں میں اوسے کٹھی ہن ریہہ کر لیا بے پرواہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

بلھا شوہ تیرے توں واری میں بلہاری لکھ لکھ واری
تیری صورت بوہت پیاری میں وے بچاری گھول گھمائی
میرے کیوں چر لایا ماہی

میرے ماہی دے پنج پیر پناہی ڈھونڈن اس نوں وچ لوکائی
میرے ماہی تے فضل الہی جس نے غیبوں تار ہلائی
میرے کیوں چر لایا ماہی

کن فیکون آوازہ آیا تخت ہزاریوں رانجھا دھایا
چوچک دا اس چاک سدایا! اوہ آہا صاحب صفائی!
میرے کیوں چر لایا ماہی

چل رانجھا ملتان چلاہیں غوث بہاول پیر مناہیں
اپنی ترت مراد لیاہیں پر اجیہی رب مولا چاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

جتھے عشق ڈیرا گھت بہندا اوتھے صبر قرار نہ رہندا
کوئی چھٹکن اینویں کہندا گل پئی پریم دی پھاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

مشکل الفاظ و معنی:

چِر: دیر، تاخیر- ماہی: ماہ سے محبوب، دوست- فراق: جدائی، ہجر- بوتیرا: بہت- کریا: کیا- جریا: برداشت کیا- ٹمک: لکڑی کا بڑا ڈھول یا اس شکل کا صندوق- دھریا: رکھا- بغچہ: چھوٹا بکس، ڈبہ- لوہ: لوہے کی، لوہا- مٹھی: قابو آئی، پھنسی، موہ لی گئی- کٹھی: حلال کی، ذبح کر دی گئی- شوہ: محبوب، مُرشد، اللہ تعالیٰ- بلہاری: قربان ہوئی، تصدق جاؤں- گھول گھمائی: قربان ہوئی، تصدق ہوئی- پناہی: پناہ دینے والا- پنج پیر: پانچ مشہور پیر (1) بابا فرید شکر گنج، (2) لعل شہباز، (3) زکریا ملتانی، (4) سید جلال الدین بخاری، (5) حضرت مخدوم جہانیاں- لوکائی: لوگ، مخلوق، دنیا- کن: ہو جا- فیکون: ہو گیا- تخت ہزارا: رانجھے کا گاؤں مراد عرش معلّٰی- دھایا: حملہ کیا، ہلہ بولا، آیا- چوچک: ہیر کا باپ- چاک: نوکر، چاکر- آہا: ہے، تھا- صاحب صفائی: باطنی صفائی رکھنے والا- غوث بہاول: پیر بہاول حق ملتانی جو اپنے زمانے کے غوث تھے- ترت: جلدی، فوراً- ایہی: ایسی- گھت پھندا: لگا لیتا ہے- چھٹکن: چھٹکارا، نجات، خلاصی- ڈھکی: آگئی، پہنچ گئی-

ترجمہ:

-1 سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے ارے میں اس پر قربان جاؤں- درد فراق نے میرے ساتھ بہت کچھ کیا ہے اور اب یہ دکھ مجھ سے برداشت نہیں ہو پا رہا- میرے سر پر میرے محبوب نے بڑا بھاری بوجھ ڈال دیا ہے اور میں اس بوجھ سے سخت عاجز آچکا ہوں-

-2 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- میں اپنے گھر میں جاگ رہا تھا کہ مجھے لوٹ لیا گیا- میں کبھی بھی کسی غیر کے ساتھ نہ اٹھتا بیٹھتا تھا- میں جس کا تھا اسی نے مجھے مار ڈالا ہے- اب یہ اس کی بے نیازی نے کیا کیا ہے؟

-3 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- اے بلھے شاہ میں تجھ پر قربان جاؤں اور لاکھ لاکھ مرتبہ تجھ پر تصدق ہوں- مجھے تیری صورت بہت پیاری لگتی ہے، اے میرے محبوب میں عاجز تجھ پر تصدق ہو چکا ہوں-

-4 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- میرے محبوب، مُرشد کے پانچ پیر ہیں جو کہ اس کی پشت پناہی کرتے ہیں- دنیا اس کو میں ڈھونڈ رہی ہے- میرے محبوب (مُرشد) پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے جس نے غیب سے ہی میرے دل میں اپنی محبت کی جوت جگا دی ہے-

-5 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- کن فیکون کی آواز آئی اور میرا محبوب یا مُرشد عرش معلّٰی سے دنیا کی طرف آیا- وہ ذات باری کا خادم کہلوایا کیونکہ وہ صاحب صفائی تھا- اس کا ظاہر باطن ایک تھا- (نعتیہ بند ہے)

-6 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- اے میرے محبوب یا مُرشد تو ملتان جا اور غوث وقت پیر بہاول حقؒ کو منا- اگر تو انہیں منالے گا تو تیری جلد مراد پوری ہو جائے گی- لیکن ہو گا وہی جو مولا کو منظور ہو گا-

-7 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے- عشق نے جہاں کہیں بھی مقام کیا ہے- وہاں صبر قرار کبھی نہیں رہ سکتا- اس سے کسی کو چھٹکارا حاصل ہوا- یہ ناممکن بات ہے اگر کوئی کہتا ہے تو یونہی کہتا ہے- یہ تو پریم کا اک پھندا ہے جو گلے پڑ جاتا ہے-

آ جَنج کھیڑیاں دی ڈھکّی مَیں ہُن رہیر نمانی مسکّی
مری رَت سُریڑوں سُکّی وَل وَل مارے برہوں کھائی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

کھیڑا پھُل گھوڑے تے چڑھیا فقر ڈھوڑ گرد وِچ رَلیا
ایڈا مان کیوں کُوڑا کریا اُس رکیتی بے پرواہی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

چڑھ کے رِپیر کھیڑیاں دا آیا اُس نے کیہا شور مچایا
مینوں ماہی نظر نہ آیا تا نہیئیں رکیتی حال دُہائی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

مَیں ماہی رِدی ماہی میرا گوشت پوسْت بیرا بیرا
دِن حشر دے کرساں جھیڑا جَد دیسی داد اِلٰہی!
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

چُوچک قاضی سَد بُہایا میں مَن رانجھو ماہی بھایا
دَھکّو دَھک نِکاح پڑھایا اُس رکیتا فرض اَدائی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

تیل تے وَٹنا کَندھے ملیا چوپا چُنّن مَتّھے رَلیا
ماہی میرا بیلے وَڑیا مَیں رکیہہ کَرنی کَنگن باہی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

ہور سبّھو کجھ تُسن کریا اِیہہ دُکھ جائے نہ مَیتھوں جریا
کمک رانجھن دے سِر تے دَھریا موڈھے بُغچہ لوہ کڑاہی
میرے کیوُں رِچ لایا ماہی

نمانی: عاجز، بے بسی، مجبور- ول ول: بار بار- برہوں کھائی: جدائی کی خندق- کھیڑا: ہیر کا خاوند مراد دنیادار- گرد: خاک- کوڑا: جھوٹا- تا نہیئیں: تبھی، اسی لئے- بیرا بیرا: ٹکڑا ٹکڑا- جھیڑا: بحث و تکرار، جھگڑا- داد: انصاف- بھایا: پسند آیا- وٹنا: اُبٹنا- کنگن: چوڑا، کڑا- باہی: بانہہ سے بازو- تُسن: چاہ و شوق، نخرہ، شرارت، بدی- کریا: کیا-

-8 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ اب بلاوہ سر پر آن پہنچا ہے اور روح عاجز پر بن چکی ہے کہ اب اسے سر پر جانا ہوگا۔ میرے جسم سے فکر کے باعث خون خشک ہو چکا ہے اور محبوب حقیقی سے جدائی اک ایسی خندق ہے کہ بار بار ہلاک کرنے کرنے کے درپے ہے۔

-9 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ دنیادار بڑی شان و شوکت سے گھوڑے پر سوار ہے اور فقیری گردوغبار میں مل چکی ہے۔ یعنی دنیا شان و شوکت ہے اور فقیری گردوغبار' خاک در خاک ہونے کا نام ہے۔ میں نے اس قدر غرور تکبر کیوں کیا۔ اس کی بے نیازی نے مار ڈالا۔

-10 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ دنیاداروں کا پیر کس قدر شان و شوکت کے ساتھ آیا ہے اور اس نے اپنی جھوٹی آن بان کا کیا شور مچا دیا ہے۔ مگر مجھے میرا محبوب (مُرشد) کہیں دکھائی نہیں دیا۔ اسی لئے تو میں حال رہائی کر رہا ہوں۔

-11 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ اپنے محبوب کا ہوں اور محبوب میرا ہے۔ میرے گوشت پوست کا اک اک ٹکڑا اس کو پکارتا ہے۔ حشر کے روز میں جھگڑا کروں گا جب اللہ تعالیٰ مجھے انصاف دیں گے۔ یعنی مجھ پر جدائی کے ہونے والے مظالم کا حساب کتاب ہوگا۔

-12 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ دنیادار مجھے اپنی طرف کھینچنے پر زور لگا رہے ہیں۔ لیکن میرے دل کو محبوب حقیقی ہی بھا چکا ہے۔ مجھے زبردستی پابند کیا جا رہا ہے۔ وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور میں اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہوں۔

-13 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ میرے محبوب نے بناؤ سنگھار کر کے اور عطر پھلیل لگا کر بیلے (دنیا یا بازار) میں داخل ہوا ہے۔ بھلا میں نے زیورات کو کیا کرنا ہے۔ یعنی تمام بناؤ سنگھار میرے محبوب کو ہی اچھے لگتے ہیں اور اس کو ہی سجتے ہیں۔ میرا ان سے کوئی کام نہیں۔

-14 میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے اور تو سبھی کچھ کیا ہے لیکن یہ ایک دکھ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا کہ محبوب یا مُرشد کے سر پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے اور وہ اس بوجھ سے عاجز ہو رہا ہے۔ یعنی بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔

ٹُمک سَٹ رِتلے وَل جاوے! بیٹھا اُس دا نام دِھیاوے
کَن پڑوا کے مُندراں پاوے گُڑ لَے کے دو سیر شاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

گُر گورکھ نوں پیر مَناوے ہیرے ہیرے کر کر لاوے
جِس دے کارن مُونڈ مُناوے اوہ مُونہہ پیلا زرد مَلاحی
میرے کیوں چر لایا ماہی

جوگی جوگ سَدھارَن آیا سِر داڑھی مُونہہ مون مُنایا
اُس نے بَھگوا بھیس وَٹایا کالی سِیلی گل وِچ پائی
میرے کیوں چر لایا ماہی

جوگی شہر کھیڑیاں دے آوے جس گھر مطلب سو گھر پاوے
بُوہے جا کے ناد وَجاوے آپے ہویا فَضَل اِلٰہی!
میرے کیوں چر لایا ماہی

بُوہے تے کھڑ بَھیا دھگاتے ٹُٹ پیا کھپر ڈُلھ پَے دانے
اُس دے وَل چھَل کون پچھانے چینا رُل گیا وِچ پاہی!
میرے کیوں چر لایا ماہی

چینا چُن چُن جھولی پاوے بیٹھا ہیرے طرف تکاوے
جو کُجھ لِکھیا لیکھ سو پاوے رو رو لڑ دے نین سپاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

اِیسہ گل سَہتی نَنَد پچھاتی دوہاں دی وِیدن اِکّو جاتی
اوہ بھی آ ہی سی مدھ ماتی اوتھے ڈھَواں سَتّھر پاہی
میرے کیوں چر لایا ماہی

بُلّھا سَہتی پَھنّد مچایا! ہیر سلیٹی ناگ لڑایا
جوگی منتر جھاڑن آیا دوہاں دی آس مُراد پُچائی
میرے کیوں چر لایا ماہی
رنی میں اُس توں گھول گھمائی

گر گورکھ: گورو' پیرو مُرشد' درویش- موہنڈ مناوے: داڑھی مونچھ منڈانا- ملاحی: ملاحت کا حامل- سلونا پن: سانولا رنگ- جوگ: جوگی بننے کی حالت- سدھارن: لینے- سیلی: فقیری تھیلا- بھگوا بھیس: فقیروں اور جوگیوں کا روپ- وٹایا: بدلا' اختیار کیا' بنایا- ناد: سنکھ- کھڑ بھیا: ڈوب گیا' لٹ گیا- دھگانے: زبردستی- کھپر/کھپری: فقیروں کا کاسہ- چینا: باریک دانوں کا ایک قسم کا اناج- پاہی/ پایہ: راہ- پچھاتی: جان لی' پہچان لی- ویدن: تکلیف' مرض- جاتی: جانی' سمجھی- مدھ ماتی: مست' بیخود- ستھر: چٹائی' گھاس پھوس کا بستر' ماتمی پھوڑی- پھند: مکر فریب- ہیر سلیٹی: ہیر سیال- ناگ: ناگ' سانپ- منتر جھاڑن: منتر ٹونا کرنا۔

15- میرے محبوب نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ میرے محبوب (مُرشد) اس بھاری بوجھ کو پھینک کر عبادت گاہ کی

جانب جارہا ہے اور بیٹھا اس کا ذکر کر رہا ہے۔ اس نے ذات باری کی غلامی قبول کر لی ہے اور اس خوشی میں نذر و نیاز بانٹ رہا ہے۔

16- میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ میرا محبوب (مُرشد) اپنے پیر کو منا رہا ہے اور ہر وقت ذکر اذکار میں مشغول ہے۔ اس کی خاطر ہی اس نے سر منڈایا ہے اور اسی کے اندیشے میں اس کے ملیح رنگ میں پیلاہٹ آگئی ہے۔

17- میرے محبوب نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ وہ جوگی بن کر جوگ لینے آیا ہے اسی لئے اس نے داڑھی مونچھیں منڈا ڈالی ہیں۔ اس نے جوگیوں اور درویشوں کا لباس پہن لیا ہے اور گلے میں غلامی کا پٹا ڈال لیا ہے۔

18- میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ میرا محبوب میرا مُرشد دنیاداروں کے شہر میں آئے اور اسے جس گھر میں بھی مطلب ہے اسے حاصل کرے۔ دروازے پر جاکر ناد بجائے۔ تو خودبخود ہی اللہ کا فضل ہو جائے گا۔

19- میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ وہ میرے دروازے پر جھگڑا اور زبردستی کرنے لگا تو اس کا کاسہ گر کر ٹوٹ گیا اور اس میں سے اناج یا دانے زمین پر گر گئے۔ اس کی چالوں کو کون پہچان سکتا ہے؟ اناج تو بیچ رستے میں گر گیا' خاک میں مل گیا۔

20- میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ وہ اناج کو چن چن کر اپنی جھولی میں ڈالے اور بیٹھا ہوا صرف ذات باری ہی کو دیکھے۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کو ہی وہ پائے اور اپنی آنکھیں چار کرے۔ یہ بات کوئی دانائی و آگہی رکھنے والا ہی پہچان سکتا ہے۔

21- میرے محبوب نے کس لئے اتنی دیر لگا دی ہے کہ محبوب و محبت کی ایک ہی بیماری ہے کیونکہ محبوب بھی مست ہے اور محب بھی بیخود ہے گویا دونوں نے مل کے ہی یہ عشق و محبت کا کھیل رچایا ہے اور غمی کی مجلس منعقد کی ہے۔ یعنی دونوں کو ایک ہی بیماری ہے۔

22- میرے محبوب نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ اے بلھے شاہؒ سہتی نے خوب مکر و فریب کیا اور ہیر سلیٹی کو ناگ لڑا دیا۔ رانجھا' جوگی بن کر آیا اور اس پر منتر جھاڑن کیا۔ گویا دونوں کی ہی آس مراد پوری ہو گئی۔ میرے محبوب نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ ارے میں اس پر قربان جاؤں۔

(119) میرے گھر آیا پیا ہمرا

میرے گھر آیا پیا، ہمرا

وَا ہُوا وحدت رِکیناّ شور
اَنہد بانسری دی گھنگور
اَساں ہُن پایا تخت لاہور
میرے گھر آیا پیا ہمرا

جَل گئے میرے کھوٹ نکھوٹ
لَگ گئی پریم سچے دی چوٹ
ہُن سانوں اوس خصم دی اوٹ
میرے گھر آیا پیا ہمرا

ہُن کیا رنگنیں سال و سَاعت
لَگ گیا مست پیالہ ہات
مینوں بُھل گئی ذات صفات
میرے گھر آیا پیا ہمرا

ہُن کیا رکینے بیس پچّاس
پیتم پائی اَساں وَل چاس
ہُن سانوں سبھ جگ دِسدا لاس
میرے گھر آیا پیا ہمرا

ہُن سَانوں آس دی پھاس
بُلّھا شوہ آیا ہمرے پاس
سائیں پچھائی سَاڈی آس
میرے گھر آیا پیا ہمرا

مشکل الفاظ و معنی:

میرے گھر: مراد میرے اندر، میرے من میں۔ پیا: محبوب حقیقی، پریتم، پیارا۔ ہمرا: ہمارا۔ کینا: کیا۔ وحدت: ایک، یگانگت، مراد ذات باری تعالٰی۔ انہد: ذات باری تعالٰی، الوہیت۔ کھوٹ: ملاوٹ، آمیزش، خامی۔ نکھوٹ: اصل، جس میں کھوٹ نہ ہو، ملاوٹ نہ ہو، اصل اور نقل۔ پریم: محبت، پیار، پریت۔ چوٹ: چاٹ، چسکا۔ کھسم: خاوند، محبوب، مالک، آقا۔ اوٹ: پردہ، شرم، سہارا، مدد، آسرا، پناہ۔ ساعت: گھڑی، وقت۔ ہات: ہاتھ۔ ذات صفات: ذات کی صفتیں۔ کینے: کرنے۔ پتیم: پریتم، محبوب، پیارا۔ چاس: چاشنی، جنسی عمل، کام۔ لاس: ضرب یا رسی وغیرہ کا نشان جو جسم پر پڑ جائے، گھاٹا۔ پھاس: پھنسنا۔

ترجمہ:

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرے گھر میں میرا محبوب آگیا ہے۔ وحدت نے خوب شوروغل کیا ہے اور آنہد کی بانسری نے اپنی خوب تانیں مچائی ہیں اور ہم کو اب لاہور کا تخت حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی ہم جلیل القدر مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔

2- میرے گھر میں میرا محبوب آگیا ہے۔ مجھ میں جو کھوٹ نکھوٹ تھا وہ سب کچھ جل چکا ہے۔ کیونکہ مجھے بچی محبت کی چاٹ لگ چکی ہے۔ اب ہمیں اس مالک حقیقی ہی کا سہارا ہے، اس کی مدد کی ہی ضرورت ہے، کسی دوسرے سے کوئی امید نہیں ہے۔

3- میرے گھر میں میرا محبوب آگیا ہے۔ اب ہم سال و ساعت کا کیا شمار کریں کہ مدھ کا بھرا پیالہ ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اور یہ مئے وحدت پی کر مجھے تو تمام ذات صفات بھول چکی ہیں۔ یعنی میں مئے وحدت کے نشے میں مست و بے خود ہو چکا ہوں۔

4- میرے گھر میں میرا محبوب آگیا ہے۔ اب ہم نے بیں پچاس کیا کرنے ہیں ہمارے پریتم نے ہماری طرف نظر التفات سے دیکھ لیا ہے۔ اب ہمارے لئے یہ دولت کس کام کی کہ اب تو یہ سارا جہان ہی گھاٹے کا سودا نظر آرہا ہے۔

5- میرے گھر میرا محبوب آگیا ہے۔ اب تو ہمیں بس اس ایک آس کی ہی بے چینی ہے کہ اے بلھے شاہؒ ہمارا محبوب (مُرشد) ہمارے پاس چل کر آگیا ہے اور اللہ تعالٰی نے ہماری یہ آس امید پوری کی ہے۔ میرے گھر میرا محبوب آگیا ہے۔

(120) میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

کہہ بُلّھا ہُن پریم کہانی
جس تن لگے سو تن جانے
اندر جھِڑکاں باہر طعنے
نیونہہ لا، ایہہ سُکھ پایا ہے

میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

نیناں کار رووَن دی پکڑی
اک مرنا دوجا جگ دی پھکڑی
بِرہوں جِند آوَتی جکڑی
میں رو رو حال ونجایا ہے

میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

میں پیالہ تحقیق کیتا ہے
جو بھر کے منصور پیتا ہے
دیدار معراج پیا لیتا ہے
میں لہو تھیں وضو سجایا ہے

میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

عِشق مُلّاں نے بانگ دوائی
شَوہ راوَن دی گَل سُنائی
کر نیّت سجدے دِل آئی
میں مونہہ محراب ٹکایا ہے

میرے ماہی کیوں چِر لایا ہے

بُلّھا شَوہ گر لپٹ لگائیں

رَتے مُوں سُبھ ہُن تَن آئیں
میں ویکھاں آ عَنایت ؒ سائیں
جس مینُوں شوہ ملایا ہے
میرے ماہی کیوں چر لایا ہے

<u>مشکل الفاظ و معنی</u>: <u>ماہی</u>: ماہ سے، محبوب- <u>چر</u>: دیر، تاخیر- <u>پریم کہانی</u>: محبت کی داستان- <u>نیونہہ</u>: عشق، محبت، پیار- <u>نیناں</u>: نین کی جمع چشم، آنکھ- <u>کار</u>: کام- <u>پھکڑی</u>: رسوائی، بے عزتی، بدنامی، تہمت، جگ ہنسائی- <u>برہوں</u>: جدائی، ہجر، فراق- <u>ونجایا</u>: گنوایا، برا حال ہوا- <u>شوہ</u>: محبوب، مُرشد، ذات باری تعالیٰ- <u>راون</u>: لنکا کا راجہ جو رام چندر کے بن باس کے دوران سیتا کو اغوا کر کے لے گیا تھا- <u>گر</u>: گورو کا مخفف، پیر و مُرشد- <u>عنایت</u>: سید بُلھے شاہؒ کے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ-

<u>ترجمہ</u>:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرے محبوب نے اتنی دیر لگائی ہے۔ اے بلھے شاہؒ اب تمہی محبت کی کہانی بیان کرو جس تن کو لگتی ہے وہی جانتا ہے۔ گھر میں سبھی جھڑک رہے ہیں اور باہر کے لوگ مجھے طعنے دے رہے ہیں۔ میں یہ محبت کرنے کا صلہ پایا ہے۔

2- میرے محبوب نے کیوں اتنی دیر لگائی ہے۔ اب میری آنکھوں کا کام صرف رونا دھونا ہی ہے۔ ایک تو مرنے کا غم ہے اور دوسری دنیا میں میری رسوائی ہو رہی ہے۔ جدائی نے میری جان کو عجیب طرح سے جکڑ رکھا ہے اور میں نے رو رو کر اپنا یہ حال بنا لیا ہے۔

3- میرے محبوب نے کیوں اتنی دیر لگا دی ہے۔ میں نے اس پیالے پر تحقیق کی ہے جو کہ منصور نے بھر کر پیا تھا۔ میں نے بھی اپنے محبوب کا دیدار کر کے معراج پالی ہے اور میں نے اپنے لہو سے وضو کو سجایا (سنوارا) ہے۔

4- میرے محبوب نے کیوں اتنی دیر لگا دی ہے۔ عشق کے ملا نے بانگ دلائی ہے اور میرے مُرشد نے مجھے راون (شیطان) کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ میری نیت خلوص کے ساتھ سجدہ کرنے کے لئے تیار ہوئی ہے اور میں نے اپنا منہ محراب میں ٹکا لیا ہے۔

5- میرے محبوب نے کیوں اتنی دیر لگا دی ہے۔ اے بلھے شاہؒ تم اپنے پیر و مُرشد کو اپنے گلے سے لپٹا لو اور اس راستے میں تم بن سنور کر آنا۔ آؤ ہم اپنے عنایتؒ سائیں کو دیکھیں کہ جنہوں نے مجھے میرا محبوب حقیقی ملا دیا ہے۔ میرے محبوب نے کیوں اتنی دیر لگا دی ہے۔

(121) میرے نوشوہ دا کِت مُول

میرے نوشوہ دا کِت مُول
میرے نوشوہ دا کِت مُول

اَگلے وَل دی خبر نہ کوئی رہے کِتاباں پُھول
سچیاں نُوں پَے وَجَن پَولے' جُھوٹھیاں کرَن کلُول
چنگ چنگیرے پَرے پَریرے' اَسِی آئیاں سی اَنمُول
بُلّھا شاہ" جے بولاں گا ہُن' کون سُنے میرے بول

میرے نوشوہ دا کِت مُول
میرے نوشوہ دا کِت مُول

مشکل الفاظ و معنی:

نوشوہ: نوشا' دولہا مراد محبوب یا مُرشد۔ کِت: کس' کہاں' کدھر' کس طرح' کیا' کتنا۔ اگلے ول: اگلی طرف' اگلے جہان۔ پولے: پولا کی جمع جوتا۔ کلول: شوخی' خوشی' زندہ دلی' ناز' نخرہ' مذاق۔ چنگ چنگیرے: اچھے اچھے۔ پرے پریرے: دور دور۔

ترجمہ:

سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ میرے محبوب (مُرشد) کا کتنا مول ہے۔ میرے محبوب (مُرشد) کا کتنا مول ہے' اگلے جہان کی کسی کو بھی خبر نہیں ہے۔ لوگ کتابیں پھول رہے ہیں جو سچے ہیں' انہیں بے عزت کیا جارہا ہے اور جھوٹے ناز نخرے دکھا رہے ہیں۔

اچھے اچھے دور سے دور ہیں اور ہم تو انمول آئے تھے۔ اے بُلّھے شاہ' اگر میں اب کچھ بولوں گا تو یہاں پر کون ہے جو میری باتیں سن سکے گا۔ یعنی میری باتیں سمجھنے اور سننے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔ میرے محبوب (مُرشد) کا کتنا مول ہے۔ میرے محبوب (مُرشد) کا کتنا مول ہے یعنی وہ انمول ہے۔

Scanned with CamScanner

(122) میں اُڈیکاں کر رہی!

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

مَیں جو تینُوں آکھیا کوئی گھل سُنیہڑا
چشماں چھیج وِچھائیاں دل رکیتا ویہڑا
لٹک چلیندا آوندا شاہ عنایت میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

اوہ اجیہا کون ہے جا آکھے جیہڑا
میں وِچ کیہہ تقصیر ہے میں بردہ تیرا
تیں باجھوں میرا کون ہے دل ڈھا نہ میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

ہتھ کنگن بانہہ چُوڑیاں گل نو رنگ چولا
ماہی مینُوں کر گیا کوئی راول رولا
جل بل ڈھائیں ماریاں دِل پتھر تیرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

تیری مانگ سندھور بھری سو ہے رتڑا چولا
پئی وانگ سمّی میں کوکدی کر ڈھولا ڈھولا
آن رگنویں سولاں پا لیا سُولاں دا گھیرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

میں جاتا دکھ مینُوں آیا دکھ پئے گھر کیاں
جیہا سر سر بھانبڑ بھڑ کیا سبھ تپدیاں گیاں
ہُن آن بنی سر آپنے سبھ چُک گیا جھیڑا

مشکل الفاظ و معنی:

اڈیکاں: اڈیک کی جمع انتظار- سنیہڑا: پیغام- لٹک چلیندا: خراماں خراماں چلتا ہوا- چشماں: آنکھیں- چھیج وچھائیاں: خوبصورتی

سے پلنگ وچھایا ہے۔ ویہڑا: صحن۔ تقصیر: قصور، گناہ، جرم۔ بردہ: غلام، چاکر، خدمت گزار، خادم۔ تیں: تجھ، تیرے۔ کنگن: چوڑا، کڑے۔ نورنگ: نُوں رنگا۔ چولا: کرتہ، قمیص، جبہ، لباس۔ روال رولا: پریشان خیال، بگڑی حالت۔ ڈھائیں ماریاں: چیخ و پکار کی۔ سوہے: اچھا لگے، خوبصورت لگے۔ رتڑا: سرخ رنگ کا۔ مسمی: ڈھول کی معشوقہ۔ ڈھول: کسی کا عاشق، مراد محبوب، عاشق۔ ان گنویں: جو گنا نہ جاسکے۔ جھیڑا: جھگڑا۔

ترجمہ:

1- اس کافی میں سید بلھے شاہؒ نے ایک عام اور روایتی مضمون ہی باندھا ہے جو کہ انتظار کے متعلق ہے۔ یعنی ایک عاشق یا مرید اپنے محبوب یا مُرشد کو یاد کر رہا ہے اور مُرشد یا محبوب کہیں دور چلا گیا ہے اور شاید کسی بات پر غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے ناراضگی ہے۔ دور اور ناراض ہونے والے شاہ عنایت قادریؒ ہیں اور فریاد کرنے اور انتظار کرنے والے خود سید بلھے شاہؒ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں، آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں! میں جو آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ کوئی پیغام بھیجیں۔ میں نے آپ کی آمد کی امید میں اپنی آنکھوں کو سیج بنالیا ہے اور دل کو صحن کر لیا ہے، اے کاش میں دیکھوں کہ خراماں خراماں میرا شاہ عنایت چلا آرہا ہے۔

2- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ ایسا کون ہے کہ جو میرے محبوب سے جاکر یہ کہہ دے کہ مجھ سے کیا قصور ہو گیا ہے؟ میں تو آپ کا غلام ہوں۔ آپ کے سوا میرا کون ہے۔ خدارا میرا دل نہ توڑیں۔

3- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ میں نے محبوب کی آمد کی امید میں بناؤ سنگھار کیا اور رنگین لباس بھی پہنا لیکن میرے محبوب نے مجھے اور بھی پریشان کر دیا کہ وہ نہیں آیا۔ میں اب جل بل کر چیخ و پکار کر رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اے میرے محبوب تیرا دل شاید پتھر کا ہو گیا ہے۔

4- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ میں نے آپ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو اختیار کیا یعنی بڑی مشکلات سے گزرا اور آپ بے نیازی سے کام لے رہے ہیں۔ میں ایک جلے بلے عاشق کی طرح آپ کو محبوب محبوب کہہ کر پکار رہا ہوں اور بے شمار دکھوں اور مصیبتوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔

5- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ میں سمجھتا تھا کہ دکھ صرف مجھے ہی ملا ہے لیکن یہ تو بے شمار لوگوں کے گھروں میں ہے جس کسی کے سر پر بھی کوئی مصیبت بنی ہے وہ یہاں سے دکھی ہو کر ہی گیا ہے۔ اب خود مجھ پر یہ پتا آن پڑی ہے تو تمام جھگڑے ختم ہو گئے ہیں۔

میں اُڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا

جیہڑیاں سوہرے مَتیاں، سوای پیکے ہوون

شَوہ جینہاں تے مائل اے، چڑھ چھبیجے سوون
رجس گھر کوَنت نہ بولیا، سو اِی خالی ڈیرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

میں ڈھونڈ شہر بھا لیا، گلّاں قاصِد کیہڑا
ہُن چڑھیاں ڈولی پریم دِی، دِل دھڑکے میرا
دِلدار محمد ﷺ عاربی، ہتھ پکڑیں میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

پہلی پوڑی اُتری، پُل صراطے ڈیرا
حاجی مکّے جاوَندے، میں مُکھ ویکھاں تیرا
آ عنایت قادری، دِل چاہے میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

پہلی رات وِصال دِی، دِل خوفے میرا
ڈونگھی گور کڈھیندیاں، ہویا لحدوں ڈیرا
پہلا بند کھولدیاں، مُنہ کعبے میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

رلی ہے بانگ رسول ﷺ دی، پُھل کھڑیا میرا
سدا ہویا میں حاضری، ہاں حاضِر تیرا
ہر پَل تیری حاضری، اِیہو سجدہ میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

بُلھیا! شَوہ دے واسطے، نینے بھڑکن بھاہیں
اوکھا پینڈا پریم دا، سو گھٹدا ناہیں
دھکّے دِل وِچ جھیڑ دے، بر دھائیں میرا

میں اُڈیکاں کر رہی کدِی آ کر پھیرا

تّیاں: مست، مدہوش، مخمور۔ شوہ: محبوب۔ کونت: خاوند، شوہر، محبوب۔ پریم: محبت۔ عارلی: عربی۔ عنایت قادری: سید بلھے شاہ کے مُرشد شاہ عنایت قادری۔ دل خوفے: دل خوف کھائے۔ گور: قبر۔ بھڑکن بھائیں: شعلے اٹھ رہے ہیں۔ دھکے جھیڑدے: وہ دھکے یا صدمے جو محبوب سے جھگڑا ہو جانے یا کسی بات پر لگے ہوں۔ دھائیں: آہ و زاری، فریاد۔

6- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں جن کے پاس کوئی گن (نیک اعمال) نہیں ہوں گے انہیں اگلے جہان میں درکار دیا جائے گا۔ محبوب کے ساتھ سیج پر تو وہی سوئے گا جسے محبوب پسند کرے گا اور جس گھر میں گھر کا مالک نہ ہو وہ خالی اور سونا ہوتا ہے۔

7- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ میں شہر میں بہت ڈھونڈا اور تلاش کیا اب کس قاصد کو بھیجوں۔ اب میں محبت کی پالکی پر سوار ہو چکا ہوں اور میرا دل دھک دھک کر رہا ہے۔ (یعنی مرچکا ہوں اور مجھے اپنے بے عمل ہونے کا خوف ہے) اے محمد عربی ﷺ اب آپ ہی میری دستگیری کر سکتے ہیں۔

8- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ کبھی میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ یہ شرع عشق کا پہلا زینہ ہے کہ میں نے صراط مستقیم پر ڈیرا لگا لیا ہے۔ لوگ حج کرنے مکہ کو جاتے ہیں لیکن اے میرے محبوب میں آپ کا مکھ دیکھ رہا ہوں۔ اب آ بھی جایئے اے شاہ عنایت قادری! بس میرا دل یہی چاہ رہا ہے۔

9- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی آپ میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ یہ ملن کی پہلی رات ہے اور میرا دل خوف کھائے جا رہا ہے۔ (یعنی قبر میں) لوگوں نے میری قبر بڑی گہری کھودی ہے اور لحد میں میرا ڈیرہ ہو چکا ہے۔ میں نے اپنا پہلا بند کھلتے ہی اپنا منہ کعبے کی جانب کر لیا ہے۔

10- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی آپ میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ نبی کریم ﷺ کی آواز میرے کانوں میں پڑتے ہی میرا دل کھل چکا ہے۔ میں ہمیشہ آپ کے ہاں حاضر رہا ہوں اور اب بھی حاضر ہوں۔ میں ہر لحہ آپ کی حاضری میں ہوں، یہی میری عبادت ہے۔

11- اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی آپ میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔ اے بلھے شاہ! محبوب (مُرشد) کے واسطے میرے سینے میں آگ بھڑک رہی ہے۔ محبت کا راستہ بڑا مشکل راستہ ہے یہ کبھی کم نہیں ہوتا۔ میں نے اس راستے میں بڑے دھکے کھائے اور بڑے صدمے جھیلے ہیں اور اب رو رو کر فریاد و فغاں کر رہا ہوں۔ اے میرے محبوب (مُرشد) میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی آپ میری طرف بھی لوٹ کر آئیں۔

Scanned with CamScanner

(123) میں بے قَید

میں بے قَید میں بے قَید

نہ روگی نہ وَید

نہ میں مومن نہ مَیں کافِر

نہ صَیدی نہ صَید

چوَدھیں طَبقیں سیر اساڈا

رُکتے نہ ہوئیے قید

خَرابات میں چال اساڈی

نہ شوبھا نہ کَید

بُلّھا شَوہ دی ذات رکیہہ پُچھنائیں

نہ پَیدا نا پَید

مشکل الفاظ و معنی:

بے قید: آزاد۔ وید: حکیم، طبیب، معالج۔ صیدی: شکاری۔ صید: شکار۔ سیر: آنا جانا، چلنا پھرنا۔ چودھیں طبقیں: چودہ طبق، سات زمینیں سات آسمان۔ خرابات: شراب خانہ، دنیا، کائنات۔ چال: گزران۔ شوبھا: شوخی، روپ، سجاوٹ، سج دھج، انداز، تعریف۔ کید: مکرو فریب، جھوٹی آن بان۔ پیدا: ظاہر، آشکار۔ ناپید: خفیہ، چھپا ہوا، جو ظاہر نہ ہو۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ کہتے ہیں کہ میں آزاد ہوں، میں آزاد ہوں۔ نہ تو میں روگی ہوں اور نہ ہی طبیب ہوں۔

نہ میں تو مومن ہوں اور نہ ہی کافر ہوں اور نہ کوئی شکاری ہوں اور نہ ہی شکار ہوں۔

تمام زمینیں اور آسمان میری سیرگاہ ہیں اور میں کسی ایک جگہ یا مقام کا پابند نہیں ہوں۔

خرابات (یہ دنیا) میری ایک گزرگاہ ہے۔ نہ تو یہ میرے لئے کسی تعریف کی باعث ہے اور نہ ہی بدنامی و رسوائی کی۔

اے بلّھے شاہ تو مجھ سے محبوب حقیقی کی ذات کے بارے میں کیا پوچھ رہے ہو، نہ تو وہ ظاہر ہے اور نہ ہی چھپا ہوا (پوشیدہ) ہے۔

(124) میں پاپڑھیاں توں نسناں ہاں

میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں
کوئی مُنّصف ہو نِروارے!!
تاں میں دَسناں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں
عالِم فاضِل میرے بھائی
پا پڑھیاں میری عقل گوائی
دیوے عِشق ہُلارے
تاں میں دَسناں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نسناں ہاں

مشکل الفاظ و معنی:

پاپڑھیاں: جو کم پڑھے لکھے ہوں لیکن ظاہراس کے برعکس کریں، کم تعلیم یافتہ (جو علم لَدُنّی سے بے بہرہ ہوں)۔ منصف: انصاف کرنے والا۔ نروار: انصاف، برابری پہچان، تمیز۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ کہتے ہیں کہ کم پڑھے لکھے (جو علم لَدُنّی سے مستفید نہ ہوئے ہوں) دور بھاگتا ہوں۔ میں کم پڑھے لکھے لوگوں سے دور بھاگتا ہوں۔ کوئی انصاف کرنے والا ہو اور انصاف کرے (یعنی پہچان کرنے والا ہو) تو میں اسے کچھ بتاتا ہوں۔

میں کم پڑھے لکھے (جو علم لَدُنّی سے مستفید نہ ہوئے ہوں) دور بھاگتا ہوں۔ میں کم پڑھے لوگوں سے دور بھاگتا ہوں۔ جو حقیقی معنوں میں عالم فاضل ہیں وہ میرے لئے قابل صد احترام ہیں لیکن ان کم پڑھے لکھے لوگوں نے میری عقل گنوا دی ہے۔ میں عشق میں جھوم جاؤں یعنی مست و بے خود ہوں تو بات بتاؤں۔ میں کم پڑھے لکھے (جو علم لَدُنّی سے مستفید نہ ہوئے ہوں) دور بھاگتا ہوں۔ میں کم پڑھے لکھے لوگوں سے دور بھاگتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(125) مَیں پایا ہے' مَیں پایا ہے

مَیں پایا ہے' مَیں پایا ہے تَیں آپ سُروپ وَٹایا ہے

کِتُوں غافِل' کِتُوں غازِی ہو کِتُوں رِمنبر تے' بَہہ قاضِی ہو
کِتُوں تیغ بَہادُر غازِی ہو کِتُوں اَپنا پَنتھ بَنایا ہے

میں پایا ہے' مَیں پایا ہے تَیں آپ سرُوپ وَٹایا ہے

کِتُوں مسجد کا وَر تارا ہے کِتُوں بَنیا ٹھاکر دَوارا ہے
کِتُوں بیراگی جَٹ دھارا ہے کِتُوں شیخن بَن بَن آیا ہے

مَیں پایا ہے' مَیں پایا ہے تَیں آپ سرُوپ وَٹایا ہے

بُلّھا شَوہ دا میں مُحتاج ہویا مَہاراج مِلے میرا کاج ہویا
مُجھے پِیا کا درس مِعراج ہویا لَگا عِشق تاں اِیہہ گُن گایا ہے

مَیں پایا ہے' مَیں پایا ہے تَیں آپ سرُوپ وَٹایا ہے

مشکل الفاظ و معنی: تیں: تم' آپ- سروپ: خوبصورت روپ- وٹایا ہے: بدلا ہے' بنایا ہے- کِتوں: کہیں' کسی جگہ- پنتھ: سلسلہ' راہ' طریق' طریقہ- ور تارا: برتاؤ- ٹھاکر: دیوتا' مالک چودھری' ذات باری تعالیٰ- دوارا: گھر- ٹھاکر دوارا: کعبہ- بیراگی: فقیر' جوگی' درویش- جٹ دھارا/ جٹا دھاری: لمبے بالوں والا' فقیر' درویش' جوگی- شیخن / شیخ: بزرگ' مسلمان صوفی بزرگ- مہاراج: بڑے راج والا' بڑا- کاج: کام کار' مقصد- گن: خوبی' ہنر' نکتہ- پیا: محبوب' پریتم' پیارا- درس دیدار: درشن' دید

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب میں نے تجھے حاصل کر لیا ہے' میں نے تجھے پا لیا ہے۔ تو نے اپنا خوبصورت روپ بدلا ہوا ہے۔ کہیں تو تو غافل ہے اور کہیں نمازی ہے اور کہیں منبر ہے اور کہیں قاضی ہے اور کسی جگہ پر بڑا تیغ کا دھنی غازی ہے اور کہیں تو نے اپنا علیحدہ ہی سلسلہ بنا رکھا ہے۔

2- اے میرے محبوب میں نے تجھے حاصل کر لیا ہے۔ میں نے تجھے پا لیا ہے تو نے اپنا خوبصورت روپ بدلا ہوا ہے۔ کہیں تو نے مسجد کا سا برتاؤ اختیار کر رکھا ہے اور کہیں ٹھاکر کی حویلی کا۔ کہیں تو بیراگی جٹا دھاری ہے اور کہیں تو نے صوفی اور شیخ کا روپ بنا رکھا ہے۔

3- اے میرے محبوب میں نے تجھے حاصل کر لیا ہے' میں نے تجھے پا لیا ہے۔ تو نے اپنا خوبصورت روپ بدلا ہوا ہے۔ اے بلھے شاہؒ میں تو اپنے محبوب (مرشد) کا محتاج ہو چکا ہوں اور مجھے ایسا مہاراج ملا ہے کہ میرے سب کام بن گئے ہیں۔ مجھے میرے محبوب کا دیدار ہو گیا ہے گویا میری معراج ہو گئی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ عشق کی بدولت ہی ہوا ہے۔ اے میرے محبوب میں نے تجھے حاصل کر لیا ہے۔ میں نے تجھے پا لیا' تو نے اپنا خوبصورت روپ بدلا ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

(126) مَیں پُچھاں شوہ دِیاں وَاتاں

مَیں پُچھاں شَوہ دِیاں وَاتاں رِنی
کوئی کرے آساں نال باتاں رِنی
بُھلّے رہے نام نہ جپیا!
غفلت اَندر یار ہے چھپیا
سُدھ پُرکھا تیرے اَندر وَسیا
لگیاں نَفس دِیاں چاٹاں نی
میں پُچھاں شَوہ دِیاں وَاتاں نی
کوئی کرے آساں نال باتاں رِنی
جَپ لے نہ ہو بھولی بھالی
مَت توں سَدّیں مُکھ مُکالی
اُلٹی پریم نگر دی چال اِی
بھڑکن عِشق دِیاں لاٹاں نی
میں پُچھاں شَوہ دِیاں وَاتاں نی
کوئی کرے آساں نال باتاں نی
بھولی نہ ہو، ہو سیانی
عشق نُور دا بھر لے پانی
اِس دُنیا دی چھوڑ کہانی
ایہہ یار مِلن دِیاں گھاتاں رِنی
میں پُچھاں شَوہ دِیاں وَاتاں رِنی
کوئی کرے آساں نال باتاں رِنی
بُلّھا بنا رَبّ بیٹھوں آپے
تَد دُنیا دے پے سیاپے

ڈوتی ویہڑا ڈشمن ماپے
سبھ کڑک پئیاں آفاتاں رنی

میں پچھاں شوہ دیاں واٹاں رنی
کوئی کرے اساں نال باتاں رنی

مشکل الفاظ و معنی:

شوہ: محبوب، مُرشد، اللہ تعالیٰ۔ واٹاں: واٹ کی جمع، راہ، راستے۔ باتاں: بات کی جمع، باتیں، کہانیاں قصے۔ جپیا: جپن مصدر، یاد کرنا، اللہ اللہ کرنا۔ چھپیا: چھپا ہوا۔ سدھ: سیدھا سادہ۔ بُرکھا/ بُرکھ: مرد، آدمی۔ چاٹاں: چاٹ کی جمع، چسکا، ٹھرک، لذت، لگن۔ جپ لے: یاد کرلے۔ کَھ مکالی: کالے منہ والی۔ گھاتاں: گھات کی جمع، طریقہ، طرز، انداز، چھپ کر شکار کے لئے بیٹھنا۔ دوتی: دشمن۔ کڑک پئیاں: گرجنے لگیں، نازل ہو گئیں۔ آفاتاں: آفات کی جمع، مصیبت، بِپتا، مصیبتیں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب (مُرشد) کی راہوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اے کاش کوئی اس کے بارے میں مجھے بتائے۔ میں تو بھولا ہی رہا ہوں اور اسے کبھی یاد نہیں کیا۔ میرا یار غفلت کے پردے میں چھپ گیا ہے۔ وہ تو سیدھا سادا انسان ہے تیرے اندر بس گیا ہے۔ مجھے نفس امارہ کی لگن لگ گئی۔

2- میں اپنے محبوب (مُرشد) کی راہوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اے کاش کوئی اس کے بارے میں مجھے بتائے۔ تو اسے یاد کرلے بھولپن سے کام نہ لے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے کالے منہ والا کہا جائے۔ اس پریم نگر کی ہر چال ہی الٹی ہے۔ عشق کی آگ ہر طرف بھڑک رہی ہے۔

3- میں اپنے محبوب (مُرشد) کی راہوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اے کاش کوئی اس کے بارے میں مجھے بتائے۔ بھولا مت بن سمجھ دار اور سیانا بن۔ عشق کے نور کی ندی بہہ رہی ہے اور پانی بھرلے۔ اس دنیا کا کیا ہے اس کی کہانی چھوڑ، پروا مت کر، محبوب سے ملنے کے یہی طریقے ہیں۔

4- میں اپنے محبوب (مُرشد) کی راہوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اے کاش کوئی اس کے بارے میں مجھے بتائے۔ اے بُلھے شاہؒ جب تو نے اپنا خدا آپ ہی بنا لیا تو تب سے ہی تو دنیا کی مشکلات اور مصائب میں گھرا ہے۔ تمام دنیا دشمن ہے اور عزیز اقارب بھی دشمن ہیں۔ میں اپنے محبوب (مُرشد) کی راہوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اے کاش کوئی اس کے بارے میں مجھے بتائے۔

(127) میں چُوہڑی آں!

میں چُوہڑِی آں، سچّے صاحِب دے دَربارُوں

پیرُوں ننگی سِروں جُھنّڈُولی سُنّیہا آیا پارُوں
تَرمراٹ کُجھ بن دا ناہیں، رکیہہ لیساں سنسارُوں
دِھیان کی چھجلی گیان کا جھاڑُو، کام کرودھ نِت جھاڑُوں
پکڑاں چھجلی، حرص اُڈاواں، چُھٹیاں ماگزارُوں
قاضی جانے، حاکم جانے فارخطی بیگارُوں
رات دِنے میں اِیہو منگدی، دُور نہ کر دَربارُوں

میں چُوہڑِی آں، سچّے صاحِب دے دَربارُوں

کیا چُوہڑی، کیا ذات چُوہڑی دی، ہر کوئی ساتھوں نسے
کر کار بیگار ارتھیا ہونا، جاں پر سائیں وسّے
رکیہہ کجھ پڑتی، لاگ چوہڑی دا، گُھنڈی اور سرہانا
جو کجھ دِتّا آپ سائیں نے، سو گھر لَے کے جانا
پھٹا پُرانا بھاگ آساڈا، بُھکھ، ٹُکر، سَج، پینا
فاقہ، کڑاکا، منگن، پِنّن، چال آساڈی ایہا
رچھ رچھوڑ تے تیلے کانے، اِیہہ آساڈی کارُوں

میں چُوہڑِی آں، سچّے صاحِب دے دَربارُوں

مشکل الفاظ و معنیٰ:

چوہرڑی: چوہڑی، بھنگن، میلا اٹھانے والی، نچ قوم کی۔ سچے صاحب: خدا۔ جُھنّڈُولی: سر کے جُڑے ہوئے بال جن میں کبھی کنگھی نہ کی گئی ہو۔ سُنّیہا: پیغام، بلاوا۔ ترمراٹ: گھبراہٹ، پریشانی۔ سنسار: دنیا۔ دھیان: توجہ۔ چھجلی: چھوٹا چھاج۔ گیان: علم۔ کام کرودھ: خواہش نفسانی، غرور و تکبر، ظلم و ستم۔ نت: ہمیشہ۔ ماگزاری: مالیہ۔ فارخطی: بالکل علیحدہ ہو جانا یا کر دینا۔ بیگار: وہ محنت جو زبردستی بغیر مزدوری کے لی جائے۔ کار: کام۔ ارتھیا ہونا: واپس ہونا۔ جاں پر: جس جگہ پر۔ سائیں: مالک، آقا۔ لاگ: بخشش، وہ رقم جو کسی تقریب مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر دولہا والوں سے لے کر دلہن والے اپنے کمی کمینوں کو دیتے ہیں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کی اس کافی میں گویا ایک سالک خود کو چوہڑی کہہ رہا ہے اور یہ اس کی انتہائی درجے کی انکساری

ہے۔ کیونکہ یہ برصغیر کی سب سے نیچ ذات ہے۔ چوہڑی کا کام چونکہ ایک مکان کو گند اور کوڑے سے صاف رکھنا ہے اور مکان کی صفائی کے لئے جھاڑو پھیرنے کے عمل کو شاعر اپنے روح کی آلائشوں سے پاک کرنے کی علامت قرار دے رہا ہے۔ یعنی اس علامت کے حوالے سے ہی شاعر نے اخلاقی سبق سکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے مُرشد کے دربار کا چوہڑا ہوں۔ پاؤں سے ننگا ہوں اور میرے بال جڑے ہوئے ہیں۔ مجھے وہاں سے پیغام آیا ہے۔ (اگلے جہان سے)

میں بڑا پریشان ہوں اور کچھ نہیں بنتا کہ میں اس دنیا سے کیا لے جاؤں یا کیا لے جارہا ہوں (یعنی اعمال) میں نے کبھی بھی اس کی طرف توجہ نہ کی اور خواہشات نفسانی کا کوڑا کرکٹ کبھی صاف نہ کیا۔ (یعنی گناہوں کی آلائش)

اب میں چھاج پکڑ کر ہواؤ حرص کو اُڑا رہا ہوں اور مالگزاری سے بچ گیا ہوں۔ قاضی جان گیا ہے اور حاکم بھی جانتا ہے کہ میں کسی قسم کی بیگار سے بالکل فارغ ہوں۔

میں تو رات دن یہی مانگتی ہوں کہ مجھے دربار سے دور نہ کیا جائے۔ میں اپنے مُرشد کے دربار کا چوہڑا ہوں۔

چوہڑا کیا ہے اور چوہڑے کی ذات کیا ہے! ہر کوئی مجھ سے نفرت کر رہا ہے۔ کچھ کر لے بیگار ہی کیوں نہ ہو۔ زندگی کو بے مقصد مت گزار اور کوشش کر کے وہاں پہنچ کر جہاں تیرا مالک' آقا بس رہا ہے۔

آخر چوہڑے کو یہ لوگ کیا لاگ دیتے ہیں! یہی کہ اک گھنڈی اور سرہانا؟ پوری مالک حقیقی کے دینے سے ہی پڑے گی وہی کچھ میں لے کر جاؤں گا (یعنی نیک اعمال کی توفیق تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا جو میں اپنے ساتھ لے کر اپنے اگلے گھر جاؤں گا۔)

میرے کیا نصیب میں کہ پھٹا پرانا کپڑا' بھوک اور روٹی کا ٹکڑا وہ بھی باسی' سخت فاقے' مانگنا یہی میرا روز کا معمول ہے۔ میں جو دن رات لوگوں کی خدمت کرتا ہوں تو سوائے تیلوں اور کانوں کے مجھے میری خدمت کا کیا صلہ ملتا ہے؟ میں اپنے مُرشد کے دربار کا چوہڑا ہوں۔

(128) میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

ایس کُسنبے دے کنڈے بُھلیرے، آڑ آڑ چُنڑی پاڑی
ایس کُسنبے دا حاکم کرڑا، ظالم ہے پٹواری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

ایس کُسنبے دے چار مقدم، معاملہ منگدے بھاری
ہورناں چُگیا پھوہیا پھوہیا، میں بھر لئی پٹاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

چُگ چُگ کے میں ڈھیری کیتا، لتھے آن بپاری
اوکھی گھاٹی مشکل پینڈا، سر پر گٹھڑی بھاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

اَلست کیہا جد اکھیاں لائیاں، رہ گئی اوگن ہاری
ساری عمر اکھیڈ گوائی، اوڑک بازی ہاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

اَلست کیہا جد اکھیاں لائیاں، ہُن کیوں یارو ساری
اِکو گھر وِچ وسدیاں رسدیاں، ہُن کیوں رہی نیاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

میں کمین کُچجی کوجھی، بے گُن کون وچاری
بُلھا شوہ دے لائق ناہیں، شاہ عنایت تاری

میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری میں کُسنبڑا چُگ چُگ ہاری

مشکل الفاظ و معنی: کسنبڑا/ کسنبا: ایک بوٹا جس کے ساتھ سرخ رنگ کے کانٹے دار پھول لگتے ہیں۔ ان پھولوں سے سرخ رنگ بنتا تھا۔ اس طرح یہ پھول چننا بڑا مشکل کام تھا۔ مراد محنت دریافت' مزرعہ آخرت۔ ہاری: تھک گئی۔ بھلیرے: بہت زیادہ۔ چنڑی / چنی: سر کا دوپٹہ' جو قدرے چھوٹا ہو۔ پاڑی: پھاڑی۔ کرڑا: سخت' سخت مزاج۔ مقدم: نمبردار' چودھری۔ معاملہ: مالیہ۔ پھوہیا پھوہیا: تھوڑا تھوڑا۔ اوکھی گھاٹی: مشکل راستہ۔ عملاں والیاں: جنھوں نے نیک اعمال کیے۔ اوگن ہاری:

گنہگار' بے عمل- اوڑک: آخر- الست: مراد روز ازل- وساری: بھلا دیا- نیاری: علیحدہ' منفرد' انوکھی- کمین: ادنیٰ' نیچ- کھجی: جس میں کوئی خوبی نہ ہو- کوجھی: جس کی شکل و صورت اچھی نہ ہو- بے گن: بغیر خوبی کے' عمل کے بغیر- تاری: پار کیا- شوہ: محبوب' مُرشد-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کی اس کافی کا سارے کا سارا رنگ علامتی ہے- کسنبا کے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دنیاوی سامان اور آسائشوں کی علامت ہے- لیکن کچھ کسنبے کے کھیت کو ایسا مزرعہ قرار دیتے ہیں آخرت کی نجات کے لئے محنت کی جائے- لیکن ایک دوسرے نکتے کے حامل لوگ اسے آخرت کے لئے ریاضتیں کرنا خیال کرتے ہیں-

1- سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- اس مزرعہ آخرت میں بڑی مشکلات ہیں اور ازحد مصائب سے گزرنا پڑتا ہے- قاضی بڑا سخت مزاج ہے اور تقیہ بڑا ظالم ہے- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

2- اس مزرعہ آخرت کے چار بڑے چودھری و نمبردار ہیں جو کہ بڑا بھاری معاملہ مانگتے ہیں- دوسروں نے تو دنیاوی سامان تھوڑا تھوڑا اکٹھا کیا اور میں نے پٹاری بھر لی اور اب اس وجہ سے سفر آخرت مشکل بن چکا ہے- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

3- میں نے چن چن کر ڈھیر لگا لیا (یعنی دنیاوی سامان و اسباب کی بہتات اکٹھا کر لی) اور بیوپاری آ گئے- راستہ بڑا کٹھن اور سفر بڑا دشوار ہے اور میرے سر پر بھاری بوجھ ہے- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

4- جنہوں نے نیک اعمال کمائے وہ تو سب پار اتر گئے اور میں ہی ایک اکیلا گنہگار رہ گیا ہوں- ساری عمر کھیل کھیلنے میں گنوائی اور بالآخر بازی ہار دی- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

5- میں نے جبکہ ازل سے ہی آنکھیں لگائی ہیں تو اب محبوب مجھے کیوں بھلا رہا ہے- ایک ہی گھر میں ہم دونوں اکٹھے رہتے اور بستے رہے اب وہ علیحدہ کیوں ہو گیا ہے- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

6- میں ایک کمیں' بے ہنر' بدصورت اور بے چارا ہوں میری کیا حیثیت ہے؟ اے بلھے شاہؒ میں تو اپنے محبوب حقیقی کے لائق نہیں تھا- مجھے میرے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ نے اس قابل بنا ڈالا- میں عبادت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں- میں محنت و ریاضت کر کر کے ہار گیا ہوں-

Scanned with CamScanner

(129) میں کیونکر جاواں کعبے نوں

میں کیونکر جاواں کعبے نوں
دِل لوچے تخت ہزارے نوں

لوکی سجدہ کعبے نوں کر دے، ساڈا سجدہ یار پیارے نوں
اوگن ویکھ نہ بھُل میاں رانجھا، یاد کریں اس کارے نوں
میں مَن تارُو ترَن نہ جاناں، شرم پئی تدھ تارے نوں
تیرا ثانی کوئی نہ مِلیا، ڈھونڈ لیا جگ سارے نوں
بُلھا شوہ دی پیت انوکھی، تارے اَوگن ہارے نوں
مَیں کیونکر جاواں کعبے نوں
دل لوچے تخت ہزارے نوں

مشکل الفاظ و معنیٰ:

لوچے: چاہے۔ تخت ہزارہ: رانجھے کا گاؤں مراد عرش معلّی۔ اوگن: عیب، بے ہنری، گناہ، خطا۔ کارا: وعدہ، قول، قرار۔ تدھ: تجھ۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ پیت: محبت۔ من تارو: جو تیرنا نہ جانے۔ انوکھی: عجیب، اچرج، سب سے جدا۔ اوگن ہارا: گناہگار، بے گن، بے ہنر، بے عمل

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں کعبے کو کس طرح جاؤں کہ میرا دل تو محبوب کے گاؤں عرش معلّی جانے کو چاہ رہا ہے۔ لوگ کعبے کو سجدہ کر رہے ہیں اور ہمارا سجدہ تو پیارے محبوب کے لئے ہی ہے۔ اے میرے محبوب میرے اوگن (خطاؤں) کو نہ دیکھ وہ روز ازل کا وعدہ یاد کر۔

میں تیرنا نہیں جانتا اور میرے اس نہ تیرنے کی شرم اور لاج بھی تیرانے والے کو ہے۔ میں نے سارا جہاں چھان مارا ہے اور کہیں بھی مجھے تیرا ثانی نہیں مل سکا۔

اے بُلھے شاہؒ محبوب حقیقی کی محبت بھی بڑی عجیب و غریب ہے، وہ ہمیشہ خطاکار کو ہی پار لگاتی ہے۔ میں کعبے کو کس طرح جاؤں کہ میرا دل تو محبوب کے گاؤں (عرش معلّی) جانے کو چاہ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(130) مَیں گَل اوتھے دِی کردا ہاں

مَیں گَل اوتھے دِی کردا ہاں
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
نال رُوحاں دے لارا لایا تُسی چَلّو میں نالے آیا
اِیتھے پَردہ چاہ بَنایا میں بَھرم بُھلایا پھردا ہاں
مَیں گَل اوتھے دِی کردا ہاں
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
نال حاکِم دے کھیل آساڈی جے میں میری تاں بھی پھاڈی
دھری پُونجی دھرائی ہاڈی میں اَگلا لیکھا بھردا ہاں
مَیں گَل اوتھے دِی کردا ہاں
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
دے پُونجی مُورکھ جُھنجھلایا مگر چوراں دے پیڑا لایا
چوراں دی میں پیڑ لیایا ہر شب دھاڑے دھڑواہاں
مَیں گَل اوتھے دِی کردا ہاں
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
نہ نال میرے اوہ رَجدا ہے نہ رمّت کیتی سجدا ہے
جاں مُڑ بَیٹھاں تاں بجھدا ہے مُڑ رمّت زاری کردا ہاں
میں گَل اوتھے دی کردا ہان
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
رکیہہ سُکھ آن میں پایا اِیتھے نہ منزل نہ ڈیرے جتھے
گھنٹہ کُوچ سناواں بَیٹھے رَنت اُٹھ رکھاوے کڑدا ہاں
میں گَل اوتھے دی کردا ہاں
پَر گَل کردا بھی ڈَردا ہاں
مُلّھے شاہ '' بے اَنت ڈُونگھائی! دو جگ ریچ نہ لگدی کائی
اُرار پار دی خبر نہ کائی میں بے سر پیریں تردا ہاں

میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

مشکل الفاظ و معنی: اوتھے: اگلے جہان- بھرم: ساکھ' اعتبار' وقار' عزت' ظاہر حالت- پھر: ہوا' بادبان- میری: سرداری- مدی: کھیل میں پہلے نمبر پر آنے والا (دوجے نمبر پر آنے والے کو دولی یا دوگی کہتے ہیں)- پھاڈی: کھیل میں سب سے پیچھے آنے والا- دھری دھرائی: رکھی رکھائی- پونجی: رقم' سرمایہ' دولت' مال اسباب' مایا- ہاڈی: دشمن- لیکھا: اعمال (کا محاسبہ) شراکت' ساجھے کا حساب' قسمت' حساب کتاب- مورکھ: بیوقوف' احمق- جھنجلایا: جھجلایا- پیڑا: کھوجی- پیڑ: کھوج' کھرا' پاؤں کا نشان- شب: رات- دھاڑے: ڈاکے- دھڑدا: کرتا' مارتا- رجدا: جذب ہوتا' سماتا- منت زاری: ترلا منت اور رونا دھونا- گھنٹہ کوچ: کوچ کا نقارہ- اٹھ: اونٹ- کجاوا: کجاوا' محمل' عماری- کڑدا: تاڑتا' اندر داخل کرتا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ تمام روحوں کے ساتھ اُس (محبوب حقیقی) نے وعدہ کیا کہ تم چلو میں بھی ساتھ ہوں اور یہاں (دنیا) میں آکر اس نے خود کو پردے میں چھپا لیا۔ میں اسی ساکھ اور اعتبار کا مارا ہوا ہوں۔

2- میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ ہم حاکم مطلق کے ساتھ کھیل کھیل رہے ہیں اگر جیت بھی جاؤں گا تو بھی میری ہار ہی ہوگی۔ میری رکھی رکھائی ہوئی پونجی میری جانی دشمن ہو چکی ہے۔ یعنی دنیاوی مال و اسباب میرے لئے تباہی و بربادی کا باعث بن چکا ہے اور میں اگلے اعمال کا حساب کتاب دے رہا ہوں۔

3- میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ احمق اپنی پونجی دے کر جھنجلا اٹھا اور چوروں کے پیچھے کھوجی لگا دیا۔ میں نے چوروں کا کھوج کھرا لگا لیا ہے اور ہر رات ڈاکے مارتا ہوں۔ یا ڈاکوؤں کو پکڑتا ہوں۔

4- میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اب میں منتیں بھی کروں تو وہ نہیں مانتا اور اگر میں واپسی اختیار کرتا ہوں تو وہ میرے پیچھے بھاگتا ہے۔ پھر میں منتیں اور زاری شروع کر دیتا ہوں۔

5- میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نے اس مقام پر آکر کیا سکھ پا لیا ہے جہاں پر کوئی منزل ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ ہے۔ میں کوچ کا نقارہ کہاں سناؤں؟ میں کہ ہمیشہ چلنے کی تیاریوں میں لگا رہتا ہوں۔

6- میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اے بلھے شاہؒ اس بے حد گہرائی میں یہ دونوں جہان بیچ میں کچھ بھی نہیں لگ رہے۔ مجھے نہ تو اس پار کی خبر ہے اور نہ ہی اُس پار کی۔ میں ہاتھوں اور پیروں کے بغیر ہی تیر رہا ہوں۔ میں اگلے جہان کی بات کر رہا ہوں لیکن بات کرتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

(130) مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی

مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی
جب کی پیا سنگ پیت لگائی

جَد وَصل وَصال بنائے گا! تد گونگے دا گُڑ کھائے گا
سِر پَیر نہ اَپنا پائے گا میں ایہہ ہور نہ کِسے بنائی
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

ہوئے نین نیناں دے بَردے درشن سے کوہاں تے کَردے
پَل پَل دوڑن مارے ڈَردے تَیں کوئی لالچ گھت بھرمائی!
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

ہُن اَساں وَحدت وِچ گھر پایا وَاسا حیرت دے سنگ آیا
جیوَن، جمّن، مَرن وَنجایا اَپنی سُدھ بُدھ رہی نہ کائی!
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

مَیں جاتا سی عِشق سُکھالا چونہہ ندیاں دا وَیہن اُچالا
کَدِی اَگ بھڑکے کَدِی پالا رُت برہوں اَگ لگائی!
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

ڈَوں ڈَوں عشق نقارے وَجدے عاشق ویکھ اُتے وَل بھجدے
رِتڑ رِتڑ- بِڑک گئے لڑ لج دے لگ گیا نیونہہ تاں شرم سُدھائی
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

پیارے بس کر بوہتی ہوئی تیرا عشق میری دِل جوئی
تیں بن میرا سکا نہ کوئی اَماں بابل بھین نہ کائی
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

کَدِی جا اَسمانی بہندے ہو کَدِی اِس جگ دا دُکھ سہندے ہو
کَدِی پیر مغاں بن بہندے ہو مَیں ، تاں اِنّسے ناچ نچائی
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

تیرے حُجرے وِچ میرا حُجرا ہے ڈُکھ ڈاڈھا میں پر گزُرا ہے
کدے ہو مائل میرا مُجرا ہے مَیں تیتھوں گھول گھُمائی!
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

تُدھ کارن میں اَیسا ہویا نوں دروازے بَنّد کر سویا
دَر دَسویں تے آن کھلویا کدے مَن میری آشنائی
میں وِچ میں نہ رہ گئی کائی جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

بُلھا شَوہ میں تیرے وارے ہاں مُکھ وِیکھن دے ونجارے ہاں
کُجھ اَسیں بھی تینوں پیارے ہاں کہ میں اَینویں گھول گھُمائی
مَیں وِچ مَیں نہ رہ گئی کائی
جَب کی پیا سنگ پیت لگائی

مشکل الفاظ و معنی:

میں وچ: میرے اندر- میں: اپنا آپ' انا- وصل وصال: میل ملاقات- گونگے داگڑ کھاون: زبان بند کرلینا' کچھ نہ بولنا- تد: تب- پیا: محبوب' پریتم' پیارا- سنگ: ساتھ- پیت: محبت' چاہت- کائی: کوئی- نین: آنکھیں- بردے: غلام- درشن: دیدار- سے کوہاں: سینکڑوں میل- گھت / گھتنا: ڈالنا- بھرمائی: لبھائی- وحدت: یگانگت' ذات باری تعالیٰ کی صفت- واسا: رہائش' رہن سہن- ونجایا: گنوایا- سدھ بدھ: عقل و ہوش- سکھالا: آسان- چونہہ: چار- چونہہ ندیاں: چار طرفین- وہن: بہاؤ' بہنا' جاری ہونا- اُچالا: چلے جانا' مرنا- نت: ہمیشہ- برہوں: ہجر' جدائی- ڈوں: طرف- ڈوں ڈوں: ہر طرف- اُتے دل: اس طرف- نیونہہ: عشق' محبت- شرم سدھائی: شرم گنوائی- دل جوئی: دلداری' تسلّی- پیر مغاں: شراب پلانے والوں کا سرکردہ- اِکے: ایک ہی- مجرا: ڈانس' ناچ' رقص- گھول گھمائی / گھول گھُماون: قربان ہونا- تدھ کارن: تیری خاطر- اشنائی: دوستی- شوہ: محبوب' مُرشد' رب-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے میں اپنے آپ میں نہیں رہا- یعنی مست و بیخود ہو چکا ہوں- جب محبوب سے وصل ہو گا تو خاموشی آجائے گی- اظہار کا نام و نشان نہیں ملے گا- میں نے اس طرح کی کسی اور کے ساتھ نہیں بنائی-

2- جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے- میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں- میری یہ آنکھیں اس کی آنکھوں کی غلام ہو چکی ہیں اور سینکڑوں میل کے فاصلے کے باوجود اسے دیکھ رہی ہیں- لمحہ بہ لمحہ یہ تیری ہی طرف دوڑ رہی ہیں اور تو نے انہیں پتا نہیں کیا لالچ دے کر بھرمالیا ہے-

3- جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے- میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں- اب میں اپنا ٹھکانہ وحدت میں بنا چکا ہوں اور حیرت کے ساتھ رہ رہا ہوں- میں نے اپنا جینا' پیدا ہونا اور مرنا سب کچھ

گنوا دیا ہے۔ تجھے تو اب اپنی سدھ بدھ ہی نہیں رہی۔

-4 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ میں تو سمجھا تھا کہ عشق بہت آسان ہے لیکن چاروں طرف چلے جانے کا ہی شور سنائی دیتا ہے۔ کبھی آگ بھڑکتی ہے اور کبھی ٹھنڈ ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ سے ہی جدائی نے آگ بھڑکائی ہوئی ہے۔

-5 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ ہر طرف عشق کے نقارے بج رہے ہیں اور عاشقوں کو دیکھ کر اسی طرف دوڑ رہے ہیں۔ وہ اپنی جانیں قربان کر گئے ہیں اور انھوں نے پیت کی لاج رکھ لی ہے۔ یعنی جب محبت ہو جائے تو شرم و حیا قائم نہیں رہتی۔

-6 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ اے میرے پیارے محبوب اب تو بس کر کہ اب بہت ہو چکی ہے۔ تیری محبت ہی میرا آسرا ہے اور تیرے بغیر میرا اس دنیا میں اپنا کوئی نہیں ہے۔ کوئی عزیز و اقارب میرے ساتھ نہیں رہا۔

-7 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ اے پیارے کبھی تم آسمان پر جا بیٹھتے ہو اور کبھی اس جہان کی مشکلات برداشت کرتے ہو اور کبھی پیر مغاں بن بیٹھتے ہو' لیکن مجھے تو تم ایک ہی طور ناچ نچاتے ہو۔

-8 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ میں ہمیشہ سے ایک ہی مکان میں تیرے ساتھ رہ رہا ہوں اور میرے اوپر بڑی مشکلات گزری ہیں۔ کبھی تو تو مجھ پر مائل ہو کہ یہ میرا مجرا ہے۔ اے محبوب میں نے اپنی جان تجھ پر قربان کر دی ہے۔ (یا قربان جاؤں۔)

-9 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ میں تیری خاطر ہی ایسا ہوا ہوں اور میں نے دنیا جہان کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور صرف ایک تیرا ہی در کھول رکھا ہے۔ کبھی میری دوستی کو بھی قبول کر لے۔

-10 جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔ اے "بلھے شاہ" ہم تو تیرے تصدق ہو ہو جاتے ہیں اور ہم صرف تیرے درشن کے ہی بنجارے ہیں اور پھر کچھ ہم تجھ کو پیارے بھی ہیں کہ یا یونہی ہم نے تجھ پر اپنی جان نچھاور کر دی ہے؟ جب سے میں نے پیا کے ساتھ پیت لگائی ہے۔ میں اپنے آپ میں نہیں رہا یعنی مست و بے خود ہو چکا ہوں۔

(131) میں وَیساں جوگی دے نال

میں وَیساں جوگی دے نال مَتھّے تِلک لگا کے
میں وَیساں نہ رَہساں ہوڑھے
کون کوئی جانڈی نُوں موڑے
مَینُوں مُڑنا ہویا مُحال! بِر تے مِینہا چا کے
میں وَیساں جوگی دے نال مَتھّے تِلک لگا کے
جوگی نہیں اِیہہ دِل دا مِیتا
بُھل گئی میں پیار کیوں کِیتا
مَینُوں رَہی نہ کُجھ سَنبھال اُس دا دَرشن پا کے
میں وَیساں جوگی دے نال مَتھّے تِلک لگا کے
ایس جوگی مَینُوں کِیہاں لائیاں
ہَین کلیجے کُنڈیاں پائیاں
عِشق دا پایا جال مِٹھّی بات سُنا کے
میں وَیساں جوگی دے نال مَتھّے تِلک لگا کے
میں جوگی نُوں خُوب پچھاتا
لوکاں مَینُوں کملی جاتا
لُٹّویں جھنگ سَیال کَنّیں مُندراں پا کے
میں وَیساں جوگی دے نال مَتھّے تِلک لگا کے

مشکل الفاظ و معنی:

وَیساں: جاؤں، جانا، جاؤں گا- جوگی: جس نے جوگ لیا ہو، ملنگ، درویش مراد محبوب حقیقی یا مُرشد- نہ رہساں: نہ رہوں گا- ہوڑھے / ہوڑھنا: روکنا، منع کرنا- موڑے: موڑن سے، واپس کرے- محال: ناممکن- میہنا: طعنہ و طنز- تلک: ماتھے دا ٹیکا، ماتھے کی بندی- میتا / میت: دوست، محبوب- درشن: دیدار- کنڈیاں: کنڈی جمع، مچھلی پکڑنے کا آلہ، پھانس- پچھاتا: پہچان لیا- جاتا: جانا- لٹویں: لوٹ لیا ہے- جھنگ سیال: ہیر کے گاؤں کا نام مراد دنیا-

ترجمہ:

-1 سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میں نے اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے۔ ماتھے پر تلک لگا کر۔ میں نے جانا ہے اور کسی کے روکنے سے ہرگز نہ رکوں گا' لاکھ کوئی مجھے روکے اور موڑے۔ میرا مڑنا اب ناممکن نہیں رہا۔ میں تمام طعنے اور مہنے سر پر جھیلوں گا اور ماتھے پر تلک لگا کر ہی جوگی کے ساتھ ہی جاؤں گا۔

-2 یہ جوگی نہیں ہے یہ تو میرے دل کا میت ہے۔ میں بھول گیا تھا کہ میں نے اس سے پیار کیوں کیا۔ لیکن میں کیا کرتا کہ مجھے اس کی سدھ بدھ ہی نہ رہی۔ جونہی اس کا درشن کیا۔ میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

-3 اس جوگی نے مجھے یہ کیا پیت لگا دی ہے کہ میرے دل کو اس نے پھانس لیا ہے۔ اس نے میٹھی میٹھی باتیں سنا کر ایسا عشق کا جال ڈالا ہے۔ میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

-4 میں نے اس جوگی کو خوب پہچان لیا ہے۔ لوگوں نے تو مجھے بس ایک دیوانہ ہی سمجھا ہے۔ لیکن اس نے اپنے کانوں میں مندریں ڈال کر جھنگ سیال (دنیا) کو لوٹ لیا ہے۔ میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

جے جوگی گھر آوے میرے
مُک جاون سبھ جھگڑے جھیڑے
لاں سینے — دے نال ۔۔۔ لکھ لکھ شگن مَنا کے
میں ویساں جوگی دے نال ۔۔۔ مَتھے تلک لگا کے

مائے نی اِک جوگی آیا
دَر ساڈے اُس دھوآں پایا
منگدا رہیر سَیال! ۔۔۔ بُلھا بھیس وَٹا کے
میں ویساں جوگی دے نال ۔۔۔ مَتھے تلک لگا کے

طعنے نہ دے پھوپھی تائی
ایتھے جوگی نوں قسمت لیائی
ہُن ہویا فضل کمال ۔۔۔ آیا ہے جوگ سُدھا کے
مَیں ویساں جوگی دے نال ۔۔۔ مَتھے تلک لگا کے

ماہی نہیں کوئی نُور اِلٰہی

اَنّہد دی جس مُرلی واہی

مُٹھیوِس رہبر سَیال ڈاڈھے کا مَن پا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مُتھے تِلک لگا کے

شگن: شگون- مہدست: فال، زائچہ- ہیر سیال: رانجھے کی معشوقہ مراد روح- جوگ: جوگی بننے کی حالت- سدھا کے: سیکھ کے- انہد: ذات باری تعالیٰ- واہی: بجائی- مٹھیوس: لوٹ لیا- ڈاڈھے: سخت- کامن: جادو، سحر-

5- اگر یہ جوگی میرے گھر آئے تو میرے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں- میں لاکھ شگون منا کر اسے اپنے سینے سے لگا لوں- میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے، ماتھے پر تلک لگا کر-

6- اے میری ماں! (شریعت) ایک ایسا جوگی (جوگی سے مراد عزرائیل بھی لیا جاسکتا ہے) آیا ہے جس نے میرے گھر کے آگے دھونی رمائی ہے وہ اپنا بھیس بدل کر ہیر سیال (روح) کو مانگ رہا ہے- میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے، ماتھے پر تلک لگا کر-

7- اے میرے دوستو اور عزیزو مجھ پر طعنہ زنی نہ کرو- جوگی کو یہاں قسمت لے کر آئی ہے- یہ جوگ لے کر آیا ہے اب مجھ پر اللہ کی خاص رحمت ہوئی ہے- اس کا کمال فضل ہوا ہے- میں نے اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے، ماتھے پر تلک لگا کر-

8- یہ ماہی (محبوب) نہیں کوئی اللہ کا نور ہے اور جس نے انہد (وحدانیت، ذات باری تعالیٰ کی صفت) کی بانسری بجائی ہے- اس نے ہیر سیال (روح) کو لوٹ لیا ہے- بڑے جادو ڈال کر اور ماتھے پر تلک لگا کر-

لکھّاں گئے ہزاراں آئے

اُس دے بھیت کِسے نہ پائے

گلّاں تاں موسیٰ نال پَر کوہِ طُور چڑھا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مُتھے تِلک لگا کے

عبدہٗ رَسُول ﷺ کہایا

وِچ مِعراج بُراق منگایا

جبرائیل پکڑ لے آیا

ہوئی عجب کمال حُوراں مَنگل گا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مُتھے تِلک لگا کے

اِیس جوگی دے سُنو اکھاڑے

حسنؓ حسینؓ نبی ﷺ دے پیارے

ماریوس وِچ جَدال پانی بِن ترسا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مُتھے تِلک لگا کے

اِیس جوگی دی سُنو کہانی

سوہنی ڈوبی ڈونگھے پانی

پھیر رَلیا مہینوال سارا رَخت لُٹا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مَتھے تِلک لگا کے

عبدہ: اس کا بندہ۔ منگل: خوشی کے گیت۔ اکھاڑے / اکھاڑا: وہ جگہ جہاں کشتی لڑی جائے' ست سادھو کا ڈیرا' راگ و رنگ کی مجلس۔ جدال' جنگ و جدل: دشمنی۔ رخت: سامان سفر۔

9- اس دنیا میں لاکھوں گئے اور ہزاروں آئے لیکن اس کا کسی نے بھی بھید نہیں پایا۔ وہ باتیں تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کوہ طور پر چڑھ کر کرتا ہے۔ میں نے اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

10- اس کا بندہ ہو کر رسول ﷺ کہلائے جن کو براق پر معراج کے لئے بلایا گیا اور جبرائیلؑ نے اس کی باگ پکڑی۔ حوروں نے خوشیوں بھرے گیت گائے۔ میں نے اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

11- کبھی اس جوگی کے کارناموں کے بارے میں بھی سنو کہ اس نے نبی ﷺ کے پیاروں حسنؓ اور حسینؓ کو پانی سے ترسا ترسا کر جنگ میں مار ڈالا؟ میں نے اب اسی جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے۔ ماتھے پر تلک لگا کر۔

12- اس جوگی کی ذرا تم کہانی سنو کہ اس نے سوہنی کو بڑے گہرے پانی میں غرق کر ڈالا اور پھر سب کچھ لٹا کر مہینوال بھی اس سے آن ملا۔ میں نے تو اب اس جوگی کے ساتھ یہ جانا ہے۔ ماتھے پر تلک لگا کر۔

ڈانواں ڈول لَے چلّے کھیڑے

مُڈھ قدیمی دُشمن جیہڑے

رانجھا تاں ہویا نال سر کَمّک چا کے

میں وَیساں جوگی دے نال مَتھے تِلک لگا کے

جوگی نہیں کوئی جادُو سایا

بھر بھر پیالہ ذوق پِیایا

میں پی پی ہوئی رنہال انگ بھبوت رما کے

میں وَیساں جوگی دے نال مَتھے تِلک لگا کے

Scanned with CamScanner

جوگی نال کریندے جھیڑے
کہے پا بیٹھے قاضی گھیرے
وِچ کیدو پائی رمقال کوڑا بُرا لگا کے
میں ویساں جوگی دے نال متھے تلک لگا کے
بُلھا میں جوگی نال ویاہی
لوکاں کملیاں خبر نہ کائی
میں جوگی دا مال پنجے پیر منا کے
میں ویساں جوگی دے نال متھے تلک لگا کے

ڈانواں ڈولی/ ڈانواں ڈول: دائیں بائیں اُلارتے ہوئے۔ کھیڑے: مراد دنیادار۔ مُدھ قدیمی: روز ازل سے' شروع سے ہی۔ ذوق: شوق۔ نہال: بہت خوش' راضی' کامیاب۔ انگ بھبوت رماون: سارے جسم پر راکھ ملنا۔ جھیڑے: جھگڑے' بحث و تکرار۔ کہے: کیسے۔ مقال: بات چیت' پھڈا۔ کوڑا: جھوٹا۔ برا: الزام' لگان' محصول۔ کائی: کچھ' کوئی۔ پنجے پیر: پانچ پیر: (1)بابا فرید شکر گنج' (2)لال شہباز قلندر' (3)زکریا ملتانی' (4)سید جلال الدین بخاری' (5)حضرت مخدوم جہانیاں۔

13- دائیں بائیں اُلارتے کھیڑے (دنیادار) آخر ڈولی (جنازہ) لے کر چل پڑے جو ازل سے ہی دشمن ہیں۔ رانجھا (محبوب حقیقی) بھی ان کے ساتھ ہے اور سر پر ٹوکری یا بھاری صندوق (ٹمک) اٹھائے ہوئے ہے۔ میں تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

14- یہ جوگی نہیں ہے یہ تو کوئی جادو یا سایہ ہے۔ میرے شوق نے مجھے بھر بھر کر پیالے پلائے ہیں اور میں پی پی کر نہال ہو گیا ہوں۔ اب اپنے جسم پر بھبوت رما کر میں نے تو بس جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

15- جوگی کے ساتھ بحث و تکرار کر رہے ہیں۔ یہ قاضی کس طرح کے گھیرے ڈال بیٹھے ہیں اور کیدو نے بھی بیچ میں خوب ٹانگ اڑائی ہے اور سب بہتان اس کے سر تھوپ دیا ہے۔ میں نے تو اب جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے' ماتھے پر تلک لگا کر۔

16- اے بلھے شاہ" ہمارا ملن تو جوگی سے ازل کے روز ہی ہو چکا ہے۔ لوگ دیوانے اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ میں تو اس جوگی کا ہی مال ہوں' پانچوں پیروں کو منا کر اور ماتھے پر تلک لگا کر میں نے اب اس جوگی کے ساتھ ہی جانا ہے۔

(132) مینُوں چھڈ گئے!

مَینُوں چھُڈ گئے آپ لَدّ گئے' میں وِچ کِیہہ تقصیر

راتیں نِینّد نہ دِن سُکھ سُتّی' اَکھیں پَلٹّیا نیرا
چھویاں تے تلواراں کولُوں' عِشق دے تِکھے تیر
عِشقے جیڈ نہ ظالم کوئی' اِیہہ زحمت بے پِیر
اِک پَل ساعت آرام نہ آوے' بُری برھُوں دی پِیڑ
بُلھا شَوہ ہے کرے عنایت" ' دُکھ ہوون تغییر

مَینُوں چھُڈ گئے آپ لَدّ گئے' میں وِچ کِیہہ تقصیر

مشکل الفاظ و معنی:

لَدّ گئے: چلے گئے- تقصیر: قصور' عذر' گناہ- اَکھیں پَلٹّیا نیر: آنکھوں میں آنسو آگئے' زار و قطار رونا- جیڈ: جتنا- زحمت: تکلیف- بے پیر: جس کا کوئی پیر نہ ہو- ساعت: گھڑی- برھوں: جدائی- شوہ: محبوب' مُرشد' رب- تغییر: تبدیل

ترجمہ: اس کافی میں محبوب کے وچھوڑے کی کیفیات بیان کی گئی ہیں اور محبوب کی جدائی میں پیش آنے والی مشکلوں اور مصیبتوں کی بڑی مؤثر تصویر کشی کی گئی ہے- یہ کافی اگرچہ نہایت مختصر ہے مگر اس میں جو درد و کرب کی شدت پائی جاتی ہے وہ سید بُلھے شاہ" کی طویل کافیوں میں بھی کم ہی ملتی ہے- سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ میرا محبوب مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے پتا نہیں اس نے مجھ میں کیا تقصیر دیکھی ہے؟

نہ تو مجھے رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو ہی آرام ہے' میری آنکھیں ہر وقت روتی ہی رہتی ہیں- برچھیوں اور تلواروں سے بھی عشق کے تیر تیکھے ہیں اور اس عشق جیسا اس جہان میں کوئی سفاک ظالم نہیں ہے اور اس کی تکلیف بڑی بے پیر ہے-

مجھے ایک لمحہ بھی آرام نہیں ہے- کیونکہ یہ جدائی کی تکلیف ہے ہی بہت بری- اے بُلھے شاہ" اگر میرا محبوب مجھ پر نظر عنایت کرے تو میرے تمام دکھ سکھوں میں تبدیل ہو جائیں- میرا محبوب مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے- پتا نہیں اس نے مجھ میں کیا تقصیر دیکھی ہے یا مجھ سے ایسی کون سی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟

Scanned with CamScanner

(133) مینُوں دَرد اَولّڑے دِی پیڑ!

مَینُوں دَرد اَولّڑے دِی پیڑ

آ میاں رَانجھا ووے دے نَظارا، مُعاف کریں تَقصیر
تَخت ہزاریوں رَانجھا ٹُریا، رہبر رَنمانی دا پِیر
ہور ناں دے نَوشہ آوے جاوے، کیہہ بُلھے وِچ تَقصیر

مَینُوں دَرد اَولّڑے دِی پیڑ

مشکل الفاظ و معنی:

درد اولڑا: عجیب و غریب دکھ، انوکھا درد۔ میاں رانجھا: مراد محبوب حقیقی، مُرشد۔ پیڑ: تکلیف۔ نظارا: درشن، دیدار۔ تقصیر: قصور، غلطی۔ تخت ہزارہ: رانجھے کے گاؤں کا نام مراد عرش معلّیٰ۔ ہیرنمانی: عاجز ہیر مراد بے بس روح۔ نوشوہ: دولہا، محبوب

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں ایک عجیب و غریب درد کی تکلیف سے دوچار ہوں۔ آ اے میرے محبوب حقیقی مجھے اپنا دیدار عشق دے اور میری تقصیر معاف کر دے۔ میرا محبوب حقیقی عرش معلّیٰ سے چلا ہے جو کہ ہیرنمانی (عاجز روح) کا آقا و مالک ہے۔ اوروں کے محبوب (نوشہ) آتے جاتے ہیں لیکن اے میرے محبوب تو بُلھے کے ہاں کیوں نہیں آتا؟ اس میں تو نے کیا تقصیر دیکھ لی ہے؟ میں ایک عجیب و غریب درد کی تکلیف سے دوچار ہوں۔

(134) مینُوں سُکھ دا سُنّیہڑا!

مَینُوں سُکھ دا سُنّیہڑا تُوں جھب رلیاویں وے
پانّدھیا ہو

میں کُبڑی میں دُبڑی ہوئی آں میرے سبھ دُکھڑے بتلاویں وے
پانّدھیا ہو

کُھلّیاں لٹّاں گل دَست پَرانّدا اِیہہ گل آکھیں، نہ شرماویں وے
پانّدھیا ہو

اِک لکھ دیندی میں دو لکھ دَیساں مَینُوں پیارا آن رلاویں وے
پانّدھیا ہو

یاراں لکھ کتابت بھیجی! کتے گوشے بہہ سمجھاویں وے
پانّدھیا ہو

Scanned with CamScanner

بُلھّا شَوہ دِیاں مُڑن مُہاراں لکھ پَتِیّاں تُوں جھَب دھاوِیں وے
پاندھیا ہو
مَینُوں سُکھ دا سُنیہڑا تُوں جھَب لیاوِیں وے
پاندھیا ہو

مشکل الفاظ و معنیٰ:

سنیہڑا: پیغام- جھب: جلدی- پاندھی: قاصد' مسافر- پاندھیا: اے راہی' اے مسافر- دیڑی: دبلی پتلی- دست: ہاتھ- کتابت: تحریر' چٹھی' خط- گوشے: گوشہ سے 'کنارا' تنہائی میں' اکیلے میں- مہاراں موڑنا: واپس آنا- پتیاں: باتیں- جھب دھاویں: جلدی جانا- شوہ: محبوب' مُرشد

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے راہی! اے مسافر جلدی سے میرے لئے کوئی سکھ کا پیغام لا- میں جس کے عشق میں انتہائی کمزور اور لاغر ہو چکا ہوں اسے تم میرے تمام دکھڑے سنانا اے راہی! اے مسافر!

2- میرے بال جو کہ لٹیں بن چکے ہیں اور میرے گلے میں پڑے ہوئے ہیں اور میرا جو حُلیہ بگڑ چکا ہے- یہ سب کچھ اسے بتانا اور بالکل نہ شرمانا- اے راہی! اے مسافر!

3- اگر کوئی ایک لاکھ دیتا ہے تو میں دو لاکھ دوں گا- لیکن اگر تو مجھے میرے محبوب سے ملا دے- یعنی میں زیادہ سے زیادہ قیمت چکانے کو تیار ہوں- اے راہی! اے مسافر!

4- میں نے اسے (اپنے محبوب کو) جو تحریر لکھ کر بھیجی ہے' یہ اسے کسی تنہا جگہ پر بیٹھ کر سمجھانا کیونکہ رسوائی کا بھی خوف ہے- اے راہی! اے مسافر!

5- اے بلھے شاہ" تاکہ میرا محبوب واپس آجائے تو یہ باتیں جلدی سے لے کر اسے پہنچا دے- اے راہی! اے مسافر! اے راہی اے مسافر! جلدی سے میرے لئے کوئی سکھ کا پیغام لا-

Scanned with CamScanner

(135) مینوں عشق ہلارے دیندا

مینوں عشق ہلارے دیندا   موہنہ چڑھیا یار بلیندا

کیہہ پچھدا ایں ذات صفات میری   اوہو آدم والی ذات میری
نحن اقرب دیوچ گھات میری   وچ رب دا بھتر جھلیندا
مینوں عشق ہلارے دیندا   موہنہ چڑھیا یار بلیندا

کتے شیعہ اے، کتے سنّی اے   کتے جٹا دھاری، کتے منی اے
میری سبھ توں فارغ کنّی اے   جو کہاں سو یار منیندا
مینوں عشق ہلارے دیندا   موہنہ چڑھیا یار بلیندا

بلّھا دوروں چل کے آیا جی   اوہدی صورت تے بھرمایا جی
اوسے پاک جمال دکھایا جی   اوہ اک دم نہ بھلیندا
مینوں عشق ہلارے دیندا   موہنہ چڑھیا یار بلیندا

مشکل الفاظ و معنی: ہلارے: جھولے۔ ذات صفات: ذاتی صفتیں۔ نحن اقرب: ہم نزدیک ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے نحن اقرب من حبل الورید یعنی ہم شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔ گھات: طریقہ، طرز، انداز، شکار کے لئے چھپ کر بیٹھنے کو بھی کہتے ہیں--- گھات لگانا۔ جٹا دھاری: لمبے بالوں والے۔ منّی: جس نے سب کچھ مُون کر رکھا ہو، منڈا رکھا ہو، رشی منّی۔ کنّی: ہانڈی۔ بھرمایا: اعتبار حاصل کیا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ مجھے عشق ہلارے دے رہا ہے۔ میرے لبوں پر ہر وقت میرے یار ہی کا نام چڑھا رہتا ہے۔ تو مجھ سے میری ذات صفات کے بارے میں کیا پوچھتا ہے۔ وہی جو کہ آدم کی ذات ہے وہی میری ذات ہے اور نحن اقرب ہی میں میرا انداز پوشیدہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا راز مضمر ہے۔

2- مجھے عشق ہلارے دے رہا ہے۔ میرے لبوں پر ہر وقت میرے یار ہی کا نام چڑھا رہتا ہے۔ کہیں شیعہ ہے تو کہیں سنّی ہے۔ کہیں جٹا دھاری ہے تو کہیں رشی منی ہے۔ لیکن میں ان ہر دو سے آزاد ہوں۔ میں جو بھی کہتا ہوں میرا یار میری مانتا ہے۔

3- مجھے عشق ہلارے دے رہا ہے۔ میرے لبوں پر ہر وقت میرے یار ہی کا نام چڑھا رہتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ وہ بڑی دور سے چل کر آیا ہے اور اس کی صورت نے مجھے بھرمالیا ہے۔ اُس نے مجھے اپنا ایسا پاک جمال دکھایا ہے کہ ایک لمحہ بھی وہ مجھے بھولتا نہیں۔ مجھے عشق ہلارے دے رہا ہے۔ میرے لبوں پر ہر وقت میرے یار ہی کا نام چڑھا رہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(136) مینوں کیہہ ہویا؟

مینوں کیہہ ہویا ہُن میتھوں گئی گواتی مَیں

مینوں کیہہ ہویا کیوں مینوں کملی کہندی ہیں!
مَیں وِچ ویکھاں تاں مَیں نہیں ہوندی مَیں وچ وسنائیں تَیں
سر توں پَیر تیکر بھی توں ہیں اندر باہر تَیں
چھُٹ پئی اراروں پاروں' نہ بیڑی نہ نَیں
منصُور پیارے کیہا انا الحق کہو کہایا کَیں
بُلّھا شَوہ اوسے دا عاشق' اپنا آپ ونجایا جَیں

مینوں کیہہ ہویا ہُن میتھوں گئی گواتی مَیں

مشکل الفاظ و معنی:

میتھوں: مجھ سے' اپنے آپ سے۔ گواتی: گم ہو گئی۔ میں: اپنا آپ' خودی۔ کملی: دیوانی۔ میں وچ: اپنے آپ میں' مجھ میں۔ تیں: تو۔ منصور: منصور ابن حلاج جس نے انا الحق (میں خدا ہوں) کا نعرہ لگایا اور اس کی پاداش میں اسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ کہایا: کہلایا' کہلوایا۔ کیں: کس نے؟ شوہ: محبوب' مُرشد' رب۔ ونجایا: گنوایا۔ جیں: جس نے۔ چھٹ: جدائی۔ اراروں: اس پار سے۔ پاروں: اُس پار سے۔ نیں: ندی مراد دنیا۔ بیڑی: کشتی مراد انسانی جسم۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ مجھ سے میرا اپنا آپ گم ہو گیا ہے۔ یہ مجھے کیا ہوا کہ لوگ مجھے دیوانہ کہہ رہے ہیں۔ میں اپنے آپ میں جب میں کو دیکھتا ہوں تو مجھے میں (خودی) دکھائی نہیں دیتی۔ میں (مجھ) میں تو ہی بستا نظر آتا ہے۔

سر سے پاؤں تلک میرے اندر باہر تو ہی تو ہے۔ جب آر اور پار سے جدائی ہوئی تو نہ ہی بیڑی رہی اور نہ ہی ندی یعنی کچھ بھی نہ رہا۔

پیارے منصور نے جب انا الحق کہا تو تمہی کہو کہ تو اسے کس نے مارا؟ اے بلھے شاہ" محبوب یا مُرشد اُس کا عاشق ہے جس نے اس کی خاطر اپنا آپ گنوا لیا۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ مجھ سے میرا اپنا آپ گم ہو گیا ہے؟

Scanned with CamScanner

(137) نت پڑھنا ایں اُستغفار

نت پڑھنا ایں اُستغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار
سانوّیں دے کے لوئیں سوائی
وادھیاں دی تو بازی لائی
مسلمانی ایہہ کتھوں آئی
ایہہ تیرے کردار
نت پڑھنا ایں اُستغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار
جتھے نہ جانا اوتھے نہ جائیں
مال پرایا مونہہ دھر کھائیں
کوڑ کتاباں سر تے چائیں
ایہہ تیرا اعتبار
نت پڑھنا ایں اُستغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار
ظالم ظلموں ناہیں ڈر دے
اپنے عملیں آپے مر دے
مونہوں توبہ' دلوں نہ کر دے
ایتھے اوتھے ہوون خوار
نت پڑھنا ایں اُستغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار
سو دن جیویں اک دن مرسیں
اُس دن خوف خدا دا کرسیں
اس توبہ بتھیں توبہ کرسیں
ایہہ توبہ کس کار
نت پڑھنا ایں استغفار کیسی توبہ ہے ایہہ یار
مُلّھا شوہ دی سنو حکایت

ہادِی پھڑیاں ہوئی ہدایت
میرا سائیں شاہ عنایتؒ
اوہو لنگھاوے پار
رَت پڑھنا ایں استغفار کیہی توبہ ہے ایہہ یار

مشکل الفاظ و معنی: نت: ہمیشہ۔ استغفار: مغفرت مانگنا، گناہ بخشوانا۔ ساویں: برابر۔ سوائی: سوا، زیادہ، فالتو۔ وادھا: زیادتی، اضافہ۔ کوڑ کتاباں: جھوٹی کتابیں، جھوٹے کھاتے۔ خوار: ذلیل، بے عزت۔ کس کار: کس کام کی۔ شوہ: محبوب، مُرشد۔ ہادی: رہبر، مُرشد۔ سائیں: مالک، آقا۔ شاہ عنایت: سید بلھے شاہؒ کے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ جن کا مزار لاہور میں ہے۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟ تو جو بھی کوئی عمل (نیکی) کرتا ہے تو اس سے دوگنی لیتا ہے۔ تو نے نفع اور زیادتی کا کھیل رچا رکھا ہے۔ یہ بھلا کہاں کی مسلمانی ہے اور یہ تیرا کردار؟

2- اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟ جہاں نہ جانا ہو تو وہیں جاتا ہے اور پرایا مال سامنے رکھ کر کھاتا ہے۔ جھوٹی کتابیں، جھوٹے کھاتوں کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھائے پھرتا ہے، یہ تیرا اعتبار ہے؟

3- اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟ ظالم ظلم کرنے سے بالکل نہیں ڈرتے اور اپنے اعمال کی وجہ سے آپ ہی مرتے ہیں۔ یہ منہ سے تو توبہ کرتے ہیں مگر دل سے نہیں کرتے۔ یہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ پر ہی ذلیل ہوں گے۔

4- اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟ تو سینکڑوں برس بھی جی لے لیکن بالآخر تو ایک دن موت سے ہمکنار ہوگا اور اُس دن مجھے خدا کا خوف ہوگا اور تو اس توبہ سے توبہ کرے گا۔ یہ توبہ کس کام کی۔

5- اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟ اے بُلھے شاہؒ محبوب، مُرشد کی کہانی سنو کہ ہادی پکڑا ہے تو ہدایت ہوئی ہے۔ میرا آقا و مالک تو شاہ عنایتؒ ہے وہی مجھے پار لگائے گا۔ اے انسان تو ہمیشہ ہی استغفار پڑھتا ہے لیکن اس کے باوجود گناہ بھی برابر کئے جاتا ہے۔ یہ تیری توبہ کیسی توبہ ہے؟

Scanned with CamScanner

(138) نہ جیواں مہاراج!

نہ جیواں مہاراج میں تیرے بن نہ جیواں

ایہناں سکھیاں پھلاں وِچ باس نہیں
پردیس گئیاں دی کوئی آس نہیں
جیہڑے سائی ساجن ساڈے پاس نہیں

نہ جیواں مہاراج میں تیرے بن نہ جیواں

توں کیہہ ستا ایں چادر تان کے
سر موت کھلوتی تیرے آن کے
کوئی عمل نہ کیتا جان کے

نہ جیواں مہاراج میں تیرے بن نہ جیواں

کیہہ میں کھٹیا تیری ہو کے!
دوئویں نین گوائے رو کے
تیرا نام لیئے مکھ دھو کے

نہ جیواں مہاراج میں تیرے بن نہ جیواں

بلھا شوہ بدیسوں آوندا
ہتھ گنگناتے باہیں لٹکاوندا
سر صدقہ تیرے ناوندا

نہ جیواں مہاراج میں تیرے بن نہ جیواں

مشکل الفاظ و معنی:

مہاراج: بڑے راج والا مراد محبوب- باس: خوشبو- سائی: تھے- ساجن: محبوب- جان کے: جان بوجھ کے' جانتے ہوئے بھی-
کھٹیا: کمایا' حاصل کیا- شوہ: محبوب' مرشد' رب- بدیسوں: پردیس سے

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب کاش میں تیرے بغیر زندہ نہ رہوں۔ ان سوکھے ہوئے پھولوں میں خوشبو نہیں ہے اور پردیس گئے چلوں کی کوئی امید نہیں ہے۔ جو میرا محبوب تھا وہ تو میرے پاس نہیں رہا۔

2- اے میرے محبوب کاش میں تیرے بغیر زندہ نہ رہوں۔ اے غافل انسان تو کیا غفلت کی چادر تان کر سویا ہوا ہے اور موت آکر تیرے سر پر کھڑی ہو چکی ہے اور تو نے ابھی تک کوئی نیک عمل نہیں کمایا۔ یہ سب کچھ تو نے جان بوجھ کر کیا ہے یا یہ جانتے ہوئے بھی عمل کیوں نہ کمایا۔

3- اے میرے محبوب کاش میں تیرے بغیر زندہ نہ رہوں۔ تیرا ہو کر میں نے کیا حاصل کیا' کیا کمایا۔ اُلٹا رو رو کر میں نے اپنی دونوں آنکھیں بھی گنوا ڈالیں۔ میں ان آنسوؤں سے اپنا منہ دھو کر تیرا نام لیتا ہوں۔ یعنی تیرے نام سے پہلے ان آنسوؤں سے وضو کرتا ہوں۔

4- اے میرے محبوب کاش میں تیرے بغیر زندہ نہ رہوں۔ اے بُلھے شاہؒ محبوب پردیس سے آرہا ہے' اس کے ہاتھوں میں کنگن ہے اور وہ اپنی بانہیں لٹکاتا چلا آتا ہے۔ اب میں اپنا سر تیرے نام پر تصدق کرتا ہوں۔ اے میرے محبوب کاش میں تیرے بغیر زندہ نہ رہوں۔

(139) نی سیّو!

نی سیّو مَیں گئی گواچی کھول گھنگٹ مُکھ ناچی

جتول ویکھاں اُت دَل اوہی

قسم اوسے دی ہور نہ کوئی

وھوا معکم پھر گئی دُھر وہی

جب گر پتری باچی

نی سیّو مَیں گئی گواچی کھول گھنگٹ مُکھ ناچی

نام نشان نہ میرا سیّو

جو آکھاں تسی چُپ کر رہیو

ایہہ گل مول کسے نہ کہیو

بُلھا خوب حقیقت جاچی

نی سیّو میں گئی گواچی کھول گھنگٹ مُکھ ناچی

مشکل الفاظ و معنی: نی سیّو: اے سہیلیو، اے دوستو۔ گئی گواچی: خراب ہوئی، بے خود ہوئی، اپنے آپ میں نہ رہی۔ گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ۔ جتول: جس طرف۔ اُتول: اُسی طرف۔ اوہی: وہی۔ وھوامعکم: وھوا معکم اینما کنتم: اور وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ دھروہی: ظلم کی دہائی، فریاد۔ گر: گورو، مُرشد۔ پتری: تحریر، چٹھی۔ باچی / واچی: پڑھی، سمجھی۔ تسی: آپ، تم۔ مول: بالکل، ہرگز۔ جاچی: پرکھی، سمجھی، جانی۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے دوستو میں بہت خراب اور مست و بے خود ہو چکا ہوں اور بے پردہ سربازار ناچ رہا ہوں۔ میں جدھر بھی دیکھتا ہوں مجھے وہی دکھائی دیتا ہے اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اور کوئی نہیں ہے۔ وھوا معکم کی ہی ہر طرف دہائی مچی ہوئی ہے۔ جب سے میں نے اپنے مُرشد کی بات (لکھت) کو سمجھا ہے، پڑھا ہے۔

اے میرے دوستو میں بہت خراب اور مست و بے خود ہو چکا ہوں اور بے پردہ سربازار ناچ رہا ہوں۔ اے میرے دوستو! میرا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ میں جو بھی کہوں بس تم چپ ہی رہنا اور یہ بات کسی سے مت کہنا۔ بلھے شاہؒ نے اس حقیقت کو خوب جان لیا ہے۔ اے میرے دوستو میں بہت خراب مست و بے خود ہو چکا ہوں اور بے پردہ سربازار ناچ رہا ہوں۔

(140) رِنی کوٹِپچل میرا نان

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

مُلّاں مینوُں سَبق پڑھایا
اَلفوں اَگّے کجھُ نہ آیا
اُس دیاں جُتّیاں کھاندی ساں

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

وِکیویں کیوُں دو اَکھیّاں لائیاں
رَل کے سَیّاں مارَن آئیاں
نالے مارے بابل ماں

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

سوَہرے سانوُں وَڑن نہ دیندے
نانک دادک گھروُں کڈھیندے
میرا پیکے ٹھیّوں تھاں

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

پڑھَن سیتی سبھ مارَن آہیں
رِبن پڑھیاں ہُن چھُڈدا ناہیں
رِنی میں مُڑ کے کت وَل جاں

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

بُلّھا شوَہ رکیہہ لائی مینوُں
مَت کجھُ لگّے اوہی تینوُں
تَد کریں گا توں نیاں

رِنی کوٹِپچل میرا ناں

مشکل الفاظ و معنی:

نی: حرف تخاطب' اے۔ کوٹھل: چنچل' شرارتی' ضدی' بگڑا ہوا۔ الفوں: الف سے' الف اللہ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ بابل: باپ۔ نانک: ننھیال' نانکے۔ دادک: دودھیال' دادکے۔ پیکہ: ماں باپ کا گھر مراد دنیا۔ سیتی: مطابق' خاطر' واسطے' وجہ سے۔ مارن آہیں: آہیں بھریں۔ کت وَل: کس طرف۔ اوہی: ایسی ہی۔ تد: تب۔ نیاں: انصاف۔

ترجمہ:

1- سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔ مُلّاں نے مجھے سبق دیا اور مجھے الف سے آگے کچھ نہ آیا۔ (الف یعنی اللہ سے آگے کچھ نہیں ہے) اسی لئے وہ مجھے بڑا مارتا تھا۔

2- اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔ کس کس طرح میں نے یہ دو آنکھیں لگائیں اور دوست مل کر مجھے مارنے آئے اور ماں باپ نے بھی مجھے مارا۔

3- اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔ سسرال تو مجھے گھر داخل نہیں ہونے دیتے اور نانکے' دادکے مجھے گھر سے نکالتے ہیں۔ میکے میں میری کوئی جگہ نہیں ہے۔

4- اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔ پڑھنے کی خاطر سب آہیں بھر رہے ہیں اور پڑھے بغیر وہ کسی کو چھوڑتا نہیں۔ اب مجھے بتاؤ کہ میں کہاں جاؤں؟

5- اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔ اے بُلّھے شاہ" محبوب (مُرشد) یہ مجھے کیا لگا دیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بھی ایسی ہی لگ جائے اور تبھی تو انصاف کرے گا۔ اے کہ میرا نام شرارتی اور ضدی ہے۔

(141) رنی میں کملی ہاں

رنی میں کملی ہاں
حاجی لوک مکّے نوں جاندے میرا رانجھا ماہی مکّہ
میں تے منگ رانجھے دی ہوئی آں میرا بابل کردا دھکّا
رنی میں کملی ہاں
حاجی لوک مکّے نوں جاندے میرے گھر وچ نوشوہ مکّہ
وِچّے حاجی وِچّے گاجی وِچّے چور اُچکّا
رنی میں کملی ہاں
حاجی لوک مکّے نوں جاندے اَساں جانا تخت ہزارے
جِت وَل یار اُتے وَل کعبہ بھانویں پھول کتاباں چارے
رنی میں کملی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: رنی: حرف تخاطب، اے۔ کملی: دیوانی، جھلّی۔ رانجھا ماہی: مراد محبوب حقیقی، مُرشد۔ بابل: باپ۔ دھکا: زبردستی، دھکیلنے کا عمل۔ نوشوہ: دولہا۔ گاجی: غازی کا بگاڑ۔ تخت ہزارے: مراد عرش معلّٰی۔ کتاباں چارے: چارے مشہور آسمانی کتابیں: توریت، انجیل، زبور، قرآن حکیم۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ ارے میں تو دیوانہ ہوں۔ حاجی لوگ حج کرنے کے لئے مکے شریف جاتے ہیں لیکن میرا تو محبوب (مُرشد) ہی مکّہ ہے۔ میں تو ازل سے ہی اپنے محبوب (مُرشد) کا ہو چکا ہوں لیکن میرا باپ مجھ سے زبردستی کر رہا ہے جو مجھے دنیاوی قسم کے لوگوں سے منسوب کرنے کے چکر میں ہے۔

ارے میں تو دیوانہ ہوں۔ حاجی لوگ حج کرنے کے لئے مکے شریف جاتے ہیں اور میرے گھر میں ہی میرا محبوب ہی مکہ ہے۔ میرے اس گھر کے اندر ہی حاجی ہے اور غازی ہے (نفس کافر کو مارنے والا) اور اس میں چور اُچکّا (رہزن) یعنی نفس بھی ہے۔

ارے میں تو دیوانہ ہوں۔ حاجی لوگ حج کرنے مکّے شریف جاتے ہیں لیکن میں نے تو تخت ہزارے (عرش معلّٰی) جانا ہے کیونکہ جس طرف محبوب ہے اُسی طرف کعبہ ہے چاہے تو چاروں کتابوں کو پھول کر دیکھ لے۔ ارے میں تو دیوانہ ہوں۔

(142) نی میں ہُن سُنیا!

رِنی میں ہُن سُنّیا' عِشق شرع کیہہ ناطہ!

محبّت دا اِک پی پیالہ' بھُل جاون سب باتا
گھر گھر سائیں ہے اوہ سائیں' ہر ہر ناں پچھاتا
اَندر ساڈے مُرشد وَسدا' نیُونہہ لگّاتاں جاتا
منطق' معنے کنزؔ قدوری' پڑھیا عِلم گوَاتا
نماز روزہ اوس کیہہ کرنا' جس مدھ پیتی مدھ ماتا
پڑھ پڑھ پنڈت مُلّاں ہارے' کسے نہ بھیت پچھاتا
زری باف دی قدر کیہہ جانیں' چھٹ اوہناں جت کاتا
بُلّھا شوہ دی مجلس بہہ کے' ہو گیا گنگا باتا

رِنی میں ہُن سُنّیا' عِشق شرع کیہہ ناطہ!

مشکل الفاظ و معنی: عشق: محبت' لگن' پریت- شرع: شریعت- ناطہ: رشتہ' تعلق- باتا: بات' باتیں- سائیں: مالک' آقا' محبوب حقیقی- پچھاتا: پہچانا- نیونہہ: عشق' محبت- جاتا: جانا' سمجھا- منطق' معنی: علوم کے نام- کنز' قدوری: فقہ کی دو مشہور درسی کتابیں- گواتا: گنوایا- مدھ: شراب- مدھ ماتا: شراب سے مست ہوا- پنڈت: ہندوؤں کا عالم- مُلّاں: مسلمانوں کا مولوی- پچھاتا: پہچانا- زری باف: سنہری کپڑا بننے والا- چھٹ: گدھے' خچر پر سامان لادنے کے لئے دو پڑوں والا بورا- جت کاتا: جت کاتنے والا' بھیڑ بکری کے بالوں سے سوتر بنانے والا- گنگا باتا: کچھ نہ بولنے والا-

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ ارے یہ تو میں نے اب سنا ہے کہ عشق اور شرع میں کیا ناطہ ہے۔ محبت کا اک پیالہ پینے سے ہی سب باتیں بھول جاتی ہیں۔ وہ مالک حقیقی تو ہر گھر میں ہے اور اسے ہر ہر نام سے پہچان لیا ہے۔

2- میرے اندر میرا مُرشد بس رہا ہے۔ اس سے محبت ہوئی تو میں نے یہ جانا کیونکہ تعلق کے بغیر یہ احساس نہیں ہو پاتا اور جونہی مجھے یہ پتا چلا تو منطق' معنی اور کنز قدری کا پڑھا ہوا علم جاتا رہا۔

3- اُس نے نماز روزہ کیا کرنا ہے جس نے وحدت کی شراب پی اور وہ مست و بے خود ہو گیا۔ پنڈت اور مُلّاں پڑھ پڑھ کر ہار چکے ہیں لیکن انھوں میں سے کسی نے بھی اس کا بھید نہ پایا۔

4- زری باف کی وہ قدر جانے کہ جس نے جت کات کر چھٹ بنائی ہو۔ اے بُلّھے شاہ" میں تو اپنے محبوب (مُرشد) کی مجلس میں بیٹھ کر بالکل ہی خاموش ہو چکا ہوں۔ ارے یہ تو میں نے اب سنا ہے کہ عشق اور شرع میں کیا ناطہ ہے۔

Scanned with CamScanner

(143) رِنی مَینُوں لگڑا عِشق اَوّل دا

رِنی مَینُوں لگڑا عِشق اَوّل دا
اَوّل دا روز اَزَل دا
وِچ کڑاہی تَل تَل پاوے، تَلیاں نُوں چا تَلدا
مویاں نُوں چا وَل وَل مارے، وَلیاں نُوں چا وَلدا
کیا جاناں کوئی چِنگ رِنکھیّ ہے، نِت سُول کلیجے سَلھدا
تیر جگر وِچ لگا عِشقوں، نہیں ہِلایاں ہلدا
بُلھّا شَوہ دا نیونہہ اَنوکھا، نہیں رَلایاں رَلدا
رِنی مَینُوں لگڑا عشق اَوّل دا
اَوّل دا روز اَزَل دا

مشکل الفاظ و معنی: لگڑا: لگا، لگ گیا ہے۔ عشق اول دا: شروع کا عشق۔ ازل دا: پہلے روز کا۔ ول ول: کچومر نکال نکال کر۔ چِنگ: چنگاری، شرارہ۔ نت: ہمیشہ۔ سول: درد، تکلیف۔ سلھدا: زخمی کرتا۔ نیونہہ: عشق، محبت۔ انوکھا: اچرج، عجیب۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے دوست مجھے تو شروع سے ہی عشق لگ چکا ہے۔ شروع سے ہی یعنی روز ازل سے ہی۔

میرا محبوب اس قدر ظالم ہے کہ اپنے عاشقوں کو تل تل کر کڑاہی میں ڈالے جاتا ہے دیکھو وہ تو پہلے ہی ہجر فراق کے جلتے ہوئے تیل میں تلے ہوئے ہیں اور وہ ان تلے ہوؤں کو پھر تل رہا ہے۔ وہ مرے ہوؤں کے کچومر نکال نکال کر مار رہا ہے۔ یعنی کچومر نکالے ہوؤں کے پھر کچومر نکال رہا ہے۔

میں کیا جانوں کہ مجھ میں کون سی کوئی چنگاری چھپی ہوئی ہے جو کہ میرے دل کو سخت تکلیف میں مبتلا رکھے ہوئے ہے۔ میرے جگر میں عشق کا ایسا کاری تیر پیوست ہو چکا ہے کہ جو ہلانے نہیں ہلتا۔

اے بُلھے شاہؒ میرے محبوب (مُرشد) کا عشق بڑا انوکھا اور اچرج ہے جو کسی سے ملانے پر بھی ملتا نہیں یعنی سب سے منفرد ہے۔

اے دوست مجھے تو شروع سے ہی عشق لگ چکا ہے۔ شروع سے ہی یعنی روز ازل سے ہی۔

Scanned with CamScanner

(144) واہوا چھنج پئی دربار

واہوا چھنج پئی دربار
خلق تماشے آئی یار

اساں آج کیہہ کیتا تے کل کیہہ کرنا بھٹھ اساڈا آیا
ایسی واہ کیاری بیجی چڑیاں کھیت ونجایا
جیہڑے مگر پیادے لگے اُٹھ چل پوہتے تار
واہوا چھنج پئی دربار
خلق تماشے آئی یار

اک الاہنبا سیاں دا ہے دوجا ہے سنسار
ننگ ناموس ایتھوں دے ایتھے لاہ پگڑی بھوئیں مار
نام سائیں دے کنڈے بوائے کھل پئی گلزار
واہوا چھنج پئی دربار
خلق تماشے آئی یار

نڈھا گردا بڈھا گردا آپو آپنی وار
کیہہ بیوی کیہہ باندی لونڈی کیہہ دھوبن بھٹھیاری
عملاں سیتی ہون نبیڑے نبی ﷺ لنگھاوے پار
واہوا چھنج پئی دربار
خلق تماشے آئی یار

بلھا شوہ نوں ویکھن جاوے آپنا بھانا کردا
گونوں گونی بھانڈے گھڑ کے ٹھیکریاں کر دھردا
ایہہ تماشا ویکھ کے چل اگلا ویکھ بازار
واہوا چھنج پئی دربار
خلق تماشے آئی یار

مشکل الفاظ و معنی:

چھنج: جھگڑا، لڑائی، اکھاڑا، پہلوانوں کی کشتی، عدالت یا انصاف کرنے کی جگہ، تماشاگاہ، لوگوں کو تماشے کے لئے اکٹھا کرنا- دربار: کسی بزرگ کا مزار، بارگاہ، بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ- بھٹہ: بھٹی، تندور، بھاڑ- پیا: محبوب، پریتم، پیارا- ونجایا: گنوا دیا- پوہتے: پہنچ گئے- اُلانبھا: اُلاہما، الہنا، الزام، دوش، طعنہ، شکایت- سنسار: دنیا- ننگ ناموس: عزت- بوائے: بیجے، بوئے- نڈھا: لڑکا- باندی: کنیز، لونڈی، خادمہ، نوکرانی- بھٹھیاری: بھٹی پر دانے بھوننے والی- سیتی: کے ساتھ، کی وجہ سے- خلق: دنیا- شوہ: محبوب، مُرشد، رب- اپنا بھانا: اپنی پسند، اپنی رضا- گونوں گونی: گوناگوں، قسم قسم کے-

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ دربار میں خوب اکھاڑہ لگا ہے اور کیا دنیا تماشا دیکھنے آئی ہے- ہم نے آج کیا کیا ہے اور کل کو کیا کرنا ہے- کیا ہمارا مقدر ہے کہ ہم نے کھیت بویا تو چڑیوں نے سارے کا سارا گنوایا- (یعنی تمام اعمال ضائع ہو گئے) اور جو محبوب کے پیچھے لگے- وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے-

2- دربار میں خوب اکھاڑہ لگا ہے اور کیا دنیا تماشا دیکھنے آئی ہے- ایک تو ہمارے دوستوں کو شکایت ہے اور دوسرا دنیا کو ہم سے گلہ ہے تو اپنی شرم و عزت یہاں کی یہاں ہی دبّے دے اور اپنی پگڑی اتار کر زمین پر دے مار- ہم نے اپنے آقا و مالک کے نام پر کانٹے بوئے اور گلزار کھل اٹھی-

3- دربار میں خوب اکھاڑہ لگا ہے اور کیا دنیا تماشا دیکھنے آئی ہے- لڑکا گرتا (مرتا) اور بوڑھا گرتا مر رہا ہے اور اپنی اپنی باری سبھی جا رہے ہیں- کیا بیوی اور کیا نوکرانی اور کیا دھوبن کیا بھٹیاری، اعمال کے اوپر ہی سب کو انصاف ملے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پار لگائیں گے-

4- دربار میں خوب اکھاڑہ لگا ہے اور کیا دنیا تماشا دیکھنے آئی ہے- بُلھے شاہ" اپنے محبوب (مُرشد) کو دیکھنے جائے ہے- وہ اپنی مرضی کرتا ہے- اسی نے قسم قسم کے برتن گھڑے ہیں اور وہی اسے ٹھیکریاں بھی کرتا ہے- اس تماشا دیکھنے والے اب تو چل اگلا بازار دیکھ- دربار میں خوب اکھاڑہ لگا ہے اور کیا دنیا تماشا دیکھنے آئی ہے-

(145) واہوا رمز سجن دی ہور

واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
کوٹھے تے چڑھ دیواں ہوکا عشق وہاجیو کوئی نہ لوکا
اس دا مول نہ کھانا دھوکا جنگل بستی ملے نہ ٹھور
واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
عاشق دوہیں جہانیں مُٹھے ناز معشوقاں دے اوہ کُٹھے
عشق دا پھٹیا کوئی نہ چھُٹے کیتوس باندا پھٹ بلور
واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
دے دیدار ہویا جد راہی! اچن چیت پئی گل پھاہی
ڈاڈھی کیتی بے پرواہی مینوں مل گیا ٹھگ لاہور
واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
شیریں ہے برہوں دا کھانا! کوہ چوٹی فرہاد نمانا
یوسف مصر بازار وکانا اس نوں ناہیں ویکھن کور
واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
لیلاں مجنوں دوویں بردے سوہنی ڈبی وچ بحر دے
ہیر ونجائے سبھے گھر دے اس دی کھچی ماہی ڈور
واہوا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

عاشق پِھردے چُپ چَپاتے جَیسے مَست سَدا مَدھ ماتے
دَام زُلف دے اندر پھاتے اوتھے چَلّے وَس نہ زور
وَاہوَا رَمزؔ سَجَنؔ دی ہور
عاشق بِناں نہ سمجھے کور

جے اوہ آن مِلے دِل جانی اُس توں جان کراں قُربانی
صُورت دیوچ یُوسفؔ ثانی عَالمؔ دے وِچ جس دا شور
وَاہوَا رَمزؔ سَجَنؔ دی ہور
عاشق بِناں نہ سمجھے کور

بُلھّا شوہ نوں کوئی نہ ویکھے جو ویکھے سو کسے نہ لیکھے
اُس دا رَنگ نہ رُوپ نہ ریکھے اوہ اِی ہووے ہو کے چور
وَاہوَا رَمزؔ سَجَنؔ دی ہور
عاشق بِناں نہ سمجھے کور

مشکل الفاظ و معنی: رَمز: اشارہ' راز' بھید- سجن: دوست' محبوب' مُرشد- کور: اندھا- ہوکا: آواز- وہاجیو: قبول کیجیو! اختیار کیجیو! خرید کیجیو! لوکا: اے لوگو! مول: بالکل' ہرگز- ٹھور: ٹھکانہ' سکون- مُٹھّے: لوٹ لئے- کُٹھّے: مار ڈالے- کیتوس: کر دیا- باندا پھٹ: پٹی باندھا زخم- بلور: کچ' شیشہ- اچن چیت: یکدم' اچانک- ڈاڑھی: بہت زیادہ' سخت- پھاہی: پھندا- ٹھگ لاہور: لاہور کا ٹھگ' مراد حضرت شاہ عنایت قادری لاہوریؒ حضرت بلھے شاہؒ کے مُرشد- شیریں: میٹھا- برہوں: جدائی' فراق- کوہ: پہاڑ- فرہاد: شیریں کا مشہور عاشق جس نے اس کے عشق میں کوہ بیتون کو کاٹ کر نہر نکالی- نمانا: عاجز- یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں ان کے بھائیوں نے مصر کے بازار میں بیچ دیا تھا- لیلیٰ مجنوں: عرب کے مشہور عاشق جن کا عشق دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے- سوہنی: پنجاب کی مشہور عاشق جو اپنے مہینوال کے عشق میں دریائے چناب میں ڈوب گئی- ہیر: رانجھے کی معشوق' پنجاب کی لازوال رومانی داستان کی ہیروئن- ونجائے: گنوائے- ماہی: ماہ سے' محبوب- چپ چپاتے: بالکل خاموش- مدھ ماتے: بے ہوش' مدہوش و مست- دام: پھندا- پھاتے: پھنس گئے- ثانی: دوسرا- عالم: دنیا جہان- کسے نہ لیکھے: کسی حساب کتاب میں نہیں' اس کی کوئی حیثیت نہیں- ریکھے / ریکھ: خط' لکیر' شکل' تصویر-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ نے اپنی اپنی کافی میں مُرشد اور خدا کے درجے کا فرق بیان کیا ہے- گویا وہ مُرشد اور خدا میں صرف ایک درجے کا فرق ہی سمجھتے ہیں اور سب سے دلچسپ بات اس کافی میں یہ ہے کہ انہوں نے اس میں اپنے مُرشد کو ٹھگ کہا ہے لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے ایک دوہے میں خدا کو ٹھگوں کا ٹھگ کہا ہے- کہتے ہیں کہ معشوق کی رمز کو عاشق تو سمجھتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں- وہ نہیں سمجھ سکتے- میں چھت پر چڑھ کر آواز لگا

رہا ہوں کہ عشق کو کوئی نہ خریدے، اختیار نہ کرے اور اس کا ہرگز دھوکا نہ کھاتے کیونکہ جس نے بھی اسے اختیار کیا تو اسے جنگل اور بستیوں میں کہیں بھی سکون نہ مل سکا۔

2- معشوق کی رَمز کو عاشق تو سمجھتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ عاشق تو دونوں جہانوں کے ہی لٹے ہوتے ہیں اور معشوقوں کے ناز کے مارے ہوئے ہیں۔ عشق کا زخمی کیا ہوا۔ قیدی کبھی رہائی نہیں پا سکتا اور نہ ہی اس کے زخم پر کوئی پٹی ہی باندھتا ہے۔

3- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ محبوب نے جب دیدار دے کر اپنی راہ لی تو اچانک میرے گلے میں پھندہ سا پڑ گیا۔ اسی نے بے پرواہی کی حد کر دی۔ مجھے گویا لاہور کا ایک ٹھگ مل گیا (مراد حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری ؒ)

4- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ جدائی کا کھانا بڑا شیریں (میٹھا) ہے۔ دیکھ فرہاد بے چارا پہاڑ کی چوٹی پر مر مٹا اور یوسف ؑ مصر کے بازار میں بک گئے لیکن اسے دل کے اندھے نہیں دیکھ سکتے۔

5- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ لیلیٰ اور مجنوں دونوں ہی ایک دوسرے کے غلام ہوتے اور سوہنی دریا میں ڈوب مری۔ ہیر نے اپنے عاشق رانجھا کی خاطر اپنے سب گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ اس کی ڈور اس کے محبوب نے کھینچی اور خوب کھینچی۔

6- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ عاشق چپ چاپ پھرتے ہیں۔ چلئے مست و بے ہوشی اور بے خود۔ وہ دام زلف کے اسیر ہوئے ہیں اور وہاں پر کسی کا بھی بس نہیں چلتا۔

7- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے اگر وہ میرا دل جانی مجھ سے آن ملے تو اس پر میں اپنی یہ جان قربانی کر دوں۔ وہ شکل و صورت میں یوسف ؑ ثانی ہے اور پورے عالم میں اس کی خوبصورتی کا شور ہے۔

8- معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اے بلھے شاہ ؒ محبوب (مُرشد) کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جو دیکھتا ہے وہ کسی حساب کتاب میں نہیں ہے کیونکہ اس کا نہ تو کوئی رنگ روپ ہے اور نہ ہی کوئی شکل و صورت، وہی دکھائی دیتا ہے اور پھر حور (غائب) ہو جاتا ہے۔ معشوقوں کی رَمز کو عاشق تو سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسرے جو دل کے اندھے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔

Scanned with CamScanner

(146) واہ سوہنیا!

وَاہ سوہنیا! تیری چال عجائب' لٹکاں نال چلیندے او

آپے ظاہر آپے باطن' آپے لُک لُک بہندے او
آپے مُلّاں آپے قاضی' آپے عِلم پڑھیندے او
گھت زُنّار کُفر دا گل وِچ' بُت خانے وَڑ بہندے او
لولاك لما افلاك وَچارو' آپے دُھم مچیندے او
ذات توہیں اَشراف رنجھیٹا' لائیاں دی لاج رَکھیندے او
بُلّھا شوہ عنایتؒ مینوں' پَل پَل دَرشن دیندے او

وَاہ سوہنیا تیری چال عجائب' لٹکاں نال چلیندے او

مشکل الفاظ و معنیٰ:

سوہنیا: اے سوہنے' اے محبوب۔ عجائب: عجب' انوکھی۔ لٹکاں: لٹک مٹک کے' ناز و ادا کے ساتھ۔ باطن: پوشیدہ۔ پڑھیندے او: پڑھتے ہو۔ گھت: ڈال۔ زُنّار: جنو' دھاگا جو ہندو اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ بت خانہ: مندر۔ لولاك لما افلاك: پوری عبارت اس طرح ہے لولاك لما خلقت الافلاك یعنی اگر تمہیں نہ بناتا (اے نبی ﷺ) تو یہ آسمان وغیرہ بھی نہ بناتا۔ وچارو: غور کرو۔ دُھم: دھوم۔ مچیندے: مچاتے۔ اشراف: شریف کی جمع خاندانی' اونچے طبقے سے۔ رنجھیٹا: رانجھا۔ لاج: شرف' عزت۔ رَکھیندے: رکھتے۔ شوہ: محبوب' مُرشد۔ درشن: دیدار۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں اے میرے محبوب کیا عجب تیری تیری چال ہے اور کیا مٹک مٹک کر چلتے ہو۔ خود ہی تو ظاہر ہے اور خود ہی باطن ہے اور خود ہی چھُپ چھُپ کر بیٹھتے ہو۔ خود ہی مُلّاں ہو اور خود ہی قاضی ہو اور خود ہی علم پڑھتے ہو۔ گلے میں کُفر کا زُنّار ڈال کر کبھی بت خانے میں چلے جاتے ہو۔ لولاك لما افلاك پر غور کرو۔ خود ہی دھوم مچا دیتے ہو۔

اے میرے محبوب تیری ذات بڑی اونچی ذات ہے اور تو محبّت کرنے کی راج رکھتے ہو۔ اے بلھے شاہؒ میرا مُرشد شاہ عنایتؒ مجھے پَل پَل درشن دیتا ہے۔ اے میرے محبوب کیا عجب تیری چال ہے اور کیا مٹک مٹک کر چلتے ہو۔

Scanned with CamScanner

(147) وَت نہ کرَساں' مان!

وَت نہ کرَساں' مان رَنّجھیٹے یار دا وے آڑیا

جان کراں قُربان' بھیت نہ دَسنائیں آڑیا
ڈھونڈاں تکئے دوار مِیتھوں اُٹھ نسنائیں آڑیا
رَل مِل سیّاں پھُٹّن گئیاں
ہویا وقت بھنڈار دا وے آڑیا

وَت نہ کرَساں' مان رَنّجھیٹے یار دا وے آڑیا

عِشق اللہ دی ذات' لوکاں دا میہنّا
کِینھوں کراں پُکار' کِسے نہیں رَہنا
اوسے دی گلّ اوہو جانِیں!
کون کوئی دَم مار دا وے آڑیا

وَت نہ کرَساں' مان رَنّجھیٹے یار دا وے آڑیا

اَج اَجوکڑی رات میرے گھر وَس کھاں دے آڑیا
دِلدیاں گھُنڈیاں کھول' آساں نال ہَس کھاں دے آڑیا
دلبر یار قرار کیتو ای
کیہہ اعتبار سوہنے یار دا وے آڑیا

وَت نہ کرَساں' مان رَنّجھیٹے یار دا وے آڑیا

اِک کردیں خودی ہنکار' اوہناں نُوں تار نائیں وے آڑیا
اِک رَہنڈیاں نت خوار' سَڑدیاں نُوں ساڑ نائیں وے آڑیا
مَینڈے سوہنے یار کیہہ اعتبار
تیرے پیار دا وے آڑیا

وَت نہ کرَساں' مان رَنجھیٹے یار دا وے آڑیا

چکّر بھَریاں نال اُٹھ جھُمر گھتنائیں وے آڑیا

میں لایا ہار سنگار مَیتھوں اُٹھ نَسنائیں وے آڑیا

بُلّھا شَوہ گھر آیا پیارا

ہویا وقت دِیدار دا وے آڑیا

وَت نہ کرَساں' مان رَنّجھیٹے یار دا وے آڑیا

مشکل الفاظ و معنیٰ: وت: پھر' دوبارہ' اور' زیادہ- رنّجھیٹے یار دا: رانجھا یار دا' محبوب کا- اڑیا: حرف تخاطب' ارے' اے- تکیہ: ڈیرہ' دوار' گردوارہ- دوارے: گھر یوہے پر' دہلیز پر- سیّاں: سہیلیاں- بھنڈار: مجلس' مجمع' جمع ہونا- میہنا: طعنہ' حرف ملامت- دم مارنا: اونچا سانس لینا' گستاخی کرنا- اجوکڑی: آج کی- گھنڈی: گرہ' بھید' راز کی بات- خودی: تکبر' مان- ہنکار: خودی' مان' غرور- خوار: ذلیل- نت: ہمیشہ- چکڑ بھریاں: آلودگی سے بھری ہوئیں' گنہگار- جُھمر: جھومر' ایک ناچ جو خوشی کے وقت کیا جاتا ہے- گھتنائیں: ڈالتے ہو-

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے دوست! اب میں دوبارہ کبھی اپنے محبوب (مُرشد) کا مان نہ کروں گا- میں تجھ پر اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہوں مگر اے محبوب مجھے بھید نہیں بتاتا- میں تجھے تکئے (فقیروں کے ڈیرے) اور دوارے میں ڈھونڈتا ہوں تو تو اُٹھ بھاگتا ہے- مجھے میرے دوست مل جل کر پوچھتے ہیں کہ اب تو مجلس (مل بیٹھنے) کا وقت ہو چکا ہے-

2- اے دوست! اب میں دوبارہ کبھی اپنے محبوب (مُرشد) کا مان نہ کروں گا- عشق تو اللہ کی ذات ہے لیکن اسے لوگوں نے ایک طعنہ بنا رکھا ہے- میں کسے پکاروں کہ کسی نے بھی یہاں رہنا نہیں- اُس کی بات وہی جانتا ہے' اے دوست کون دم مار سکتا ہے-

3- اے دوست! اب میں دوبارہ کبھی اپنے محبوب (مُرشد) کا مان نہ کروں گا- اے میرے محبوب تو آج کی رات میرے گھر قیام کر لے- مجھے کوئی دل کی بات کھول اور ہنس بول لے- دلبر نے اگرچہ اقرار کر لیا ہے مگر اے دوست اس کا کیا اعتبار ہے؟

4- اے دوست! اب میں دوبارہ کبھی اپنے محبوب (مُرشد) کا مان نہ کروں گا- اک بڑا تکبّر اور مان کرتے ہیں اور تو انہوں کو پار لگاتا ہے- ایک ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں اور تو جلتے ہوؤں کو اور بھی جلاتا ہے- اے میرے خوبرو محبوب تیرا کیا اعتبار ہے اور تیرے پیار کا کیا بھروسہ ہے؟

5- اے دوست! اب میں دوبارہ کبھی اپنے محبوب (مُرشد) کا مان نہ کروں گا- تو چکڑ بھروں (گنہگاروں) کے ساتھ اٹھ کر جھُومر ڈالتا ہے اور میں نے ہار سنگار لگا رکھا ہے لیکن مجھ سے دور بھاگ رہا ہے- اے بُلّھے شاہؒ محبوب (مُرشد) پیارا گھر آیا ہے- اب دیدار کا وقت ہو چکا ہے- اے دوست میں اب کبھی اپنے محبور (مُرشد) کا مان نہ کروں گا-

(148) وَل پَردے وِچ پایا یار

وَل پَردے وِچ پایا یار، آپے میل مِلایا ہے

ہُن میں موئی نی میریئے ماں
میری پُونی لے گیا کاں
پِچھّے ڈو ڈو کر دی جاں
جس میرا وطن چھُڑایا ہے

وَل پَردے وِچ پایا یار، آپے میل مِلایا ہے

پُونی دَئیں پیا دے ناں
تیریاں مِنّتاں کر دی ہاں
ضَرباں تیریاں جُرتی ہاں
جس مینُوں دُور کرایا ہے

وَل پَردے وِچ پایا یار، آپے میل مِلایا ہے

ہُن مینُوں بُھلا نہ لگدا شور!
میں گھر کھڑیا شگُوفہ ہور
ب نہ ت نہ ث نہ ہور
اِکّو الف پڑھایا ہے

وَل پَردے وِچ پایا یار، آپے میل مِلایا ہے

ہُن مینُوں مجنُوں آکھو ناں
دِن دِن لیلیٰ ہونّدا جان
ڈیرا یار بنائے تاں
ایہہ تَن بنگلہ بنایا ہے

وَل پَردے وِچ پایا یار، آپے میل مِلایا ہے

بُلھّا عنایت " کرے ہزار

ایہو قول ایہو تکرار

وَل پَردے وِچ پایا یار

وَل پَردے وِچ پایا یار' آپے میل مِلایا ہے

مشکل الفاظ و معنی: وَل: کپڑے میں پڑی ہوئی سلوٹیں' تہہ- ماں: مراد شریعت- پُونی: دھاگا بنانے کے لئے تیکھے کے گرد لپیٹی گئی روئی مراد عبادت' نیک اعمال- کاں: مراد شیطان- ڈو ڈو: کوا اڑانے کے لئے بول- پیا: محبوب' مُرشد- ضربان: ضرب کی جمع چوٹ' چوٹیں- جرنی ہاں: برداشت کرتی ہوں- شگوفہ: ان کھلا پھول- اِکّو الف: مراد وحدانیت' ذات باری تعالیٰ- دن دن: دن بدن- قول: بچن' وعدہ- تکرار: بحث و مباحث' اصرار' کوئی کام بار بار کرنا۔

ترجمہ:

1- سید "بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔ اے میری ماں (شریعت) اب میں مرا کہ مرا۔ کیونکہ شیطان نے میری عبادت کے تمام ذرائع اور وسائل ختم کر ڈالے ہیں۔ میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ اس نے ہی مجھے اپنے وطن (اصل) سے دور کرایا ہے۔

2- میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔ مجھے میرے ذرائع اور وسائل سے دے دو! میں اسے پیا کا واسطہ دیتا ہوں۔ میں اب اُس کی چوٹیں سہہ رہا ہوں جس نے مجھے میرے محبوب سے دور کرا دیا ہے۔

3- میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔ اب مجھے شور وغل اچھا نہیں لگتا۔ کیونکہ میرے گھر میں اک اور ہی شگوفہ کھل چکا ہے۔ میں وحدانیت کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ مجھے میرے مُرشد نے صرف ایک الف ہی پڑھایا ہے۔

4- میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔ اب مجھے مجنوں مت کہو۔ کیونکہ میں دن بدن لیلیٰ ہوتا جارہا ہوں۔ اب میرا محبوب اس میں قیام کرے تو تب بات بنتی ہے کہ میں نے اپنے تن بدن کو بنگلہ بنالیا ہے۔

5- میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔ اے "بُلھے شاہ" اب میرا محبوب مجھ پر ہزار عنایت کرے تو پھربات ہے اور پھر اُس کا وعدہ بھی یہی ہے اور میری بھی اب یہی تکرار ہے۔ اس نے پردے میں تہہ ڈال لی ہے۔ میرے محبوب نے پردے میں خود ہی تہہ ڈالی ہے اور اس نے خود ہی ملاپ کرایا ہے۔

Scanned with CamScanner

(149) ویکھو نی پیارا مینوں!

ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا
میں سوئی مُٹھی آں
میں وانگ زلیخا کُٹھی آں
چا عشق نے میں پُھٹی آں
میرا بند بند ہل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا
میں سیانیاں سبھ بُلائیاں
میں اونسیاں سبھ پوائیاں
جواب دِتا نیں نجومیاں
میرے نیناں نیر اُچھل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا
نیڑے کیوں نہیں آئیدا
سانوں دُوروں نہیں دِکھلائیدا
نظارے توں ڈرائیدا
کوہ طور پہاڑ جل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا
پیا نے نین بان لا کے
بر ہوں سوں چھچھا کے
فرہاد کوہ کٹا کے
شیریں سوں رل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا
بلھا آپ نوں لبھائیدا
شوہ عنایت ہے پائیدا

نیڑے ہی پچھتابیدا

بُلھا آج شوہ مل گیا

ویکھو نی پیارا مینوں سُفنے میں چھل گیا

مشکل الفاظ و معنی:

پیارا: پریتم، محبوب۔ سفنا: خواب۔ چھل: فریب، جھانسا۔ مٹھی: لٹی ہوئی۔ کٹھی: ماری ہوئی۔ پھٹی: زخمی۔ بند بند: جوڑ جوڑ۔ اوتسیاں: وہ لکیریں جو کسی کام کے بارے میں ڈال کر شگن لیتے ہیں۔ نینیں: آنکھوں میں۔ نیر اچھل گیا: پانی آگیا، آنکھیں رونے لگیں۔ نیڑے: نزدیک۔ نین بان: آنکھوں کے تیر۔ سوں: سے۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔ میں سویا ہوا تھا اور مجھے لوٹ لیا اور زلیخا کی مانند مجھے مار ڈالا۔ عشق نے مجھے کچھ اس طرح زخمی کر ڈالا کہ میرا جوڑ جوڑ ہلا کے رکھ دیا۔

2- دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔ میں نے بڑے سیانوں کو بلایا اور بڑے شگون بھی لئے۔ لیکن نجومیوں نے مجھے جواب دے دیا اور میری آنکھیں رونے لگیں۔

3- دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔ اے میرے محبوب تو نزدیک کیوں نہیں آتا تو دور دور سے ہی اپنا جلوہ کیوں دکھاتا ہے۔ تو نے اپنے روپ کے نظارے سے ڈرایا تو کوہ طور پہاڑ جل کر کوئلہ ہو گیا۔

4- دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔ میرا محبوب حقیقی اپنے نینوں کے تیر چلا کر جدائی سے چھپا کر اور فرہاد سے پہاڑ کٹوا کر شیریں سے مل گیا۔

5- دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔ اے بُلھے شاہ" اپنے آپ کو ڈھونڈ لینا ہی گویا محبوب مُرشد عنایت کو پا لینا ہے۔ پچھتانا بھی نزدیک ہی ہے اے بلھے شاہ" آج محبوب (مُرشد) مل گیا ہے۔ دیکھو اے میرے دوستو! میرا محبوب مجھے خواب میں آکر فریب دے گیا۔

Scanned with CamScanner

(150) ویکھونی شوہ عنایتؒ سائیں

ویکھو نی شوہ عنایت سائیں میں نال کردا کیویں ادائیں
کدی آوے کدی آوے ناہیں
رتیوں رتیوں مینوں بھڑکن بھاہیں
نام اللہ پیغام سنائیں
مکھ ویکھن نوں نہ ترسائیں
ویکھو نی شوہ عنایتؒ سائیں میں نال کردا کیویں ادائیں
بلھا شوہ کیہی لائی مینوں
رات ہنیر اٹھ ٹر دی نئیں نوں
جس اوجھڑ توں سبھ کوئی ڈردا
سو میں ڈھونڈاں چائیں چائیں
ویکھو نی شوہ عنایتؒ سائیں میں نال کردا کیویں ادائیں

مشکل الفاظ و معنی: شوہ عنایت سائیں: مُرشد و مالک شاہ عنایت قادری، سید بُلھے شاہؒ کے مُرشد۔ ادائیں: ناز و ادا۔ تیوں تیوں: تب تب، جوں جوں۔ بھاہیں: بھا کی جمع آگ۔ نیں: ندی۔ اوجھڑ: جھاڑیاں، جنگل، بیلا، جھاڑ بوٹے جہاں سے گزرنا مشکل ہو۔ چائیں چائیں: شوق و ذوق سے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ دیکھو اے میرے دوستو میرا محبوب مُرشد عنایت سائیں مجھے کیا کیا ناز و ادا کر رہا ہے۔ کبھی وہ آتا ہے اور کبھی وہ نہیں آتا۔ جوں جوں میرے سینے میں آگ بھڑکے تو اللہ کا واسطہ ہے اُسے میرا پیغام ضرور سنانا کہ وہ مجھے اپنا مکھ دیکھنے سے نہ ترسائے۔

دیکھو اے میرے دوستو میرا محبوب مُرشد عنایتؒ سائیں مجھ سے کیا کیا ناز و ادا کر رہا ہے۔ اے بلھے شاہؒ محبوب نے مجھے کیسی آگ لگا دی ہے کہ اندھیری رات میں بھی میں ندی کی طرف اٹھ چلتا ہوں۔ جس جنگل بیلے سے ہر کوئی ڈرتا ہے میں اسے بڑے ذوق و شوق سے ڈھونڈتا ہوں۔ دیکھو اے میرے دوستو میرا محبوب مُرشد عنایت سائیں مجھ سے کیا کیا ناز و ادا کر رہا ہے۔

(151) ویکھو نی کیہہ کر گیا ماہی

ویکھو نی کیہہ کر گیا ماہی لَے دیکے دِل ہو گیا راہی
رَہو عِشقا کیہہ کریں اَکھاڑے
شاہ منصورؒ سُولی تے چاڑھے
آن بَنی جد نال اَساڈے
بُلّھے مُونہہ توں لوئی لاہی
ویکھو نی کیہہ کر گیا ماہی لَے دیکے دِل ہو گیا راہی
بُلّھا شَوہ دے عِشق رَنجانی
ڈَنگی آں میں کِسے نانگ ایانی
اَج اُجو کی پَریت نہ جانی
لَگی روز اَزل دی آہی
ویکھو نی کیہہ کر گیا ماہی لَے دیکے دِل ہو گیا راہی

مشکل الفاظ و معنی: ماہی: ماہ سے، محبوب۔ راہی: مسافر۔ اکھاڑے: اکھاڑا، کشتی لڑنے کی جگہ، لڑائی جھگڑے کا میدان۔ شاہ منصور: منصور ابن حلاجؒ۔ اساڈے: ہمارے۔ لوئی: کمبل۔ رَنجانی: رَنجیدہ۔ نانگ: ناگ۔ ایانی: کم سن، نا سمجھ۔ اجو کی: آج کی۔ پریت: محبت، پیت۔ جانی: سمجھی۔ روز ازل: پہلے روز سے، جب سے کائنات وجود میں آئی۔ آہی: تھی۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ دیکھو اے میرے دوست کہ میرا محبوب میرے ساتھ کیا کر گیا ہے۔ وہ میرا دل لے کر مسافر ہو چکا ہے۔ رہو رہو اے عشق تو مجھ سے کیا لڑائی جھگڑا کر رہا ہے۔ شاہ منصور کو تو نے دار پر چڑھا دیا اور جب مجھ پر آن بنی تو بلّھے شاہؒ نے اپنے مونہہ سے نقاب اُتار ڈالا یعنی شرم دور کر ڈالی۔

دیکھو اے میرے دوست کہ میرا محبوب میرے ساتھ کیا کر گیا ہے۔ وہ میرا دل لیکر مسافر ہو چکا ہے۔ اے بُلّھے شاہؒ میں محبوب کے عشق کا رنجیدہ (ستایا ہوا) ہوں۔ مجھ نا سمجھ کو کسی ناگ نے ڈس لیا ہے۔ اس محبت کو میں نے کوئی آج ہی نہیں جانا بلکہ روز ازل سے ہی میں محبت کر رہا ہوں۔ دیکھو اے میرے دوست کہ میرا محبوب میرے ساتھ کیا کر گیا ہے۔ وہ میرا دل لے کر مسافر ہو چکا ہے۔

(152) ہندو نہ نہیں مسلمان

ہندو نہ نہیں مسلمان
بیٹھے ترنجن، تج ابھمان
سُنّی نہ، نہیں ہم شیعہ!
صُلح کُل کا مارگ لیا
بُھکھے نہ، نہیں ہم رجّے
ننگے نہ، نہیں ہم کجّے
روندے نہ، نہیں ہم ہسدے
اُجڑے نہ، نہیں ہم وسدے
پاپی نہ، سُدھر می ناں
پاپ پُن کی راہ نہ جاں
بُلّھے شاہ" جو ہر چت لاگے
ہندو تُرک دوجن تیاگے

مشکل الفاظ و معنی: ترنجن: چرخہ کاتنے کی مجلس، پیار محبت سے رہنا۔ تج: چھوڑ۔ ابھمان: غرور، تکبر۔ مارگ لیا: راستہ اپنایا، پسند قبول کیا۔ رجے: سیر ہوئے۔ کجے: باپردہ ہوئے۔ پاپی: گنہگار۔ سُدھری: مذہب کا پابند۔ پاپ: گناہ۔ پن: نیکی۔ ہر: محبوب، خدا۔ چت لاگے: دل کو پسند آئے۔ تیاگے: ترک کر دے، چھوڑ دے۔ ترک: بہادر، جنگجو مراد مسلمان۔ دوجن دوجا: دونوں کو ہی۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے انسان تو ہندو بن نہ مسلمان بس پیار محبت کی محفل میں بیٹھ اور تکبر و غرور کو چھوڑ دے۔

-2 نہ تو میں شیعہ ہوں اور نہ ہی سنی ہوں۔ میں نے تو صلح کل کا راستہ اپنا رکھا ہے اور یہی میرا مذہب ہے۔

-3 میں بھوکا ہوں اور نہ ہی سیر ہوا ہوں۔ نہ ہی ننگا ہوں اور نہ ہی میں لباس سے ڈھکا ہوا ہوں یعنی میری حیثیت کچھ بھی نہیں۔

-4 نہ تو میں روتا ہوں اور نہ ہی ہنستا ہوں۔ میں اُجڑا ہوا ہوں اور نہ ہی آباد ہوں۔

-5 میں گنہگار ہوں اور نہ ہی کسی مذہب کا پابند ہوں۔ میں گناہ اور نیکی کے راستوں سے ناواقف ہوں۔

-6 اے بلّھے شاہ" جو محبوب (خدا) کو پسند کرتا ہے یا جسے محبوب چاہتا ہے وہ ہندو اور مسلمان دونوں کو یہ چھوڑ دیتا ہے۔

(153) ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

کِتے مُلّاں بانگ بُلیندے ہو کِتے سُنت فرض دسیندے ہو
کِتے رام دُہائی دیندے ہو کِتے متھے تِلک لگائیدا
ہن کس تھیں آپ چھپائیدا

"مَیں" میری ہے کہ تیری ہے ایہہ انت بھسم دی ڈھیری ہے
ایہہ ڈھیری پیا نے گھیری ہے ڈھیری نوں ناچ نچائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

کتے بنیسر چوڑا پاؤ گے کِتے جوڑا پا ہنڈاؤ گے
کِتے آدم حوّا بن آؤ گے کدی میتھوں بی بھُل جائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

باہر ظاہر ڈیرا پایو آپے ڈھوں ڈھوں ڈھول وجایو
جگ تے اپنا آپ جتایو پھر عبداللہ دے گھر وھائیدا
ہن کس تھیں آپ چھپائیدا

جو بھال تُساڈی کردا ہے مویاں توں اگے مردا ہے
مویاں بھی تیتھوں ڈردا ہے رمت مویاں موڑ کو ہائیڈا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

بندرا بن میں گوّاں چراوے لنکا چڑھ کے ناد وجاوے
مکّے دا بن حاجی آوے واہوا رنگ وٹائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

منصور" تُساں تے آیا ہے تُساں سُولی تے پکڑ چڑھایا ہے
میرا بھائی بابل جایا ہے دیو خون بہا میرے بھائی دا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

تُسیں سبھنیں بھیسیں تھیندے او مینوں ہر جا تُسیں دسیندے او

مدھ آپے' آپے پینڈے او آپے کو آپ چھکائیدا
ہُن کس تھیں آپ چھپائیدا

مشکل الفاظ و معنیٰ: تھیں: سے- بانگ: آواز' اذان کی آواز- بلیندے ہو: بلاتے ہو- دیسندے ہو: نظر آتے ہو- رام دہائی: فریاد و فغاں- تلک: بندی' ٹشقا' ماتھے پر بندی کا نشان- میں: اپنا آپ' خودی- انت: آخر- بھسم: راکھ' مٹی- پیا: محبوب- ڈھیری: مراد انسانی جسم- بنیسر: ایک قسم کی نتھ- ڈھوں ڈھوں: ڈم ڈم' ڈھول کی آواز- عبداللہ: سید بلھے شاہ" کا اصل نام- دھائیدا: حملہ کرنا' آنا- بھال: تلاش' جستجو- مویاں تو اگے مرداہے: مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اشارہ ہے موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرجاؤ مرنے سے پہلے- مت مویاں موڑ مکائیدا: مرنے کے بعد شاید ان کو دوبارہ مار دے- بندرابن: جمنا ندی کے کنارے متھرا ضلع میں ایک جنگل جہاں سری کرشن نے جنم لیا اور گائے چراتے رہے- گئواں: گائے کی جمع- لنکا: سری لنکا' بھارت کے جنوب میں بحرِ ہند میں ایک جزیرہ' راجا راون جہاں کا حکمران تھا جو سیتا کو اغوا کر کے لے گیا تھا- ناد: سنکھ- رنگ وٹاتا: رنگ بدلنا- بابل: باپ- خون بہا: قاتل کا شرعی طور پر مقتول کی وارثوں کو اس کی خون کی قیمت ادا کرنا- جایا: پیدا کیا- تھیندے ہو: ہوتے ہو- دسیندے ہو: بتاتے ہو- مدھ: شراب- چھکائیدا: کھینچا جاتا ہے' کشش ہوتی ہے-

ترجمہ: سید بلھے شاہ" نے اپنی اس کافی میں انسان' کائنات اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو بیان کیا ہے اور کائنات کے ان تمام مظاہر کو ایک وحدت قرار دیا ہے- یعنی ان کے نزدیک مُلاں' قاضی' پنڈت' واعظ حتیٰ کہ شراب اور شراب پینے والے بھی کثرت کے ہی روپ ہیں اور وہ ان سب کو حقیقت واحدہ کے متنوع بہروپ ہی گردانتے ہیں- اس لئے سید بلھے شاہ" اپنے محبوب حقیقی سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ

1- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ کہیں مُلاں کی بانگ میں بلاتے ہو اور کہیں سنت اور فرض میں نظر آتے ہو- کہیں فریاد و فغاں کرتے ہو اور کہیں ماتھے پر تلک لگایا جارہا ہے- گویا یہ سب روپ تمہارے ہی ہیں-

2- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ یہ "میں" (وجود) میری ہے کہ یا تمہاری ہے- یہ تو آخر ایک مٹی کی ڈھیری ہے- (کیونکہ اس نے آخر خاک میں مل کر خاک ہی ہونا ہے) گویا مٹی کو یہ ناچ نچایا جارہا ہے-

3- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ کبھی بینسر (نتھ) چوڑا پاتے ہو اور کہیں نئے کپڑے پہن لیتے ہو- کبھی آدم حوا بن کر آجاتے ہو اور کبھی مجھے بھی تم بھول جاتے ہو- یعنی نت نیا بہروپ بدلتے ہو-

4- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ہر جگہ تیرا ہی ٹھکانہ ہے اور تم خود ہی ہر جگہ پر ڈھول بجاتے ہو اور دنیا جہان میں اپنی مشہوری کرتے ہو- اپنا آپ جتلاتے ہو اور پھر عبداللہ (بلھے شاہ") کے گھر کی طرف ہلہ بول دیتے ہو-

5- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ جو تمہاری جستجو کرتا ہے گویا وہ مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے لیکن وہ خود کو مار کر بھی تجھ سے ڈرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرے ہوؤں کو پھر دوبارہ نہ مار ڈالے-

6- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ کہیں وہ بندرا بن میں گائے چراتا ہے اور کہیں لنکا پر چڑھ کر ناد بجاتا ہے- کہیں مکے کا حاجی بن کر آجاتا ہے- گویا اس نے خوب بہروپ بنا رکھا ہے' وہ خوب بھیس بدلتا ہے-

Scanned with CamScanner

7- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جا رہا ہے؟ منصورؒ کا دل تجھ پر آیا ہے اور تو نے اسے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا ہے۔ وہ میرا بھائی تھا اور بابل (باپ) تھا۔ اس کے خون کا خون بہا ادا کرو!

8- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جا رہا ہے؟ تو جس بھیس (روپ) میں ہو تو ہی ہوتا ہے اور ہر جگہ پر مجھے تو ہی نظر آتا ہے تو خود ہی شراب ہے اور خود ہی پیتا ہے۔ تو اپنے آپ کی آپ ہی کشش رکھتا ہے۔

ہُن پاس تُساڈے وَسّاں گی نہ بیدل ہو کے نسّاں گی
سبھ بھیت تُساڈے دَسّاں گی کیوں مینوں اَنگ نہ لائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

وَاہ جِس پر کرم اَویہا ہے تحقیق اوہ بھی تیں جیہا ہے
سچ صحیح رَوایت ایہا ہے تیری نظر مہر تَر جائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

وِچ بھانبڑ باغ لَوائیدا جیہڑا وِچوں آپ وَکھائیدا
جاں اَلفوں اَحد بَنائیدا تاں باطن کیا بتلائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

بیلی اللہ وَالی مالک ہو! تُسیں آپے آپنے سالِک ہو
آپے خَلقت آپے خالِق ہو آپے اَمر معرُوف کرائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

کِدھرے چور ہو کِدھرے قاضی ہو کِتے مِنبر تے بہہ واعظی ہو
کِتے تیغ بَہادر غازی ہو آپے پَر کٹک چڑھائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

آپے یُوسف قَید کرایو یُونس مچھلی تُوں رنگلایو
صَابر کِیڑے گھت بَہایو پھر اوہناں تَخت چڑھائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

بُلّھا ہُن صحیح سُنجھاتے ہو ہَر صُورت نال پچھاتے ہو
کِتے آتے ہو کِتے جاتے ہو ہُن میتھوں بھُل نہ جائیدا
ہُن کِس تھیں آپ چھُپائیدا

بُلھا مَیں شوہ وَل مائل ہاں جھب کرو عنایت ” سائل ہاں
اِیہہ سائل کیہہ؟ میں گھائل ہاں گھائل تُوں آپ چُھپائیدا
ہُن کِس تِھیں آپ چُھپائیدا

تساڈے: تمہارے۔ بیدل: بے حوصلہ' عاشق۔ انگ: جسم۔ اویہا: یہ' یہی' ایسا۔ جیہا: جیسا۔ ایہا: یہی۔ مہر: محبت۔ الفوں: الف سے مراد اللہ تعالیٰ۔ احد: ایک' وحدانیت' بھلائی کا حکم۔ باطن: ظاہر کی ضد' خفیہ' پوشیدہ۔ مالک: تصوف کی منزل سلوک کی راہ کا مسافر' امر معروف۔ تیغ بہادر: تلوار کا دھنی۔ کٹک: لشکر۔ گھت: ڈال۔ سنجھاتے: پہچانے۔ مائل: راغب' متوجہ۔ سائل: سوال کرنے والا' سوالی۔ گھائل: زخمی۔

9- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ اب میں تمہارے پاس ہی رہوں گا اور کبھی بھی بے دل ہو کر نہ بھاگوں گا اور تمہارے تمام بھید لوگوں کو بتاؤں گا۔ جو جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے وہ سب آشکار کر دوں گا۔ مجھے کیوں تم اپنے ساتھ نہیں لگاتے ہو؟

10- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ واہ کیا کہنے کہ جس پر تمہارا یہ کرم ہے اور یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ وہ بھی تیرے ہی جیسا ہے اور یہ مصدقہ روایت ہے کہ اگر تیری مہر کی نظر ہو تو بیڑا پار ہو جائے۔

11- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ بھانبڑ (کثرت) میں باغ (وحدت کا) لگایا جاتا ہے اور اس میں سے وہ اپنا آپ دکھاتا ہے۔ جس طرح کہ الف سے احد بنایا جاتا ہے تو باطن کے متعلق میں کیا بتاؤں؟

12- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ تمہارا اللہ مددگار اور مالک ہو تم آپ خود ہی اپنے مالک ہو اور تم خود ہی اس ساری دنیا کے خالق ہو اور خود ہی بھلائی کا حکم دیتے ہو اور سب کچھ تمہی کرتے ہو۔

13- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ کہیں تم چور ہو اور کہیں قاضی ہو! کہیں منبر پر بیٹھ کر واعظ کرتے نظر آتے ہو اور کہیں تلوار کے دھنی ہو کر غازی دکھائی دیتے ہو۔ گویا اپنے آپ ہی لشکر کشی کرتے ہو۔

14- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ تم آپ ہی حضرت یوسفؑ کو قید کروا ڈالتے ہو اور حضرت یونسؑ کو مچھلی سے نگلوا دیتے ہو۔ حضرت ایوب صابرؑ میں کیڑے ڈلوا دیئے اور پھر ان کو تخت پر چڑھا دیا جاتا ہے۔

15- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ اے بلھے شاہؒ اب تم نے درست جانا ہے اور ہر صورت کو پہچان لیا ہے۔ کہاں آتے ہو اور کہاں جاتے ہو۔ اب میں یہ سب کچھ کبھی بھول نہیں سکتا۔ اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟

16- اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟ اے بلھے شاہؒ میں اپنے محبوب (مُرشد) کی جانب مائل ہوں۔ جلدی سے نظر عنایت کیجئے کہ میں سائل ہوں۔ سائل تو کیا بلکہ گھائل ہوں اور گھائل سے اپنا آپ چھپاتے ہو؟ اب یہ کس سے اپنا آپ چھپایا جارہا ہے؟

(154) ہُن میں لِکھیا سوہنا یار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار ، جس دے حُسن دا گرم بازار

جُد آحد اِک اَکلّا سی
نہ ظاہر کوئی تجلّی سی
نہ رَب رسُول ﷺ نہ اَللہ سی
نہ جبّار تے نہ قہّار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار ، جس دے حُسن دا گرم بازار

بے چُون بے چگُو نہ سی
بے شبیہ بے نمُونہ سی
نہ کوئی رَنگ نمُونہ سی
ہُن ہویا گونا گُون ہزار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار ، جس دے حُسن دا گرم بازار

پیارا پہن پوشاکاں آیا
آدم اَپنّا نام دَھرایا
اَحد توں بَن احمد ﷺ آیا
اوہ نبیاّں دا سَردار

مشکل الفاظ و معنی:

گرم بازار: بازار کی تیزی۔ احد: واحد، اکیلا۔ تجلی: روشنی، نور، اظہار۔ جبار: زبردست۔ قہار: قہر کرنے والا۔ بے جون: بے مثل۔ بے چگونہ: کیسے اور کیونکر کے ماسوا۔ شبیہ: شکل و صورت۔ بے نمونہ: بے مثال۔ گوناگوں: مختلف قسم، مختلف النوع، رنگا رنگ۔ پوشاکاں: لباس۔

ترجمہ:

1- سید بُلّھے شاہؒ کی اس کافی کا موضوع یہ ہے کہ کائنات کی آفرینش سے قبل حقیقت واحد غیر شبیہ و غیر مرئی تھی لیکن بعدازاں جب "کُن" کہا گیا تو کائنات آشکار ہوئی اور قسم قسم کی اشیائے مرئی کو وجود حاصل ہو گیا جس سے حسن کو گرم بازاری ملی۔ مطلب یہ کہ حسن کی یہ تمام رنگا رنگی اس ذات واحد کا ہی پرتو ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں

کہ اب میں نے اس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ جب اُس کی ذات باری تن تنہا تھی تو اُس کی تجلی کا کوئی کہیں اظہار نہ تھا۔ یعنی نہ تو کہیں خدا تھا اور نہ ہی رسول ﷺ اور نہ ہی کہیں جبّار و قہّار تھا۔

2- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ وہ بے مثل و بے مثال تھا اور، بے شبیہ و بے صورت تھا۔ اس کا کوئی رنگ و روپ نہ تھا لیکن اب وہ قسم قسم کی ہزاروں مختلف شکلوں اور صورتوں میں ظاہر ہو چکا ہے۔ یعنی کائنات جو وجود میں آگئی اور متنوع قسم کی اشیاء کو وجود مل گیا۔

3- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ یہ ہمارا پیارا محبوب حقیقی ہے کہ جو لباس بدل کر آیا اور اس نے اپنا نام آدم رکھ لیا۔ احد (اللہ) سے پھر وہ احمد (نبی کریم ﷺ) بن گیا اور تمام انبیاء کا سردار ہوا۔

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار جِس دے حُسن دا گرم بازار

کُن کہیا فیکون کہایا
بے چُونی سے چُون بنایا
اَحد دے وِچ میم رلایا
تاں کیتا ایڈ پسار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار جِس دے حُسن دا گرم بازار

تجوں مسیت تجوں بُت خانہ
برتی رہاں نہ روزہ جاناں
بُھلا وضو نماز دوگانہ
تَیں پر جان کراں نثار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار جِس دے حسن دا گرم بازار

پیر پیغمبر اُس دے بَردے
انس ملائک سجدے کردے
سر قدماں دے اُتے دھر دے
سبھ توں وڈی اوہ سرکار

ہُن میں لِکھیا سوہنا یار جِس دے حُسن دا گرم بازار

جو کوئی اُس نُوں لِکھیا چاہے
باجھ وَسیلے لِکھیا نہ جائے
شَاہ عنایت ؒ بھیت بَتائے
تاں ہی کُھلّے سُبھ اَسرار
ہُن میں لِکھیا سوہنا یار جس دے حُسن دا گرم بازار

کُن: ہوجا- فیکون: ہوگیا- احد دے وچ میم رلایا: احد میں اگر میم ملا دی جائے تو احمد بن جاتا ہے جس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے- تاہینوں: اسی لئے- اینڈ پسار: اس قدر پھیلاؤ' وسعت- تجوں: ترک کردوں' چھوڑ دوں- برتی: برت رکھنے والا' ہندوؤں کا ایک قسم کا روزہ جس میں اناج کھانا منع ہے- تیں: تجھ- بردے: غلام' نوکر- انس: انسان- ملائک: فرشتے- بھیت: بھید- لکھیا چاہے: ملنا چاہے- اسرار: راز' بھید-

4- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ اُس نے کُن (ہو جا) کہا تو فیکون (ہو گیا) کہلوایا۔ وہ بے مثل تھا اور اُس نے اپنی مثال پیدا کی اور احد میں میم ملا دی (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور جدا کر کے نبی کریم ﷺ کا نور پیدا کیا) اور اس لئے یہ تمام کائنات وجود میں آئی۔ لولاك لما خلقت الافلاك اس کی واضح دلیل ہے۔

5- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ میں مسجد کو چھوڑ دوں اور بت خانہ بھی چھوڑ دوں میں برتی رہوں اور نہ روزے کو جانوں مجھے وضو نماز اور دوگانہ سب کچھ بھول گیا ہے۔ میں تو اے میرے محبوب حقیقی تجھ پر قربان کرنا چاہتا ہوں۔

6- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ یہ پیر پیغمبر سب اس کے ہی غلام ہیں اور انسان اور فرشتے اس کو سجدہ کرتے ہیں اور اپنے سر اُس کے قدموں میں رکھتے ہیں کہ وہی سب سے بڑی سرکار ہے۔

7- اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔ جو کوئی اُس سے ملنا چاہے وسیلے کے بغیر نہیں مل سکتا۔ یہ راز کی بات مجھے میرے مُرشد شاہ عنایت قادری ؒ نے بتائی ہے اور تبھی مجھ پر یہ راز کی باتیں کھلی ہیں۔ اب میں نے اُس سوہنے یار کا نام لکھا ہے کہ جس کے حسن کی یہ گرم بازاری ہے۔

Scanned with CamScanner

(155) ہُن مینوں کون پچھانے!

ہُن مینُوں کون پچھانے، ہُن میں ہو گئی نی کجھ ہور

ہادی مینُوں سبق پڑھایا اوتھے غیر نہ آیا جایا
مُطلق ذات جمال وِکھایا وحدت پایا نی شور

ہُن مینُوں کون پچھانے، ہُن میں ہو گئی نی کجھ ہور

اوّل ہو کے لامکانی! ظاہر باطن وسدا جانی
رہیا نہ میرا نام نشانی مِٹ گیا جھگڑا شور

ہُن مینُوں کون پچھانے، ہُن میں ہو گئی نی کجھ ہور

پیارا آپ جمال وکھالے مست قلندر ہوں متوالے
ہنساں دے ہُن ویکھ کے چالے بُلھا کانگاں دِی بُھل گئی ٹور

ہُن مینُوں کون پچھانے، ہُن میں ہو گئی نی کجھ ہور

مشکل الفاظ و معنی: ہادی: رہبر، راستہ بتانے والا، مُرشد۔ مطلق: پورا، آزاد، بے قید، مکمل، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام۔ ذات جمال: ذات باری تعالیٰ کا حسن و جمال۔ وحدت: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت۔ لامکانی: جس کا کوئی مکان نہ ہو، ذات باری تعالیٰ۔ ظاہر باطن: پوشیدہ، و آشکار۔ جانی: جان جاں، محبوب، دوست۔ جمال: حسن، روپ۔ متوالے: مست و بے خود۔ ہنس: پانی کا ایک جانور جو بطخ جیسا ہوتا ہے۔ کانگاں / کانگ: کاگ، کوا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اب مجھے کون پہچانے کہ اب میں کچھ اور کا اور ہی ہو گیا ہوں۔ میرے مُرشد نے مجھے یہ سبق پڑھایا ہے کہ وہاں کو آنے جانے کا دخل حاصل نہیں۔ اُس نے اپنی مطلق ذات کا جمال دکھایا اور اس کی وحدانیت نے دنیا میں دھوم مچا دی۔

اب مجھے کون پہچانے کہ اب میں کچھ اور کا اور ہی ہو گیا ہوں۔ وہ اول ہوتے ہوئے بھی لامکانی ہے اور وہ ظاہر باطن دکھائی دیتا ہے۔ لیکن جب اس کی تلاش میں میرا نام و نشان مٹ گیا تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو گئے۔

اب مجھے کون پہچانے کہ اب میں کچھ اور کا اور ہی ہو گیا ہوں۔ وہ محبوب پیارا اپنا آپ ہی جمال دکھاتا ہے اور اس کا جمال دیکھنے والے مست قلندر اور متوالے ہو جاتے ہیں۔ اے بُلھے شاہؒ اصل پیروں اور بزرگوں کی تم چال دیکھ کر کوؤں (جعلی پیروں) کو اپنی چال بھول گئی ہے۔ اب مجھے کون پہچانے کہ اب میں کچھ اور کا اور ہی ہو گیا ہوں۔

(156) ہورِی کھیلوں گی!

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

نام نبی کی رتن چڑھی، بوند پڑی اِلّا اللّٰہ
رنگ رنگیلی اُوہی کھلاوے، جو سکھی ہوئے فنا فی اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

الست بربکم پیتم بولے، سبھ سکھیاں نے گھونگٹ کھولے
قالوا بلٰی ہی یُوں کر بولے، لا الٰہ اِلا اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

نحن اقرب کی بنسی بجائی من عرف نفسہ کی کوک سنائی
فثم وجہ اللّٰہ کی دھوم مچائی، وِچ دربار رسول ﷺ اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

ہاتھ جوڑ کر پاؤں پڑوں گی، عاجز ہو کر بنتی کروں گی
جھگڑا کر بھر جھولی لوں گی، نور محمد صلی اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

فاذکرونی کی ہورِی بناؤں، وشکرولی پیا کو رجھاؤں
ایسے پیا کے میں بل بل جاؤں، کیسا پیا سبحان اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

صبغۃ اللّٰہ کی بھر پچکاری، اَللّٰہ الصمد پیا مونہہ پر ماری
نور نبی ﷺ دا حق سے جاری، نور محمد صلی اللّٰہ
بلھا شوہ دی دھوم مچی ہے لا الٰہ اِلا اللّٰہ

ہورِی کھیلوں گی کہہ کر بسم اللّٰہ

مشکل الفاظ و معنی: ہورِی: ہولی، ہندوؤں کا تہوار جس میں ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے۔ الست بربکم: کیا میں تمہارا رب نہیں۔ رتن: رنگت۔ الا اللّٰہ: مگر اللّٰہ ہے۔ کھلاوے، کھلے: نمایاں ہو۔ فنا فی اللّٰہ: اللّٰہ کے عشق میں فنا ہو جانا۔

پتیم: محبوب۔ سکھیاں: سہیلیاں، ہجولیاں۔ گھنگٹ: گھونگٹ، پردہ، نقاب۔ قالوابلٰی: کہا کہ ہاں (بَلٰی: کیوں نہیں)۔ لا الٰہ الا اللہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ نحن اقرب: نحن اقرب الیه من حبل الورید یعنی ہم انسان کی شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔ (القرآن) من عرف نفسه: من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ فثم وجه اللّٰه: اُدھر اللہ تعالیٰ کا چہرہ پاؤ گے۔ فاذکرونی: پس تم اگر مجھے یاد کرو گے۔ وشکرولی: پس شکر ہے میرے لئے۔ صبغة اللّٰه: اللہ تعالیٰ کا رنگ، اللہ کا پرچھاواں (ملما)۔ اللہ الصمد: اللہ بے نیاز ہے۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ نبی ﷺ رنگت چڑھی ہے اور الا اللہ کی بوند ٹپکی ہے۔ وہی رنگ رنگیلا کھل رہا ہے جو دوست فنا فی اللہ ہو رہا ہے۔

2- میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ ہمارے محبوب حقیقی نے الست بربکم کہا اور سب دوستوں نے اپنے پردے اُٹھالئے اور میں نے قالوابلی کہہ کر کہا کہ لا الٰہ الا اللہ!

3- میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ اُس نے نحن اقرب کی بانسری بجائی اور من عرف نفسه کی آواز سنائی۔ فثم وجه اللّٰه کی دھوم مچائی۔ رسول کریم ﷺ کے دربار میں۔

4- میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ میں ہاتھ جوڑ کر پاؤں پڑوں گا اور نہایت عاجزی سے عرض کروں گا اور جھگڑا کر کے نبی کریم ﷺ کے نور سے اپنی جھولی بھرلوں گا۔

5- میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ میں فاذکرونی کی ہولی بنا کر وشکرولی اپنے محبوب کو لبھاؤں گا۔ میں ایسے محبوب کے تصدق ہو ہو جاؤں کہ میرا محبوب کیا محبوب ہے سبحان اللہ!

6- میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔ صبغة اللّٰه کی پچکاری بھر کر میں نے اللہ الصمد محبوب کے منہ پر مار دی اور حق سے نبی کریم ﷺ کا نور جاری ہوا۔ اے بُلھے شاہ" محبوب حقیقی کی ہر طرف دھوم مچی ہے لا الٰہ الا اللہ۔ میں اللہ کا نام لے کر ہولی کھیلوں گا۔

اٹھوارہ

پھنگھر وار

پھنگھر وار آتاولے، ویکھ سجن دی سو
اساں مڑ گھر نہ آونا، جو ہونی ہوگ سو ہو

وا ہوا پھنگھر وار ڈہیلے
دکھ سجن دے میں دل پیلے
ڈھونڈاں اوجھڑ جنگل بیلے
ادھڑی رین کولڑے ویلے
برہوں گھیری آں

کیہڑے ٹانگ تساڈیاں تانگھاں
راتیں ستڑے شیر الانگھاں
اچی چڑھکے کوکاں چانگھاں
سینے اندر رڑکن سانگاں
پیارے تیریاں

مشکل الفاظ و معنی: پھنگھر وار: ہفتہ، شنبہ۔ آتاولے: جلدباز۔ سو: جمال، آرائش، حسن۔ ڈہیلے: بہے۔ پیلے: کھسکا دیئے۔ ادھڑی رین: آدھی رات۔ کولڑے ویلے: غلط وقت۔ تانگھاں: انتظار، امید۔ ستڑے: سوئے ہوئے۔ الانگھاں: پھلانگ جاؤں۔ کوک: آواز، دردیلی آواز۔ چانگھاں: چیخیں، چیخ چہاڑا۔ سانگاں: نیزوں کی انیاں۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ کہتے ہیں کہ محبوب کے حسن و جمال سے جلد از جلد فیض اٹھالینا چاہئے کیونکہ زندگی کی فرصت ہی بہت کم ہے اور یہ فیض اٹھانے کے لئے چاہے گھربار چھوڑ کر بن باس کیوں نہ لینا پڑے۔

خوب ہفتہ وار ہے کہ اپنے محبوب کا دکھ میں نے اپنے اوپر سہا۔ میں اسے جنگل بیلے میں ڈھونڈ رہا ہوں۔ آدھی رات ہو چکی ہے اور وقت بڑا ناساز ہے۔ جدائی نے مجھے گھیر رکھا ہے۔

اے میرے محبوب یہ تیرا انتظار کیا ہے کہ میں راتوں کو سوئے ہوئے شیر پھلانگتا ہوں اور اونچی جگہ پر چڑھ کر چیخ و پکار کرتا ہوں کیونکہ میرے سینے میں تیرے نیزوں کی انیاں رڑکتی ہیں۔

اَیت وَار

اَیت وَار سَنبھلیت ہَیں، جو جو قدَم دَھرے
اوہ بھی عاشق نہ کہو، سر دَیندا عُذر کرے

اَیت اَیت وَار بھَایت
وِچوں جائے ہجر دی سَاعت!
میرے دُکھ دِی سُنے حِکاَیت
آء عنایت کرے ہَدایَت
تاں میں تاری آں

تیری یاری جیہی نہ یاری
تیرے پکڑ وِچھوڑے ماری
عِشق تساڈا قیامت سَاری
تاں مَیں ہوئی آں وَیدن بھاری
کر کجھ کاریاں

مشکل الفاظ و معنی: سنیت: سنبھل سنبھل کر۔ اوہ: وہ۔ عذر: تامل۔ ایت: آیا۔ بھایت: پسند آئے۔ حکایت: کہانی۔ تاری آں: تیرتی ہوں، کامیاب ہوتی ہوں۔ ویدن: تکلیف، مرض۔ بھاری: سخت۔ کاریاں: کام۔

ترجمہ: سید "بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ ایت وار کو سنبھل سنبھل کر جو کوئی بھی قدم رکھے لیکن اسے ہرگز عاشق نہیں کہنا چاہئے کہ جسے سر دینے میں تامل ہو۔

ایت وار بڑا پسند آیا ہے لیکن اس میں ہجر کی ساعت نہیں ہونی چاہئے۔ اے کاش کبھی وہ میرے دکھ کی بھی کہانی سننے آئے اور مجھ پر عنایت کرتے ہوئے ہدایت سے نوازے۔ تبھی میں کامیاب ہوتا ہوں۔

تیری دوستی جیسی کہیں دوستی نہیں ہے۔ لیکن مجھے تیرے وچھوڑے نے پکڑ کر مار ڈالا ہے۔ اے میرے محبوب تیرا عشق تو سارے کا سارا قیامت ہے۔ اسی لئے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ کچھ میرا بھی کرو!

سوم وَار

سوم وَار سی وَار ہے کیا' چَل چَل کرے پُکار
اَگّے لکھ کروڑ سہیلیاں' میں کِسدی پانی ہار

میں دُکھیاری دُکھ سَوار
رونا اَکھیّاں دا رُزگار
میری خبر نہ لَیندا یار
ہُن مَیں جاتا مَردی وار
مویاں نُوں مار دا
میری اوسے نال لڑائی
جِس نے مَینُوں بَرچھی لائی
سِینے اَندر بھاہ بھڑکائی
کَٹ کَٹ کھائے بِرہوں قَصائی
بِچھایا یار دا

مشکل الفاظ و معنی: سوم: تیسرا- وار: دن- سی وار ہے: تیسرا دن ہے- پانی ہار: کس کام کی' کوئی حیثیت نہیں- رُزگار: روزگار- بھاہ: آگ- برہوں: جدائی' وچھوڑا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ سوم وار تیسرا روز ہے کہ جو چل چل کر پکار کر رہا ہے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں کروڑوں ساتھی چلے گئے اور میری بھلا کیا حیثیت ہے؟ میں کس پانی ہار ہوں۔

میں وہ دکھی ہوں کہ جس پر دکھ کا غلبہ ہے اور میری آنکھوں کا رونا ہی اب میرا روزگار بن چکا ہے۔ میرے محبوب نے مجھے پوچھا تک نہیں ہے اور مجھے یہ مرتے وقت معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی مرتے ہوؤوں کو ہی مارتا ہے۔

میری اُس کے ساتھ ہی لڑائی ہے جس نے میرے سینے میں ہجر کی برچھی ماری ہے۔ میرے دل میں ایک آگ بھڑک رہی ہے اور ہجر کا قصاب مجھے کاٹ کاٹ کر کھائے جارہا ہے اور مجھے میرے محبوب نے جدائی کے دکھوں سے بری طرح پچھاڑ ڈالا ہے۔

Scanned with CamScanner

مَنگل وَار

منگل میں گل پانی ہاں، لُباں تے آون ہار
میں گھُمن گھیراں گھیری آں، اوہ ویکھے کھَلا کِنار

منگل بندی وَان دِلاں دے
بُڈھے شَوہ دریاوِیں جَانّدے
کپّر کَڑَک دُوپہریں کھَانّدے
وَل وَل غوطیاں دے مُنہ آندے
مارے یار دے
کَنّڈھے ویکھے کھَلا تَماشا
سَاڈی مرگ اُوہناں دا ہَاسا
دِل میرے وِچ آیا ساہَسا
ویکھاں دیسی کدُوں دِلاسا
نال پَیار دے

مشکل الفاظ و معنی: منگل میں گل پانی ہاں: مصیبت مول لیتی ہوں (ایک رنگ دار سوتی دھاگہ)، ایک زیور کا بھی نام ہے۔ آون ہار: محبوب خدا، محبوب۔ گھمن گھیر: گرداب، بھنور۔ کنار: کنارہ، کنارے پر۔ بڈے: ڈوبتے۔ بندی وان: قید خانہ، جیل۔ شوہ دریاویں: دریاؤں کا بھنور۔ کپر کڑک: شدید، لہریں اور زبردست گرج، کڑک۔ ساہسا: اندیشہ، فکر، خیال۔ دلاسا: تسلی۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں محبوب کے عشق میں مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوں۔ لیکن میرے لبوں پر پھر بھی اسی کا نام ہے۔ میرے چاروں طرف گرداب ہے اور وہ بڑی بے نیازی سے کنارے پر کھڑا میرا تماشا دیکھ رہا ہے۔

یہ منگل دل والوں کے لئے قید خانہ ہے۔ جو دریاؤں کے گرداب میں ڈوبے جا رہے ہیں وہ بڑی شدید لہروں اور سخت گرج برداشت کرتے ہیں اور بار بار غوطے کھاتے ہیں، اپنے محبوب کی خاطر۔

لیکن محبوب کنارے پر کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے۔ ہماری موت کو وہ تماشا سمجھتا ہے۔ میرے دل میں رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ نجانے وہ کب مجھے دلاسا دے گا اور پیار سے پیش آئے گا؟

Scanned with CamScanner

بُدھ وَار

بُدھ سُدھ رَہی محبُوب دِی، سُدھ اَپنی رَہی نہ ہور
میں بَلہاری اوس دے، جو کِھچدا میری ڈور
بُدھ سُدھ آ گیا بُدھ وار
میری خبر نہ لَے دِلدار
سُکھ دُکھاں تُوں گھتاں وَار
دُکھاں آن مِلایا یار
پیارے تارِی آں
پیارے چلّن نہ دیساں چلیا!
لَے کے نام زُلف دے وَلیا
جاں اوہ چلیا تاں .میں چھلیا
تاں میں رَکھساں دِل وِچ رَلیا
لَیساں واَریاں

مشکل الفاظ و معنیٰ: بُدھ سُدھ: عقل و ہوش۔ بلہاری: قُربان۔ گھتاں وار: قربان کروں۔ ولیا: گھیر لیا، قابو کر لیا۔ چھلیا: فریب کھا لیا۔ لیساں واریاں: بدلے لوں گا

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ مجھے اپنے محبوب کے سوا اور کسی بھی بات کی ہوش و عقل نہ رہی۔ میں اس کے قربان جاؤں کہ جس کے ہاتھوں میں ہر ڈور ہے اور وہی جس طرف چاہے کھینچتا ہے۔

بُدھ وار آیا تو بُدھ سُدھ آگئی۔ میرے دلدار نے میری بالکل خبر نہیں لی۔ میں اُس کے دکھوں پر اپنے تمام سکھ قربان کر دوں کیونکہ ان دکھوں نے ہی مجھے میرے یار سے ملایا ہے۔ اے میرے محبوب میں کامیاب ہوا۔

اے میرے پیارے میں تجھے جانے نہ دوں گا کہ تو جا رہا ہے۔ میں نے اس کی زلف کا نام لے کر اسے گھیرا اور جب وہ چلا تو مجھے چھل گیا۔ اسی لئے میں نے بھی اپنے دل میں یہ بات رکھ لی ہے کہ اُس سے گن گن کر بدلے لوں گا۔

Scanned with CamScanner

جُمعرات

جُمعرات سہاونی، دُکھ دَرد نہ آہا پاپ
اوہ جامہ ساڈا پہن کے، آیا تماشے آپ

اَگّوں آگئی جُمعرات
شرابوں گاگر رَلی برات
لگ گیا مَست پیالہ ہات
مَینوُں بُھل گئی ذَات صَفات
دیوانی ہو رَہی

اَیسی زَحمت لوک نہ پاوَن
مُلّاں گھول تَعویذ پِلاوَن
پَڑھن عَزِیمت جِن بَلاوَن
سَیّاں شاہ مَدار کِھڈاوَن
میں چُپ ہو رَہی

مشکل الفاظ و معنی: سُہاونی: اچھی، خوبصُورت۔ پاپ: گناہ۔ جامہ: لباس، کپڑے۔ گاگر: پیتل کا ایک بڑا برتن جس کا منہ تنگ ہوتا ہے۔ ہات: ہاتھ۔ زحمت: دکھ، تکلیف۔ عزیمت: منتر، جادو، افسوں کا پڑھنا۔ شاہ مدار: مداریہ فرقہ کے پیر جن کا مزار کانپور کے قریب بتایا جاتا ہے۔ کِھڈاون: ہال کھیلنا، اِدھر اُدھر سر مارنا۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جُمعرات کیا سہانی ہے کہ اس میں کوئی درد ہوتا ہے اور نہ کوئی پاپ۔ محبوب حقیقی ہمارا لباس پہن کر (یعنی انسانی روپ میں) اپنا آپ تماشا دیکھنے کو آیا ہے۔

آگے کیا جمعرات آئی ہے کہ شراب سے بھری ہوئی گاگر تفویض ہوگئی ہے۔ شراب سے بھرا پیالہ میرے ہاتھ لگ گیا ہے اور مجھے ذات صفات تک سب کچھ بھُول گیا ہے۔ میں تو دیوانہ ہوتا جارہا ہوں۔

ایسی تکلیف اے کاش کہ لوگوں کو نہ ملے کہ ملاں تعویذ گھول کر پلائیں اور عزیمت پڑھیں اور جن حاضر کریں اور دوست اُسے ہال کھیلائیں (یعنی اس کی مستی کو دور کرنے کے لئے اس کے دیوانہ پن کے توڑ کے لئے) لیکن میں خاموش ہو رہا۔

Scanned with CamScanner

جُمعہ

روز جمعے دے بخشیاں، میں جیہیاں لکھ ہزار
پھیر اوہ کیوں نہ بخشی، جیہڑی پنج مقیم گزار

جمعے دی ہورو ہور بہار
ہن میں جاناں صحیح ستار
بی بی باندی بیڑا پار
سوتے قدم دھرندا یار
سوہاگن ہو رہی
عاشق ہو ہو گلاں دسیں!
چھوڑ معشوقاں کیں ول نسیں
رت اٹھ کھیڈیں نالے ہسیں
گل لگ سو رہی

مشکل الفاظ و معنی: میں جیہیاں: مجھ جیسی۔ جیہڑی: جو۔ باندی: کنیز، خادمہ۔ سوتے: رات کو، سوتے وقت۔ پنج مقیم گزار: پانچ وقت نماز پڑھنے والا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ کہتے ہیں کہ جمعے کے روز مالک حقیقی نے مجھ جیسے لاکھوں ہزاروں کو بخش دیا ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ پانچ وقت نماز پڑھنے والوں کو اس نے کیوں نہ معاف کیا؟

جمعے کے روز کی اور بہار ہے۔ اب میں نے اُس ستار (پردہ پوش) کو درست کرکے جانا ہے۔ جو بھی اس کا خادم (غلام) ہوا وہ کامیاب ہوا۔

محبوب رات کو (سوتے وقت) قدم رنجہ فرماتا ہے۔ میں تو سہاگنوں کی طرح کامیاب و کامران ہوا۔

عاشق ہو ہو کر باتیں بتاتے ہو لیکن تم معشوقوں کو چھوڑ کر کس طرف بھاگ جاتے ہو؟ اے بلھے شاہ ہمارا محبوب (مرشد) آباد رہے۔ ہمیشہ ہنسے کھیلے اور خوش رہے۔ میں تو اس کے گل لگ کر سویا رہا۔

جمعے دی ہورو ہور بہار جمعے دی ہورو ہور بہار
پیر اسانوں رپیڑاں لائیاں
منگل مول نہ سُرتاں آئیاں
عشق رچھنچھر گھول گھمائیاں

بُدھ سُدھ لَینّدا نہیوں یار
جُمعے دِی ہورو ہور بَہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

پِیر وار رَوضے تے جاواں
سَبھ پَیغمبر پیر مَناواں
جَد پِیا دا دَرشن پاواں
کر دی ہار سنگار
جُمعے دِی ہورو ہور بہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

منِطق مَعنے پڑھاں نہ آصلاں
وَاجِب فرض نہ سُنّت نَفلاں
کِس کم آئیاں شرع دیاں عَقلاں
کجھُ نہیں باجھوں دِیدار
جُمعے دِی ہورو ہور بہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

شاہ عنایت دِین آساندا
دِین دُنی مقبُول آساندا
گُھتّھی مَینّڈھی دَست پَرانّدا
پھِراں اُجاڑ اُجاڑ!
جُمعے دِی ہورو ہور بہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

بُھلّی ہیر سَلیٹی مَردی
بیلے ماہی ماہی کَر دی
کوئی نہ مِلدا دِلدا دردی
میں مِلساں رَانجھن یار
جُمعے دِی ہورو ہور بہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

بُلھا بُھلّا نماز دوگانہ

جَد دا سُنیا تان تَرانہ
عقل کہے میں ذَرا نہ ماناں
عِشق کُو کِیندا تارُو تار
جُمعے دِی ہورو ہور بہار جُمعے دِی ہورو ہور بہار

مشکل الفاظ و معنی: پیڑاں: پیڑ کی جمع' تکلیف' تکلیفیں- مُول: بالکل- سُرتاں: سُرت کی جمع' ہوش' عقل- گھول گھماون: قربان ہونا- سُدھ: خبر' سار- درشن: دیدار- پیا: محبوب- منطق معنی: علوم کے نام- اساندا: ہمارا- دُنی: دنیا- کھسّی: چھِن گئی- مینڈھی: میڈھی' کچھ بالوں کو بٹ کر بنائی گئی گُت' چھوٹی سی گُت- دَست پراندا: ہاتھ میں پراندا- ہیر سلیٹی: ہیر سیال- ماہی: ماہ سے' محبوب- کو کیندا: کُوکیں مارتا۔

ترجمہ:

1- سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ پیر نے مجھے تکلیف میں مبتلا کیا اور منگل وار کو مجھے ہوش نہ آئی۔ عشق کے جھنجھر پر میں جان قربان کر دوں اور بُدھ کو یار میری خبر نہیں لیتا۔

2- واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ پیر کے روز میں روضے پر جاؤں اور تمام پیروں اور پیغمبروں کو مناؤں اور جب میں محبوب کے درشن پاؤں۔ اسی لئے تو ہار شنگار کر رہا ہوں۔

3- واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ میں منطق اور معنی بالکل نہ پڑھوں اور نہ واجب فرض اور سنت و نفل۔ یہ شرع کی عقلیں میرے کس کام آئیں؟ محبوب کے دیدار کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

4- واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ شاہ عنایت قادریؒ ہمارا دین ہے اور دین و دنیا کے حوالے سے یہ مقبول ہے۔ میں تو اس کے عشق میں ہار سنگار چھوڑ کر جنگل بیلے میں پھر رہا ہوں۔

5- واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ ہیر سیال کو دیکھ کر ماہی ماہی کرتی ہوئی بیلے میں مرے جا رہی ہے۔ اسے دل کا دردی نہیں ملتا اور یہی پکارے جا رہی ہے کہ میں رانجھن یار کو ملوں گی۔

6- واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔ بُلھے شاہؒ اس روز سے ہی نماز دوگانہ بھول گیا ہے کہ جس روز سے اُس نے عشق کی لے اور ترانہ سنا ہے۔ عقل کہتی ہے کہ میں تو ذرا بھی نہ مانوں گی مگر عشق تارو تار کوکیں مارتا ہوا آتا ہے۔ واہ جمعے کی کیا بہار ہے واہ جمعے کی کیا بہار ہے۔

باراں ماہ

چیت

چیت چمن میں کوئلاں، نت کُوکُو کَرن پُکار
میں سُن سُن جھُر جھُر مر رہوں، کَب گھر آوے یار

ہُن کیہہ کَراں جو آیا چیت
بَن ٹھَن پھُول رَب سبھ کھیت
اَپنا اَنّت نہ دیندے بھیت
سَاڈی ہار تُساڈی جیت
ہُن میں ہاری آں

ہُن میں ہاریا اَپنا آپ
تُساڈا عشق اَساڈا کھاپ
تیرے نیُونہہ دا شُوکیا تاپ
بُلّھا شوہ کیہہ لایا پاپ
کارے ہاری آں

مشکل الفاظ و معنی: چیت: بکرمی سال کا پہلا مہینہ، موسم بہار۔ نت: ہمیشہ۔ جھُر جھُر: مایوس، نامید۔ اَنّت: آخر، اخیر۔ بھیت: بھید۔ اساڈا کھاپ: اپنا آپ مکا دینا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ بہار آئی ہے تو چمن میں ہمیشہ ہی کوئلیں کُوکُو کرتی ہیں (شور وغل) کرتی ہیں مگر میں سن کر انتہائی مایوس ہو رہا ہوں کہ نہ جانے کب مرا محبوب میرے گھر آئے گا۔

اب میں کیا کروں جو بہار آئی ہے۔ سب کھیت کھلیان خوشی سے پھول رہے ہیں لیکن یہ آخر اپنا بھید نہیں دیتے۔ اے میرے محبوب میں ہار گیا ہوں اور تو جیت گیا ہے۔ گویا میری ہار ہے تیری جیت ہے۔

اب میں نے اپنا آپ بھی ہار دیا ہے۔ تیرے عشق میں میں نے اپنا آپ مکا ڈالا ہے اور تیرے عشق کا مجھے ایسا بخار چڑھا ہے کہ اُترنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اے بلھے شاہؒ محبوب (مُرشد) نے مجھے کیسے پاپ میں مبتلا کر دیا ہے میں حیلے کر کر ہار گیا ہوں۔

Scanned with CamScanner

وِساکھ

رِساکھی کا دن کٹھن ہے، جے سنگ رمیت نہ ہو
میں کِس کے آگے جا کہوں، اِک منّڈی بھاء دو

نہ من بھاوے سُکھ رِساکھ
گُچھیاں پئیاں پکّی داکھ
لاکھی لے گھر آیا لاکھ
تاں میں بات نہ سکاں آکھ
کُونتاں والیاں

کُونتاں والیاں ڈاڈھا زور
ہن میں جُھرجُھر ہوئی آں مور
کنڈے پڑے کلیجے زور
بُلّھا شوہ بن کوئی نہ ہور
جِن گھت گالی آں

مشکل الفاظ و معنی: کٹھن ہے: مشکل ہے۔ سنگ: ساتھ۔ میت: دوست، محبوب۔ بھاء: مول۔ داکھ: موٹا کالا انگور۔ لاکھی: لاکھ رنگی۔ لاکھ: لک جیسی اک عنابی اور ہرے رنگ کی ایک مضبوط چیز جسے پگھلا کر لفافے وغیرہ کو سربمہر کیا جاتا ہے۔ کونتاں والیاں: خصموں والیاں، جن کے شوہر موجود ہیں، خوش نصیب۔ جھرجھر: مایوس ہو کر۔ پڑے: چبھے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ بیساکھی کا دن بڑا کٹھن ہے۔ اگر محبوب کا ساتھ نہ ہو، میں کس کے آگے جا کر فریاد کروں کہ ایک منڈی میں دو بھاؤ ہیں۔ یعنی سب کے محبوب ان کے پاس ہیں مگر میں ہی ایک بدنصیب ہوں کہ جو اپنے محبوب کے ہجر میں تڑپ رہا ہے۔

بیساکھ کا کھ میرے من کو نہیں بھاتا۔ انگور کی بیلیں گچھوں سے بھری پڑی ہیں اور انگور پک چکے ہیں اور لاکھی گھر میں لاکھ لے کر آگیا ہے اور میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا کہ یہ سب خاوندوں والیاں ہیں۔

اور خاوندوں والیوں کا بڑا زور ہوتا ہے۔ اب میں بڑا مایوس ہوتا جارہا ہوں اور مور کی طرح ناامید ہوں۔ میرے دل میں زبردست کانٹے چبھ چکے ہیں۔ اے بلھے شاہؒ اب محبوب کے بغیر مرا اور کوئی نہیں ہے جس کے عشق نے مجھے گال دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

جیٹھ

جیٹھ جیسی مورے اگن ہے، جب کے بچھڑے رمیت
سُن سُن گھُن گھُن جھُر مروں، جو تمری یہ پریت

لوواں دھپّاں پوندیاں جیٹھ
مجلس بہندی باغاں ہیٹھ!
تتی ٹھنڈی وگے پیٹھ
دفتر کڈھ پرانے سیٹھ!
موہرا کھانی آں
اج کل سد ہوئی البتہ
ہن میں آہ کلیجہ تتا
نہ گھر کونت نہ دانہ بھتا
بلّھا شوہ ہوراں سنگ رتا
سینے کانیاں

مشکل الفاظ و معنی: مورے: مجھ کو، مجھے۔ اگن: آگ، آتش، تپش۔ رمیت: محبوب۔ تمری: تمہاری۔ جھُر مروں: مایوسی میں مرجاؤں۔ پیٹھ: ادھار کا مول، اونچا مول۔ لوواں: گرم ہوا۔ موہرا: زہر۔ تتا: گرم۔ کونت: خصم، خاوند۔ بھتا: کھانا۔ کانیاں: کانی کی جمع، تیر۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ جب سے میرا محبوب مجھ سے بچھڑا ہے اس جیٹھ نے میرے تن بدن میں اک آگ لگا رکھی ہے۔ اے میرے محبوب! میں سن سن کر اور سوچ سوچ کر اس مایوسی کے عالم میں ہی مرجاؤں اگر یہی تمہاری محبت ہے؟

جیٹھ میں بڑی دھوپ پڑتی ہے اور لوئیں چلتی ہیں اور مجلس باغوں کے تلے بیٹھتی ہے۔ گرم اور سرد ہوائیں زوروں پر ہیں (یعنی سرد بازاری اور گرم بازاری کا دور دورہ ہے) اے سیٹھ تو آج ذرا پرانے دفتر (کھاتے) کھول کیونکہ ان میں میرے اعمال نہ ہونے کے برابر ہیں اور میں زہر کھا مروں۔

آج یا کل مجھے بلا لیا جائے گا۔ (یعنی موت آجائے گی) اب میرے کلیجے میں اک آگ سی لگی ہوئی ہے، نہ تو گھر میں خاوند ہے اور نہ ہی کچھ کھانے پینے کو ہے (یعنی نیک اعمال بھی نہیں ہیں اور پیرو مرشد بھی نہیں ہے) اے بلھے اب تو میرے دل محبوب ہی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور میرے سینے میں اس کی جدائی کے تیر پیوست ہیں۔

Scanned with CamScanner

ہاڑھ

ہاڑھ سوہے موہے جھٹ پٹے، جو لگی پریم کی آگ
جس لاگے تس جل بُجھے، جوں بھور جلاوے بھاگ

ہُن کیہہ کراں جو آیا ہاڑھ
تن وچ عشق تپایا بھاڑ
تیرے عشق نے دِتّا ساڑ
روون اکھیاں کرن پکار
تیرے ہاوڑیں
ہاڑے گھتاں شاہے اگے
قاصد لے کے پاتر وگے
کالے گئے تے آئے بگے
بلھا شوہ بن ذرا نہ تگے
شاہے باہوڑیں

مشکل الفاظ و معنی: ہاڑھ: بکرمی سمت کا چوتھا مہینہ ہے۔ سوہے: اچھا لگے۔ موہے: مجھ کو۔ جھٹ پٹے: جلدی سے۔ پریم: محبت۔ تس: اُسے۔ بھور: صبح۔ بھاڑ: بھٹ، تنور۔ تیرے ہاوڑیں: تیرے انتظار میں۔ ہاڑے گھتاں: فریاد کروں۔ شاہے اگے: محبوب کے آگے۔ پاتر: چٹھی، خط، پتر۔ وگے: روانہ ہو گئے، چل دیئے۔ تگے: برداشت کرے۔ شاہے باہوڑیں: اے محبوب آجاؤ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے مجھے محبت کی آگ لگی ہے یہ ہاڑ بہت اچھا لگتا ہے کہ جسے یہ آگ لگتی ہے جلا کر راکھ کر دیتی ہے جس طرح کہ صبح چلاتی ہے تو بھاگ۔

اب میں کیا کروں جو ہاڑھ آگیا ہے۔ میرے تن بدن میں ایک تنور سا تپ رہا ہے۔ اے محبوب تیرے عشق نے مجھے جلا ڈالا ہے۔ میری آنکھیں رو رو کر فریاد کر رہی ہیں، انہیں بس تمہارا انتظار ہے۔

میں اپنے محبوب کے آگے فریاد کر رہا ہوں اور قاصد چٹھی لے کر روانہ ہو چکا ہے۔ کالے گئے اور سفید بال آگئے (یعنی جوانی گئی اور بڑھاپا آگیا) لیکن بلھا ابھی بھی اپنے محبوب کی جدائی برداشت نہیں کرتا۔ اے میرے محبوب خدارا آجاؤ۔

ساوَن

ساون سوہے مینگھلا، گھٹ سوہے کرتار
ٹھور، ٹھور عنایت " بسے، پپیہا کرے پکار

سوہن ملھاراں سارے ساوَن
دُوتی دُکھ لگے اُٹھ جاوَن
رِنینگر کھیڈن، کُڑیاں گاوَن
میں گھر رنگ رنگیلے آوَن
آساں پُنیّاں

میریاں آساں رَب پُجائیاں
میں تاں اُن سنگ اَکھیاں لائیاں
سیّاں دین مُبارک آئیاں
شاہ عنایت " آکھاں سائیاں
آساں پُنیّاں

مشکل الفاظ و معنی: سوہے: پسند آئے، اچھا لگے۔ میگھلا: بادل۔ گھٹ: گھٹا، کم۔ کرتار: خدا، جو اپنا کام کرے۔ ٹھور: ٹھکانہ، چین، سکون۔ نینگر: لڑکے، بالے، دولہا۔ رنگ رنگیلے: رنگ برنگے، محبوب۔ آساں پنّیاں: اُمیدیں پوری ہو گئیں۔ سیّاں: سہیلیاں۔ پجائیاں: پوری ہوئیں، مکمل ہوئیں۔

ترجمہ: سید "بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ ساون کا بادل اس قدر اچھا لگتا ہے کہ خدا بھی اس قدر من کو نہیں بھاتا۔ جگہ جگہ پر عنایت (مُرشد) بس رہا ہے۔ پپیہا یہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ بارش برسانے والے گیت بہت ہی اچھے لگتے ہیں کیونکہ ان سے تمام دشمن دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ لڑکے کھیل رہے ہیں اور لڑکیاں گا رہی ہیں۔ اے کاش! ایسے میں میرے گھر میرا محبوب آجائے تو میری آسیں مرادیں پوری ہو جائیں۔

میری اُمیدیں اللہ تعالٰی نے پوری کی ہیں۔ میں نے تو اس کے سنگ ہی اپنی آنکھیں لگا رکھی ہیں۔ دوست مجھے مبارکباد دینے آئے ہیں اور میں شاہ عنایت کو کہہ رہا ہوں کہ اے میرے مالک تو نے ہی میری امیدیں پوری کی ہیں۔

Scanned with CamScanner

بھادوں

بھادوں بھاوے تب سکھی' جو پل پل ہووے ملاپ
جو گھٹ ڈیکھوں کھول کے' گھٹ گھٹ دے وچ آپ

آ ہُن بھادوں بھاگ جگایا
صاحب قدرت سیتی پایا
ہر ہر دیوچ آپ سمایا
شاہ عنایت" آپ لکھایا
تاں میں لکھیا
آخر عمرے ہوئی تسلا
پل پل منگن نین تجلی
جو کجھ ہوسی کرسی اللہ
بلھا شوہ بن کجھ نہ بھلا
پریم رس چکھیا

مشکل الفاظ و معنی: بھادوں: بکری سمت کا چھٹا مہینہ۔ بھاوے: پسند آئے' اچھا لگے۔ سکھی: سہیلی۔ ملاپ: ملاقات' وصل۔ گھٹ: گھٹنا' تھوڑا' کم' دل۔ پل پل: بار بار۔ بھاگ: قسمت۔ ہر ہر: ہر چیز۔ لکھیا: سمجھا' جانا۔ تجلی: دیدار۔ کرسی: کرے گا۔ بھلا: اچھا۔ پریم رس: محبت کا رس' آب حیات۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے دوست بھادوں تب اچھا لگتا ہے کہ جو محبوب سے بار بار وصل ہو۔ میں جو گھٹا کو بغور دیکھتا ہوں تو مجھے ہر ہر گھٹا میں اسی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔

بھادوں نے آکر قسمت جگا دی ہے اور میں نے صاحب کو اس کی قدرت کے ذریعے سے ہی پایا ہے۔ وہ تو ہر ہر چیز میں سمایا ہوا ہے۔ مجھے میرے مرشد شاہ عنایت نے مجھے یہ قول لکھوایا ہے اور اسی لئے میں اسے سمجھ سکا ہوں۔

عمر کے آخری حصے میں میری تسلی ہو گئی اور اب میری آنکھیں بار بار اُسی کی تجلی مانگ رہی ہیں۔ جو کچھ بھی اب ہو گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ اے بلھے شاہ" محبوب کے بغیر اب کچھ بھی اچھا نہیں لگتا کیونکہ میں محبت کا رس چکھ لیا ہے۔

اَسّوں

اَسّوں لِکھوں سندیسوا، مت وَاچے مورا پی
گمن کیا تُم کاہے کو، جو کَلمَل آیا جی

آسّوں آساں تُساڈی آس
ساڈی جِند تُساڈے پاس
جِگر مُدھ پَریم دی لاس
دُکھاں ہَڈ مُکائے ماس
سُولاں ساڑی آں
سُولاں ساڑی رَہی بے حال
مُٹھی تَدوں نہ گئی آں نال
اُلٹی پَریم نگر دی چال
بُلھا شوہ دِی کرساں بھال
پیارے مارِی آں

مشکل الفاظ و معنی: سندیسوا: سندیسہ، خط، پیغام۔ مت واچے: مبادا پڑھ لے۔ مورا: میرا۔ پی: پریتم، پیا، محبوب۔ کلمل: بیقراری، بے چینی۔ پریم: محبت۔ لاس: ضرب یا رسی وغیرہ کا نشان جو جسم پر پڑ جاتا ہے۔ مُدھ: جڑ۔ ہڈ: ہڈیاں۔ ماس: گوشت۔ سولاں: کانٹے۔ مٹھی: فریب کھا گئی۔ تدوں: اس وقت۔ بھال: تلاش۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ آسوں میں میں اپنے محبوب کو پیغام (خط) لکھ رہا ہوں کہ شاید میرا محبوب اسے پڑھ لے۔ میں نے تم کو گم ہی کیوں کیا کہ جو میرے دل کو اس قدر بے چین و بے قرار ہونا تھا۔

آسوں میں تمہاری آس ہے اور میری جان تمہارے پاس ہے۔ یہ دل جگر تو ازل سے ہی تیری محبت کا مارا ہوا ہے اور تیرے دکھوں نے میرے جسم کا ہڈیوں اور ماس کو سوکھا کر رکھ دیا ہے۔ میں بڑی تکلیفوں کا مارا ہوا ہوں۔

میں دکھوں اور تکلیفوں میں بے حال رہا اور میرے ساتھ فریب تب ہوا کہ جب میں تمہارے ساتھ نہ گیا۔ لیکن یہ پریم نگر کی اُلٹی ہی چال ہے اب میں اے بُلھے شاہ اپنے محبوب کو گنوا کر اس کی تلاش کر رہا ہوں۔ میں محبوب کا ستایا ہوں۔

Scanned with CamScanner

کَتک

کَہو کَتک کَیسی جو بَنیُوں کَٹھن سو بھوگ
رِسیں کَھپّر ہتھ جوڑ کے، مانگو رِبھیکھ سَنجوگ

کتک گیا تُمبن کَتّن
لگّی چاٹ تاں چھڈیا اَتّن
دَر دَر لگّی دُھمّاں گھتّن!
اوکھی گھاٹ پُچائے پَتّن
شاہے وَاسطے

ہُن میں موئی بے دَردا لوکا
کوئی دیو اُچّی چڑھ ہوکا
میرا اُن سَنگ نیُونہہ چِروکا
بُلّھا شَوہ بن رِجیوَن اَوکھا
جَاندا پاس تے

مشکل الفاظ و معنی: کٹھن: مشکل۔ بھوگ: بھگت، برداشت کر۔ سیس: سر۔ کھپر: کشکول۔ بھیکھ: بھیک۔ سنجوگ: قسمت، بھاگ، مقدر۔ تمبن کتن: روئی تومنے اور چرخہ کاتنے کا عمل، مراد عبادت و ریاضت۔ چاٹ: لیکا، لگن، چسکا۔ اتن: ترنجن، عورتوں کے اکٹھا ہونے کی جگہ، مراد دنیا۔ دُھمّاں گھتّن: مشہوری کرنا، شور مچانا۔ اوکھی گھاٹ: مشکل راستہ۔ پتن: دریا کا وہ مقام جہاں سے کشتی میں بیٹھ کر دریا پار کیا جاتا ہے۔ اچی چڑھ: بہت بلندی پر پہنچ کر۔ ہوکا: آواز، آوازہ۔ نیونہہ: عشق، محبت۔ چروکا: بہت پرانا۔ اوکھا: مشکل۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ کتک میں اب جو تجھ پر بنی ہے اس کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔ اب اس مشکل کو برداشت کر۔ سر کا کاسہ بنا کر، ہاتھ جوڑ کر اس سے اپنے نصیب کی بھیک مانگ۔

کتک گیا اور تومنا کاتنا بھی گیا۔ ایسی دل کو چاٹ (لگن) لگی کہ دوستوں کی محفل (دنیا) بھی چھوڑ دی۔ ہر ہر دروازے پر میری مشھوری (رسوائی) ہوئی ہے۔ یہ بڑا مشکل راستہ ہے اے کاش میں اپنے محبوب کے لئے پتن پر پہنچ جاؤں۔

اے بے درد لوگو! اب میں مرا کہ مرا۔ کوئی اونچی جگہ پر چڑھ کر آوازہ لگاؤ کہ میرا تو ان کے ساتھ بڑا پرانا تعلق ہے (عشق ہے) اے بُلھے شاہؒ محبوب کے بغیر اب زندگی بہت مشکل ہے۔ یہ اس کے پاس رہ کر آسان ہو سکتی ہے۔

گھر

گھّر میں گھُر رہیاں سودھ کے، سب اُونچے نیچے ویکھ
پڑھ پنّڈت پوتھی بھال رہے، ہر ہر سے رہے اَلیکھ

گھّر گھر میں کدھر جاندا
راکش نیونہہ ہڈاں نوں کھاندا
سڑ سڑ جی پیا کُر لاندا
آوے لال کسے دا آندا
باندی ہو رہاں

جو کوئی سانوں یار ملاوے
سوز اَلم تھیں سرد کراوے
چھا توں بیٹھی سّتی اُٹھاوے
بُلّھا شوہ بن نیند نہ آوے
بھانویں سو رہاں

مشکل الفاظ و معنی: گھر: بکرمی سمت کا آٹھواں مہینہ۔ سودھ کے: درست کر کے، محتاط ہو کے۔ پنڈت: ہندوؤں کا عالم۔ پوتھی: کتاب۔ بھال رہے: تلاش کر رہے ہیں۔ الیکھ: بے نصیب۔ راکش: راکشش، ظالم، مار دینے والا، جنگلی انسان۔ نیونہہ: عشق۔ کرلاندا: چیخ رہا ہے۔ چھا: آگ کا الاؤ۔ سوز الم تھیں: درد کے سوز سے۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ گھر میں میں اپنے آپ کو بڑا درست کر کے اور اُونچ نیچ کو دیکھ کر رہ۔ (کہ شاید وہ محبوب حقیقی کا تجھے کچھ پتا چل جائے) لیکن پنڈت اپنی کتابیں پڑھ پڑھ کر بھی ہر طرف سے بے نصیب ہی رہے۔

گھر گھر میں کدھر کو جا رہا ہے۔ یا میں کدھر کو جاؤں۔ عشق کا راکشش میری ہڈیوں کو بھی کھا رہا ہے۔ میرا جی جل جل کر چیخ رہا ہے۔ کاش میرا محبوب کسی کے لانے سے ہی آجائے اور میں اس کا غلام ہو کر رہوں۔

اے کاش کوئی مجھے میرے محبوب سے ملا دے اور یہ سوز الم کو ٹھنڈا کرا دے۔ چھا پر بیٹھے ہوئے ستی کو اٹھا دے۔ اے بلّھے شاہؒ محبوب کے بغیر نیند بھی نہیں آتی اگرچہ میں سونے کی بھی کوشش کرتا ہوں۔

پوہ

پوہ ہُن پُوچھوں جاء کے، تم رنیارے رَہو کیوں رمیت

رکس موہن من موہ لیا، جو پتّھر رکینو رچیت

پاپی پوہ پَون ٹھنڈھ پئیاں

لَدّے ہوت تاں اَکھڑّ گئیاں

نہ سنگ ماپے سجّن سیّاں

پیارے عشق چواتی لئیاں

دُکھاں رولی آں

کُر کُر کپّر کڑّک ڈرائے

مارُو تھَل وِچ ڈیرے پائے

رجیوندی موئی نی میریئے مائے

بُلّھا شوہ کیوں آجے نہ آئے

ہنجھُوں ڈوہلیاں

مشکل الفاظ و معنی: پوہ: بکری سمت کا نوواں مہینہ۔ نیارے: علیحدہ، الگ، عجب، عجیب۔ میت: دوست، محبوب۔ موہن: خوبصورت، حسین، محبوب، دل موہنے والا۔ کینو: کر لیا۔ چیت: چت، دل۔ پاپی: گنہگار۔ پون: ہوا۔ لدے: چلے گئے۔ کت: کی طرف، کہاں۔ ہوت: اونٹوں والے۔ اکھڑ گئیاں: آنکھیں کھل گئیں۔ کپر کڑک: بادل کی گرج، بجلی کی کڑک۔ مارو: مار دینے والا، ہلاک کرنے والا۔ ہنجھوں ڈولھیاں: رو رہی ہوں۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تم سب سے علیحدہ کیوں رہتے ہو۔ کسی محبوب نے تمہیں موہ لیا ہے جس نے تمہارے دل کو پتھر جیسا کر دیا ہے۔

میری آنکھیں پوہ کی ٹھنڈی ہوا میں بھی بھٹّی کی طرح تپ رہی ہیں۔ ہوت چلے گئے تو سسی کی طرح یہ اب کھل گئی ہیں (یعنی محبوب چلا گیا تو ہوش آئی) نہ ماں باپ رہے اور نہ عزیز و اقارب اور نہ دوست۔ اے پیارے یہ سب تیرے عشق کی کرشمہ سازی ہی تو ہے۔ تیرے دکھوں نے مجھے بری طرح نڈھال کر دیا ہے۔

بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک مجھے ڈراتی ہے۔ میں نے ہلاک کر دینے والے تھل (ریتلے علاقے) میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اب تو میں جیتے جی ہی مر چکا ہوں۔ اے بُلّھے شاہؒ میرا محبوب ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ آنسو بہا رہا ہوں۔

ماگھ

ماگھی نہاون میں چلی، جو تیرتھ کر سمیان
گج گج برسے مینگھلا، میں رو رو کراں اشنان

ماگھ مہینے گئے الانگھ
نویں محبّت بھُتی تانگھ
عِشق مؤذّن دِتی بانگ
پڑھاں نماز پیا دی تانگھ
دُعائیں کیہہ کراں
آکھاں پیارے میں وَل آجا
تیرے مکھ ویکھن دا چاء
بھانویں ہور تتی نوں تاء
بلھا شوہ نوں آن ملا
تیری ہو رہاں

مشکل الفاظ و معنی: ماگھی: ماگھ کا مہینہ۔ تیرتھ: مقدس جگہ، ہندوؤں کا پوتر مقام جو زیارت گاہ بھی ہے۔ سمیان: سامان۔ گج گج: کڑک کڑک کر میگھلا، بادل۔ اشنان: غسل۔ الانگھ: پھلانگ۔ تانگھ: انتظار، تمنا۔ مؤذن: اذان دینے والا۔ تتی: تپتی ہوئی، عشق میں جلی ہوئی۔ تاء: جلا۔ تیر ہو رہاں: تیری ہی ہو رہوں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ میں ماگھی کی نہائی نہانے چلا ہوں تیرتھ میں بڑے ساز و سامان کے ساتھ اور بادل گرج گرج کر برس رہے ہیں اور میں رو رو کر غسل کر رہی ہوں۔

ماگھ کے مہینے میں میرے سجن چلے گئے۔ نئی نئی محبت ہے اور انتظار و تمنا پرانی ہے۔ عشق کے مؤذن نے بانگ دے دی ہے اور میں اپنے محبوب کی تمنا کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ اب دعائیں کیا کروں؟

میں تو یہی کہتا ہوں کہ اے پیارے محبوب آجاؤ مجھے تیرے رخ کو دیکھنے کا بڑا چاؤ ہے۔ میں تو پہلے ہی عشق میں جلا ہوا ہوں بیشک مجھے اور جلاؤ لیکن بلھے شاہ کو آن ملو تاکہ میں تیرا ہی رہوں۔

پھاگن

پھاگن پھولے کھیت جیوں بن ٹھن پھول سنگار
ہر ڈالی پھل پتیاں، گل پھولن کے ہار

ہوری کھیلن سیاں بھگن
میرے نین جھلاریں وگن
اوکھے جیونڈیاں دے دن لگن
سینے بان پریم دے وگن
ہوری ہو رہی

جو کجھ روز ازل تھیں ہوئی
لکھی قلم نہ میٹے کوئی
دکھاں سولاں دتی ڈھوئی
بلھا شوہ نوں آکھو کوئی
جس نوں رو رہی

مشکل الفاظ و معنی: پھاگن: بکری سمت کا آخری مہینہ۔ پھولے: پھلے پھولے، پھول کھل گئے۔ پھولن: پھولوں کے۔ ہوری: ہولی، ایک تہوار جو اس ماہ میں منایا جاتا ہے اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے۔ جھلار: پانی کا گرنا۔ اوکھے: مشکل۔ لگن: گزریں۔ بان: تیر، نیزے۔ پریم: محبت۔ میٹے: ختم کرسکے۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ پھاگن میں کھیت کھل اٹھے ہیں اور پھولوں نے بن سنور کر ہار سنگار کیا ہوا ہے۔ پھول پتیوں کی ہر ہر ڈالی کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے ہیں (یعنی بہار آگئی ہے)۔

پھاگن میں دوست ہولی کھیل رہے ہیں اور میری آنکھیں جھلاروں کی طرح بہہ رہی ہیں۔ جیتے جی تو بڑی مشکل سے ہی دن گزر رہے ہیں۔ کیونکہ سینے میں محبت کے جو تیر آلگتے ہیں، یہ ہولی کھیلی جارہی ہے۔

جو کچھ بھی روز ازل لکھا گیا ہے۔ قلم کے اس لکھے کو کوئی بھی نہیں مٹا سکتا۔ آخر مجھے دکھوں اور دردوں نے ہی پناہ دی ہے۔ اے بُلھے شاہ" محبوب (مُرشد) کو کوئی کہہ دے کہ جسے میں بیٹھا رو رہا ہوں۔

سی حرفیاں

سی حرفی اوّل

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(الف) اللہ جس دِل پر ہووے
مُونہہ زَرَدی لہُو اَکھیاں رووے
جُثّہ اَپنے تُوں ہَتھ دھووے
جِس نُوں بِرہوں اَگ لگاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: لاگی: لگی۔ ہوں: میں، غرور، تکبر، دل۔ دلبر: دل لے جانے والا، محبوب۔ برہوں: جدائی، ہجر، فراق۔
ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟ جس کسی کا بھی دلبر ہو اس کا چہرہ زرد اور آنکھیں لہو روتی رہتی ہیں۔ وہ اپنے تن بدن سے بھی ہاتھ دھولیتا ہے جسے جدائی آگ لگاتی ہے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ب) بالَن میں تیرا ہوئی!
عِشق نَظّارے آن وَگوئی
رُوندے نین نہ لَینّدے ڈھوئی
لُون پَھٹّاں تے کیوں کر پاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: بالن: ایندھن۔ عشق نظارے: عشق کا نظارہ، عشق کی دید۔ وگوئی: برباد ہوئی۔ ڈھوئی: رسائی، پہنچ، سہارا۔
ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟ میں تیری لگائی ہوئی آگ کا ایندھن ہوں اور عشق کے ایک ہی نظارے نے مجھے برباد کرکے رکھ دیا ہے۔ میری آنکھیں ہر پل رو رہی ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہیں پاتیں۔ میرا محبوب میرے زخموں پر نمک پاشی کیوں کر

Scanned with CamScanner

رہا ہے؟

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بجھاوے

(ت) تیرے سَنگ پریت لگائی

جیوُ جامے دی کیتی سائی

مَیں بکری تُدھ کول قصائی

کَٹ کَٹ ماس نہ کیوں کر کھاوے

مشکل الفاظ و معنی: تیرے سَنگ: تیرے ساتھ۔ پریت: محبت۔ جیو جامہ: تن من۔ سائی: پیشگی، کسی کام کے لئے پہلے دی جانے والی کچھ رقم۔ تدھ: تیرے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے۔ میں نے جب تیرے ساتھ پریت لگائی تھی تو اپنے تن من کی تجھے سائی دے دی تھی۔ گویا میں ایک بکری ہوں اور وہ بکری تجھ قصائی کے پاس ہے۔ اب قصائی کاٹ کاٹ کر گوشت کیونکر نہ کھائے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بجھاوے

(ث) ثابت نیُونہہ لایا مینُوں

دُوجا کُوک سُناواں کیَں نُوں

رات اَدھی اُٹھ ٹھلّدی نَیں نُوں

کُونجاں وانگ پئی کُرلاوے

مشکل الفاظ و معنی: ثابت: مضبوط، جس کا ثبوت مل جائے۔ نیونہہ: عشق، محبت، پیار۔ کوک سناواں: اونچی آواز سے سناؤں۔ کیں نوں: کس کو۔ ٹھلدی: ٹھلّن مصدر، پانی کے اوپر چلنا، تیرنا، دریا پار کرنے کے لئے کودنا، کشتی چلانا۔ نیں: ندی۔ کونجاں: واحد کونج، مرغابی کی اک قسم جو اپنی ڈار (قطار) سے بچھڑ کر بڑی دردیلی آواز نکالتی ہے۔ کرلاوے: چیخ و پکار کرے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟ اس نے اس قدر پختہ محبت مجھے لگائی ہے اور درست لگائی ہے کہ میں اب کسی دوسرے کو کیا فریاد سناؤں۔ آدھی رات کو ندی کی طرف اُٹھ چلتا ہوں اور کونجوں کی طرح چیخ و پکار کرتا ہوں۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ج) جہانوں ہو سال نیاری
لگّا نیُونہہ تاں ہوئی بِکاری
نال سامان سِر سُول پُساری
دُوجا مِہنے دے جگ تاوے

مشکل الفاظ و معنی: ہوسان: ہوں گی۔ نیاری: علیحدہ' جدا۔ نیونہہ: عشق' محبت پیار۔ بکاری: بے کاری۔ سرسول پساری: دکھوں تکلیفوں میں گھر گئی۔ مہنے: طعنے۔ تاوے: ستائے' جلائے۔ جگ: جہان۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟

دنیا جہان سے میں علیحدہ ہو گیا ہوں۔ جب سے تیرے ساتھ محبت ہوئی ہے اسے میرے محبوب میں تو کسی کام کا بھی نہیں رہا۔ گویا بالکل نکمّا ہو کر رہ گیا ہوں۔ میں نے خود ہی یہ مصیبتیں اور تکلیفیں مول لی ہیں۔ ایک تو میں انتہائی مصائب میں گھرا ہوا ہوں اور دوسرا دنیا کے طعنے مجھے جلا رہے ہیں۔

لاگی رے لاگی' بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ح) حیرت وِچ شانت ناہیں
ظاہر باطن مارن دھاہیں
جھات گھتّن نُوں لاوَن واہیں
کہہ بُلھّا شاہ" کد گھر آوے

مشکل الفاظ و معنی: حیرت: تعجب' حیرانی۔ شانت: سکون' سکون کی حالت' آرام۔ باطن: ظاہر کی ضد' پوشیدہ۔ ڈھاہیں: ڈھاہ کی جمع' آہ' آہیں' فریادیں۔ جھات: نظر۔ گھتن: ڈالیں۔ لاون واہیں: زور لگائیں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟

میں سخت حیرانی و تعجب میں ہوں مجھے ایک پل بھی سکون و آرام نہیں ہے۔ ظاہر اور چھپ کر آہیں بھر رہا ہوں اور فریاد کناں ہوں۔ میں محبوب کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بڑا زور لگا رہا ہوں۔ بڑے جتن کر رہا ہوں اے بلھے شاہؒ تم ہی کہو کہ کب میرا محبوب گھر آئے گا۔

لاگی رے لاگی' بَل بَل جاوے

Scanned with CamScanner

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(خ) خوبی ہُن اوہ نہ رَہی آ
جَب کی سَانگ کلیجے سَہی آ
آہیں نال پُکاراں کہی آ
تُدھ بِن کون جو آن بُجھاوے

مشکل الفاظ و معنی: خوبی: اچھائی۔ سانگ: نیزہ۔ کلیجے: دل میں۔ سہی آ: برداشت کی ہے۔ پکاراں: چیخ پکار۔ تدھ بن: تیرے بغیر۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جا رہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟ اب مجھ میں وہ پہلے کی سی بہتری نہیں رہی۔ جب سے میرے دل میں وچھوڑے کا نیزہ لگا ہے، میں رو رو کر فریاد کر رہا ہوں۔ اب اسے میرے محبوب تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ جو اس آگ کو بجھائے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(د) دُورُوں دُکھ دُور نہ ہووے
فقر فراقوں، بُہتا رووے
تَن بھٹّی دل کِھلّاں دَھنووے
عِشق اَکھّاں وِچ مرچاں لاوے

مشکل الفاظ و معنی: فقر: فقیری۔ فراقوں: فراق سے، جدائی کی وجہ سے۔ کھلاں: کھل جانا، بھٹی میں دانوں کا بھن کر کھل جانا۔ دھنووے: تھرتھرائے، کپکپائے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جا رہا ہے۔ اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟ دور سے تو دکھ دور نہیں ہوتا۔ بلکہ جدائی کی بھوک سے دل اور بھی زیادہ روتا ہے۔ عشق کی بھٹی میں دل کھلتے ہوئے دانوں کی طرح تھرتھراتا اور کپکپاتا ہے اور محبت آنکھوں میں مرچیں لگاتی ہے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ذ) ذوق دُنیا تے کَرنا
خوف حشر دے تھیں نہ ڈَرنا

چلنا نبی صاحب ﷺ دی سرنا

اوڑک جا حساب کراوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: ذوق: شوق- تھیں: سے- نبی صاحب: مراد حضرت محمد ﷺ - سرنا: پناہ، سہارا- اوڑک: آخر-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے، میرا تن من جلے جا رہا ہے- اس لگی ہوئی آگ کو کون بجھائے؟

عیش دنیا اور اس کی لذات میں پڑنا گویا حشر کے خوف سے نہ ڈرنے والی بات ہے- بالآخر ہم نے چلنا ہے اور نبی کریم ﷺ کی ہے پناہ میں جانا ہے اور ہمارے اعمال کا حساب کتاب ہونا ہے-

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ر) روز حشر کوئی رہے نہ خالی

لئے حِساب دو جگ دا والی

زِیر زَبر سبھ بُھلّن عالی

تِس دِن حضرت ﷺ آپ چُھڑاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: روز حشر: حشر کے دن، جب اعمال کا حساب کتاب ہو گا- دو جگ دا والی: خدا- زیر زبر: اونچ نیچ، گناہ ثواب- عالی: بلند مرتبہ لوگ، بڑے بڑے- تِس دن: اُس دن- حضرت: حضرت نبی کریم ﷺ -

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جا رہا ہے- اس لگی آگ کو کون بجھائے؟

حشر کے روز کوئی بھی خالی نہ رہے گا- اللہ تعالیٰ سب سے حساب کتاب لیں گے- اونچ نیچ، گناہ ثواب کو بڑے بڑے عابد و زاہد بھول جائیں گے اور اس دن نبی کریم ﷺ آپ خود ہم گناہگاروں کو چھڑائیں گے-

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ز) زُہد کمائی چنگی کرئیے

جیکر مرن توں اَگے مرئیے

پھر موئے بھی اِس توں ڈرئیے

مَت مویاں نُوں پکڑ منگاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: زہد: پرہیزگاری- مرن توا گے مریئے: اشارہ ہے موتوا قبل ان تموتوا کی طرف یعنی مرجاؤ مرنے سے پہلے- مت: مبادا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس آگ کو کون بجھاوے؟

پرہیزگاری کی کمائی اچھی بھلی کرنی چاہئے اور اگر ہم مرنے سے پہلے مرجائیں۔ پھر مرنے کے بعد بھی اس سے ڈرنا ہی چاہئے کہ مبادا وہ مرے ہوؤں کو بھی پھر پکڑ کر نہ منگوا لے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(س) سائیں ربن جا نہ کوئی
جِت وَل ویکھاں اُوہی اُوہی
ہور کِتے وَل ملے نہ ڈھوئی
مُرشد میرا پار لنگھاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: سائیں: مالک، آقا- جا: جگہ- جت ول: جس طرف- اوہی اوہی: وہی وہی- کتے ول: کسی طرف- ڈھوئی: پناہ، آسرا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے- میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو کون بجھائے؟

اُس مالک حقیقی کے سوا ہمارا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ میں جس طرف بھی دیکھوں وہی دکھائی دیتا ہے اور کسی طرف بھی پناہ نہیں مل سکتی۔ بس میرا مُرشد ہی مجھے پار لگائے گا۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ش) شاہ عنایتؒ مُرشد میرا
جس نے کِیتا میں وَل پھیرا
مُک گیا سبھ جھگڑا جھیڑا
ہُن مینُوں بھرماوے تاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: شاہ عنایت: سید بُلھے شاہؒ کے مُرشد حضرت شاہ عنایت قادریؒ لاہوری- میں وَل: میری طرف۔

بھرہائے: لبھائے۔ تاوے: کرم کرے، ستائے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

حضرت شاہ عنایتؒ میرے مُرشد ہیں۔ جنھوں نے میری جانب توجہ دی اور میرے تمام جھگڑے جھیڑے (بحث و تکرار) ختم ہو گئے۔ اب اسے چاہئے کہ وہ مجھے بھرہائیں اور تڑپائیں۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بجھاوے

(ص) صبر نہ آوے مینُوں، کھُلّی وَست بازار
قاصِد لیکے وِدیا ہویا، جا وَڑیا دربار
اگّوں مِلیا آکے اوہنوں سوہنا شیر سوار
رَستے وِچ اَنگشتری آہی، اِیہہ بھی دِل بَہلاوے

مشکل الفاظ و معنی: وست: شے، مال، اسباب، سامان، کوئی چیز۔ قاصد: پیغام رساں۔ ودیا: الوداع۔ انگشتری: انگوٹھی۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

مجھے صبر نہیں آرہا۔ اسباب و سامان کا بازار کھلا ہے اور قاصد لے کر وداع ہو چکا ہے اور وہ دربار میں جا پہنچا ہے آگے اسے وہ سوہنا شیر سوار ملا ہے۔ راستے میں اسے ایک انگوٹھی ملی ہے وہ بھی دل بہلا رہی ہے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ض) ضروری یاد اللہ دی، کرے سوال رسُول ﷺ
نوّے ہزار کلام سُنائی، پئی درگاہ قبُول
اِیہہ مجازی ذات حقیقی، وَاصل وصل وصُول
فارغ ہو کے حضرت ﷺ اوتھے آوے کھانا کھاوے

مشکل الفاظ و معنی: یاد اللہ دی: اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ رسول: اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے معراج کی طرف اشارہ ہے۔ درگاہ: دربار، دوار۔ واصل: ملنے والا، جس کا میل ہوگیا ہو، وصل والا۔ وصول: حاصل ہوا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب

Scanned with CamScanner

کون بجھائے؟

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے جب نبی کریم ﷺ کو معراج ہوا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے نوے ہزار کلام کیا۔ جو سب کا سب قبول ہوا۔ دیکھو مجازی ذات حقیقی سے واصل ہوا اور جب آپ فارغ ہوئے تو وہاں آ کر کھانا نہیں کھایا۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ط) طلب دِیدار دی آہی، رکیتا کَرم ستّار
جلوہ پھیر اِلٰہی دِتّا، حضرت نُوں غفّار
ہتھ نُورانی غیبوں آوے، مُندری دا چمکار
بُلّھا خُلق محمدی کیتو، تاں اِیہہ رکیہہ کہاوے

مشکل الفاظ و معنی: طلب: مانگ، ضرورت۔ آہی: تھی۔ ستار: پردہ پوشی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام۔ جلوہ: نظارہ، دیدار، نور۔ غفار: بخشنے والا، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام۔ حضرت نوں: حضرت محمد ﷺ کو۔ خلق: اخلاق۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

انہیں دیدار کی طلب تھی اور اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور پھر نبی کریم ﷺ کو اپنا دیدار بخشا۔ ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور انگوٹھی سے چمک ماری تو نور و نور کر دیا۔ اے بلّھے شاہؒ آپ ﷺ کو سراپا خلق بنا ڈالا۔ اب آپ اور کیا کہلوائیں؟

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ظ) ظاہر معلُوم نہ رکیتا، ہویا دِیدار بُھلاوے
رَل کے سیّاں کھانا کھاوا، اَنّت ذَرا نہ آوے
اوہ انگُوٹھی آپ پچھاتی، اَپنی آپ جَتاوے
بُلّھا حضرت ﷺ رُخصت ہو کے، اپنے یار سہاوے

مشکل الفاظ و معنی: سیاں: دوست۔ انت: اخیر۔ پچھاتی: پہچانی۔ جتاوے: جتلاوے۔ سہاوے: بجے، اچھا لگے۔ حضرت: مراد حضرت محمد ﷺ۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب

Scanned with CamScanner

کون بجھائے؟

آپ ﷺ نے بظاہر معلوم نہ کیا' جب دیدار ہوا تو بھول گئے۔ دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا جو حد سے باہر ہے۔ وہی انگوٹھی خود پہچانی جو اپنا آپ جتلا رہی تھی۔ اے بُلھے شاہ" حضرت نبی کریم ﷺ رخصت ہو کر اپنے یاروں کے گھر آ گئے۔

لاگی رے لاگی' بَل بَل جاوے
اِس لاگی نوں کون بُجھاوے

(ع) عنایت اُلفت ہوئی سُنو صحابو' یارُوں
جیہڑا جَپ نہ کرسی حضرت جُھوٹھا رَہے سرکارُوں
پھیر شفاعت آساں ہے کرنی صاحِب دے دَربارُوں
بُلّھا کبر نہ کر دُنیا تے' اِکّا نظری آوے

مشکل الفاظ و معنی: عنایت: مہربانی' سید بُلھے شاہ" کے مُرشد شاہ عنایت قادری"۔ یاروں: یار کی طرف سے' یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے۔ جپ نہ کرسی: یاد نہیں کرے گا۔ صاحب دے درباروں: اللہ کے دربار میں' بارگاہ خداوندی میں۔ کبر: غرور' تکبر۔ اِکا: ایک ہی۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جا رہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

آپ ﷺ نے آتے ہی فرمایا کہ اے اصحابو سنو کہ یہ الفت مجھے میرے یار کی طرف سے عنایت ہوئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرے گا (اس کی عبادت نہ کرے گا) اُسے اس کی بارگاہ میں جھوٹا ہونا پڑے گا اور پھر ہم نے ہی اس کی سفارش کرنی ہے اس کی بارگاہ میں۔ اے بُلھے شاہ" تو دنیا پر غرور نہ کر پھر تجھے وہ ایک ہی دکھائی دے گا۔

لاگی رے لاگی' بَل بَل جاوے
اِس لاگی نوں کون بُجھاوے

(غ) غُلام غریب تُساڈا' خیر منگے دَربارُوں
روز حشر دے خوف سُنیندا' سَد ہوسی سُرکارُوں
کل خلائق تلخی اندر سورج دے چمکارُوں
بُلّھا آساں بھی اوتھے جانا' جتھّے گیا نہ بھاوے

مشکل الفاظ و معنی: تساڈا: تمہارا۔ سد ہوسی: بلایا جائے گا۔ درباروں: دربار سے۔ سرکاروں: بارگاہ ایزدی سے۔ خلائق: دنیا۔

تلخی: بے چینی، بے سکونی۔ چمکاروں: چمک سے، تابانی سے۔ بھاوے: پسند کرے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

یہ غریب غلام دربار سے آپ کی خیر مانگتا ہے۔ حشر کے روز کے خوف کے متعلق سنا جاتا ہے کہ بارگاہ ایزدی سے آواز پڑے گی جب ساری دنیا سورج کی تپش سے جل رہی ہوگی۔ اے بلھے شاہؒ ہم نے بھی وہاں جانا ہے کہ جہاں جانا کسی کو بھی پسند نہیں ہے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ف) فَقیراں فِکر جو کیتا، وِچ دَرگاہ اِلٰہی
شفیع محمد ﷺ جا کھلوتے جتھے بے پرواہی
نیڑے نیڑے آ حبیبا، ایہہ محبّت چاہی
خرقہ پہن رسول اللہ ﷺ دا، سر تے تاج لگاوے

مشکل الفاظ و معنی: درگاہ الٰہی: بارگاہ ایزدی۔ شفیع: شفاعت کرنے والا۔ بے پرواہی: بے نیازی۔ حبیبا: اے حبیب ﷺ، اے اللہ کے دوست۔ خرقہ: فقیری چولا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

فقیروں نے جو فکر کیا تو بارگاہ ایزدی میں نبی کریم ﷺ شفاعت کرنے والے بن کر جا کھڑے ہوئے جہاں بے نیازی کی کوئی حد نہیں۔ ارشاد ربانی ہوا کہ اے حبیب ﷺ اور نزدیک آجاؤ۔ یہ اللہ کی محبت کا واضح ثبوت ہے۔ تم بھی نبی کریم ﷺ کا خرقہ پہن لو، تمہارے سر پر بھی عطا کا تاج رکھ دیا جائے گا۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ق) قلم نہ مٹے ربّانی، جو آساں پر آئی
جو کُجھ بھاگ اَساڈے آہے، اوہ تاں مُڑ دے ناہی
باجھ نصیبوں دعوے کیڈے، بَنھّے کُلّ خُدائی
بُلّھا لوح محفوظ تے لکھیا، اوتھوں کون مٹاوے

مشکل الفاظ و معنی: قلم نہ مٹے ربانی: اللہ کی قلم کا لکھا مٹ نہیں سکتا۔ جو اساں پر آئی: جو ہم پر وارد ہوئی۔ بھاگ: نصیب، تقدیر، قسمت۔ آہے: تھے، ہیں۔ ناہی: نہیں۔ لوح محفوظ: محفوظ تختی جس پر وہ سب کچھ لکھا گیا ہے جو کہ ہمیں پیش آنا ہے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

اللہ کی قلم کا لکھا ہوا مٹ نہیں سکتا جو کہ ہم پر وارد ہوا۔ جو کچھ ہماری قسمت میں لکھا گیا ہے وہ ضرور بہ ضرور ہو کر رہے گا، ٹلے گا نہیں۔ ساری دنیا نصیبوں کے بغیر ہی بڑے بڑے دعوے کرتی ہے مگر یہ دعوے کوئی حیثیت نہیں رکھتے یعنی سب نصیبوں کی ہی بات ہے۔ اے بلھے شاہؒ جو کچھ لوح محفوظ پر لکھا جا چکا ہے اسے کون مٹا سکتا ہے۔

لاگی رے لاگی، بل بل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ک) کلام نبی ﷺ دی سچی، سر نبیاں دے سائیں
صُورت پاک نبی ﷺ دی جیہی، چَند سُورج بھی ناہیں
ہیرے موتی لعل جواہر، پہنچے اوتھے ناہیں
مجلس اوس نبی ﷺ دی بہہ کے بُلّھا کون کہاوے

مشکل الفاظ و معنی: سر نبیاں دے سائیں: سب نبیوں کے سردار۔ جیہی: جیسی۔ چند: چاند۔ ناہیں: نہیں۔ مجلس: محفل۔ ہیرے موتی لعل جواہر: بڑے بڑے پیر پیغمبر، متقی و پرہیز گار۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو سب نبیوں کے سردار ہیں ان کی ہر بات سچی ہے۔ پاک نبی ﷺ کی جیسی صورت ہے ویسے یہ چاند سورج بھی نہیں ہیں۔ بڑے پیر پیغمبر اور متقی و پرہیزگار بھی اُس مقام پر نہیں پہنچ پائے۔ اُس پاک نبی ﷺ کی پاک محفل میں بیٹھ کر بلھے شاہؒ خود کو کیا کہلوائے؟

لاگی رے لاگی، بل بل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ل) لا اللہ دا ذکر بتایو
اِلاّ اَللہ اَثبات کرایو
محمد رَسول اَللہ میل ملایو

بُلّھا اِیہہ تُحفہ آدم ؑ نُوں آوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: بتایو: بتایا۔ اثبات: ہاں، ہونا، وجود رکھنا، نفی کی ضد۔ میل ملایو: ملاپ کرایا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

لا الٰہ کا ذکر بتایا اور اِلا اللہ سے اثبات کرایا (کلمے کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں نفی ہے اور دوسرے میں اثبات اور تیسرے میں اقرار رسالت یعنی محمد رسول اللہ کا ملاپ کرایا۔ اے بلھے شاہؒ یہ وہ خدا کا تحفہ ہے جو اس نے حضرت آدم کو عنایت کیا۔ (یا نسل انسانی کو)

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(م) محمدی جسم بَنایو

داخِل وِچ بَہشت کرایو

آپے مگر شَیطان پُچایو

پھیر اوتھوں نِکل آدم ؑ آوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: محمدی جسم: نبی کریم ﷺ کا جسد مبارک۔ پچایو: پہنچایا۔ آدم: حضرت آدمؑ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

جب اللہ تعالیٰ نے محمدی جسم بنایا (یعنی حضرت آدمؑ میں محمدی نور رکھا) تو اسے بہشت میں داخل کر دیا اور پھر خود ہی اس کے پیچھے شیطان کو بھی لگا دیا اور پھر وہاں سے حضرت آدم کو نکال دیا گیا۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ن) نِمانا ہو مُجرم آیا

کَڈھ بَہشتوں زِمیں رُلایا

آدم ؑ حَوّا جُدا کرایا

بُلّھا آپ وِچھوڑا پاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: نمانا: عاجز۔ مجرم: محرم کی ضد، جرم دار۔ رُلایا: خراب کیا۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

حضرت آدمؑ عاجز اور مجرم ہو کر آگئے اور انہیں بہشت سے نکال کر زمین پر رُلایا گیا۔ پھر آدم کو حوا سے جدا کر دیا گیا۔ اے بلھے شاہؒ یہ خدا نے خود ہی جدائی کرائی۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(۵) واہوا آپ محمد ﷺ اَپنی، آدمؑ شکل بناوے
آپے روز اَزل دا مالِکْ، آپے شَفیع ہو آوے
آپے روز حشر دا قاضی، آپے حُکم سُناوے
آپے چا شَفاعت کَردا، آپ دِیدار کَراوے

مشکل الفاظ و معنی: واہوا: خوب۔ آدم شکل بناوے: آدم کی شکل بنائی۔ روزِ ازل: ازل کے دن سے۔ شفیع: شفاعت کرنے والا۔ شفاعت: سفارش۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

واہ کیا خوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آدم کی صورت بنائی۔ خود ہی روزِ ازل کا مالک اور آپ خود ہی شفاعت کرنے والا بھی۔ آپ خود روزِ حشر کا قاضی بھی اور آپ ہی حکم سنانے والا بھی۔ آپ خود یہ شفاعت کرے اور آپ ہی دیدار بھی کرائے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(۶) ہولی بولیں ایتھے بھائی، مَت کوئی سُنے سُناوے
وَڈّا عذاب قبر دا دِسّے، جے کوئی چا چُھڑاوے
پُل صِراط دی اَوکھی گھاٹی، اوہ بھی خوف ڈَراوے
رَکھ اُمید فضل دی بُلّھیا، اللہ آپ بَچاوے

مشکل الفاظ و معنی: مت: مبادا۔ پل صراط: جنت کو جانے والا بال جیسا پل جو تلوار سے تیکھا ہے، مراد دنیا۔ اوکھی گھاٹی: مشکل راستہ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جا رہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

یہاں ذرا آہستہ سے بات کرنا بھائی مبادا کوئی سنے اور سنائے نہ۔ قبر کا عذاب بہت بُرا عذاب نظر آتا ہے اور اگر کوئی سے اپنی کوئی کیسے جان چھڑائے اور پھر پل صراط کے مشکل ترین راستے کا خوف بھی ڈراتا ہے۔ اے بُلھے شاہ تو بس اس کے فضل پر امید رکھ وہی ہے کہ جو (اللہ) تمہیں بچائے گا۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ا) اَکلّا جاویں اِیتھوں، ویکھن آون ڈھیر

ساہاں تیریاں دی گِنتی ایتھے آئی ہوئی نیڑ

چل شتابی چل وَڑ بُلھیا مَت لگ جاوے ڈیر

پکڑیں واگ رسول اللہ دی، کُجھ جِتھوں ہتھ آوے

مشکل الفاظ و معنی: ڈھیر: بہت سے۔ ساہاں: ساہ کی جمع سانس، سانسیں۔ نیڑ: نزدیکی۔ شتابی: جلدی۔ واگ: لگام، مراد دامن

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جا رہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

اے انسان تو یہاں سے اکیلا ہی جاتا ہے اور تجھے بے شمار لوگ دیکھتے ہیں۔ یہاں تو تمہارے سانسوں کی گنتی ہوتی ہے اور اب نزدیکی آ گئی ہے۔ اے بُلھے شاہ جلدی سے داخل ہو جا کہیں تجھے دیر نہ لگ جائے۔ تم رسول کریم ﷺ کا دامن پکڑ لو، جہاں سے تمہیں کچھ مل سکے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے

اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(لا) لاہم نہ کوئی دِسّے، کِت وَل کُوک سُناواں

جِت وَل ویکھاں نظر نہ آوے، کِس نُوں حال وِکھاواں

باجھ پیا نہیں کوئی حامی، ہور نہیں کوئی تھانواں

کُل دروازہ حضرت ﷺ والا، اوہ وی تیں چھُڈا دے

مشکل الفاظ و معنی: لاہم: لاہ، فائدہ، نفع۔ کِت وَل کس طرف۔ کوک: چیخ و پکار، فریاد۔ جِت وَل: جس طرف۔ پیا: محبوب۔

تیں: تجھ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

میں کس طرف فریاد کروں کہ مجھے کوئی فائدہ دکھائی نہیں دیتا۔ جس طرف بھی دیکھتا ہوں کچھ نظر نہیں آتا۔ میں کسے اپنا حال سناؤں؟ محبوب کے بغیر میرا کوئی حامی نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ تو بھی نبی کریم ﷺ کے دروازے پر قبضہ کرے کہ وہی تجھے چھڑائیں گے۔

لاگی رے لاگی، بَل بَل جاوے
اِس لاگی نُوں کون بُجھاوے

(ی) یاری ہُن میں لائی
اَگلی عُمرا کھیڈ وَنجائی
بُلّھا شَوہ دِی ذات اِی آہی
کَلمہ پڑھدیاں رِجند لجاوے

مشکل الفاظ و معنی: یاری: دوستی۔ اگلی عمرا: گزری ہوئی عمر۔ ونجائی: گنوا دی۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ آہی: تھی۔ لجاوے: لے جائے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جب سے میرے دل کو لگن لگی ہے۔ میرا تن من جلے جارہا ہے۔ اس لگی آگ کو اب کون بجھائے؟

دوستی تو میں نے اب لگائی ہے اور اگلی عمر تو میں نے یونہی کھیل کود میں ہی گنوا دی۔ اے بُلھے شاہؒ محبوب حقیقی کی ہی ایک ذات ہے جو تجھے سہارا دے سکتی ہے۔ اے کاش میری روح کلمہ پڑھتے ہوئے وہ لے جائے۔

سی حرفی دوم

(الف) آپنے آپ نُوں سمجھ پہلے، کیہہ وَست ہے تیرڑا رُوپ پیارے
باجھ اپنے آپ دے صحیح کیتے، رہیوں وِچ وسورے دے دُکھ بھارے
ہور لکھ اُپاؤ نہ سُکھ ہووے، پُچھے ویکھ سیانے نیں جگ سارے
سُکھ رُوپ اکھنڈ چِتن ہیں توں، بُلھا شاہ ؒ پُکار دے وید چارے

مشکل الفاظ و معنی: کیہہ وست ہے: کیا چیز ہے۔ وسورے: غم، دکھ۔ اپاؤ: اپاء، مسئلے کا حل۔ اکھنڈ: کھنڈ نہ ہونے والا، جو جدا نہ ہوسکے۔ سکھ: آرام۔ روپ: حسن۔ چتن: دیکھنا، نظر ڈالنا، غور کرنا۔ وید: عالم، دانا، عاقل حکیم۔ وید چارے: ہندوؤں کے چار وید، مقدس کتابیں۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ تو پہلے اپنے آپ کو سمجھ کہ تیرا روپ کیا چیز ہے؟ یہ جو تم نے اس قدر دکھ پائے ہیں تیرے خود کو نہ درست کرنے کی وجہ سے ہیں۔ لاکھ اپاؤ کیا جائے مگر سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اے بلھے شاہؒ میں نے دنیا کے بڑے سیانوں سے یہ بات پوچھی ہے کہ سکھ، روپ، اکھنڈ اور چتن تو ہی ہے اور یہ چاروں وید یہی پکار رہے ہیں۔ چاروں مقدس کتابیں یہی کہہ رہی ہیں۔

(ب) بَند اکھیں تے کَن دووِیں، گوشے بیٹھ کے بات وچاریئے جی
چھڈ خواہشاں جگ جہان کُوڑا، کہیا عارفاں دا ہردے دھاریئے جی
پیریں پہن زنجیر بے خواہشی دے، اِیس نفس نُوں قید کر ڈاریئے جی
جان جان دینویں جان رُوپ تیرا، بُلھا شاہ ؒ ایہہ خُوشی گزاریئے جی

مشکل الفاظ و معنی: گوشے: کونے میں۔ وچاریئے: سوچیے، غور کیجیے۔ کوڑا: جھوٹا۔ عارفاں: عارف کی جمع، عرفان والا، اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے۔ ہردے / ہردا: دل، من، روح۔ دھاریئے: اختیار کیجیے، ارادہ کیجیے۔ ڈاریئے: ڈالئے، دیجئے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ آنکھیں اور کان بند کرکے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر بات پر غور و فکر کیا جانا چاہیے۔ اس جہان کی خواہشات کو چھوڑ دو کیونکہ یہ جہان جھوٹا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس نفس کو قید کرکے رکھئے۔ یہ بات جان لے کہ جان دینا ہی اصل زندگی ہے، زندگی کا اصل روپ ہے۔ اے بُلھے شاہؒ پھر خوشی کیساتھ زندگی گزارو!

(ت) تنگ چودھر نہیں وِچ تیرے، جِتھے ککھ نہ اِک سماوندا اے
ڈھونڈ ویکھ جہان دی ٹھور کِتھے، اَن ہونڈرا نظریں آوندا اے
جیویں خواب دا خیال ہووے سُتیاں نُوں، طرح طرح دے رُوپ وِکھاوندا اے
بُلھا شاہ ؒ نہ تجھ بِھیں کجھ باہر، تیرا بھرم تینوں بھرماوندا اے

مشکل الفاظ و معنی: چودھر: سرداری۔ ٹھور: جگہ، مقام، ٹھکانہ، سراغ، کھوج۔ ان ہونڈرا: جس کا وجود نہ ہو۔ بھرم: اعتبار،

بھروسہ' ساکھ' عزت۔ بھرمادندا اے: مائل کرتا ہے' فریفتہ کرتا ہے' بہلاتا پھسلاتا ہے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ تیری سرداری میں اتنی بھی تنگی نہیں ہے کہ جہاں ایک تنکا بھی نہ سما سکے۔ (یعنی تیری باطن کی دنیا میں بڑی وسعت ہے) ذرا تلاش کر کہ جہان میں ایسا کون سا ٹھکانہ ہے کہ جہاں وہ بے وجود دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح کہ سوئے ہوؤں کو خواب میں خیال آتا ہے اسی طرح وہ طرح طرح کے روپ دکھاتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ تجھ سے کچھ باہر نہیں ہے (یعنی سب کچھ تیرے اندر ہی ہے) یہ تو تیرا ایک محض بھرم ہے جو تجھے بھرمائے جاتا ہے۔

(ث) سمجھ حساب کر بیٹھ اندر' تُو رہیں آسرا کُل جہان دا ایں
تیرے ڈِٹھیاں دِسدا سبھ کوئی' نہیں کوئی نہ کسے پچھان دا ایں
تیرا خیال اِی ہو ہر طرح دِسّے' جیویں تبال تبال کر جان دا ایں
بُلھا شاہؒ پھاہے کون اُڈاورے نُوں' پھسے آپ آپے پھائی تان دا ایں

مشکل الفاظ و معنی: آسرا: سہارا' جائے پناہ۔ ڈِٹھیاں: دیکھتے ہوئے۔ تبال تبال: اتا پتا۔ پھاہے: پھنسائے۔ کوں: کون۔ اُڈاورے: اُڑتے ہوئے کو۔ پھاہی تاندا ایں: پھندا لگاتے ہو۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان عقل و ہوش کر اور یہ سمجھ لے کہ تو ہی اس سارے جہان کا آسرا ہے۔ تیرے دیکھنے سے ہی سب کچھ نظر آتا ہے' ورنہ کون کسی کو پہچانتا ہے۔ یہ تیرا خیال ہی ہے جو تجھے مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح کہ تُو جانتا اور سمجھتا ہے۔ اے بُلھے شاہؒ اُڑتے ہوؤں کو کون پھنسا سکتا ہے۔ خود بخود پھنستے ہیں اور تو ہی پھندہ لگاتا ہے۔

(ج) جیونا بھلا کر منّیا تَیں' ڈرے مرن تھیں ایہہ اگیان بھارا
اِک تُوں اِی تُوں جند جہان دی ایں' گھٹّا کاس جو ملے سبھ ماہیں نیارا
تیرا خیال اِی ہوئے ہر طرح دِسّے' آد انت باجھوں لگّے سدا پیارا
بُلھا شاہؒ سنبھال تُوں آپ تائیں' تُوں تاں امر ہیں سُدا نہیں مرن ہارا

مشکل الفاظ و معنی: جیونا بھلا کر منیا تیں: بھلائی کی زندگی کو تو نے تسلیم کیا ہے۔ اگیان: بے علمی' جہالت۔ بھارا: بہت بڑا۔ گھٹا: گھاٹا۔ کاس: کس۔ نیارا: علیحدہ' جدا۔ آد: ازل' ازلی' شروع۔ امر: نہ مرنے والا' لافانی' لازوال۔ مرن ہارا: مرنے والا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان تو نے زندگی میں بھلائی (نیکی) کو تسلیم کیا اور پھر اس کے باوجود تو مرنے سے ڈرے تو یہ تیری بہت بڑی بیوقوفی ہے۔ ایک تو ہی تو ہے کہ جو اس کائنات کی روح ہے۔ پھر تو خوش ہو یا غمگین اس کائنات سے علیحدہ کیوں رہتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ تو خود کو سنبھال تو تو امر ہے ہمیشہ مرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مرنا تیرا عارضی ہے اور اس مرنے کے بعد تجھے دائمی زندگی نصیب ہوگی۔

(چ) جانا کُل جہان دا تُوں' تیرے آسرے ہویا بیوہار سارا

تُو اِی سبھ کی آنکھوں میں ویکھناں اِیں' تُجھے بجھدا چانِنا اور آندھارا
رَت جاگنا سونا خواب اِتھے' اِیہہ تے ہوئے اَگے تیرے کئی وَارا
"بُلّھا شاہ" پرکاش سرُوپ تیرا' گھَٹ وَدھ نہ ہو تُوں ایک سارا

مشکل الفاظ و معنی: چاننا: روشنی۔ تیرے آسرے: تیرے سہارے۔ وہار: کاروباری اعتبار۔ انداز: طور طریقہ۔ اندھارا: اندھیارا' اندھیرا۔ پرکاش سروپ: سورج جیسا روشن' ظاہر۔

ترجمہ: سید "بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو تو سارے جہان کی روشنی ہے اور تیرے سہارے پر ہی یہ زمانے کا کاروبار ہے اور کاروباری اعتبار قائم ہے۔ تو ہی سب کی آنکھوں میں دیکھتا ہے اور تجھے روشنی اور اندھیرا سوجھتا ہے۔ ہمیشہ جاگنا اور سونا اور خواب یہیں ہے۔ یہ تو کئی بار تیرے آگے آچکا ہے۔ اے "بُلّھے شاہ" چمکتے ہوئے سورج کی مانند تیرا خوبصورت روپ ہے تو کم اور زیادہ نہ ہو ایک سارہ۔

(ح) رحرص حَیران کر سُٹیا اِیں' تینوُں اَپنا آپ بھُلایا سو
پادشاہیوں سُٹ کنگال رکیتو' کر لکھ تُوں ککھ وِکھایا سو
مَدھ مَترڑے شیر نُوں تَند کچّی' پَیریں پا کے بَنھ بَہایا سو
"بُلّھا شاہ" تماشڑے ہور ویکھو' لَے سَمندر نُوں کُجّڑی پایا سو

مشکل الفاظ و معنی: حرص: لالچ' طمع۔ پادشاہیوں: بادشاہی سے۔ کنگال: مفلوک الحال' انتہائی مفلس۔ مدھ مترڑے: نشے میں مست۔ کجڑی: چھوٹا کوزہ۔

ترجمہ: سید "بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ لالچ اور طمع نے تجھے حیران کر کے رکھ دیا ہے اور تجھے اپنا آپ بھلا دیا ہے۔ بادشاہی سے تجھے نکال کر مفلوک الحال کر دیا۔ تو شاہ تھا اور تجھے گدا کر دیا۔ گویا مست اور نشے میں چور شیر کو کچی تند سے باندھ کر بٹھا دیا گیا ہے۔ اے "بُلّھے شاہ" تماشا تو یہ دیکھو کہ اسی نے سمندر کو لے کر کوزے میں بند کر کے دکھا دیا ہے۔

(خ) خبر نہ اپنی رکھنا اِیں' لگ خیال دینال تُوں خیال ہویا
ذرا خیال نُوں سُٹ بے خیال ہو توں' رجیویں ہویا اوہی گیا نہیں سویا
تَدوں ویکھ کھاں آندرُوں کون جاگے' نہیں گھاس میں چھُپے ہاتھی کھلویا
"بُلّھا شَوہ جو گلے دیوچ گہنا' پھرے ڈھُونڈدا تیویں تَیں آپ کھلویا

مشکل الفاظ و معنی: اوہی: وہی۔ تدوں: تب۔ گہنا: زیور۔ تَیں: تو۔ شوہ: محبوب' مرشد' رب۔

ترجمہ: سید "بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے انسان تجھے اپنی کوئی خبر نہیں ہے۔ تو خیال کے پیچھے لگ کے خود بھی خیال ہی ہو چکا ہے۔ ذرا اس خیال کو تو چھوڑ کر بے خیال ہو جا۔ جس طرح ہوا وہی گیا اور نہیں سویا۔ پھر تو دیکھ کہ تیرے اندر کون جاگتا ہے۔ گھاس پھوس میں ہاتھی نہیں چھپ سکتا وہ بھی کھڑا۔ اے "بُلّھے شاہ" جو تیرے گلے میں زیور ہے تو اس طرح اسے کھڑا

ڈھونڈ رہا ہے۔

(د) دِلوں دِلگیر نہ ہویوں مُولے، دیگر چیز ناپید تحقیق کیجے
اوّل جا صُحبت کرو عارفاں دِی، سخن تنہاں دے آب حیات پیجے
چشم جگر دے مِلن ہو رہے تیرے، نہیں سُوجھتا تنہاں کر صاف کیجے
بُلّھا شاہ" سنّبھال تُوں آپ تائیں، توں اِی آپ آنند ہیں سَدا جیجے

مشکل الفاظ و معنی: دلگیر: غمگین، اُداس۔ مولے/مول: بالکل، ہرگز۔ ناپید: جو ظاہر نہ ہو۔ تحقیق: کسی بات یا کسی معاملے کی اصل تک پہنچنے کا جتن۔ عارفاں: عارف کی جمع، عرفان رکھنے والا، خدا کو پہچاننے والے۔ سخن: بات۔ تنہاں دے: اُن کے۔ آب حیات: وہ پانی جسے پی کر دائیم زندگی حاصل ہو جاتی ہے، زندگی کا پانی۔ چشم جگر: آنکھ اور دل۔ مِلن: ملاپ۔ انند: موج، خوشی، سکھ۔ سدا: ہمیشہ۔ جیجے: جیجا سے، اے دولہے۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو کبھی دل سے غمگین نہ ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ تو ناپید چیز کی تحقیق کر۔ اس کام کے لئے تو صاحب عرفان لوگوں کی صحبت اختیار کر اور ان کی باتیں جو کہ آب حیات ہیں، ان کو پی۔ تیری آنکھوں اور دل کا ملن ہو رہا ہے۔ تجھے ابھی بھی کچھ نہیں سوجھتا تو صفائی کی تلاش کر۔ اے بُلّھے شاہ" اپنے آپ کو سنبھال۔ تو اپنا آپ سکھ ہے، خوشی ہے اور موج ہے ہمیشہ کی اے میرے دولہے۔

(ذ) ذرہ نہ شک تُوں رکھ دِل تے، ہو بے شک توں ہَیں خود خَصم جائیں
جیویں سنگھ بُھلدے بَل اپنے نُوں، چَرے گھاس مِل آجان رِنیائیں
پچھوں سمجھ بَل گرجو اجا مازے، بھیا سنگھ کا سِنگھ کچھُ بھیت ناہیں
تیسی تُو ہی بھی طرح کچھ ابر دَھارے، بُلّھے شاہ" سنّبھال تُوں آپ تائیں

مشکل الفاظ و معنی: خصم: خاوند، مالک، حمایتی، سرپرست۔ سنگھ: شیر۔ بل: زور۔ بھیا: ہوا۔ بھیت: بھید۔ تیسی: اس طرح کی، ایسی۔ تو ہی: تجھے، تجھ میں۔ ابر: بادل۔ دھارے: اختیار کرے، ارادہ کرے۔ آپ تائیں: اپنے آپ کو۔ نیائیں: گاؤں یا شہر سے ملحقہ زرعی زمین، زرخیز زمین۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو اپنے دل میں ذرا بھی شک نہ رکھ اور بلاشبہ تو خود اپنا مالک بن جائے۔ جس طرح کہ شیر اپنے بل (طاقت) کو بھول جاتے ہیں۔ زرخیز زمین ہو تو وہ گھاس چرنے بھی آجاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی طاقت کو سمجھ کر وہ گرا کر جا مارتا ہے اور شیر کا شیر رہتا ہے۔ اس میں کوئی بھید نہیں ہے۔ تو بھی کچھ اسی طرح کا وطیرہ اختیار کر۔ اے بُلّھے شاہ" اپنے آپ کو سنبھال۔

(ر) رَنگ جَہان دے ویکھنا ایں، سوہنے باجھ وَچار دے وَسدے نِی
جیویں ہوت حَباب بھوں رنگ دے جی، اندر آب دے ذرا وِچ پھَسدے نِی

آب خاک آتش باد بُہے کٹھے، ویکھ اَج کہ کَل وِچ کھسدے نی

"بلّھا شاہ" سنّبھال کے ویکھ کھاں توں، سکھ دُکھ سبھو اِیہہ کِس دے نی

مشکل الفاظ و معنی: وچار دے: سوچتے، غور و فکر کرتے۔ ہوت: ہووے۔ حباب: پانی کا بلبلہ۔ آب: پانی۔ خاک: مٹی۔ آتش: آگ۔ باد: ہوا۔ بہے: بیٹھے۔ کھسدے: سرکتے، ہٹتے۔ چھینتے: ایک دوسرے سے دُور ہوتے۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو دنیا جہان کے رنگ دیکھتا ہے اور محبوب کے بغیر غور و فکر کرتے ہوئے تجھے دکھائی دیتے ہیں جس طرح کہ بلبلے میں بہت سے رنگ نظر آتے ہیں اور پانی میں پھنس جاتے ہیں۔ آدمی چار عناصر آب، باد، خاک اور آتش کا مجموعہ ہے اور یہ آج یا کل سرک جائیں گے۔ اے بُلّھے شاہ" ذرا سنبھل کر تو دیکھ کہ یہ تمام دکھ اور سکھ کس کے ہیں؟

(ز) جاوَنا آوَنا نہیں اوتھے، کوہ وَانگ ہمیش اَڈول ہے جی

رجیویں بَدلاں دے تَلے چَند چَلدا، لگّا بالِکاں نُوں بڈا بھُول ہے جی

چَلّے مَن اندری پَران دِیہہ آوک، وے ویکھنے ہار اَڈول ہے جی

"بُلّھے شاہ" سنّبھال خوشحال ہو جی، عین عارفاں دا اِیہو بول ہے جی

مشکل الفاظ و معنی: کوہ: پہاڑ۔ ہمیش: ہمیشہ۔ اڈول: نہ ڈولنے والا، پکا پختہ۔ تلے: نیچے، بھلیکھا۔ چند: چاند۔ بالکاں: بالک کی جمع، چیلا، مرید، شاگرد۔ بڈا: بڑا۔ بھول: بھلاوا۔ پران: روح، جان، ہوش و حواس۔ دیہہ: تن، وجود، جسم۔ آوک: آئے گا، گی، سی۔ عارفاں: عارف کی جمع، صاحب عرفان، خدا کی پہچان رکھنے والے۔

ترجمہ: سید بلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ وہاں آنا جانا نہیں ہے کہ وہ پہاڑ کی مانند ہلتا جلتا نہیں ہے۔ جس طرح کہ بادلوں کے نیچے چاند چلتا ہے اسی طرح مریدوں کو یہ بھلیکھا ہے وہ من کے اندر ہی چلتا ہے جس طرح کہ جسم میں جان آتی ہے اور نظر نہیں آتی۔ اے بُلّھے شاہ" خود کو سنبھال اور خوشحال ہو جا، خدا کو پہچاننے والوں نے یہی کیا ہے۔

(س) ستم کرنا ہے جان اَپنی تے، بھُل آپ تھیں ہور کجھ ہووَنا جی

سویو لِکھیا شیر چیتریاں نے، سچ جان کے بالِکاں روَنا جی

ذرا میل ناہیں ویکھ بھُل ناہیں، لگّا چکڑوں جان کیوں دھووَنا جی

"بُلّھا شاہ" جنجال نہیں مُول کوئی، جان بُجھ کے بھُل کھلووَنا جی

مشکل الفاظ و معنی: ستم: ظلم۔ جان اپنی تے: اپنے آپ پر، خود پر۔ تھیں: سے۔ چیتریاں، چیتیاں: چیتے کی جمع، یادداشت، خیال۔ بالکاں: بالک کی جمع، مرید، شاگرد، چیلے۔ میل: جوڑ، ملاپ۔ چکڑ: دلدل، آلودگی، گناہ۔ جنجال: وبال، مصیبت۔ مول: بالکل، ہرگز۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہ" کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو بھلا دینا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے ہی مترادف ہے۔ یہ اسی طرح ہی ہے

کہ جیسے شیر لکھ کر یاد نہ ہے اور بالک پھر روئیں گے نہیں تو اور کیا کریں گے۔ یہ کوئی جوڑ میل نہیں ہے۔ دیکھ بھول نہ جانا۔ تم آلودگی سے کیوں کپڑے دھوتے ہو! اے "بُلھے شاہ" اس جیسی کوئی مصیبت نہیں ہے کہ کوئی جان بوجھ کر بھول جائے۔

(ش) شُبہ نہیں کوئی ذرا اِس میں، سَدا آپنا آپ سرُوپ ہے جی
نہیں گیان اگیان ٹھورا وہاں، کہاں سوُرے چھاؤں اور دُھوپ ہے جی
پڑا سیج ہے ماہیں میں سَہی سویا، کوڑا سُخن کا رنگ اربھُوپ ہے جی
"بُلّھا شاہ" سنّبھال جَب مُول ویکھا، ٹھور ٹھور میں اپنے انُوپ ہے جی

مشکل الفاظ و معنی: شبہ: شک۔ سروپ: خوبصورت روپ۔ گیان: معرفت، سمجھ، عقل۔ اگیان: آئندہ کی، اگلی، گیانی کا اُلٹ، بے گیان، بے علم، جاہل۔ ٹھور: ٹھکانہ، جگہ۔ سورما: بہادر۔ سخن: بات۔ اربھوپ: بدرنگ۔ انُوپ: بے مثل، بے نظیر۔

ترجمہ: سید "بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں ہے کہ ہمیشہ تمہارا اپنا ہی خوبصورت روپ ہے۔ وہاں عرفان اور بے عرفانی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ سورماؤں کے لئے کیا چھاؤں اور دھوپ ہے؟ سیج پر وہی پوری طرح سو سکا ہے (جس نے عمل کیا ہے) اور محض باتیں کرنے والے کی باتوں کا رنگ بدرنگ ہے۔ اے "بُلھے شاہ" جب میں نے سنبھل کر جگہ جگہ پر دیکھا تو اپنا روپ یہ دکھائی دیا۔

(ص) صبر کرنا آیا نبی اُتّے، ویکھ رنگ نہ چِت ڈُولائیے جی
سَدا تخم کی طرف نگاہ کرنی، پات پھُول کے اور نہ جائیے جی
جو بھی آئے جائے ٹِک رہے ناہیں، تاں سوکَون دانش رِجیولائیے جی
"بُلّھا شاہ" سنّبھال خود کھنڈ چاکھی، جِسے کَہے پھُل تِسے کیوُں کھائیے جی

مشکل الفاظ و معنی: چِت: جی، دل۔ ڈولائیے: ڈولنے دیجئے۔ تخم: بیج۔ پات: پتے، پتا۔ ٹک رہے ناہیں: آرام سے برقرار نہیں رہتا۔ تاں سو کون دانش: تجھے کون عقلمند کہے، یہی عقلمندی ہے۔ رجیولائیے: دل لگایئے۔ کھنڈ چاکھی: چینی چکھی۔ تسے: اسے۔

ترجمہ: سید "بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر بھی صبر کرنے کا حکم آیا ہے۔ دیکھو کسی بھی صورت دل کو ڈولانا نہیں چاہئے۔ ہمیشہ انجام اصل کی طرف نگاہ رکھنی چاہئے۔ پھول کے پتوں پر نہیں جانا چاہئے۔ یہاں پر جو بھی آتا ہے اسے رہنے کو قرار نہیں ہے، وہ یہاں رہ نہیں سکتا۔ یہی عقلمندی ہے کہ یہاں پر دل نہیں لگانا چاہئے۔ اے "بلھے شاہ" ذرا سنبھل کر چینی چکھنی چاہئے جسے پھول کہئے اسے کھانا نہیں چاہئے۔

(ض) ذِکر اور فِکر کو چھوڑ دیجئے، رکیجئے نہیں کچھُ یہی پچھتائیں
جائسوں اُٹھیا ناہیں کے بیج ڈالو، ہوئے اڈول دیکھو آپ چانتائیں

سَدا چیز نَاپید ہے ویکھیئے جے' میرے میرے کہ جیسا میں جانناں ئیں

بُلّھا شاہ" سنبھال تُوں آپ تائیں' تُوں تاں سَدا آنند ہیں چاہنائیں

مشکل الفاظ و معنی: ذکر: یاد۔ فکر: خیال۔ ناپید: جو ظاہر نہ ہو۔ جیا: دل' جی۔ انند: آرام' سکون' عیش۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ ذکر اور فکر کو چھوڑ دینا ہی پچھتانا ہے۔ اگر تم کچھ بوو گے نہیں تو کاٹو گے کیا؟ خود کو دیکھو کہ یہی پختگی و ہیشگی ہے۔ اگر اسے ہمیشہ دیکھا جائے تو وہ ناپید ہے۔ میرا میرا کر کے دیکھا جائے تو وہ دل و جان ہے۔ اے بلھے شاہ" خود کو تو سنبھال کہ تو ہی آپ اپنا سکھ چین اور آرام و سکون ہے اور یہی تو چاہتا ہے۔

(ط) طَور محبُوب دا جینہاں ڈِٹھا' رتنہاں دُوئی طَرفوں مُکھ موڑیا اِی

کوئی لَٹک پیارے دی لُٹ لِیتی' ہٹے ناہیں ایسا جی جوڑیا اِی

آٹھے پہر مَستان دیوان پھر دے' اوہناں پَیر آلود نہ بوڑیا اِی

بُلّھا شاہ" اوہ آپ محبُوب ہوئے' شوق یار دے کُفر سَبھ توڑیا اِی

مشکل الفاظ و معنی: طور: انداز' طور طریقہ' مزاج' ڈھنگ' رستہ۔ ڈٹھا: دیکھا۔ دوئی: غیر' غیریت' ماسوائے اللہ۔ لٹک: لگن' چسکا' چاٹ' کھچ' کشش' ناز' ادا' نخرہ۔ مستان: مستانہ' مست جوگی۔ پیر آلود: آلودگی سے بھرے ہوئے پاؤں' گناہ کے کیچڑ سے بھرے پاؤں۔ بوڑنا: ڈوبنا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ جنہوں نے محبوب کا انداز دیکھا ہے' انہوں نے دوئی کی جانب سے بالکل ہی رخ مڑو لیا ہے۔ محبوب کی کسی ادا نے انہیں ایسا لوٹا ہے کہ وہ بس اسی کے ہی ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر پل اور ہر گھڑی وہ مست و بیخود ہو کر پھرتے ہیں اور انہوں نے پھر کبھی بھی اپنے پاؤں دنیاوی آلودگی سے نہیں بھرے۔ اے بُلھے شاہ" وہ خود محبوب ہوئے جنہوں کے دلوں میں محبوب کے شوق نے کفر کو توڑ ڈالا۔

(ظ) جُدا ناہیں تیرا یار تَیں تھیں' پھریں ڈھُونڈدا کِس نُوں دَس مَینوُں

پہلوں ڈھُونڈنے ہار نُوں ڈھُونڈ کھاں جی' پچھّے پچھّے پَر تُجھ گھرے وِچ رَس تَینوُں

مَت تُوں اِی ہوویں آپ یار سبھ دا' پھریں ڈھُونڈدا جنگلاں وِچ جیس نُوں

بُلّھا شاہ" تُوں آپ محبُوب پیارا' بُھل آپ تھیں ڈھُونڈدا پھریں کِیس نُوں

مشکل الفاظ و معنی: تیں: تجھ۔ ڈھونڈنے ہارنوں: ڈھونڈنے والے کو' اپنے آپ کو۔ پرتھم: صاف' ظاہر' سامنے۔ رس: نچوڑ۔ جیس نور: جس کو۔ کیس نوں: کس کو۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ تیرا محبوب تجھ سے جدا نہیں ہے۔ تو پھر یہ تو بتا تو ڈھونڈ کسے رہا ہے؟ پہلے تو اس ڈھونڈنے والے کو تلاش کر (یعنی خود کو ڈھونڈ) جو کہ تجھ میں صاف طور پر رچا بسا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تو ہی سب کا محبوب ہو جسے تو جنگلوں میں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اے بلھے شاہ" تو آپ ہی اپنا پیارا محبوب ہے اور تو خود کو بھول کر پھر

Scanned with CamScanner

کے تلاش کر رہا ہے؟

(ع) عَین ہے آپ بناں نُقطے، سَدا چین، محبوب دِلدار میرا
اِکوار محبوب نوں جنہاں ویکھا، اوہ ویکھن ہار ہے سَب کیہڑا
اُستوں لکھ بہشت قربان کیتے پوہنتا ہوئے بے غم چکائے جھیڑا
بُلھا شوہ ہر حال وِچ مست پھر دے، ہاتھی مسَتڑے توڑ زنجیر کیہڑا

مشکل الفاظ و معنی: عین: آنکھ۔ بناں نقطے: بغیر نقطے کے، عین روشن آنکھ کو کہتے ہیں اور غین نقص والی آنکھ کو جس کی بینائی میں کمی ہو۔ عین ہے بناں نقطے: صاف ظاہر ہے بغیر کسی اوٹ یا پردے کے۔ ویکھن ہار: دیکھنے والا۔ پوہنتا: پہنچا۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ مستڑے: مست و بے خود۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ محبوب تو صاف عیاں ہے اور ہمیشہ وہ میرا دلدار ہے اور جنہوں نے محبوب کو ایک بار دیکھ لیا وہ ہر جگہ پھر اُسی کو ہی دیکھتے ہیں۔ اس پر لاکھ بہشت کو قربان کیا جاسکتا ہے کہ جو دلداری کرے اور جو غم بانٹے۔ اے بُلھے شاہ وہ ہر حال میں مست و بیخود پھرتے ہیں اور مست ہاتھی جس طرح زنجیریں توڑ کر پھرتے ہیں۔

(غ) غم نے مار حیران کیتا، اٹھے پہر میں پیارے نوں لوڑ دی ساں
مینوں کھاونا پیونا بھُل گیا، رَبا میل جانی ہتھ جوڑ دی ساں
سیاں چھڈ گئیاں میں اکلڑی نوں، انگ ساک نالوں ناطہ توڑ دی ساں
بُلھا شاہ جب آپ نوں صحیح کیتا، تاں میں سُتڑے انگ نہ موڑ دی ساں

مشکل الفاظ و معنی: اٹھے پہر: آٹھوں پہر، ہر وقت۔ لوڑ دی: طلب کرتی، تلاش کرتی۔ میل: ملا۔ جانی: جان جاناں، دلبر، دوست۔ سیاں: سہیلیاں، ہجولیاں۔ اکلڑی: اکیلی، تنہا۔ انگ ساک: عزیز رشتے دار۔ ناطہ: رشتہ، تعلق۔ ستڑے: سوئے ہوئے، سوئے ہوئے میں۔ انگ موڑن: مڑنا، ڈرنا، واپس ہونا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ مجھے تو غم نے مار حیران کر دیا ہے میں تو ہر پل اسی پیارے محبوب کو ڈھونڈتا تھا۔ مجھے کھانا پینا سب بھول گیا ہے۔ اے میرے رب مجھے میرے دلدار سے ملا دے! میں ہاتھ جوڑتا تھا۔ میرے تمام ساتھی مجھے چھوڑ گئے اور میں اکیلا ہی عزیز و اقارب سے تعلق توڑتا تھا۔ اے بُلھے شاہ جب اپنے آپ کو درست کر لیا تو میں کبھی بھی اپنے محبوب سے کوئی اعضاء کو پیچھے نہ ہٹاتا تھا۔

(ف) فکر کیا سیئو میریونی، میں تاں اپنے آپ نوں صحیح کیتا
کوڑی دے سو مہینہ مُکایا میں، خاک چھان کے لال نوں پھول لیتا
ویکھو ڈھوئیں دے ڈھولڑے جگ سارا سٹ پایا ہے جیا تے ہار جیتا
بُلھا شاہ آنند اکھنڈ سدا، لکھ آپ نے آب حیات پیتا

مشکل الفاظ و معنی: صحیح کیتا: درست کیا- کوڑی: بہت تھوڑی رقم، ایک سکہ- مہینہ چکاتا: مہینے کی مزدوری ادا کرنا- دھولے: دھولے، سفید بال- جیا: جی، دل، جان- انند: موج، خوشی، سکھ- اکھنڈ: کبھی جدا نہ ہونے والا-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے دوستو مجھے کیا فکر ہے کہ میں نے تو اپنے آپ کو درست کر لیا ہے- میں نے مزدوری ادا کر کے مہینہ چکایا ہے اور خاک چھان کر لعل حاصل کر لیا ہے- یعنی محبوب کو پالیا ہے- دیکھو ساری دنیا کے بال سفید ہو چکے ہیں (یعنی بچپن کی عمر گئی اور بڑھاپا آرہا ہے) اسی پر ہی تمام عمر وقف کر ڈالی ہے اور ہار جیت پر ہی لگا دی ہے- اے بلھے شاہؒ ہمیشہ ہی خوشی اٹوٹ ہے- لاکھ آپ نے آبِ حیات پیا ہو-

(ک) کون جانے جانی جان دے نُوں، آپ جانن ہار ایہہ کُل دا ہے

پرتّھ دے اُوپر مان جَیں تے، سُدھ کیتے اُسدے نہیں بُھلدا ہے

رِیت نیت کر بید پُکار دے نی، نہیں دُوسرا اوس دے تُل دا ہے

بُلھا شاہؒ سنبھال جَب آپ دیکھا، سَدا سوہنگ پرکاش ہوئے جُھل دا ہے

مشکل الفاظ و معنی: جانی: دوست، جان جاں- جانن ہارا: جاننے والا- کل دا: کل جہان- پرتھ: صاف، ظاہر، سامنے- جیں تے: جس پر- سُدھ کیتے: اچھے کئے، سیدھے کئے- بید: وید، ہندوؤں کی چار مقدس کتابیں، چار وید- تل: برابر، مثالی، ثانی، دوسرا- سوہنگ پرکاش: سورج کی آب و تاب- جھل دا ہے: جاتا ہے، فریب دیتا ہے-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جانی جان کو کون جانتا ہے وہ خود ہی کل جہان کا جاننے والا ہے- جس کے ظاہر ہونے پر مان ہے اس کا سنوارا ہوا کبھی نہیں بھولتا- نیتیں باندھ باندھ کر وید پڑھتے ہیں کہ اس کی مثال کہیں بھی نہیں ہے- اے بُلھے شاہؒ جب اپنے آپ کو سنبھال کر دیکھا تو وہ سورج کی طرح صاف اور واضح طور پر جھولتا ہوا نظر آیا-

(گ) گُزر گُمان تے سَمجھ بہہ کے، ہنکار دا آسرا کوئی ناہیں

بُدھ آپ سنگھات چڑھ ویکھے جی، بڑا کاٹھ پکھاں جیوں بھوم ماہیں

آپ آتما گیان سرُوپ سَتا، سَدا نہیں پھردا کیہڑا اِیک جاہیں

بُلھا شاہؒ بیک بچار سِیتی، خُودی چھوڑ خود ہوئے کھسم سائیں

مشکل الفاظ و معنی: گمان: وہم، شک، شبہ- ہنکار: غرور، تکبر- آسرا: سہارا- بُدھ: عقل- سنگھات: سنگت، مجلس- بڑا: ٹھہراؤ، مقام- کاٹھ: لکڑ- پکھاں: بازو، بال و پر- بھوم: زمین- ماہیں: ماہ سے، چاند والی- آتما: روح- گیان: معرفت، عرفان- سروپ: خوبصورت روپ- جاہیں: جگہ- بلیک: آباؤاجداد- بچار: بہانہ- سیتی: خاطر، برائے، واسطے- کھسم: خصم، خاوند، مالک-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان تو وہم و گمان سے گزر جا اور بیٹھ کر غور و فکر کر کہ غرور و تکبر کا سہارا کوئی سہارا نہیں- اپنی عقل و دانش کو خود آزمانا چاہئے کہ یہ دنیا تو ایک سرائے کی طرح ہے- تم اپنی روح کے عرفان سے بے خبر ہو- وہ کہیں ایک جگہ پر نہیں رہتا- اے بلھے شاہؒ تو کبھی اپنی اصل کے بارے میں بھی سوچ- خودی کو چھوڑ پھر تو خود ہی

اپنا مالک بن جائے گا۔

(ل) لگ آکھے جاگ کھاں سویا' جان بُجھ کے دُکھ کیوں پاؤناں ایں
ذرا آپ نہ ہٹیں برائیاں توں' کُڈھ مسئلے لوک سُناؤنا ایں
کانگ وَشٹ جیون جان تُجے سَنتاں' وَکھی موڑ کیوں چِت لوبھاؤناں ایں
بُلّھا شوہ اوہ جانے ہار دل دا' کریں چوریاں سادھ سداؤناں ایں

مشکل الفاظ و معنی: سویا: سویا ہوا۔ کانگ: کوا۔ وشٹ' ڈشٹ: نظر' نگاہ۔ سنتاں: سنت کی جمع' درویش' فقیر لوگ۔ وکھی: حصہ' طرف۔ چِت لبھانا: دل موہنا۔ سادھ: چور کی ضد۔ ساؤ: بغیر جرم کے' شریف آدمی۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے انسان میرا کہنا مان لے اور خواب غفلت چھوڑ دے تو جان بوجھ کر کیوں دکھ اٹھاتا ہے۔ خود تو تو برائیوں سے باز نہیں آتا مگر دوسروں کو نت نئے مسئلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سناتا ہے۔ درویش کو تو کوے کی طرح تیز نگاہ والا ہونا چاہئے تو پھر پانسا بدل کر دل کو بھرمالیتا ہے۔ اے بلّھے شاہؒ وہ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے تو چوریاں کرتا ہے اور سادھ کہلواتا ہے۔

(م) موجُود ہَر جا مولیٰ آپ دِسّے' دیکھ کیہا بھیکھ بنایا سُو
جیویں ایک ہی تخم بہوں طرح دِسّے' تو میں اپنا آپ پھیلایا سُو
ماہ اپنے اپنے خیال کردا' نر نار ہوئے چِت رلایا سُو
بُلّھا شوہ نہ مُول رتھیں کجھ ہویا' سو جاندا جِسے جنایا سُو

مشکل الفاظ و معنی: ہر جا: ہر جگہ۔ مولیٰ: مالک' آقا' رب۔ بھیکھ: بھیس' روپ۔ بہوں: بہت' کئی۔ تخم: بیج۔ نر نار: مرد' عورت۔ چت ملایا: دل ملا دیا۔ مول: اصل۔ جنایا: پیدا کیا۔

ترجمہ: سید بُلّھے شاہؒ کہتے ہیں کہ مولیٰ ہر جگہ موجود دکھائی دیتا ہے اور نت نئے روپ میں نظر آتا ہے۔ بالکل اسی طرح کہ جیسے ایک ہی بیج کے کئی روپ نظر آتے ہیں۔ تو بھی اے انسان اسی طرح ہے۔ تو نے بھی ایسے ہی اپنے آپ کو پھیلایا ہے۔ وہ ماہ بہ ماہ اپنا خیال کرتا ہے اور اسی نے مرد عورت کے دلوں کو ملایا ہے۔ اے بُلّھے شاہؒ محبوب اصل سے کچھ نہیں ہوا۔ وہی جانتا ہے کہ جسے اس نے پیدا کیا ہے۔

(ن) نام اَرُوپ اُٹھا دیجئے' پچھے اَست اَربھانت پریا سانچ ہے جی
جو اِی چِت کہ چِتونی وِچ آوے سوای جان تحقیق کر کانچ ہے جی
تیں بُدھ کی برت تُوہیں ساکھی تو جان نِج روپ میں راج ہے جی
بُلّھا شوہ جے بھوپ اَچل بیٹھا' تیرے اگے پر کرت کا ناچ ہے جی

مشکل الفاظ و معنی: اروپ: بے روپ، جسے آنکھیں نہ دیکھ سکیں، رب- اَست: ہے- اَر: اور- بھانت: قسم قسم، طرح طرح- پریا: پریت، پریم- سانچ: سچ- چت: خیال- چتونی: یاددہانی، فکر، سوچ- تحقیق: وہ بات یا معاملہ کہ جس کی اصل تک پہنچا جائے- کانچ: شیشہ- بُدھ: عقل- برت: روزہ، بھوکا رہنا- ساکھی: کلام، بات، کہانی- راچ: رچا ہوا- بھوپ: روح- اچل: نہ چلنے والا- پرکرت: بنیادی مادہ، اصل، عادت، نسل-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ وہ بے رُوپ جسے دیکھا نہیں جاسکتا وہ طرح طرح کے روپوں میں حقیقت کے روپ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ جو فکر خیال میں آتا ہے وہی تحقیق کا آئینہ ہے۔ تو ہی تو عقل کی انتہا ہے اور تو ہی اس کا کلام ہے جو کہ نت نئے روپ میں رچا بسا ہے۔ اے بُلھے شاہؒ اگر روح کا مُرشد نہ چلا گیا تو تو تمام اصل حقائق سے واقف ہو جائے گا۔

(و) وقت اِیہہ ہتھ نہ آونا اِیں، اِک پلک دِی لکھ کروڑ دَیویں
جَتن کریں تاں آپ اَچاہ ہوویں، توں تا پھیر اٹھے وَکھے رَس سیّویں
کوڑ بپار کر ڈھوڑ گُر رمیلیں، چِنتا مَن دیویں جَڑھ کاچ لیّویں
بُلھا شوہ سنبھال تو آپ تائیں، توتاں اَننت لگ دیہہ میں کہاں میّویں

مشکل الفاظ و معنی: جتن: کوشش- اَچاہ: ہوشیار، چالاک، ستمگر، بے مہر- وکھے: بچ- سیویں: سیوا کرے- کوڑ بپار: جھوٹا کاروبار- چِنتا: فکر- کاچ: کاٹ- اننت: جس کا انت نہ ہو، اخیر نہ ہو-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ گیا وقت پھر تیرے ہاتھ نہ آئے گا اگرچہ تو ایک پل کا لاکھ کروڑ بھی دے گا۔ کوشش کرے گا تو تو زیرک و دانا ہو جائے گا اور تو ہر طرف رس کی طرح سما جائے گا۔ تو جھوٹا بیوپار کر رہا ہے اور گرد و غبار حاصل کر رہا ہے اور فکر و پریشانی میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ اے بُلھے شاہؒ تو اپنے آپ کو سنبھال تو تو بے انت ہے تیرا جسم کہاں اور کسی میں سما سکتا ہے۔

(ہ) ہر طرح ہووے دِلدا پیارا، رَنگ رَنگ دا رُوپ بنایا اِی
کہوں آپ کو بھول رنجول ہویا، اُروار بھرماء سنتایا اِی
جدوں اپنے آپ میں پرگٹ ہویا، نزاع نَند کے ماہیں سمایا اِی
بُلھا شاہؒ جو آوتھا اَنت سوای، جیویں نیر میں نیر ملایا اِی

مشکل الفاظ و معنی: رنجول: رنجور، غمگین- اُروار: دریا کا اِدھر کا کنارہ- سنتایا: ستایا- پرگٹ: پیش، ظاہر، بے پردہ- نزاع: فساد، تنازعہ- نند: سکون و آرام- آو: ازل، ازلی- نیر: پانی-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ پیارا محبوب ہر طرح سے ہی ہر رنگ میں ہی روپ بنائے ہوئے ہے۔ میں کیا کہوں کہ اسے بھول کر سخت رنجور ہو گیا ہوں۔ اُس نے دریا کے اس طرف ہی بھرما کر بڑا ستایا ہے۔ جب وہ خود سے ظاہر ہوا تو نزاع و نند کے درمیان سما گیا۔ اے بُلھے شاہ وہ جو کہ ازل تھا سو وہی ہے جس طرح کہ پانی میں پانی مل جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(۶) اَج بَنیا سبھو ہَج میرا، شادی غمی تھیں یار کھلویا میں
بھَیا دُور بھَرم پرم پایا میں، ڈر کالکا جیا تے کھویا میں
سادھ سنگت کی دیاء بھیا نرَل، گھٹ گھٹ وچ تن سکھ سویا میں
بلّھا شاہ" جد آپ نوں صحیح کیتا، جو وی آوتھا آنت پھر ہویا میں

مشکل الفاظ و معنی: ہج: طور، طریقہ، انداز۔ بھیا: ہوا۔ بھرم: ساکھ، عزت، اعتبار۔ پرم: پریم، محبت۔ کالکا: کالکھ، بدنامی۔ کھویا: گنوایا۔ جیا: دل۔ سادھ، سادھو: درویش۔ سنگت: ساتھ۔ دیاء: بخشش۔ بھیا نرل: ہوا نرم و نازک۔ گھٹ: گھٹا۔ آن: ازلی۔ انت: آخر۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ آج میرے سبھی طور طریقے بہتر ہو گئے ہیں۔ شادی اور غمی سے میں نکل چکا ہوں۔ بھرم دور ہوا اور میں نے پریم کو پالیا۔ بدنامی اور رسوائی کے خوف کو میں نے گنوا دیا۔ سادھ سنگت کی دیاء سے میں نرم و نازک ہو گیا یعنی خوبصورت ہوا اور ہر صورت میں میں نے سکھ کو پالیا۔ اے بلھے شاہ" جب میں نے خود کو درست کرلیا وہ جو کہ ازلی تھا پھر میں وہی ہو گیا۔

(ی) یار پایا سیّو میریونی، میں تاں اَپنا آپ گواء کے نی
رہی سُدھ نہ بُدھ جہان کی ری، تھکّے برت آنند میں جاء کے نی
اُلٹے جام بسرام نہ کام کوئی، دھونی گیان کی بھاہ جلاء کے نی
بلّھا شوہ مبارکاں لکھ دیوو، بے جان جانی گل لاء کے نی

مشکل الفاظ و معنی: گواء: گنوا۔ سُدھ بُدھ: ہوش و عقل۔ برت: روزہ، بھوکے رہنا۔ انند: موج، خوشی، آرام، عیش۔ بسرام: رات گزارنا، وقفہ۔ گیان: عرفان۔ بھاہ: آگ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ اے میرے دوستو میں نے اپنے محبوب کو اپنا آپ گنوا کر حاصل کیا ہے۔ مجھے تو اس جہان کی سُدھ بُدھ نہ رہی میں تو برت انند میں جاکر تھک ہار گیا۔ میری ہر رات پینے میں بسر ہوتی ہے اور اس کے سوا میں نے کوئی کام نہیں کیا مگر میں نے گیان کی دھونی لگائی ہے۔ اے بُلھے شاہ" مجھے مبارکیں دو کہ میں اپنے جانی جان کو گلے لگائے بیٹھا ہوں۔

سی حرفی سوم

(الف) آوندیاں توں میں صدقڑے ہاں، رجیم جاندیاں تو سر وارنی ہاں
مٹھی پیت انوکھڑی لگ رہی، گھڑی پل نہ یار وسارنی ہاں
کیہے ہڈ نگاوڑے پئے مینوں، اونسیاں پاوندی کانگ اڈارنی ہاں
بلھا شوہ تے کملی میں ہوئی، ستی بیٹھی یار پکارنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: صدقڑے: تصدق، قربان- سروارنی ہاں: سر قربان کرتی ہوں- پیت: محبت- انوکھڑی: عجیب، اچرج- وسارنی ہاں: بھولتی ہوں- ہڈ: ہڈیاں- نگاوڑے: نگاڈے، تقاضے۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میرے محبوب آتے ہیں کہ میں ان کے تصدق جاتی ہوں اور جاتے ہیں تو ان پر قربان ہو جاتی ہوں۔ یہ کیسی عجب میٹھی پیت ہے۔ ایک لمحے کے لئے بھی میں اپنے دلبر کو نہیں بھولتا۔ یہ کیسی بھاری مصیبتیں مجھے پڑ گئی ہیں کہ میں اونسیاں (شگون) ڈالتی اور کاگ اڑاتی ہوں۔ اے بلھے شاہ" میں تو دیوانہ ہو چکا ہوں۔ سوتے اور جاگتے میں بس یار ہی یار پکارے جا رہا ہوں۔

(ب) باز نہ آوندیاں اکھیاں نی، کے اوہدڑے بہی سمجھاونی ہاں
ہوئیاں لال انار دے گلاں وانگوں، رکسے دکھڑے نال چھپاونی ہاں
مڈھ پیار دیاں جرم دیاں ہتیاں نوں، لکھ لکھ نصیحتاں لاونی ہاں
بلھا شوہ دا شوق چھپا کے تے، ظاہر دوتیاں دا غم کھاونی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: اوہدڑے: اوہدے، اس کے- بہی: بیٹھ کر- گلاں وانگوں: پھولوں کی طرح- مڈھ: شروع، بنیاد، اصل- جرم دیاں ہتیاں نوں: ازل سے بد نصیبوں کو- دوتیاں: دوتی کی جمع، دشمن، مخالف لوگ۔

ترجمہ: سید بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میری یہ آنکھیں باز نہیں آتیں۔ میں انہیں لاکھ تنہائی میں بیٹھ کر سمجھاتا ہوں۔ یہ رو رو کر انار کے پھولوں کی طرح سرخ ہو چکی ہیں اور میں کسی اور دکھ کے بہانے انہیں چھپاتا ہوں۔ ازل کے بد نصیبوں کو میں لکھ لکھ کر سمجھاتا ہوں۔ اے بلھے شاہ" میں اپنے شوق کو چھپاتے ہوئے بظاہر اپنے دشمنوں کا غم کھا رہا ہوں۔

(ت) تاء کے عشق حیران رکیتا، سینے وچ النبڑا بالیا ای
مکھوں کوکدیاں آپ نوں پھوک لگی، چپ رکیتیاں میں تن جالیا ای
پاپی برہوں دے جھکھڑ جھولیاں نے، لک چھپ میرا جی جالیا ای
بلھا شوہ دی پیت دی ریت کیہی، آہیں تتیاں نال سنبھالیا ای

مشکل الفاظ و معنی: النبڑا: لانبو، شعلہ، النبہ- کوکدیاں: فریاد کرتے ہوئے، چیخ پکار کرتے ہوئے- پھوک لگی: آگ لگی- جالیا ای: جلا ڈالا ہے- پاپی: پاپ کرنے والا- برہوں: جدائی- جھکھڑ جھولے: طوفان ابر و باد و باراں- ریت: رسم- آہیں تتیاں:

گرم آہیں

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ عشق نے مجھے جلا کر حیران کردیا ہے۔ میرے سینے میں عشق کے لانبو بھڑک رہے ہیں۔ منہ سے فریاد کرتے ہوئے ہی خود کو پھوک لگی اور میں خاموشی سے جل گیا۔ اس پاپی برہوں کے طوفان نے بڑا چھپ چھپا کر میرا دل جلا ڈالا ہے۔ اے بلھے شاہؒ محبوب کی محبت کی یہ کیسی رسم ہے کہ گرم آہوں کے ساتھ ہی میں نے خود کو سنبھالا ہے۔

(ث) ثبوت جو اَکھیاں لگ رہیاں، اِک مت پریم دی جانی ہاں
گُنگی ڈوری ہاں غیر دی بات کولوں، سَد یار دا صحیح رسہانی ہاں
آہیں ٹھنڈیاں نال پیار میرا، سینے وِچ تیرا مان مانی ہاں
بُلھا شوہ تینوں کوئی سِک ناہیں، تینوں بھاوَنی ہاں کہ نہ بھاوَنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: مت: عقل، سمجھ، مذہب، دھرم۔ پریم: محبت۔ ڈوری: بہری۔ سد: آواز۔ سک: تمنا، شوق، انتظار۔ بھاون: پسند آنا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ یہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ جو میری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ میں تو بس ایک محبت کے مذہب کو ہی جانتا ہوں۔ اگرچہ میں کسی غیر کی بات سے گونگا اور بہرا ہوں۔ لیکن میں اپنے یار کی آواز کو بڑی اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ سرد آہوں کے ساتھ میرا بڑا پیار ہے اور سینے میں میں تیرے مان کو مانتا ہوں۔ اے بلھے شاہؒ تجھے محبوب کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ پتا نہیں کہ میں تجھے پسند بھی آتا ہوں کہ یا نہیں؟

(ج) جان جانی میرے کول ہووے، کیویں دَس نہ جان وِسارنی ہاں
دِنے رات اَسیہ مِلن تیریاں میں، تیرے ویکھنے نال گُزارنی ہاں
گھُول گھُول گھتیّ ہس کردا، پریا تِھیں میں کُلھ سارنی ہاں
بُلھا شوہ تیتھوں قربان ہوئی آں، ہور سُبھ رقیبلڑا وارنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: جانی جان: جان جاں۔ وسارنی: بھولتی۔ اسیہ: ناقابل برداشت مشکلات۔ گھول گھتن: قربان ہونا۔ پریا: پریت، محبت۔ سارنی ہاں: گزارتی ہوں، برداشت کرتی ہوں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرا جانی جان میرے پاس ہو میں کیا بتاؤں کہ ایک لحہ بھی میں اپنی جان کو فراموش نہیں کر سکتا۔ دن رات مجھے سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، میں تو خیر سے دیکھنے کے ساتھ ہی یہ سب کچھ برداشت کرتا ہوں۔ وہ ہنس کر بولے تو میں اس پر قربان ہو جاؤں۔ میں تو سب کچھ محبت سے سہتا ہوں۔ اے بلھے شاہؒ میں تجھ پر قربان جاؤں اور اپنا تمام خویش قبیلہ بھی تجھ پر نثار کر دوں۔

(ح) حالِ بے حال دا کون جانے، اَوکھا عشق ہنڈاونا یار دا اِی

نت زاریاں نال گزاری آں میں، مونہہ جوڑ گلاں جگ سار دا اِی
ہائے ہائے مٹھی کیوں نیونہہ چھپے، مونہہ پیلڑا رنگ وسار دا اِی
بلھا شوہ دے کاماں زور پایا، مجذوب وانگر کر مار دا اِی

مشکل الفاظ و معنی: نت: ہمیشہ۔ زاریاں: رونا دھونا۔ مٹھی: بھرمالی، لوٹ لی گئی، فریب کا شکار ہوئی۔ نیونہہ: عشق، محبت۔ وسار: ہلدی۔ کاماں: کامن کی جمع، سحر، جادو۔ مجذوب: جذب کی حالت میں، درویش، مست فقیر۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ جو حال سے بے حال ہو اُس کی حالت کو کون جانتا ہے۔ عشق نبھانا بہت ہی مشکل ہے۔ میں ہمیشہ رونے دھونے میں لگا رہتا ہوں اور دنیا منہ موڑ کر باتیں کرتی ہے۔ ہائے ہائے میرے ساتھ فریب ہوا، اب محبت کس طرح چھپے۔ میرا رنگ زرد ہو چکا ہے۔ اے بلھے شاہ، محبوب کے حسن کے جادو نے ایسا زور پایا ہے کہ وہ مجذوب کر کے مارے گا۔

(خ) خواب خیال جہان ہویا، اِیس برہوں دیوانی دے وتنی ہاں
مت نہیں اُٹھوان دی منتراں دی، تانگھاں کالیاں نوں ہتھ گھتنی ہاں
تانی گنڈھنی ہاں انا الحق والی، محبوب دا کتنا کتنی ہاں
بلھا شوہ دے اَمب نسنگ لاہے، پکے بیر ببولاں دے پٹنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: برہوں: جدائی۔ وتنی ہاں: آتی جاتی ہوں۔ گھتنی ہاں: ڈالتی ہوں۔ کتنی ہاں: کاتتی ہوں۔ نسنگ: بغیر سنگ کے، شرم کے بغیر۔ ببول: کانٹوں والا درخت، کیکر۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ یہ دنیا میرے لئے خواب و خیال ہو گئی ہے۔ میرا تو اب اسی جدائی کے ساتھ واسطہ ہے۔ میں جادو ٹونے بالکل نہیں جانتا میں تو ان امیدوں کو ہاتھ ڈالتا ہوں کہ جن کا پورا ہونا محال ہے۔ میں انا الحق کی تانی کو گانٹھ رہا ہوں اور محبوب ہی کے ذکر و فکر میں مشغول ہوں۔ اے بلھے شاہؒ محبوب کے بغیر سکھ بھی دکھ بن چکے ہیں۔ پکے ہوئے بیر بھی کانٹے دکھائی دیتے ہیں۔

(د) دے دلاسڑا دوستی دا، تیری دوستی نال وکاونی ہاں
جھب آئے الکھ کیوں لکھیا اِی، انگرا بند نے تھیں شرماونی ہاں
بابا پٹیاں چھوٹیاں موٹیاں نوں، ہتھ دیکے زور ہٹاونی ہاں
بلھا شوہ تیرے گل لگنے نوں، لکھ لکھ میں شگن مناونی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: دلاسڑا: دلاسا۔ وکاونی: بکتی۔ جھب: جلدی۔ الکھ: بے روپ ہستی، بے حد و بے حساب۔ لکھیا: دیکھا، سمجھا۔ انگرا: انگرکھا، قمیص، لباس۔ شگن: شگون، نیک فال، خوشی۔

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے تن من کو تیری دوستی کا دلاسہ دے کر اُسی کے ساتھ ہی بکنے کو تیار ہو جاتا

ہوں۔ تو نے اُس بے روپ ہستی کو کیونکر دیکھا اور سمجھا ہے۔ میں لباس پہننے سے بھی شرماتا ہوں۔ میں کیا بتاؤں کہ چھوٹے بڑوں سبھوں کو ہی بڑی مشکل سے اپنے راستے سے ہٹاتا ہوں۔ اے بُلھے شاہؒ ایک تیرے گلے سے لگنے کی خاطر میں لاکھ لاکھ شگن مناتا ہوں۔

(ذ) ذوق دِتّو ذات اپنی دا، رہی کم نکمّڑے ساڑنی ہاں
لکھ چین گھولے تیرے دُکھڑے توں، سجے سُتیاں سول لتاڑنی ہاں
لج مُچکیا مت سُرت گئی آ، لگا بھبھوت چولا گل پاڑنی ہاں
بُلھا شوہ تیرے گل لگنے نوں، لکھ لکھ شیرینیاں دھارنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: ذوق: شوق۔ نکمڑے: کسی نہ کام کے۔ گھولے: قربان کیے۔ سول لتاڑنا: سخت بے چین ہونا، بے قرار ہونا۔ لج پکیا: شرم اٹھائے۔ سرت: ہوش۔ بھبھوت چولا: جسم پر ملی ہوئی راکھ کا لباس۔ دھارنی ہاں: اختیار کرتی ہوں، بانٹتی ہوں۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے محبوب حقیقی تو نے مجھے اپنی ذات کا ذوق و شوق دیا ہے اور میں دوسرے تمام نکمے کاموں کو آگ لگا رہا ہوں۔ تیرے دکھوں پر لاکھ سکھ چین قربان کیے۔ سیج پر سوتے ہوئے بھی میں سخت بے چین و بے قرار ہوں۔ جب شرم کو اٹھایا تو ہوش آئی ہے۔ میں تو اب بھبھوت کا لباس بھی تار تار کر رہا ہوں۔ اے بُلھے شاہؒ ایک تیرے دیکھنے کی خاطر میں لاکھ لاکھ شیرینیاں بانٹ رہا ہوں۔

(ر) راولا ہُن رُلانا ہیں، بُرے نین بیراگڑے ہو رہے
مُلاں لکھ تعویذ پلا تھکے، چنگی کون آکھے ماپے رو رہے
ٹُونے ہاریاں کاماں والیاں دے، ہتھ وس جہان نہ تھوہ رہے
بُلھا شاہؒ دینال حیات ہونا، جیہڑا جاوندیاں دے ہتھ کھوہ رہے

مشکل الفاظ و معنی: راولا: اے جوگی۔ بیراگڑے: بیراگی، بیراگ میں، درویش، فقیر۔ کاماں: کامن کی جمع، جادو، سحر۔ تھوہ: ٹکانا، اتا پتا۔ حیات ہونا: دائمی زندگی پانا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے جوگی (محبوب) اب مجھے تم رلاؤ نہیں۔ میری آنکھیں تو پہلے ہی بہت دکھ بھوگ چکی ہیں۔ لاکھ ملاں نے تعویذ پلائے مگر یہ عشق نہ جاسکا۔ اب مجھے اچھا کون کہے میرے گھر والے بھی مجھے رو رہے ہیں۔ جادو ٹونے کرنے والوں کے ہاتھوں میں بھی اب کچھ نہ رہا۔ وہ بھی اس جہان سے بے اختیار ہوئے۔ اے بُلھے شاہؒ میں نے تو بس اسی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے، زندہ رہنا ہے جو جاتے ہوؤں کو بے بس کر دے۔

(ز) زور نہ ضابطہ ہور کوئی، زار و زار میں آنسو پَروونی ہاں
میں تھوں مُچکیاں غیر حاضری اے، مُولی کون سے باغ دِی ہوونی ہاں

بھورا ہَس کے آن بُلاوندا اے' میں تاں رات ساری سُکھ سَوونی ہاں

بُلّھا شَوہ اُتّے مر جاؤ ناہیں' تیرے دُکھاں دے دھونے دھَوونی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: ضابطہ: اصول' طریقہ' انداز۔ تھوں: سے' کو۔ بھورا: ذرا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ نہ تو کوئی بس چلتا ہے اور نہ ہی کوئی ضابطہ' اصول اور انداز ہے بس رات دن میں آنسو بہانے میں مشغول ہوں۔ مجھے گر حضوری حاصل نہیں ہو سکی تو میں کون سے باغ کی مولی ہوں۔ یعنی میری کیا حیثیت ہے؟ وہ اگر ذرا مجھے ہنس کر بلا لیتا ہے تو میں تمام رات سکھ کی نیند سوتا ہوں۔ اے بُلھے شاہؒ میں اپنے محبوب پر کیا کر رہا ہوں میں اپنے دکھوں کے دھونے دھوتا ہوں۔

(س) سبھّو ہی نام ہے یار تیرے' بَیٹھی رِگیت وانگوں گُن گاوَتی ہاں

سجّن سبھ سہیلیاں دِل دیاں نُوں' میں ہور خیال سُناوَنی ہاں

جَیسی لگن سی اِتھ لگ گئی' گھاہ وِچ نہ بھاہ چھُپاوَنی ہاں

بُلّھا شاہؒ آگے تیرے پَندھیں پوّاں ناہیں' دوار آجے بَہہ سُکھ نہاوَنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: گُن: خوبیاں' صفت' وصف۔ لگن: لگاوٹ' چاہت۔ اتھ: ایتھے' یہاں۔ بھاہ: آگ۔ پندھیں پواں: پاؤں پڑوں۔ دوار: دروازہ' جوگی کے آسن کا دروازہ۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب یہ بھی نام تیرے ہی ہیں۔ میں تو بیٹھا تیرے گن ہی گا رہا ہوں۔ میں اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں کو کچھ اور ہی خیال سناتا ہوں۔ اب جیسی لگن تھی مجھے وہ لگ گئی ہے۔ میں گھاس پھوس میں آگ کو نہیں چھپاتا۔ اے بُلھے شاہؒ میں تیرے پاؤں پڑتا نہیں پڑتا ابھی تو میں دوار پر بیٹھ کر سکھ کے نہانے نہاتا ہوں۔

(ش) شکر کر دے شب و روز رہنا' جنھاں شوق تیرا نِت تاوَندا اے

بھنگی وانگ اُداس حیران ہوئی' غازی لکھ پِچھے دُکھ لاوَندا اے

تیری ذات بناں بات سچ کیہڑی' ہتھ مَلڑے وَہن لُڑھاوَندا اے

بُلّھا شاہؒ جو تیریدا انکھیا اِی' اوہ ہُن پیارے دا موڑ جَلاوَندا اے

مشکل الفاظ و معنی: شب و روز: رات دن۔ تاوَندا: جلاتا' تڑپاتا۔ بھنگی: بھنگ پینے والا۔ وہن: بہنا' دریا کا چلنا۔ ہتھ ملڑے: ہاتھ ملتے ہوئے' افسوس کرتے ہوئے۔ لڑھاوندا اے: بہاتا ہے' غرق کر دیتا ہے۔ انکھیا اے: غیرت والا ہے۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اے محبوب! جن کو تیرا ہمیشہ شوق جلائے رکھتا ہے' وہ تیرا شکریہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھنگی کی طرح اُداس اور حیران رہتے ہیں وہ لاکھ غازی کے پیچھے دکھ لگا دیتا ہے۔ تیری ذات کے بغیر بھلا اور کیا سچ بات ہے؟ جو اسے تسلیم نہیں کرتا وہ بعد میں بڑا پچھتاتا ہے۔ اے بلھے شاہؒ یہ تیرا بڑا انکھیا ہے اسے بھی اس کا پیار جلاتا ہے۔

(ص) صبر نہ سکھ سہیلیاں نُوں بھیت پیار دا نہیں پچھاوَندے نی

خبر نہیں اوہناں دی عاشق ہَین رَب دے، غُل پائے کے دُھوم مچاوندے نِی

جتھے بھاہ لگی اوتھے ٹھنڈ کیہی، اُتوں تیل مَوانڑے پاوندے نِی

بُلھا شَوہ توں سَدا قُربان ہوواں، ایتھویں عاشقاں نُوں لُوتیاں لاوندے نِی

مشکل الفاظ و معنی: بھیت: بھید- غل: شور- بھاہ: آگ- موانڑے: مواتے، موانا کی جمع، شعلہ، سوکھے تنکوں کا ڈھیر جسے آگ لگائی جائے- لوتیاں: چغلیاں: فساد دنگا وغیرہ-

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ میرے دوستو! جو کہ عاشق ہیں، کو نہ تو صبر ہے اور نہ ہی سکھ ہے- وہ اپنے یار کا بھید کسی سے نہیں پوچھتے- کسی کو بھی ان کی خبر نہیں ہے وہ رب کے سچے عاشق ہیں- وہ غل و شور کرتے ہوئے دھوم مچا دیتے ہیں- جہاں آگ لگے وہاں ٹھنڈ کیسی؟ وہ تو اوپر سے اور جلتی پر تیل ڈالتے ہیں- میں بُلھے شاہؒ پر قربان جاؤں یہ لوگ تو یونہی عاشقوں پر لوتیاں لگاتے ہیں-

(ض) ضَرب لگی سانگ کلیجڑے وِچ کیہی، لگی اَگ میں کھڑی رووَنی ہاں

تیرے دَرش شراب عَذاب ہویا، نانی ہو کے تے کھڑی رجیوَنی ہاں

ذرا شوق دا جام پِلا مَینوں، بَیٹھی بے خود ہار پرووَنی ہاں

بُلھا شاہؒ ویکھاں گھر دیوچ کھلّی، سَجدہ کر دی تے ہَتھ جوڑنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: ضرب: چوٹ- سانگ: نیزہ، برچھی- کلیجڑے: کلیجے میں- کیہی: کیسی- درش: دیدار- کھلی: کھڑی

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ یہ میرے سینے میں یہ کیسی سانگ کی چوٹ لگی ہے- آگ لگی ہوئی ہے اور میں کھڑا رو رہا ہوں- تیرے دیدار کی شراب میرے لئے عذاب بن چکی ہے- میں مر کر بھی کھڑی رہا ہوں- اے میرے محبوب مجھے ذرا ایک شوق کا جام پلا دے- میں بے خود ہو کر آنسوؤں کے ہار پرو رہا ہوں- بلھے شاہؒ کو میں گھر میں کھڑا دیکھ راہ ہوں، جو سجدہ کر رہا ہوں اور ہاتھ جوڑ رہا ہے-

(ف) فہم نہ ہور خیال مَینوں، ڈِٹھّے یار دے تترّے رجیوَنی ہاں

کدے سیج تے قہر کھلو کے تے، جام وَصل دا بیٹھی رپیوَنی ہاں

میں کیہہ جاندی عِشق اَکھاڑیاں نُوں، سَتی وانگ شُترِیں کُرلاوَنی ہاں

بُلھا شاہؒ تھِیں دُور دراز ہوئی آں، جیکر ملے محبُوب تاں رجیوَنی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: فہم: سمجھ، خیال- ڈِٹھے: دیکھے، دیکھ کر- تترّے: تت، جوہر، عنصر، نچوڑ، خلاصہ- اکھاڑا: میدان- شتر: اونٹ- کرلاونی ہاں: چیخ پکار کرتی ہوں، فریاد کرتی ہوں-

ترجمہ: سید بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ مجھے اور کوئی فہم خیال نہیں ہے میں تو اصل میں محبوب کے دیکھنے کی وجہ سے ہی جیتا ہوں- کبھی ظلم کی تپتی ہوئی سیج پر کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر وصل کا جام پیتا ہوں- میں عشق کے میدان کو کیا جانوں- میں

توسّی کے اونٹوں کی طرح چیخ و پکار کرتا ہوں۔ میں "بُلھے شاہ" سے دور دراز ہو چکا ہوں۔ اب میرا محبوب نہ ملے تو میں جیتا ہوں۔

(ق) قبول جاں عِشق رکیتا آہے، ہور تے ہُن کائی ہور ہوئی
ہُن سمجھ لے پہلاں رکیہہ آکھنی ہاں میں سُندر تھیں تخت لاہور ہوئی
سبھے لوک پئے ہتھ جوڑ دے نیں، ساڈے کامناں دے گلے زور ہوئی
"بُلّھا شاہ" دا بھیت نہ دسنی ہاں، میں تاں انّھی وانگ منصور ہوئی

مشکل الفاظ و معنی: آہے: تھا، ہے۔ کائی: کوئی۔ ہور: اور۔ سندر: خوبصورت۔ کامناں: کامن کی جمع، جادو، سحر، بیاہ کا ایک گیت، عورت۔ منصور: منصور ابن حلاج جنھوں نے اناالحق کا نعرہ لگایا اور اس پاداش میں سولی پر چڑھا دیئے گئے۔

ترجمہ: سید "بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ میں نے جب سے عشق قبول کیا ہے اور کا اور ہی ہو گیا ہوں۔ اب تو خود سمجھ کے کہ میں نے پہلے کیا کہا ہے۔ میں خوبصورت تو پہلے ہی تھا لیکن اب لاہور کے تخت کی طرح جمال و جلال کا مظہر بن چکا ہوں۔ سبھی لوگ ہاتھ جوڑتے ہیں، لیکن ہمارے جادو کا اثر زور پکڑ گیا ہے۔ میں "بُلھے شاہ" کا بھید نہیں بتاتا ہوں میں تو منصور کی طرح بالکل اندھا ہو چکا ہوں۔

(ک) کیہیاں کانیاں لگیّاں نی، گئیاں سَہل کلیجے نوں ڈس گئیاں
پَٹ پَٹ کڈھاں ہور لگے بند بند تھوں پُٹ کے سُٹ گئیاں
رجیویں صاحباں ساتھ لُٹا دتّا، رتیویں کونج وانگر کُرلاوَنی ہاں
"بُلّھا شاہ" دے عِشق حیران رکیتی، اَوسیاں پاوندی تے پچھتاونی ہاں

مشکل الفاظ و معنی: کیہیاں: کیہی کی جمع، کیسی، کیسیں۔ کانیاں: کانی کی جمع، تیر۔ سہل: آسانی سے۔ پٹ: ریشم۔ پٹ: اکھاڑ، ٹانگ سے گھٹنے کے اوپر کا حصہ، ران، ساگا، پھٹا۔ بندبند: جوڑ جوڑ۔ تھیں: سے۔ سٹ گئیاں: پھینک گئیں۔ صاحباں: صاحب کی جمع، مالک، آقا، بڑا، سائیں، رب۔ صاحباں: مشہور بہادر مرزا جٹ کی معشوقہ کا نام۔ کونج: مرغابی کی قسم کا ایک جانور جو ڈار سے بچھڑ کر بڑی دردناک آواز نکالتی ہے۔

ترجمہ: سید "بُلھے شاہ" کہتے ہیں کہ مجھے یہ کیسی عشق کی کانیاں لگ گئی ہیں کہ جو آسانی سے ہی میرے کلیجے کو زخمی کر گئی ہیں۔ میں جوں جوں انھیں اکھاڑ اکھاڑ کر نکالتا ہوں وہ میرا جوڑ جوڑ اکھاڑ کر توڑ پھوڑ رہی ہیں۔ جس طرح کہ صاحباں نے اپنا سنگ لٹا دیا اسی طرح میں بھی کونج کی طرح کرلا رہا ہوں۔ بلھے شاہ" کے عشق نے مجھے حیران کر کے رکھ دیا ہے اوسیاں ڈالتا اور اب پچھتا رہا ہوں۔

Scanned with CamScanner

گنڈھاں

(1)

کہو سُرتی گل کاج دی، میں گنڈھاں رکیتیاں پاوں
ساہے تے جنج آوسی، ہُن چالی گنڈھ گھتاوں
بابل آکھیا آن کے، تَیں سوہریاں گھر جانا
رِیت اوتھوں دی اَور ہے، مُڑ پَیر نہ ایتھے پانا
گنڈھ پہلی نُوں کھول کے، میں بیٹھی بُرلاواں
اُوڑک جاوَن جاوَنا ہن، میں دَاج رنگاواں
ویکھوں طرف بازار دی، سبھ رِشتے لاگے
پلّے ناہیں روکڑی، سبھ مُجھ سے بھاگے

<u>مشکل الفاظ و معنی:</u> <u>کہو سرتے:</u> اے سُرت (ہوش) کہو۔ <u>کاج:</u> کام۔ <u>کیتیاں:</u> کتنی۔ <u>ساہا:</u> مقررہ دن، شادی یا وصال کا معین دن۔ <u>سوہریاں گھر:</u> سسرال کے گھر مراد اگلے جہان۔ <u>ریت:</u> رسم۔ <u>برلاواں:</u> بڑبڑاؤں یعنی سوچ میں محو خود سے باتیں کروں۔ <u>داج رنگاواں:</u> جہیز کی تیاری یعنی نیک اعمال کرنے کا جتن۔ <u>اوڑک:</u> آخر۔ <u>دیکھوں طرف بازاری:</u> عزیز و اقارب کی طرف دیکھوں۔ <u>روکڑی:</u> روپیہ پیسہ مراد اعمال۔

<u>ترجمہ:</u> ہمارے دیہات کا یہ قدیم دستور رہا ہے کہ جب بھی کوئی اہم تقریب کے آنے کے دن مقرر کیے جاتے تھے تو اتنی ہی گرہیں (گنڈھاں) دھاگے میں ڈال لی جاتی تھیں اور پھر جوں جوں دن کم ہوتے ایک ایک کر کے گرہ کھول لی جاتی تھی جس سے پتا چلتا تھا کہ اتنے دن باقی رہ گئے اور اسی طرح آخری گرہ تقریب کے دن کھلتی تھی۔ اس طرح ہمارے صوفیا میں بھی چالیس کا عدد خصوصاً چلہ کشی یا دوسری ریاضتوں میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ سید بُلّھے شاہؒ کی اس نظم کے ابتدا میں ایک مُیار (جسے آپ ایک سالک بھی کہہ سکتے ہیں) اپنے دولہا کی بارات (جنازہ) کے آنے میں چالیس دن کا وقفہ بتا رہی ہے اور یہ چالیس دن وہ میکے (دنیا) میں گزار رہی ہے اور جانے (آخرت) کی تیاری کے لئے عبادت و ریاضت میں گزار رہی ہے۔

اے سرت والے یا عقل والے دوست کوئی کام کی بات بتا کہ میں کتنی گرہیں ڈالوں؟ بارات تو مقررہ دن کو آنی ہے لہٰذا میں چالیس گرہیں ڈالتی ہوں۔ گھر والوں نے کہا ہے کہ تو نے سسرال (اگلے جہان) ضرور بہ ضرور جانا ہے۔ وہاں کے رسم و رواج اور ہیں اور پھر تو نے یہاں کبھی نہیں آنا۔ میں پہلی گرہ کھول کر بیٹھا بڑبڑا رہا ہوں۔ کیونکہ میں بالآخر یہاں سے

Scanned with CamScanner

جانا ہے۔ اب رخت سفر کی تیاری کروں۔ یعنی نیک اعمال کماؤں۔ میں اپنے عزیز و اقارب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ جس قدر بھی میرے رشتے دار ہیں مجھے تہی دست دیکھ کر سبھی مجھ سے دور دور بھاگ رہے ہیں۔

(2)

ڈوجی کھولوں کیا کہوں، دن تھوڑے رہندے
سُول سبھے رَل آوندے، سینے وِچ بہندے
جَھل وَلّی میں ہوئی، تند کَت نہ جاناں
جنج ایوں رَل آ وسی، جیوں چڑھدا ٹھانا

مشکل الفاظ و معنی: دوجی: دوسری۔ سول: دکھ، درد، تکلیف۔ جھل ولّی: پاگل، بیوقوف، نادان۔ تند کت نہ جاناں: یعنی ایک نیک اعمال کرنے کی بھی استطاعت نہیں۔ جنج: بارات مراد جنازہ۔ ٹھانا: ٹھکانہ، ڈیرہ، پولیس اسٹیشن، تھانہ۔

ترجمہ: دوسری گرہ کھولوں تو کیا کہوں کہ اب بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور تمام دکھ درد اکٹھے ہو کر میرے سینے میں جمع ہو گئے ہیں۔ میں پاگل، نادان اور بیوقوف ہوا ہوں کہ اب تک کوئی ایک نیک عمل بھی نہیں کما سکا۔ لیکن بارات اس طرح آئے گی کہ جس طرح تھانہ پر کوئی چڑھائی کرتا ہے۔ یعنی موت بالکل قریب ہے اور اس نے ضرور بالضرور آنا ہے اور مجھے نیک اعمال (داج) کا نہ ہونے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

(3)

تیجی کھولوں دکھ سے، روندے نین نہ ہٹدے
کس نوں پچھاں جاء کے، دن جاندے گھٹدے
گُن والیاں سبھ پیاریاں، میں کو گُن ناہیں!
ہتھ ملے مل بر دھراں، میں رودواں ڈھاہیں

مشکل الفاظ و معنی: نین: آنکھیں۔ جاء کے: جاکر۔ گُن والیاں: خوبی والیاں، نیک اعمال والے۔ ناہیں: نہیں۔ ہتھ ملنا: پچھتانا۔ ڈھائیں / ڈھاواں: روؤں دھوؤں۔

ترجمہ: تیری گرہ بڑے دکھ سے کھول رہا ہوں اور میری آنکھیں ایک پل بھی رونے سے باز نہیں آتیں۔ میں کس سے جاکر پوچھوں کہ اب دن گھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ گن والے (نیک اعمال والے) تو سب کے سب پیارے ہیں لیکن مجھ میں کوئی گن (خوبی، نیک اعمال) نہیں ہے۔ ہاتھ مل رہا ہوں اور سر پر رکھ کر فریاد کناں ہوں اور ڈھائیں مار مار کر رو رہا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(4)

چَوتھی کھولی کیا ہوا' رَل آون سیّاں
وِرد کِسے نہ کِیتے آ سَبھ بھَج گھر گئیاں
وطن بے گانہ دیکھنا' کِیہہ کریئے مانا
بابُل پکڑ چلا وَسی' دائی بِن جانا

مشکل الفاظ و معنی: سیاں: سہیلیاں- ورد: وظیفہ' یااللہ- ورد کسے نہ کیتے: کسی نے اللہ کو یاد نہ کیا- بھج: بھاگ- مانا/ مان: فخر- دائی: جمانے والی' بال کھڈانے والی-

ترجمہ: چوتھی گرہ کھولتے ہوئے کیا ہوا کہ تمام دوست احباب اکٹھے ہو گئے۔ کسی نے بھی خدا کا ذکر نہ کیا اور اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اب مجھے یہ فکر ہے کہ بے گانہ وطن ہے اور اس پر کیا مان کیا جائے۔ بابل بھی پکڑ کر آگے روانہ کر دے گا اور دائی کے بغیر ہی جانا ہو گا۔ یعنی جمانے والے بھی ساتھ نہ جا سکے گی اور اکیلے ہی اگلے گھر جانا پڑے گا۔

(5)

پنجویں کھولوں کُوک کے' کر سوز پُکاراں
پہلی رات ڈراونی' کیوُں دِلوں وَساراں
مُدّت تھوڑی آرہی' کِیویں دَاج بَناواں
جا آکھو گھر ساہورے' گنڈھ لاگ وَدھاواں

مشکل الفاظ و معنی: کوک کے: چیخ کر- کر سوز پکارا: اپنی پکار کہ جس میں درد اور سوز شامل ہو- وساراں: بھول جاؤں- ساہورے: سسرال' اگلے جہان- لاگ: بیاہ شادی کے موقع پر کمیوں کو دی گئی رقم۔

ترجمہ: پانچویں گرہ بڑی چیخ و پکار کر کے کھولی اور بڑے دردناک فریاد کی۔ کیونکہ پہلی رات بڑی خوفناک ہے اسے میں کیونکر بھلا سکتا ہوں اور پھر یہ بھی فکر دامن گیر ہے کہ مدت بڑی تھوڑی رہ گئی ہے جہیز (یعنی نیک اعمال) نہیں کمائے جا سکے اور میں کس طرح رختِ سفر تیار کروں؟ کوئی یہ جا کر سسرال (اگلے جہان) جا کر کہہ دو کہ میں گرہ کا لاگ بڑھا دوں گا۔

(6)

گھنڈھ چھیویں میں کھول کے' جگ دیندی ہوکا
گھر آن پئی مہمان ہاں' کیہہ کریئے لوکا
لگّا فِکر فراق دا' کیہہ کریئے کاراں

Scanned with CamScanner

روون اکھیں میریاں، جیوں وگن جھلاراں

مشکل الفاظ و معنی: ہوکا: اونچی آواز لگانا، آوازہ۔ لوکا: اے لوگو۔ فراق: جدائی، ہجر۔ کاراں: کار کی جمع، کام۔ جھلاراں: جھلار کی جمع، آبشار، آبشاریں۔

ترجمہ: جب میں نے چھٹی گرہ کھولی دنیا کو یہ آوازہ لگایا کہ گھر میں مہمان آنے والے ہیں اے لوگو! میں کیا کروں؟ مجھے جدائی کا فکر لگا ہوا ہے اور کوئی کام کار کیا کروں؟ میری آنکھیں رو رہی ہیں جس طرح کہ آبشاریں چلتی ہیں۔

(7)

ستویں گنڈھ چا کھولی آ، میں اوسے حیلے
رو رو حال ونجایا، رنگ ساوے پیلے
سول آساں نال کھیڈ دے نہیں ہوش سنبھالے
ہن دسو سنگ سہیلیو، کوئی چلو نالے؟

مشکل الفاظ و معنی: حیلے: کوشش، جتن کے ساتھ۔ ونجایا: گنوایا۔ ساوا: سبز۔ سول: دکھ، درد۔ سنگ: ساتھ۔ کوئی چلو نالے؟: کوئی ساتھ چلے گا؟

ترجمہ: اس کوشش کے ساتھ میں نے ساتویں گرہ بھی جب کھولنے کا چارہ کیا تو میں نے رو رو کر اپنا حال گنوا لیا اور میرا رنگ سبز و پیلا ہو گیا۔ دکھ درد تو اب میرے ساتھ کھیلتے ہیں اور وہ مجھے ہوش سنبھالنے نہیں دیتے۔ اب اے میرے دوستو مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ بھی چلے گا کہ یا نہیں؟

(8)

اٹھویں نوں ہتھ ڈالیا، میں تاں ہو دیوانی
رجیویں مثل حباب ہے، مچھلی بن پانی
دکھ درد اولے آن کے ہن لوہو پیندے
برہوں دی دکان تے، سارے گھاڑ گھڑیندے

مشکل الفاظ و معنی: ڈالیا: ڈالا۔ حباب: پانی کا بلبلہ۔ اولے: عجیب، انوکھے۔ لوہو: لہو، خون۔ برہوں: جدائی، ہجر، فراق۔ گھاڑ: گھڑنے کا کام، گھڑت۔ گھڑ نیدے: گھڑتے ہیں، گھڑے جاتے ہیں۔

ترجمہ: جب میں نے آٹھویں گرہ پر ہاتھ ڈالا تو میں تو دیوانہ ہو گیا۔ جس طرح کہ پانی کا بلبلہ ہوتا ہے اور پانی کے بن مچھلی ہوتی ہے۔ مجھے عجیب و غریب قسم کے دکھ لگ چکے ہیں جو میرا خون پی رہے ہیں۔ مجھے تو اب جو کچھ بھی خریدنا ہے برہوں کی دکان سے ہی خریدنا ہے میرا واسطہ اب اسی دکان سے ہی ہے۔

Scanned with CamScanner

(9)

نانویں نوں چا کھولیا' دن رہندے تھوڑے
میں پونی کت نہ جاتی آ' آجے رہندے گوہڑے
میں ترلے لیندی ڈگ پئی' کوئی ڈھو نہ ہویا
غفلت گھت اجاڑیا' اگوں کھیڈ وگویا

مشکل الفاظ و معنی: میں پونی کت نہ جاتی آ: میں نے ایک پونی بھی نہیں کاتی یعنی کوئی ایک بھی نیک عمل نہیں کیا۔ گوہڑے: گوہڑا کی جمع' روئی کا بڑا' روئی کا ڈھیر' اس قدر روئی کہ جو ہاتھ میں آجائے۔ ڈھو: سبب' ہوئی' پناہ۔ وگویا: گنوایا۔

ترجمہ: آخر نانویں گرہ کو میں نے کھول لیا۔ دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں اور میں نے ابھی تک ایک نیک عمل بھی نہیں کمایا (میں پونی کت نہ جاتی آ) جبکہ ابھی گوہڑے باقی ہیں۔ میں ترلے لیتا ہوں اور گر پڑا ہوں کوئی سبب یا سہارا نہیں ملا۔ مجھے غفلت نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے اور آگے کھیل ہی سارا گنوا بیٹھا ہوں۔

(10)

دسویں گھنڈ جا میں کھولی' کیوں جمدی آہی
سبھ قبیلہ دیس رتھیں' دے دیس تراہی
امبڑ گھٹی دیندیئے' جے زہر رلاویں
میں چھٹدی ایس عذاب توں' توں جند چھڑاویں

مشکل الفاظ و معنی: آہی: تھی' تھا۔ تھیں: سے۔ ویدیس: پردیس۔ تراہی: جائے پناہ۔ امبڑ: ماں۔ گھٹی دیندیئے: اے گھٹی دینے والی۔ جند: جان۔

ترجمہ: دسویں گرہ کھولی تو مجھے یہ احساس ہوا کہ میں پیدا ہی کیوں ہوا تھا۔ جبکہ سب عزیز و اقارب اس دیس میں ہیں لیکن جائے پناہ مجھے پردیس میں ملے گی۔ اے میری ماں مجھے کیوں نہ تو نے پیدا ہوتے ہی زہر کی گھٹی دے دی اور میں اس عذاب سے چھوٹ جاتا۔ لیکن اے انسان تم اپنی جان ضرور چھڑاتا۔

(11)

یاہراں گنڈھاں کھولیاں' میں رنجھرے ماری
گئیاں سیاں ساہورے ہُن میری واری

باہنہ سَرہانے دے کدِی، اَسیں مُول نہ سَوندے!
پھٹاں اُتے لُون ہے، پھُٹ رِمدے لُوندے

مشکل الفاظ و معنی: ہجر: جدائی۔ سیاں: دوست احباب۔ پھٹاں: زخم۔ لون: نمک۔

ترجمہ: میں ہجر کے مارے نے گیارہ گرہیں کھول لیں۔ میرے تمام دوست سسرال (اگلے جہان) جا چکے ہیں۔ اب میری باری ہے۔ ہم اپنے بازو کو سرہانے رکھ کر کبھی نہیں سوئے یعنی ہمیں کبھی بھی آرام و سکون کی نیند نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہمارے زخموں پر نمک ہے اور زخموں سے زخم بنتے رہتے ہیں جو کہ بڑا تڑپاتے ہیں۔

(12)

گنڈھ کھولی میں باہرویں، ڈِٹھا ہوگ تماشا
جس لاگی تِس پیڑ ہے، جگ جانیں ہاسا
اِک گئے نہ باہوڑے، جت جیت کے ہَردی
اینہیں اکھیں ویکھیا، ہوئے خاک قبر دی

مشکل الفاظ و معنی: ہوگ: ہوگا، ہوا۔ جس لاگی تس پیڑ ہے: جسے کوئی تکلیف ہو وہی جانتا ہے۔ باہوڑے: بوہڑے، بولے، پہنچے۔ جیت: دل، خیال، جی۔

ترجمہ: جب میں نے بارہویں گرہ کھولی بڑا عجیب تماشا ہوا۔ جس پر بنتی ہے وہی جانتا ہے۔ دنیا تو تماشا سمجھتی ہے۔ ایک چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہ آئے۔ جیت تو تب ہوتی کہ جو میں دل جیت کر ہرتا۔ میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہت سے میرے سنگی ساتھی قبر کی خاک ہو گئے۔

(13)

تیراں گنڈھاں کھولیاں، نین لوہو رونڈے
ہویا ساتھ اُتاوَلا، دھوبی کپڑے دھونڈے
سجن چادر تان کے، سویا وِچ حُجرے
اَجے بھی نہ اوہ جاگیا، جُگ کتنے گزرے

مشکل الفاظ و معنی: نین: آنکھیں۔ لوہو: لہو، خون۔ اُتاولا: متجسس، کوئی کام کرنے کے لئے بیتاب و بیقرار۔ جوشیلا، جلدباز۔ حجرہ: چھوٹا سا کمرہ۔ جگ: زمانے۔

ترجمہ: اب میں نے تیرہ گرہیں کھول لی ہیں تو میرے نین خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ میرا ساتھ بڑا جلد باز ہے۔ دھوبی

کپڑے دھو رہے ہیں۔ یعنی کچھ دوست اپنے گناہوں کی آلودگی صاف کر رہے ہیں اور میرا دوست چادر تان کر اپنے حجرے میں سویا ہوا ہے اور ابھی تک وہ نہیں جاگا' کتنے زمانے گزر گئے؟

(14)

چوداں گنڈھیں کھولیاں' لوہو پینا کھانا
جن راہاں وچ دھاڑوی' تہیں راہیں جانا
لگی چوٹ فراق دی' دئے کون دلاسا
سخت مصیبت عشق دی' رت رہی نہ ماسا

مشکل الفاظ و معنی: لوہو: لہو' خون۔ دھاڑوی: حملہ آور' ڈاکو لٹیرے۔ فراق: ہجر' جدائی۔ دلاسا: تسلی' پرسا' سہارا۔ رت: خون۔ ماسا: ذرہ بھر بھی۔

ترجمہ: میں نے چودہ گرہیں کھول لیں اور اب میرا کام لہو پینا اور کھانا ہے۔ جن راہوں میں ڈاکو لٹیرے لوٹتے ہیں مجھے انہی راہوں پر چلنا ہے۔ مجھے جدائی کی چوٹ لگی ہے اب کون دلاسا دے۔ اس عشق کی مصیبت اس قدر سخت ہے کہ میرے جسم میں ذرہ بھر بھی خون نہیں رہا۔

(15)

پندراں پنے روز نیں' کراں نعرے آہیں
شہر خموشاں جاونا' خاموش ہو جائیں

مشکل الفاظ و معنی: پنے: پورے ہو گئے۔ کراں نعرے آہیں: آہ و بکا کروں' فریاد وفغاں کروں۔ شہر خموشاں: قبرستان

ترجمہ: پندرہ روز جب ہو گئے ہیں تو میں آہ و بکا کر رہا ہوں' فریاد و فغاں میں مصروف ہوں۔ اب تو شہر خموشاں لازمی جانا ہو گا' اب تم خاموش ہو جاؤ۔

(16)

سولاں گنڈھیں کھولیاں' میں ہوئی رنمانی
ایتھے پیش نہ کے جا نیا' نہ اگے جانی
ایتھے آون گیہا اے' ہویا جوگی دا پھیرا
اگے جا کے بار نہ' وچ کلر ڈیرا

مشکل الفاظ و معنی: نمانی: عاجز' بے بس۔ پیش کسے نہ جاسیا: کسی کی پیش نہیں جاتی' کسی کا ہی نہیں چلتا۔ بار: بھار' بوجھ' دروازہ' سامان' فصل کا حاصل۔

ترجمہ:

(17)

ستاراں گنڈھیں کھولیاں' سولاں دی ہاڑی
مویاں نوں دکھ مار دا' پھڑ ظلم کٹاری
تن ہولاں سولاں وڑھیا' رنگ جیوں پھل توری!
آئے ایس جہان تے' ایہو ریتی چوری!

مشکل الفاظ و معنی: ہاڑی: سنگی' ساتھی' یاری' دوستی۔ کٹاری: چھری' تیز دھار کوئی چیز' خنجر وغیرہ۔ ہولاں: آہیں' سرد سانسیں۔ سولاں وڑھیا: دکھوں نے گھیرا۔ جیوں: جیسے۔

ترجمہ: میں نے سترہ گرہیں کھولیں تو مجھے دکھوں نے آن گھیرا۔ مرے ہوؤں کو بھی ظلم کی کٹاری سے دکھ مار دیتا ہے۔ میرا تن بدن تو پہلے ہی آہوں کا مجسمہ تھا اوپر سے دکھوں نے گھیر لیا ہے اور میرا رنگ توری کے پھول کی طرح زرد ہو چکا ہے۔ میرا جرم یہ ہے کہ میں اس جہان میں کیوں آیا؟

(18)

کھولاں گھنڈ اٹھارہویں' دل کرکے راضی
ایہہ چار دناں دی کھیڈ ہے' ہجرے دی بازی
جنہاں ایہہ فراق ہے' اوہ ویہندے مردے
نقارے وجن کوچ دے' میں سر پر بردے

مشکل الفاظ و معنی: ہجرے دی بازی: جدائی کا کھیل۔ فراق: جدائی' ہجر۔ ویندے مردے: مرتے جاتے ہیں۔ کوچ: روانگی۔ بردا: غلام۔

ترجمہ: میں اب دل کو راضی کر کے اٹھارہویں گرہ کھول رہا ہوں۔ یہ چار دنوں کا کھیل ہے' ہجر کی بازی ہے۔ جن کا واسطہ جدائی سے پڑا ہے وہ مر کر ہی رہتے ہیں۔ جانے کے نقارے بج رہے ہیں اور مجھ غلام کے سر پر موت کھڑی ہے۔

(19)

اُنی گنڈھیں کھولیاں، مَیں سُول پسارا
ہُن ایہہ ویس بداریا، وِیکھو حال ہمارا
کِتنے رِبنّی چاچیاں، اُٹھ کولُوں گئیاں
کوئی دَس نہ پاوَندا، اوہ کیں وَل گئیاں

مشکل الفاظ و معنی: سول پسارا: دکھوں کا وسیع ونا۔ ویس بداریا: لباس چھوڑا۔ دس: خبر، اتا پتا۔ کیوں ول: کس طرف۔

ترجمہ: میں نے انیس گرہیں کھول لیں۔ میں دکھوں کی وسعت میں گھر گیا۔ اب میں نے یہ لباس چیر پھاڑ دیا ہے۔ اب میرا حال دیدنی ہے۔ میرے سامنے ہی میرے کتنے عزیز اٹھ کر چلے گئے اور کوئی بھی ان کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا کہ وہ کہاں اور کدھر چلے گئے؟ یعنی اُنہیں موت نے مجھ سے جدا کر ڈالا۔

(20)

وِیہہ گنڈھیں پھول کھولیاں، ہُن کت وَل بھاگُوں
لگّی رِچٹیک اور ہے، سوؤں نہ جاگُوں
پنج مُہماں سر اُتّے، سو پنجے باقی
جس مُصیبت ایہہ بنی، رِتس بخت فراقی

مشکل الفاظ و معنی: کت ول بھاگُوں: کس طرف دوڑوں۔ چٹیک: چاٹ، چسکا، ٹھرک، لگن۔ پنج مہماں: پانچ نمازیں۔ تس: اُس۔ بخش فراقی: جدائی مقرر ہے۔

ترجمہ: میں نے بیسویں گرہ پھول کر کھولی ہے۔ اب میں کس طرف جاؤں؟ کس جانب بھاگوں، مجھے اور ہی لگن لگی ہوئی ہے۔ نہ تو میں سوتا ہوں اور نہ ہی جاگتا ہوں۔ پانچ مہمیں (پانچ نمازیں) میرے سر پر ہیں اور ان میں سے میں نے ایک بھی سر نہیں کی اور پانچ کی پانچ ہی باقی ہیں جس کے سر پر یہ مصیبت بنی ہے اس کا مقدر فراقی ہے یعنی اس کی قسمت میں ہی جدائی ہے۔

(21)

اِکّی کھولُوں کیوں نہیں، میرے مگر پیادے
تیل چڑھایا سوز دا، آساں ہور تگادے
رجیوں جینا سارکا، مائیاں مُونہہ پائے

آیسی پُنّی دیکھ کے، اُداسی آئے

مشکل الفاظ و معنی: اِکی: ایکس- پیادے: پیادہ کی جمع، پیدل، سرکاری ہرکارہ، وہ سرکاری ملازم جو سرکاری حکم لوگوں تک پہنچاتا تھا- سوز: جلن- تگادے: تقاضے، امنگیں- سارکا: چوروں کی طرح- مائیاں: مائیاں پانا، چارپائی پر بٹھانا، بارات آنے سے کچھ روز پہلے دولہا یا دلہن کو ایک طرف کرنا- پنی: پوری ہوئی، پہنچی۔

ترجمہ: اکیسوئیں گرہ کھول رہا ہوں- میرے پیچھے پیادے کیوں نہیں ہیں- مجھے سوز کا تیل چڑھایا گیا جبکہ میری کچھ اور ہی اُمنگ تھی- یہ زندگی چوروں کی سی زندگی بھی بھلا کیا ہے- مائیاں نے مجھے پھنسا لیا ہے- اس طرح کی تکمیل کو دیکھ کر لانا اُداسی آتی ہے۔

(22)

بائی کھولوں پُہنچ کے، سبھ میراں مُلکاں
اُوہناں ڈیرا کُوچ ہے، میں کھولاں پلکاں
اپنا رہنا کیہہ کراں، کیہڑے باغ دی مُولی
خالی جگ وِچ آء کے، سُفنے پر بھُولی

مشکل الفاظ و معنی: میراں: میر کی جمع، مالدار، صاحب ثروت- ملکاں: ملک کی جمع، بادشاہ، بہت امیر- ڈیرا: مقام، جگہ، ٹھکانہ- کوچ: روانگی- پلکاں: پلک کی جمع، آنکھ کا ایک حصہ- سفنا: سپنا، خواب۔

ترجمہ: میں پہنچ کر بائیسویں گرہ کھولوں- یہاں پر بڑے بڑے میر ملک اُن سب کا مقام کوچ ہے- میں آنکھیں کھولوں- میں اپنے رہنے کے متعلق کیا کہوں- میری کیا حیثیت ہے؟ جبکہ یہاں پر بڑے بڑے نہ رہے- میں اس جہان میں خالی ہاتھ آ کر سپنے پر ہی بھولا- یعنی یہ دنیا ایک خواب ہے اور اس خواب پر ہی میں بھولا رہا۔

(23)

تیئی جو کھوں کھولیاں، وِچ آپ سمانا
ہتھوں ٹُتاں ٹور کے، کیویں ویکھ پچھانا
اُلٹی پھاہی پے گئی، دُوجا ساتھ پُکارے
پُرزے پُرزے میں ہوئی، دِل پارے پارے

مشکل الفاظ و معنی: سمانا: جذب ہو جانا، سما جانا- پھاہی: پھندا- پارے پارے: ٹکڑے ٹکڑے۔

ترجمہ: تیئسویں جو گرہ کھولی تو کیا کہوں کہ اس میں آپ ہی سمانا ہے- اپنے ہاتھوں روانہ کر کے اب خود ہی کس طرح پہچانوں- ایک تو اُلٹی پھاہی پڑ گئی اور دوسرے ساتھ بھی پکار رہا ہے- اس غم میں میرا تن پرزے پرزے ہو چکا ہے اور دل

ٹکڑے ٹکڑے۔

(24)

چوّی کھولوں کھولڈی، مُچک پون نبیڑے
سہَم جینھاں دے ماری آں، سو آئے نیڑے
تیوّر ہور نہ ہوَسیا، نہ زیور گہنے!
طعنے دینے دیوراں، چُپ کیتیاں سہنے

مشکل الفاظ و معنی: چک پون نبیڑے: سب جھگڑے ختم ہو جائیں۔ سہم: خوف، ڈر۔ نیڑے: نزدیک۔ تیور: تین کپڑے، شلوار قمیص اور دوپٹہ۔ دیوراں: دیور کی جمع، دلہن کے خاوند کا چھوٹا بھائی۔

ترجمہ: چوبیسویں گرہ کھولی۔ اے کاش سب جھگڑے ختم ہو جائیں۔ جن کے خوف نے مجھے مار رکھا ہے سو وہ دن اب نزدیک آگئے ہیں اور لباس نہ ہوگا اور نہ ہی زیورات وغیرہ ہوں گے۔ اب مجھے اللہ کے مقرب لوگوں کے طعنے سننے پڑیں گے اور خاموشی سے مجھے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا کیونکہ میرے پاس (داج) نیک اعمال جو نہیں ہیں۔

(25)

میں کھولاں گنڈھ پچیسویں، دُکھاں وَل میلاں
ہنجواں دے گل ہارنی، آساں درد حمیلاں
وَٹنا مَلیا سوز دا، تلّخ ترش سیاپے
نال دوہاں دے چلنا، بَن آیا جاپے

مشکل الفاظ و معنی: میلاں: ملاؤں۔ حمیلاں: حمیل کی جمع، ایک زیور کا نام۔ وٹنا: ابٹن، ہلدی اور کچھ اور چیزیں ملا کر بنایا ہوا ملغوبہ جو رنگ کے نکھار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سوز دا: جلن کا۔ تلخ ترش سیاپے: طرح طرح کی مصیبتیں۔ جاپے: لگتا ہے، نظر آتا ہے۔

ترجمہ: میں پچیسویں گرہ کھولوں تو دکھوں اور غموں سے میرا میل ہوا چاہتا ہے۔ میرے گلے میں آنسوؤں کے ہار ہیں اور درد کے زیورات ہیں۔ میں نے اپنے جسم پر سوز کا اُبٹنا ملا ہوا ہے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوں۔ اب مجھے لگتا ہے کہ جانا ہی پڑے گا کیونکہ یہی کچھ شروع سے ہوتا آیا ہے۔

(26)

چھبیّں گنڈھیں اِمام ہے، کَدی پھیر نہ پایا

عمر توشہ پنج روز ہے، سو لیکھے آیا
پیالے آئی موت دے، ایہہ سبھ نیں پینے!
ایہہ دُکھ اَساڈے نال ہے، سہہ رجیو ُکمینے

مشکل الفاظ و معنی: امام: آگے لگنے والا، مذہبی رہنما۔ پھیر: پھیرا، آنا جانا۔ توشہ: رخت سفر، کھانے کی کوئی چیز۔ لیکھے: مقدر میں، حساب کتاب میں۔ جیو: اے جی، اے دل۔

ترجمہ: چھبیسویں گرہ بڑی گرہ ہے اور امام ہے۔ جس نے کبھی پھیرا نہیں پایا۔ عمر کا توشہ تو بس پانچ روز ہے۔ یہی ازل سے ہم لے کر آئے ہیں۔ موت کا پیالہ ہر ایک نے پینا ہے اور کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ تمام دکھ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی رہیں گے اے دل کمینے تجھے یہ جھیلنے ہی ہوں گے۔

(27)

سَتائی کھول سَہیلیو سبھ جُتن سُدھایا
دو نیناں نے رُونّدیاں، مینّہہ ساوَن لایا
اِک اِک ساعت دُکھ دی، سَو جُتن گزُاری
اَگے جانا دُور ہے، سر گٹھڑی بھاری

مشکل الفاظ و معنی: جتن: کوشش، چارا۔ سُدھایا: چلتے ہوئے۔ ساعت: گھڑی۔

ترجمہ: اے میرے دوستو ستائیسویں گرہ کھول کر چلنے کا جتن کیا۔ میری ان دونوں آنکھوں نے اس قدر آنسو برسائے کہ ساون کی جھڑی لگ گئی۔ میں نے ایک ایک گھڑی دکھ کی بڑی کوشش اور جتن سے گزاری۔ مجھے بہت آگے جانا ہے اور سر پر بوجھ بھی بھاری ہے۔

(28)

اَٹھائی گنڈھیں کھولیاں، نہیں عقل اَساتھے
سَختی آئی زور دی، سر چشماں ماتھے
سُکھاں توں ٹوٹے آگئے، دُکھاں توں لاہے!
بے چاری بے حال ہاں، وِچ سوز کڑاہے

مشکل الفاظ و معنی: اساتھے: ہم کو، ہمارے ہاں۔ سرچشماں: آنکھوں کے اوپر۔ ٹوٹے: ٹوٹ کی جمع، گھاٹا، خسارا۔ لاہے: لاہ سے، فائدہ، نفع۔ کڑاہا: بہت بڑی کڑاہی۔

ترجمہ: میں نے اٹھائیس گرہیں کھول دی ہیں۔ میرے پاس عقل نہیں رہی۔ میری آنکھوں اور ماتھے پر اس قدر سختی آئی ہے کہ مجھے سکھوں سے بہت دکھ اٹھانے پڑے ہیں۔ دکھوں نے مجھے بڑا نفع دیا ہے۔ میں تو دکھوں کے کڑاہے میں جل بھن رہا ہوں۔ یعنی انتہائی درد و غم میں ہوں اور سخت حال سے بے حال ہوں۔

(29)

اُنتی گنڈھیں کھولیاں، نہیں سختی ہٹدی
لگا سینے بان ہے، سر والاں پٹدی
اِت دل پھیرا پاء کے، ایہہ حاصل پایا!
تن تلواریں توڑیا، اک روپ اڈایا

مشکل الفاظ و معنی: بان: تیر۔ اِت دل: اس طرف۔ حاصل پایا: حاصل ہوا۔ روپ اڈایا: روپ ختم کیا۔

ترجمہ: میں نے انتیس گرہیں کھول دیں لیکن سختی نہیں ہٹی۔ میرے سینے میں تیر لگا ہوا ہے اور میں اپنے سر کے بال اکھاڑ رہا ہوں۔ یعنی درد سے انتہائی بے چین ہوں۔ اس دنیا میں مجھے آکر یہ کچھ حاصل ہوا ہے۔ میں نے اپنا تن بدن تلوار سے توڑ پھوڑ ڈالا ہے اور ایک روپ ختم کر دیا ہے۔ یعنی دنیاوی روپ!

(30)

کھولی گنڈھ میں تیسویں، دکھ درد رنجانی
کدی بسروں نہ مکدی، ایہہ رام کہانی
مڑ مڑ پھیر نہ جیونا، تن چھپدا لکدا
برہوں آجے خیال ہے، ایہہ سر تے ڈھکدا

مشکل الفاظ و معنی: رنجانی: رنج میں غرق، رنجیدہ۔ رام کہانی: بڑی لمبی کہانی، دکھ بھری داستان۔ چھپدا: چھپتا۔ برہوں: جدائی، ہجر، فراق۔ ڈھکدا: آنا۔

ترجمہ: میں نے تیسویں گرہ کھولی ہے۔ میں بڑا دکھی اور رنجیدہ ہوں۔ میری کہانی بڑی طویل اور درد بھری ہے جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔ یہاں پر مڑ مڑ کر پھر نہیں جینا۔ یہ تن بدن مارے خوف کے چھپتا پھرتا ہے۔ ابھی بھی مجھے جدائی ہی کا خیال بے چین کئے ہوئے ہے جو کہ میرے سر پر منڈلا رہا ہے۔

(31)

اِک اِک گنڈھ نوں کھولیا، اِکتی ہوئیاں

میں کِس دی پانی ہار ہاں، اِیتھے کِیتیاں روئیاں
میں گھر وِچ چِتر کھڈارساں، داء پیا نہ کاری
بازی کھیڈاں جت دی، پر اِیتھے ہاری

مشکل الفاظ و معنی: میں کس دی پانی ہار ہاں: میری کیا حیثیت ہے۔ کیتیاں: کتنی۔ چتر: تصویر، مورت۔ کھڈارساں: کھیلاؤں گا۔ کاری: استعمال میں، فائدے میں، کامیاب۔

ترجمہ: میں نے ایک ایک گرہ کو کھولا اور اکتیس ہوگئیں۔ بھلا میری یہاں کیا حیثیت ہے یہاں پر تو بڑے بڑے آخرکار رو پڑے ہیں۔ میں اپنے گھر میں تصویر کھیلانے کا خیال رکھتا تھا۔ لیکن میرا داؤ کامیاب نہ ہوا۔ یعنی میں اپنا مقصود حاصل نہ کر سکا۔ میں جو کہ ہمیشہ ہی جیت کی بازی کھیلتا تھا مگر یہاں آکر میں ہار گیا۔

(32)

بتّی گنڈھیں کھولیاں، جو کھولی بندی
اَٹّی اِک اٹیر کے، پھراں تانا تندی
تانا ہویا پورا نہ، ہُن کیکر لاہواں
کھوں گھٹوں نہ بھاوری، رکھوں لیساں لاواں

مشکل الفاظ و معنی: بندی: قیدی، قید۔ اٹی: سوتر کا لچھا۔ اٹیر: اٹیرن، چکر دینا، گھمانا، سوتر وٹنا۔ بھاوری: باوری، دیوانی۔ لیساں: لیس کی جمع، فیتا، کپڑے اور دوپٹے کے کنارے کے ساتھ ساتھ لگایا جانے والا فیتا۔

ترجمہ: میں نے بتیس گرہیں کھولیں اور جب بندی کھولی تو احساس ہوا کہ میں نے تو ابھی صرف ایک ہی اٹی کھولی ہے اور تانا تنا پھرتا ہوں۔ تانا پورا نہ ہوا اب میں اسے کیونکر اتاروں؟ نہ تو میں اسے بڑھا سکتا ہوں اور نہ گھٹا۔ جب کپڑا ہی بنا اور تانی ہی مکمل نہ ہوئی تو قمیص کیسے بنے گی اور لیس کہاں سے لگاؤں گا؟ یعنی نیک عمل تو کوئی کیا نہیں زندگی کیسے سنورے گی۔

(33)

بُہہ پرچھاویں کھولیاں، ہُن ہوئیاں رتیتی
اِیتھے دو رتن روز ہاں، رت سوہریاں ریتی
رنگن چڑھی رسول ﷺ دی، سبھ داج رنگاوے
جس دے متھے بھاگ ہے، اوہ رنگ گھر جاوے

مشکل الفاظ و معنیٰ: پرچھاویں: سائے میں۔ رنگن: رنگت۔ بھاگ: قسمت۔

ترجمہ: میں نے یہ گرہیں سائے میں بیٹھ کر کھولیں اور اب تینتیس ہو گئی ہیں۔ میں یہاں اس دنیا میں صرف دو تین روز ہوں اور آخرکار مجھے سسرال (اس جہان) میں جانا ہے۔ مجھ پر رسول ﷺ رنگت چڑھ چکی ہے اور میں نے اپنا تمام داج (اعمال) اسی رنگ میں رنگ لیا ہے۔ وہ بڑے ہی بھاگوں والا ہے اور اس کی قسمت کے کیا کہنے کہ جو اپنے گھر (اگلے جہان میں) یہ رنگ لے کر جائے۔

(34)

چَوتی گنڈھیں کھولیاں، دِن آئے نیڑے

ماہی دے ول جا وَساں، رَوں رَکیتے کیہڑے

اوڑک ویلہ جان کے، میں نیُونہہ لگایا

اِس تن ہونا خاک سی میں چا اُڈایا

مشکل الفاظ و معنیٰ: ماہی: ماہ (چاند) سے، محبوب۔ روں: چال چلن، کام، موج۔ اوڑک: آخر۔ نیونہہ: عشق، محبت۔

ترجمہ: میں نے چونتیسویں گرہیں کھول ڈالیں۔ اب دن نزدیک آ رہے ہیں۔ میں اپنے محبوب کی جانب جاؤں گا۔ میں نے اب یہی دھار رکھا ہے۔ یہی میرا خیال ہے۔ میں نے اخیری وقت سمجھ کر محبت اختیار کی یعنی عبادت و ریاضت کو اپنایا کیونکہ اس میرے تن بدن نے آخر خاک ہونا تھا۔ میں نے اسی لئے اس کی خاک اُڑا دی یعنی اسے خوب بدنام کیا اس کی خوب مٹی اڑائی، رسوائی و بدنامی کی۔

(35)

بُلّھا پینتی کھولدی، شَوہ نیڑے آئے

بدلے ایس عذاب دے، رَمت مُکھ وِکھلائے

اَگّے تھوڑی پیڑ سی، نیُونہہ کیا دِیوانی

پی گلی آساڈی آوڑے، تاں ہوگ آسانی

مشکل الفاظ و معنیٰ: شوہ: محبوب، مرشد، رب۔ مکھ: منہ، رخ۔ نیونہہ: عشق، محبت۔ پی: محبوب، پیا، پتیم۔ ہوگ: ہوتا ہے، ہوگا۔

ترجمہ: اے "بُلّھے شاہ" میں نے پینتیس گرہیں کھول ڈالیں ہیں۔ اب میرا محبوب نزدیک آتا جا رہا ہے۔ میں نے جو عذاب جھیلا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے بدلے وہ مجھے اپنا دیدار بخش دے۔ کون سے پہلے میرے دکھ کم تھے اور اب عشق نے تو مجھے دیوانہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرا محبوب میری گلی میں آجائے تو زندگی میرے لئے آسان ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

(36)

چھتّی کھولوں، ہس کے، نال اَمر اُماہے
سُکھاں گھاٹا ڈالیا، دُکھاں توں لاہے
گُھلّی دا پریم دی، سَرنے پہ سَرنے
ٹُونے کامن رمیت نوں، اَجے رہندے کرنے

مشکل الفاظ و معنی: امر: حکم۔ اماہ: بے خودی، اُمنگ۔ لاہے: نفع، فائدے۔ گھلی: گھل گئی، چل پڑی۔ وا: ہوا، پریم، محبت۔ سرنے پہ سرنے: ہر ہر جگہ پر شور کرتی ہوئی۔ ٹونے کامن: جادو منتر۔ میتا: بجن، دوست، محبوب۔

ترجمہ: میں چھتیسویں گرہ کھولی۔ کیونکہ مجھے اس کا امر بھی تھا اور اُمنگ بھی۔ سکھوں نے مجھے بڑا گھاٹا ڈالا اور دکھوں نے فائدہ پہنچایا۔ محبت کی ہوا ہر جگہ اور ہر طرف چل رہی ہے اور ابھی میں نے اپنے محبوب پر ٹونے منتر کرنے ہیں۔ (یعنی عبادت و ریاضت کے ذریعے اسے رام کرنا ہے۔)

(37)

سَینتی گنڈھیں کھولیاں، میں مہندی لائی
ملائم دیہی میں کراں، رمت گلے لگائی
اوہا گھڑی سُلکھنی، جاں میں دل آوے
تاں میں گاواں سوہلے، جے مینوں راوے

مشکل الفاظ و معنی: ملائم: کولا، نرم، مناسب۔ دیہی: جسم۔ مت: شاید، مبادا۔ سلکھنی: خوبصورت، بھاگوں والی۔ سوہلے: خوشی کے گیت۔ راوے: دیکھے۔

ترجمہ: میں نے سینتیس گرہیں کھولیں ہیں۔ ہاتھوں میں مہندی لگائی ہے اور اپنے جسم کو نرم و ملائم کر رہا ہوں کہ شاید مجھے میرا محبوب گلے سے لگائے گا۔ وہی پل اور گھڑی خوبصورت ہے جس میں وہ میری جانب آئے میں اسی لئے خوشی کے گیت گا رہا ہوں کہ وہ مجھے دیکھے اور پسند کرے گا۔

(38)

اَٹھتّی گنڈھیں کھولیاں، ریکھ کرنے لیکھے
نہ ہووے کاج سُہاونا، بن تیرے دیکھے

تیرا بھٹھ سُہاگ ہے، میں رَس رکیہہ کرُساں
لیساں گلے لگاء کے، پر مُول نہ ڈرساں

مشکل الفاظ و معنی: لیکھے: حساب کتاب۔ کاج: کام، عمل۔ سہاونا: خوبصورت، اچھا۔ بھٹھ: بڑی بھٹی، تنور۔ رس: مزا، انند، سواد۔ لیساں: لیس کی جمع، وہ فیتا جو عام طور پر عورتیں اپنے کپڑے پر لگاتی ہیں۔ مول: ہرگز، بالکل۔

ترجمہ: اب میں نے اُنتیس گرہیں کھول لی ہیں اور اب حساب کتاب کیا کرتا ہے۔ میرا کوئی کام (عمل) اچھا (خوبصورت) نہیں ہوسکتا کہ جب تک تجھے نہ دیکھوں۔ اے دنیادار انسان تیرا سہاگ کیا سہاگ ہے، یہ جائے چولہے میں۔ یہ موج بہار اور مزا میرے کس کام کا۔ لیکن میں اپنے گلے میں لیس لگا کر بالکل نہ ڈروں گا۔

(39)

اُنتالی گنڈھیں کھولیاں، سبھ سیّاں رَل کے
عنایت " سیج تے آ وسی، ہُن میں وَل بھلکے
چُوڑا باہیں سر دھڑی، ہتھ سوہے کنگنا!
رنگن چڑھی شَوہ وصل دی، میں تَن تَن رنگنا!

مشکل الفاظ و معنی: سیاں: سہیلیاں، مراد دوست احباب۔ عنایت: سید بلھے شاہؒ کے مُرشد شاہ عنایت قادریؒ لاہوری۔ سردھڑی: سر پر چوٹی گندائی۔ سوہے: اچھا لگے۔

ترجمہ: سب دوستوں نے مل کر اُنتالیس گرہیں کھول دی ہیں۔ اب کل کو میرا مُرشد شاہ عنایت سیج پر ضرور آئے گا۔ میں نے اسی لئے اپنی باہوں میں چوڑا اور چوٹی گوندھ لی ہے اور ہاتھوں میں سرخ کنگن ڈال لئے ہیں۔ یہ رنگت محبوب کے وصل کی رنگت ہے اور اسی رنگ میں میں اب اپنا تن مَن رنگوں گا۔

(40)

کر بسم اللہ کھولیاں، مَن گنڈھاں چالی
جس اپنا آپ وَنجالیا، سو سُرجن والی
جنج سوہنی میں بھاوندی، لگیندا آوے!
جس نُوں عشق ہے لال دا، سو لال ہو جاوے
عقل فکر سبھ چھوڑ کے، شَوہ نال سُدھائی
بن کنتوں گل غیر دی، اساں یاد نہ کائی

ہُن اِنّا اللہ آکھ کے، تم کرو دعائیں

رپیا ہی سبھ ہو گیا، عُبداللہ ناہیں

مشکل الفاظ و معنی: ونجالیا: گنوا لیا۔ سرجن: پیدا کرنا، بنانا، محبوب حقیقی۔ بھاوندی: اچھی لگتی، پسند آئی۔ لٹکیندا آوے: لٹک مٹک کے آئے، نخرے و ناز سے آئے۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ سُدھائی: چلی گئی۔ کنتوں: کنت سے، خاوند، شوہر۔ کائی: کوئی۔ انا للہ: پوری آیت اس طرح ہے انا للہ وانا الیہ راجعون! ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ اکثر کسی کی موت سننے پر پڑھا جاتا ہے۔ پیا: محبوب۔ عبداللہ: معتبر روایت کے مطابق یہ سید بلھے شاہ ؒ کا اصل نام ہے۔ واللہ اعلم!

ترجمہ: بسم اللہ کرکے میں نے چالیس گرہیں کھولی ہیں جس نے اپنا آپ گنوا لیا اس نے محبوب حقیقی کو پا لیا۔ کیا اچھی بارات لگ رہی ہے اور وہ لٹکتا مٹکتا آرہا ہے جسے لعل کا عشق ہو وہ لعل ہی ہو جاتا ہے۔ میں تو عقل فکر چھوڑ کر محبوب کے ساتھ سُدھا چکا ہوں اور خاوند (محبوب) کے بغیر مجھے اب کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ اب انا للہ کہہ کر تم دعا کرو! محبوب ہی سب کچھ ہے عبداللہ (بلھے شاہ) کچھ بھی نہیں ہے۔

دوہڑے

راتیں جاگیں کریں عبادت
راتیں جاگن کُتّے
تَیتھوں اُتّے

بھونکنوں بند مُول نہ ہوندے
جا رَڑی تے سُتّے
تَیتھوں اُتّے

کھَسم اَپنے دا دَر نہ چھڈدے
بھانویں وَجّن جُتّے
تَیتھوں اُتّے

بُلھے شاہ کوئی رَخت وِہاج لے
نہیں تے بازی لے گئے کُتّے
تَیتھوں اُتّے

مشکل الفاظ و معنی: مول: ہرگز، بالکل۔ رَڑی: روڑی، اُجاڑ۔ کھَسم: خاوند، مالک۔ در: دروازہ۔ جُتّے: جوتیاں۔ رخت وہاجن: سامان کا بندوبست کرنا۔

ترجمہ: سید بُلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ تو رات کو جاگتا ہے اور عبادت کرتا ہے یہ تو کوئی کمال کی بات نہیں ہے کیونکہ رات کو تو کتے بھی جاگتے ہیں جو تجھ سے بڑھ کر ہیں۔

وہ بھونکنا ہرگز بند نہیں کرتے اور رڑی پر جاکر سو جاتے ہیں۔ تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ وہ اپنے مالک کے گھر کی راکھی کرتے ہیں اور کبھی بھی اس کا در نہیں چھوڑتے اگرچہ اُن کو جوتیاں ہی کیوں نہ پڑیں تجھ سے بڑھ کر ہیں۔

اے بلھے شاہؒ کوئی ساز و سامان بنا لے (یعنی نیک اعمال کما لے) اور اگر تو ایسا نہ کر سکے گا تو یہ کتے تجھ پر بازی (سبقت) لے جائیں گے اور تجھ سے بڑھ جائیں گے۔

(1)

اُس کا مُکھ اِک جوت ہے، گھُنگٹ ہے سنسار
گھنگٹ میں وہ چھپ گیا، مُکھ پر آنچل ڈار

مشکل الفاظ و معنی: مکھ: منہ، رخ۔ جوت: چمک، لاٹ، روح، نور، روشنی۔ گھُنگٹ: گھونگٹ، پردہ۔ آنچل: اوڑھنی،

دوپٹہ، چادر۔ ڈار: ڈال۔

ترجمہ: اس کا (محبوب حقیقی!) مکھ ایک جوت ہے اور یہ دنیا اس کا گھونگٹ ہے۔ وہ گھونگٹ میں یہ چھپ بیٹھا ہے اور اس نے اپنے مکھ پر چادر ڈال لی ہے۔

(2)

اُن کو مُکھ دِکھلائے ہے، جن سے اُس کی پیت
اُن کو ہی مِلتا ہے وہ، جو اُس کے ہیں مِیت

مشکل الفاظ و معنی: پیت: پریم، محبت۔ میت: محبوب، سجن، دوست۔

ترجمہ: وہ (محبوب حقیقی) انہیں اپنا مکھ دکھلاتا ہے کہ جن سے اُسے محبت ہے اور انھی کو وہ اپنا وصال بخشتا ہے کہ جو اس سے محبت کرتے ہیں، اس کے عاشق ہیں۔

(3)

مُونہہ دِکھلاوے اور چُھپے، چھَل بَل ہے جگ دیس
پاس رہے اور نہ مِلے، اُس کے بِسوے بھیس

مشکل الفاظ و معنی: چھَل بَل: فریب و شعبدہ بازی۔ دیس: بھیس، لباس، پہناوا۔ بسوے: زہری۔

ترجمہ: وہ (محبوب حقیقی) کبھی اپنا منہ دکھلاتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے۔ اس دنیا کا پہناوا ہی چھَل بَل ہے۔ وہ پاس رہے اور نہ ملے اس کے یہ بھیس بڑے خطرناک ہیں۔

(4)

قصَر نام قصُور ہے، اوتھے مُونہوں نہ سَکّن بول
اوتھے سچے گردن ماریئے، اوتھے جُھوٹھے کَرن کلول

مشکل الفاظ و معنی: قصر: محل، کوٹ قلعہ۔ قصور: قصر کی جمع، محلات، قلعہ جات۔ کلول: ناز و نخرے۔

ترجمہ: قصر قصور کا نام ہے اور یہاں پر لوگ منہ سے کچھ نہیں بولتے (یعنی خدا کا ذکر نہیں کرتے) یہاں پر سچے کی گردن اتاری جاتی ہے اور جھوٹے ناز و نخرے کرتے پھرتے ہیں۔

(5)

قصُور بے دستُور، اوتھے جانا بنیا ضرُور
نہ کوئی پُن نہ دان ہے، نہ کوئی لاگ دستُور

مشکل الفاظ و معنی: بے دستور: جہاں کوئی دستور (آئین) قانون نہ ہو۔ پن دان: صدقہ و خیرات۔ لاگ: سہارا، مدد۔

ترجمہ: شہر قصور جو کہ بے ضابطگیوں کا مرکز ہے۔ یہاں پر چلے جانا ہی ضروری ہے۔ یہاں پر نہ تو کوئی نہ صدقہ و خیرات کرتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو سہارا و مدد ہی دیتا ہے اور نہ ہی یہاں کوئی قانون ہے۔

Scanned with CamScanner

(6)

دھرم سال دھڑوائی رہندے، ٹھاکر دوارے ٹھگ
وِچ مسیت کُستے رہندے، عاشق رہن الگ

مشکل الفاظ و معنی: دھرم سالہ: مندر۔ دھڑوائی: مار دھاڑ کرنے والے، ڈاکو لٹیرے۔ ٹھاکر دوارہ: مندر۔ کستے: نامعقول، بدقماش۔

ترجمہ: دھرم سالہ میں ڈاکو رہتے ہیں اور مندروں میں چور اور ٹھگ۔ مسجدوں میں ریاکار اور بے عمل خشک مُلا مقیم ہیں لیکن عاشق ان سب سے الگ تھلگ ہی رہتے ہیں۔

(7)

وارے جائیے اوہناں تُوں جیہڑے گلّیں دین پرچا
سوئی سلائی دان کرن تے آہرن لین چُھپا!

مشکل الفاظ و معنی: گلّیں: باتوں باتوں میں۔ پرچا: پھسلا، بہلا۔ دان: بخشش۔ آہرن: لوہے کی بڑی سل یا پلی جس پر لوہار لوہا کوٹتے ہیں۔

ترجمہ: میں اُن کے قربان جاؤں جو گل بات سے ہی بہلا پھسلا لیتے ہیں کہ وہ تو دان کر دیتے ہیں مگر آہرن بڑی چیز چھپا لیتے ہیں۔

(8)

وارے جائیے اوہناں تُوں، جیہڑے مارن گپ شڑپ
کوڈی لبھی دین چا، تے بُغچہ گھاؤ گھپ

مشکل الفاظ و معنی: وارے جاون: قربان جانا۔ تہناں تُوں: ان پر سے۔ گپ شڑپ: گپیں ہانکنا۔ کوڈی: کوڑی، مراد معمولی چیز۔ بغچہ: گٹھڑی، صندوق۔ گھاؤ گھپ: ہڑپ کر جانا۔

ترجمہ: اُن لوگوں پر تصدق جاؤں جو بڑی گپیں ہانکتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی گری پڑی کوڑی مل جائے تو واپس کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں گٹھڑی مل جائے تو ہڑپ کر جاتے ہیں۔

(9)

نہ خُدا مسیتے لبھدا، نہ خدا وِچ کعبے
نہ خُدا قرآن کتاباں، نہ خدا نمازے

مشکل الفاظ و معنی: مسیتے: مسجد میں۔ کعبے: کعبتہ اللہ میں۔ نمازے: نماز میں۔

ترجمہ: نہ تو خدا مسجد میں ملتا ہے اور نہ ہی خانہ کعبہ میں ملتا ہے۔ نہ ہی وہ قرآن اور مذہبی کتابوں میں ہی ملتا ہے اور نہ ہی نماز پڑھنے میں ملتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(10)

نہ خُدا میں رتیرتھ دِتھا، اَئیویں، پَینڈے جھاگے
بُلھا شَوہ جَد مُرشد رِل گیا، ٹُٹے سبھ تگادے

مشکل الفاظ و معنی: تیرتھ: ہندوؤں کی مقدس جگہ۔ جھاگے: سہے، برداشت کئے۔ شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ تگادے تقاضے، اُمنگیں، مراد مشکلات۔

ترجمہ: اور نہ ہی خدا تیرتھ میں ہی ملتا ہے۔ لوگ یونہی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ اے بلّھے شاہ" جب مُرشد مل گیا تو میری تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ یعنی مُرشد کے ذریعے رب مل گیا۔

(11)

پَرسُوں کافر تھی گئیوں، بُت پُوجا رکیتی کَل!
اَسِیں جا بیٹھے گھر اَپنے، اوتھے کَرن نہ رِلی آ گل!

مشکل الفاظ و معنی: تھی گئیوں: ہو گئے۔ کل: گزشتہ روز۔ گل: کل بات۔

ترجمہ: اے بُلّھے شاہ" پرسوں میں اسلام ترک کر بیٹھا اور کافر ہو گیا۔ پھر کل بت پرستی شروع کر دی۔ تاہم مجھے محبوب حقیقی نہ ملا۔ اب میں ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنے گھر آ کر بیٹھ گیا ہوں۔

(12)

غین غرُورت ساڑ سُٹ، تے مان کھوہے وِچ پا
تَن مَن دی سُرت گوا دے، گر آپ رِلے گا آ

مشکل الفاظ و معنی: غرورت: غرور۔ ہوبا: حرص، لالچ۔ سرت: ہوش و عقل۔ گر: گورو، مُرشد۔

ترجمہ: اے بلّھے شاہ" غرور و تکبر کو جلا دے اور ہوس و حرص کو کنوئیں میں ڈال دے اپنے تن من کی ہوش گنوا دے اور مست و بیخود ہو جا تو تجھے خود بخود مُرشد آن ملے گا۔

(13)

ہجرت وِچ اِسلام دے، میرا رنت ہے خاص آرام
رنت رنت مَراں تے رنت رنت رجیواں، میرا رنت رنت کُوچ مقام

مشکل الفاظ و معنی: ہجرت: ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا۔ نت: ہمیشہ۔ کوچ: روانگی، سفر۔ مقام: جگہ، ٹھکانہ، ڈیرہ۔

ترجمہ: اسلام میں ہجرت ضروری ہے لیکن مجھے ہمیشہ سکون و آرام حاصل ہے۔ میں روزانہ مرتا ہوں اور روزانہ زندہ ہو جاتا ہوں۔ گویا میں روز سفر کرتا ہوں اور ہر روز قیام۔

(14)

عِشق سجّن دے آء کے، سانوں کیتوس ڈُوم

اوہ پربھ اساڈا سخی ہے، میں سیوا کنوں شوم

مشکل الفاظ و معنی: کیتوس: کردیا ہے۔ ڈوم: میراثی، گویا۔ پربھ: مالک، آقا۔ سیوا: خدمت۔ کنوں: سے۔ شوم: بخیل، کنجوس

ترجمہ: محبوب کے عشق نے مجھے میراثی (گویا) کردیا ہے۔ میرا مالک اور آقا بڑا سخی ہے۔ لیکن میں اس کی سیوا میں بڑا بخیل واقع ہوا ہوں۔ یعنی اللہ تعالٰی کی عبادت کرنے میں قاصر رہا ہوں۔

(15)

عاشق ہو یوں ربّ دا، ملامت ہوئی آ لاکھ
لوک کافر کافر آکھدے، توں آہو آہو آکھ

مشکل الفاظ و معنی: ملامت: برا بھلا کہنا، بد تعریفی کرنا۔ آہو آہو: ہاں ہاں، اچھا اچھا۔

ترجمہ: تو اللہ کا عاشق ہوا ہے۔ لوگ تمہاری بڑی ملامت کرنے لگے ہیں اور تجھے کافر کافر کہہ کر پکارتے ہیں تو تم جی ہاں جی ہاں کہہ کر جواب دو۔

اسی مضمون کا حامل ایک شعر امیر خسروؒ کا بھی ہے جو کہ جواب نہیں رکھتا۔ کہا جاتا ہے کہ بُلّھے شاہؒ نے اپنے شعر کا مضمون اسی شعر سے لیا ہے:

خلق می گوید کہ خسروؒ بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم باخلق مارا کار نیست

(16)

پینڈے پڑے پریم کے، کیا پینڈا آواگون
انّدھے کو انّدھا مل گیا، راہ بتاوے کون

مشکل الفاظ و معنی: پریم: محبت۔ آواگون: آنا جانا، ہندو مذہب کے مطابق ہر روح 49 مرتبہ دنیا میں آتی ہے، محض آواجائی مراد ضائع۔

ترجمہ: میں نے پریم کا سفر طے کیا مگر میں گوہر مقصود حاصل نہ کر سکا اور میرا تمام سفر ضائع ہو گیا۔ کیونکہ اگر ایک مسافر کو دوسرا اناڑی مسافر مل جائے تو منزل مقصود تک رسائی ناممکن ہے۔

(17)

مَن منجولا منج دا، رکتے گوشے بہہ کے کُٹ
ایہہ خزانہ تینوں عرش دا، توں سنبھل سنبھل کے لُٹ

مشکل الفاظ و معنی: من: دل۔ منجولا: مونج کا وہ گٹھا جو ابھی کوٹ کر باریک نہ کیا گیا ہو۔ گوشہ: کونہ۔

ترجمہ: یہ دل بھی گویا ایک مونج کا گٹھا ہی ہے اور تو اسے کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کوٹ یعنی تنہائی میں عبادت و ریاضت کر اور مجاہدہ کے ذریعے اس کی درستی کر۔ یہ عرش کا ایک خزانہ ہے اور اسے تو آہستہ آہستہ سنبھل سنبھل کر لوٹ۔

(18)

چیری مُسلمان دی، ہندُو تُوں قُربان
دوہاں تُوں پانی وار پی، جو کرے بھگوان

مشکل الفاظ و معنی: چیری: کینز، خادمہ۔ بھگوان: دیوتا، خدا۔

ترجمہ: تو مسلمان کا غلام اور ہندو پر قربان ہو جا بلکہ ان دونوں یعنی ان مسلمان اور ہندو پر سے پانی وار کر پی اور خدا پر معاملہ چھوڑ دے کیونکہ وہی ہو گا جو اسے منظور ہو گا۔

(19)

مُلّاں اَتے مَشالچی، دوہاں اِکّو چِت
لوکاں کر دے چانَنّاں، آپ ہنیرے رَت

مشکل الفاظ و معنی: مشالچی: فانوس یا روشنی اٹھانے والے ملازم، فانوس بردار۔ چِت: ضمیر، دل، طبع۔

ترجمہ: یہ مُلّاں اور فانوس بردار دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔ یہ لوگوں کو تو روشنی دکھاتے ہیں مگر خود ہمیشہ اندھیرے میں رہتے ہیں یعنی گمراہی میں ہی گھرے رہتے ہیں۔

(20)

پی شراب تے کھا کباب، ہیٹھ بال ہڈّاں دی اَگّ
چوری کرتے بھَنّ گھر رَب دا، اوس ٹھگاں دے ٹھگّ نُوں ٹھگّ

مشکل الفاظ و معنی: ہڈّاں دی اگ: ہڈیوں کی آگ۔ ٹھگاں دا ٹھگ: بہت بڑا ٹھگ مُراد رب۔

ترجمہ: اے بُلھے شاہؒ تو پی شراب اور کھا کباب اور عشق کی آگ سے اپنی ہڈیوں کو جلا اور پھر اس آگ پر دل کو کباب کر۔ چوری کر اور اللہ تعالیٰ کے گھر نقب لگا اور اس کی معرفت کے خزانے لوٹ یعنی وہ چونکہ بہت بڑا ٹھگ ہے تو اسے ٹھگ۔

(21)

بُلھیا چل سُنیار دے، جتھے گہنا گھڑیئے لاکھ
صُورت آپو اپنی، تُوں اِکّو رُوپا آکھ

مشکل الفاظ و معنی: سُنیار: سنیارا، صراف۔ رُوپا: چاندی، ایک ہی روپ۔

ترجمہ: اے بُلّھا تم صراف کے ہاں چلو جہاں وہ لاکھ قسم کے زیورات گھڑتا ہے۔ اگرچہ وہ تمام زیورات مختلف صورتوں کے حامل ہیں۔ لیکن تم ان سب زیورات کی ایک ہی اصل چاندی پر نظر رکھو۔

(22)

پھری رُت شگوفیاں والی، چڑیاں چُگن نُوں آئیاں

اِکناں نوں جُریاں لے کھادا، اِکناں نوں پھاہیاں لائیاں
اِکناں نوں آس مُڑن دِی آہی، اِک سیخ کباب چڑھائیاں
بُلھے شاہ بکیہہ وَس اوہناں دے، اوہ قسمت مار پھسائیاں

مشکل الفاظ و معنی: پھری: بدی۔ رت شگوفیاں والی: بہار۔ جریاں: جرہ کی جمع، باز۔

ترجمہ: بہار کا موسم آگیا ہے اور باغ میں چڑیاں دانہ چگنے کے لئے آئی ہیں۔ ان میں سے کچھ کو تو یاروں نے پکڑ کر کھالیا ہے اور کچھ جالوں میں پھنس کر رہ گئی ہیں اور کچھ کو اپنے گھونسلوں کی جانب واپس جانے کی امید تھی اور ایک وہ ہیں کہ جنہیں سیخ پر چڑھا کر کباب بنالیا گیا۔

اے بُلھے شاہ ان کا کیا قصور ہے؟ ان کو تو ان کی قسمت نے پھنسا مار پھنسایا ہے۔ یعنی ایسا ہونا ان کی تقدیر میں ہی لکھا تھا اور وہی ان کو پیش آیا ہے۔

(23)

اَچھے دِن تو پِچھے گئے، جَب ہَر سے کیا نہ ہیت
اَب پچھتاوا کیا کرے، جَب چِڑیاں چُگ گئیں کھیت

مشکل الفاظ و معنی: ہر: ایشور، خدا۔ ہیت: موہ، پیار مراد نیکی و عبادت۔

ترجمہ: اچھے دن (جوانی کے دن) تو گزر گئے اور تم نے ان دنوں میں خدا سے محبت نہ کی اور اب جبکہ تمہاری زندگی کا کھیت چڑیوں نے چگ لیا ہے، اب پچھتانے سے کیا حاصل ہوگا؟

(24)

اوہ میرے اَندر بولیا، رُڑھ پُڑھ گئے گُناہ
جھاڑِیں لگّا باجرہ، شہتوت لگّے پھِروانہہ

مشکل الفاظ و معنی: رڑھ پڑھ گئے گناہ: تمام گناہ بہہ گئے۔ جھاڑیں: جھاڑیاں۔ پھروانہہ: ایک بے پھل درخت۔

ترجمہ: وہ (اللہ) میرے اندر بول راہ ہے تو میرے تمام گناہ ختم ہو گئے ہیں۔ گویا جھاڑیوں کے ساتھ باجرے کے سٹے لگ گئے ہیں اور پھروانہہ کو شہتوت لگ گئے ہیں۔

(25)

اللہ تُوں میں تے قرض بَنایا، ہَتھوں تُوں میرا قَرضائی
اوتھے تیں میری پرورش کیتی، جِتھّے کسے نُوں خبر نہ کائی
اوتھوں تانہیں آئے اِیتھے، جاں پہلے روزی آئی
بُلھے شاہ ہے عاشق جِس تحقیق حقیقت پائی

مشکل الفاظ و معنی: قرض: ادھار۔ قرضائی: قرض دار، مقروض۔ تیں: تجھ، تو۔ پرورش: پالنا پوسنا، تعلیم و تربیت

ترجمہ: اے اللہ چونکہ تیری عبادت ہمارا فرض ہے اور اس کی ادائیگی ہم پر اسی طرح ضروری ہے کہ جس طرح قرض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ لیکن تیرے کرم کے تصدق جاؤں کہ تو انسان پر اس طرح احسانات کرتا ہے کہ جیسے تو مقروض ہے اور اپنے قرض کی ادائیگی میں مصروف ہے۔ یعنی تو وہاں (ماں کے پیٹ میں) بھی روزی پہنچاتا ہے جس کی کسی کو خبر تک نہیں ہوتی اور پھر وہاں سے اس دنیا میں آئے تو تو ہمارا رزق پہلے ہی دنیا میں بھیج دیتا ہے اور بلھے شاہؒ تو اللہ کا سچا عاشق ہے اسی لئے اس نے اس حقیقت کو پالیا ہے۔

(26)

کَنک، کَوڈی، کامنی، تینوں رَیہہ تلوار

آئے تھے نام جپن کو اور وِشے لیتے مار

مشکل الفاظ و معنی: کنک: گندم۔ کوڈی: کوڑی، دنیوی مال و دولت۔ کامنی: حسین عورت۔ وشے: دوسرے کام

ترجمہ: اے بُلھے شاہؒ گندم، دنیاوی مال و متاع اور حسین عورت یہ تینوں چیزیں ہی انسان کی ازلی دشمن ہیں۔ اے انسان تمہیں تو اللہ کی عبادت کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن تو یہاں آکر اور کاموں میں محو ہو گیا ہے۔

(27)

بھٹھ نمازاں تے چِکڑ روزے، کلمے تے پھر گئی سیاہی

بُلھے شاہ شَوہ اَندروں مِلیا، بُھلّی پھرے لوکائی

مشکل الفاظ و معنی: بھٹھ: بھٹی، تنور، بھاڑ میں جائے، بے فائدہ۔ چکڑ: کیچڑ مراد فضول۔ کلمے پھر گئی سیاہی: یعنی نامنظور ہوا۔ شوہ: محبوب، مُرشد، مالک حقیقی۔ لوکائی: لوگ۔

ترجمہ: (بے خلوص) نماز روزہ اور (زبانی) کلمہ کسی کام نہ آیا۔ اے بلھے شاہؒ اللہ تو دل میں ہی ملتا ہے اور لوگ یونہی بھولے پھرتے ہیں۔ یعنی صفائی قلب بہت ضروری ہے اور ظاہری اعمال سے اجتناب لازمی ہے۔

(28)

آوندا سَاجن ویکھ کے، جاندا مُول نہ ویکھ

مارے دَرد فِراق دے، بَن بیٹھے باہمن شیخ

مشکل الفاظ و معنی: مول: ہرگز، بالکل۔ درد فراق: جدائی کا دکھ۔ باہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا۔ شیخ: مسلمانوں کا مذہبی پیشوا

ترجمہ: اے بُلھے شاہؒ محبوب کو آتے ہوئے دیکھ کر اس کا جانا نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن یہ عاشق بڑے دل گردے کے مالک ہیں جو محبوب کے جدا ہونے اور داغ ہونے کے صدمے سہتے ہیں۔ لیکن اس بات کو یہ برہمن اور شیخ کیا جانیں۔ یہ سوز و گداز کی باتیں عشاق ہی جانتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(29)

بُلھے شاہ ؒ اوہ کَون ہے، اُتمّ تیرا یار
اوسے ہتھ قُرآن ہے، اوسے گل زُنّار

مشکل الفاظ و معنی: اُتم: اونچا، قیمتی، اعلیٰ و عمدہ۔ زنار: جینو، ہندو اپنے گلے میں ایک دھاگہ ڈالے رکھتے ہیں جسے وہ بڑا مقدس سمجھتے ہیں

ترجمہ: اے بلھے شاہؒ تیرا وہ سب سے اعلیٰ و عمدہ یار کون ہے؟ اسی کے ہاتھ میں قرآن ہے اور اس کے گلے میں زنار ہے۔ دوسرا مصرع اصل میں پہلے سوال کا جواب ہے کہ یعنی قرآن کے ماننے والے اور جینو پہننے والے، مسلمان اور ہندو بھی اسی کے نور کا مظہر ہیں۔

(30)

چَل باوَرچی خانے یار دے، جِتھےّ کوہا کاہی ہو
اوتھے موٹے کُسّن بکرے توں لِسّا، ملے نہ ڈھو

مشکل الفاظ و معنی: کوہا کاہی: ذبح کرنا۔ کسن: ذبح ہوتے ہیں۔ لسا: ماڑا، کمزور، دبلا۔ باورچی خانے: بارگاہ ایزدی

ترجمہ: اے بلھے شاہؒ یار کے باورچی خانے میں چلو جہاں ہمیشہ بکرے ذبح ہوتے ہیں اور موٹے بکروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ تم دبلے اور کمزور بکرے لے کر نہ جانا (یعنی ریاکاری و دکھاوے کے اعمال کی بارگاہ ایزدی میں کچھ قدر نہ ہوگی) وہاں تو خلوص اور نیت کا مول پڑے گا۔

(31)

بُلھے نُوں لوک متّیں دیندے، تُوں جا بَہو مسیتی
وِچ مسیتاں کیہہ کُجھ ہوندا، جے دِلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک کیتے کیہہ ہوندا، جے اندروں نہ گئی پلیتی
بِن مُرشد کامل بُلھیا، تیری ایویں گئی عبادت کیتی

مشکل الفاظ و معنی: متّیں: مت کی جمع، نصیحت، پند، نصیحتیں۔ نہ نیتی: نیت نہ کی یعنی نہ پڑھی۔

ترجمہ: لوگ بُلھے شاہؒ کو نصیحتیں کرتے ہیں کہ اے بُلھے شاہ تم مسجد میں جا بیٹھو اور خدا کی عبادت و ریاضت کرو۔ بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اگر خلوص قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے تو پھر مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کا کیا فائدہ۔ بظاہر پاک کرنے سے کیا حاصل جب اندر ہی پلیتی ہو۔ اے بُلھے شاہؒ بغیر مُرشد کامل کے تیری ساری عبادت ضائع ہو گئی۔

Scanned with CamScanner

(32)

آپنے تن دی خبر نہ کائی' ساجن دی خبر لیاوے کون
نہ ہوں خاکی' نہ ہوں آتش' نہ ہوں پاتی پون
کپّے دیوچ روڑ کھڑکدے' مورکھ آکھے بولے کون
بلّھا سائیں گھٹ گھٹ رتویاں' جیوں آٹے وچ لون

مشکل الفاظ و معنی: ساجن: سجن' محبوب۔ خاکی: خاک سے بنا۔ آتش: آگ۔ پون: ہوا۔ کپا: وہ بڑا برتن جس کا منہ تنگ ہو' مراد جسم انسانی' تن۔ مورکھ: بیوقوف۔ گھٹ گھٹ رتویاں: کم کم رہتے ہوئے۔

ترجمہ: مجھے اپنے تن بدن کی کوئی خبر نہیں ہے۔ محبوب حقیقی کا مجھے کیا پتا ہو سکتا ہے۔ میں آگ' پانی' مٹی اور ہوا سے بنا ہوا بھی نہیں ہوں۔ کپے میں کنکروں کے ہلنے کی آواز کو بیوقوف و نادان کیا سمجھے گا۔ اے بلھے شاہؒ میں محبوب حقیقی کی ذات میں اس طرح رچ بس گیا ہوں کہ جس طرح آٹے میں نمک رچ بس جاتا ہے۔

(33)

اربع عناصر محل بنایو' وچ وڑ بیٹھائیں آپے
آپے کڑیاں آپے ڈھینگر' آپے بنائیں ماپے
آپے مریں تے آپے جیویں' آپے کریں سیاپے
بلھیا جو کجھ قدرت رب دی' آپے آپ سنجاپے

مشکل الفاظ و معنی: اربع عناصر: چار عناصر آگ' پانی' مٹی اور ہوا۔ محل: مراد وجود۔ کڑیاں: دلہنیں۔ ڈھینگر: دولہا۔ ماپے: ماں باپ۔ سیاپے کرنا: ماتم کرنا' افسوس کرنا' عزاداری کرنا۔ سنجاپے: پہچانا جائے۔

ترجمہ: اے میرے محبوب حقیقی تو یہ اربع عناصر یعنی کائنات بنا کر اس میں خود ہی جلوہ فرما ہو گیا ہے۔ تو خود ہی دلہن ہے اور دولہا ہے اور خود ہی ماں باپ ہے۔ زندگی اور موت میں بھی تیری ہی جلوہ فرمائی ہے اور سوگ میں بھی تیرا ہی جلوہ دکھائی دیتا ہے۔

اے بلھے شاہؒ اللہ کی قدرت کا نظارہ کر اسے اس کی قدرتوں سے ہی پہچانا جا سکتا ہے۔ یعنی تمام کائنات میں بس اسی کا نور ہے جو مختلف صورتوں اور شکلوں میں جلوہ گر ہے۔ (ہمہ اوست کا مضمون ہے)

(34)

رنگ محلیں جا چڑھیوں' لوکی پچھن آکھن خیر
اساں ایہہ کجھ دنیا توں وٹیا' مونہہ کالا تے نیلے پیر

مشکل الفاظ و معنی: رنگ محلیں: رنگین محل' شیش محل۔ مونہہ کالا نیلے پیر: بدبختی و سیاہ کاری و بدنامی کا استعارہ ہے۔

ترجمہ: اے "بلھے شاہ" تو رنگین محلوں میں جاکر بیٹھا ہوا ہے (یعنی نخوت و تکبر کا مجسمہ بن چکا ہے) اور لوک تیری خیر خیریت پوچھنے آئے ہیں۔ لیکن ہم نے تو اس جہان میں رہ کر سوائے محرومی و بدبختی اور بدنامی کے کچھ نہیں کمایا۔

(35)

اِٹ کھڑکے ڈُکڑ وَجّے' تتّا ہووے چُلھّا

آوَن فقیر تے کھا کھا جاوَن' رَاضی ہووے بلھا

مشکل الفاظ و معنی: اِٹ کھڑکا: استعارہ ہے چہل پہل اور رونق کا۔ ڈکڑ وجے: طبلے کی تھاپ' گھڑا بجنا۔ تتا ہووے چُلھّا: چولہا گرم رہے یعنی مہمان آتے رہیں اور ان کو کھانا کھلایا جاتا ہے یعنی سخاوت جاری رہے۔

ترجمہ: میرے گھر میں ہر وقت رونق و چہل پہل لگی رہنی چاہئے۔ طبلے کی تھاپ ہو اور طنبورہ ونگ بج رہی ہو اور میرا چولہا گرم رہے۔ فقیر آتے جاتے رہیں اور کھانا کھاتے رہیں اور بلھا ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہے۔ (سید بلھے شاہ" کے دربار میں یہی کچھ ہوتا ہے) گویا ان کی یہ دعا قبول ہوئی۔

(36)

جَیسی صُورت عَین دی' تیسی صوَرت غَین

اک نُقطے دا پھیر ہے' بُھلاّ پھرے جہان

مشکل الفاظ و معنی: عین: آنکھ۔ غین: بے نور آنکھ۔ عین ذات باری تعالیٰ اور غین ماسوائے اللہ' دونوں استعارے ہیں۔

ترجمہ: عین اور غین کی خطی صورت ایک جیسی ہے اور تجھے ان دونوں کو ایک ہی سمجھنا چاہئے۔ ان میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے جسے یہ لوگ نہیں سمجھتے اور دنیا بھٹکی پھر رہی ہے۔

(37)

کھا حَرام تے پڑھ شُکرانہ' کر توبہ تَرک ثَوابوں

چھوڑ مسیت تے پکڑ کنارہ' تیری چُھٹسی جان عَذابوں

اوہ حَرف کدی نہ پڑھئے مَت رَہسی جان جَوابوں

بُلھے شاہ" چل اوتھے چلئے' جتھے منع نہ کرن شرابوں

مشکل الفاظ و معنی: اوہ حرف: مراد قرآنی آیت۔ شرابوں: شراب سے' یہ شراب شراب معرفت ہے۔

ترجمہ: اے "بلھے شاہ" حرام کھا اور اللہ کا شکر بجالا۔ ثواب کے کاموں سے توبہ کر اور انہیں چھوڑ دے۔ مسجد سے کنارہ کشی کر تاکہ تیری جان عذاب سے چھوٹ جائے۔ قرآنی آیت بھی نہ پڑھ تاکہ تیری جواب طلبی نہ ہو اور ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی شراب (شراب معرفت) پینے سے نہ روکے۔

Scanned with CamScanner

(38)

جے تُوں غازی بَنّائیں، لَگ نُوں بَنھ تلوار
پہلُوں رَنگھڑ مار کے، پِچھوں کافِر مار

مشکل الفاظ و معنی: غازی: کفار کے ساتھ جنگ کرنے والا، انہیں واصل جہنم کرنے والا۔ رنگھڑ: راجپوت، ایک بہادر قوم کا نام مراد نفس امارہ۔

ترجمہ: اے بُلھے شاہ اگر تو غازی بننے کا خواہاں ہے تو اپنی کمر میں تلوار باندھ لے پہلے رنگھڑ (نفس امارہ) کو مار اور بعد میں کافروں سے جنگ (جہاد) کر کیونکہ نفس سے لڑنا جہاد اکبر ہے۔

(39)

ہَر مَنْدر مُوں آء کے، کہو لیکھا دیو بتا
پَنڈت پانْدھے دُور کر، اَحمق لئے بُلا

مشکل الفاظ و معنی: ہر: ہری مراد اللہ تعالیٰ۔ ہرمندر: مراد خدا تعالیٰ کا گھر، (دل)۔ موں: میں۔ لیکھا: حساب کتاب مراد حقیقت۔ پنڈت: ہندوؤں کا عالم، برہمن۔ احمق: بیوقوف۔

ترجمہ: اے بلھے شاہ تم اللہ تعالیٰ کے گھر (دل) میں جھانک کر یہ حقیقت کھول کر بتا دے کہ علم محض سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا اس لئے دیوانے اور جہل والے قسم کے لوگوں کو بلالو۔

(40)

وَحدت دے دَریا وَسیندے، وَحدت کِت وَل دھائی
مُرشد کامِل پار لَنگھایا، باجھ تُلّے سَرناہی

مشکل الفاظ و معنی: وحدت: یگانگت، ذات باری تعالیٰ کی صفت، توحید الٰہی۔ وسیندے: نظر آتے ہیں۔ کت ول: کس طرف۔ دھائی: چلی گئی، غائب ہوئی۔ تلا: سرکنڈوں کا بندھا ہوا گٹھا جس پر تیراک ندی و دریا پار کرتے ہیں۔ سرناہی: چمڑے کی ایک مشک سی ہوتی ہے جس میں ہوا بھر کے بھی تیراکی دریا پار کرتے ہیں۔

ترجمہ: وحدت کا ناپیدا کنار سمندر لہریں مارتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور اسے دیکھ کر میرے ہوش و حواس اُڑ گئے ہیں۔ لیکن میرے مُرشد کامل نے بغیر کسی ریاضت کے اور مجاہدے کے مجھ پر سمندر پار کرا دیا ہے۔

(41)

سَبھ مجازی پوڑیاں، تُوں حال حقیقت ویکھ
جو کوئی اوتھے پہنچیا، بُھل جائے سَلام عَلیک

مشکل الفاظ و معنی: پوڑیاں: زینے، سیڑھیاں مراد درجات۔

ترجمہ: اے بلھے شاہ عشق مجازی تو ایک سیڑھی کی طرح ہے اسی لئے تم اس سیڑھی سے گزر کر عشق حقیقی کے محل کا

نظارہ کرو۔ جو سالک حقیقی عشق کی منزل پر پہنچ جاتا ہے اسے مجازی دوست بھول جاتے ہیں اور یا پھر وہ اس قدر مستغرق و محو ہو جاتے ہیں کہ انہیں سلام دعا بھی بھول جاتی ہے۔

اس دوہے میں المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنی مجاز حقیقت کا ایک پل ہے' کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔

(42)

قاضی رَاضی رِشوتے' مُلّاں راضِی مَوت
عاشِق راضی راگ تے' نہ پرتیت کھٹوت

مشکل الفاظ و معنی: رشوتے: رشوت سے۔ پرتیت: یقین' بھروسہ' اعتبار۔ کھٹوت: چارپائی مراد جنازہ۔

ترجمہ: قاضی رشوت سے راضی ہوتا ہے اور ملاں کسی کے مرنے سے خوش ہوتا ہے کیونکہ ملاں کی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی مرے اور اس کا جنازہ و ختم وغیرہ ہو اور اسے آمدنی ہو۔ (یعنی ساتویں' چالیسویں وغیرہ کی آمدنی) لیکن عاشق تو اپنی موت کی بھی پروا نہیں کرتے بلکہ وہ تو تابوت یا جنازہ وغیرہ سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔

(43)

ٹھاکر دَوارے ٹھگ بَسیں' پھاہی دَوار رِمیت
ہَر کے دَوارے بھکھ بَسیں' ہَمری اِیہہ پرتیت

مشکل الفاظ و معنی: ٹھاکر دوارہ: مندر۔ پھاہی: پھندہ۔ دوار: گوردوارہ۔ ہر: ہری' اللہ۔ بھکھ: بھکاری۔ ہمری: ہماری۔ پرتیت: یقین مراد تحقیق۔

ترجمہ: ان مندروں میں ٹھگ لیتے ہیں' گوردواروں اور مسجدوں میں فریبی ہیں اور دھرم شالوں میں بھکاری رہتے ہیں ہم نے تو یہی تحقیق کی ہے یا تحقیق مکمل کرلی ہے۔

(44)

دَھرم سالہ وِچ سالہ ناہیں' جِتھّے موہن بھوگ پُوائے
وِچ رِمیتاں دَھکّے رِملدے' مُلّاں تیوڑی پائے
دَولتّمنداں نے بُوہیاں اُتّے چوب دار بِہائے
پکڑ دروازہ رَبّ سَچّے دا' جِتھّوں دُکھ دِلدا مِٹ جائے

مشکل الفاظ و معنی: دھرم سالہ: مندر۔ موہن: ہندوؤں کے اوتار کرشن کا لقب۔ سالہ: سالہ اصل میں لفظ "صالح" کا پنجابی روپ ہے جس کے معنی نیک اور صالح کے ہیں۔ بھوگ: جماع' زنا۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے مطابق روایت ہے کہ سری کرشن ہندو عورتوں کا چوری چھپے دودھ پی جاتے تھے اور ملائی ہڑپ کر جاتے تھے اور مندر میں اُن سے جماع بھی کرتے تھے جس لئے ان کا موہن لقب ہوا۔ بھوگ پوانا: جماع کرنا' ہم بستر ہونا۔

ترجمہ: مندروں میں بھی کوئی نیک کام نہیں ہوتا کہ جہاں سری کرشن موہن عورتوں سے ہم بستری کرتے تھے تو ان مندروں میں اور کوئی نیک کون ہو سکتا ہے۔ مسجدوں میں یہ حال ہے کہ "بلھے شاہ" جیسے درویشوں کو دھکے پڑتے ہیں اور خشک ملاں ملوانے معرفت کے سے بے خبر طریقے سے ناواقف ایسے لوگوں کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے رکھتے ہیں۔ دولت مندوں نے اپنے دروازوں پر چوبدار بٹھا رکھے ہیں جو کسی بھی ضرورت مند کو اندر داخل نہیں ہوتے دیتے۔ اسی لئے بلھے شاہ" کہتے ہیں کہ تو ان سب کو چھوڑ کر ایک سچے رب کا در پر بیٹھ جا جہاں تمہارے سب دکھ دور ہو جائیں گے۔

(45)

بُلھے شاہ " چَل اوتھے چَلیئے، جِتھے سارے ہوون اَنّھے
نہ کوئی ساڈی قَدر پِچھانے، نہ کوئی سانُوں مَنّے

مشکل الفاظ و معنی: قدر بچھانے: قدر و قیمت کا اندازہ لگائے۔ انھے: نابینے مراد معرفت سے بیگانے۔

ترجمہ: اے "بلھے شاہ" چل وہاں چلیں جہاں ہمیں کوئی نہ جانے پہچانے اور جہاں کے لوگ عرفان و گیان سے ناواقف ہوں۔ جو ہماری قدر و قیمت سے ناآشنا ہوں اور جو ہماری عقیدت و ارادت سے باز رہیں۔ تاکہ یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کا ہمیں موقعہ مل سکے۔

(46)

ہور نیں سبھے گلڑیاں، اِک اِلہ دی گَل
کجھ رَولا پایا عالِماں، کجھ کاغذاں پایا جھَل

مشکل الفاظ و معنی: گلڑیاں: محض باتیں۔ الہ: اللہ تعالیٰ۔ گلڑیاں، گل کی اسم تصغیر ہے اور گلڑی بطور حقارت بولا جاتا ہے۔ رولا: جھگڑا، الجھاؤ۔ کاغذاں: کاغذوں، مراد عبارتیں اور کتابیں۔ جھل: جنون مراد پردہ، اوٹ۔

ترجمہ: اور تو سب کی سب فضول اور عبث باتیں ہیں، اگر کوئی کام کی بات ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ہے۔ لیکن افسوس کہ کچھ تو عبارتوں اور کتابوں نے الجھاؤ پیدا کر رکھا ہے اور کچھ خشک عالموں نے جو حقیقت سے بیگانہ ہیں، شور و غل مچا رکھا ہے اور اصل حقیقت اسی شور کی نذر ہو کر رہ گئی ہے۔

(47)

میں مِٹّی گھُمیار دی، گَل آکھ نہ سَکدی ایک
ٹھُٹھر میرا کیوں گھَڑیا، مَت جائے عَلیک سَلیک

مشکل الفاظ و معنی: ٹھٹھر: پنجر، ڈھانچہ۔ علیک سلیک: دعا سلام مراد رسم و راہ، تعلق۔

ترجمہ: اے "بلھے شاہ" میں تو کمہار کی مٹی کی طرح ہوں۔ کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں گستاخی کا مرتکب ہو جاؤں اور اُس ازلی کمہار سے میرا تعلق نہ رہے تاہم اتنی سی بات ضرور پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اسی نے میرا ڈھانچہ

Scanned with CamScanner

کیوں گھڑا تھا؟

(48)

بُلّھا شَوہ تھیں وَکھّ نہیں
پَر ویکھن والی اَکھّ نہیں

مشکل الفاظ و معنی: شوہ: محبوب، مُرشد، رب۔ وکھ: جدا، علیحدہ۔

ترجمہ: اے لوگو! بلھا اپنے محبوب حقیقی سے ہرگز جدا نہیں ہے۔ یعنی جب کائنات کی ہر چیز اسی کے نور کی مظہر ہے تو انسان (بلھا) اس کے نور سے کیسے جدا ہو سکتا ہے؟ لیکن اس نور کو ہر آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور چونکہ تیرے پاس دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے تو تو اس نور کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہیں سے ہی کسی اردو شاعر نے کیا خوبصورت شعر کہا ہے:

آدم کو خدا مت کہو آدم خُدا نہیں
لیکن خدا کے نُور سے آدم جُدا نہیں

(49)

گَل سَمجھ لئی تے رَولا مُکیہہ
اِیہہ رَام رَحیم تے مَولا اِکیہہ

مشکل الفاظ و معنی: رولا: جھگڑا، الجھن۔ رام: ہندوؤں کا خدا، سیتا کا خاوند جو رامائن قصے کا ہیرو ہے۔ رحیم: نہایت رحم کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام۔ مولا: والی، رب تعالیٰ۔

ترجمہ: بات کو سمجھنا ہی ایک بات ہے اور اگر بات سمجھ میں آجائے تو تمام جھگڑے اور الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر رام اور رحیم اور مولیٰ میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ یعنی قادر و کریم ایک ہی طاقت ہے لوگوں نے اسے مختلف نام دے رکھے ہیں۔

(50)

مکّے گئیاں گَل مُکدی ناہیں، جِچر دِلوں نہ آپ مُکایئے!
گنگا گیاں تے پاپ نہیں جَھڑ دے، بھانویں سَو سَو غوطے لایئے

مشکل الفاظ و معنی: جچر: جب تک۔ گنگا: گنگ، ہندوستان کا مشہور دریا جسے ہندو بڑا مقدس گردانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اس میں نہانے سے پاپ جھڑ جاتے ہیں۔ پاپ: گناہ۔

ترجمہ: صرف مکے جانے سے ہی خدا نہیں ملتا۔ جب تک کہ ہم اپنے دل سے کبر اور ہنکار کو دور نہ کریں۔ دریائے گنگا میں نہانے سے گناہ ختم نہیں ہوتے اگرچہ اس میں سینکڑوں غوطے لگائے جائیں۔ یعنی بات ساری خلوص اور نیت پر ہی منحصر ہے۔

Scanned with CamScanner

(51)

گیا گیاں گل مکدی ناہیں بھانویں کتنے پنڈ پھر آیئے
بلھا شاہ " گل مکدی تاں ہیں، جد مَیں نُوں کھڑیاں لٹایئے

<u>مشکل الفاظ و معنی:</u> <u>گیا:</u> ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ جو صوبہ بہار میں واقع ہے۔ <u>میں:</u> خودی، ہنکار، تکبر۔

<u>ترجمہ:</u> گیا، تیرتھ ہو آنے سے بھی خدا نہیں ملتا۔ خواہ تمام مقدس مقامات کی ہی زیارت کیوں نہ کر لی جائے۔ خدا اگر ملتا ہے تو صرف اپنی میں یعنی خودی و تکبر اور ہنکار کو ختم کرنے سے ملتا ہے۔

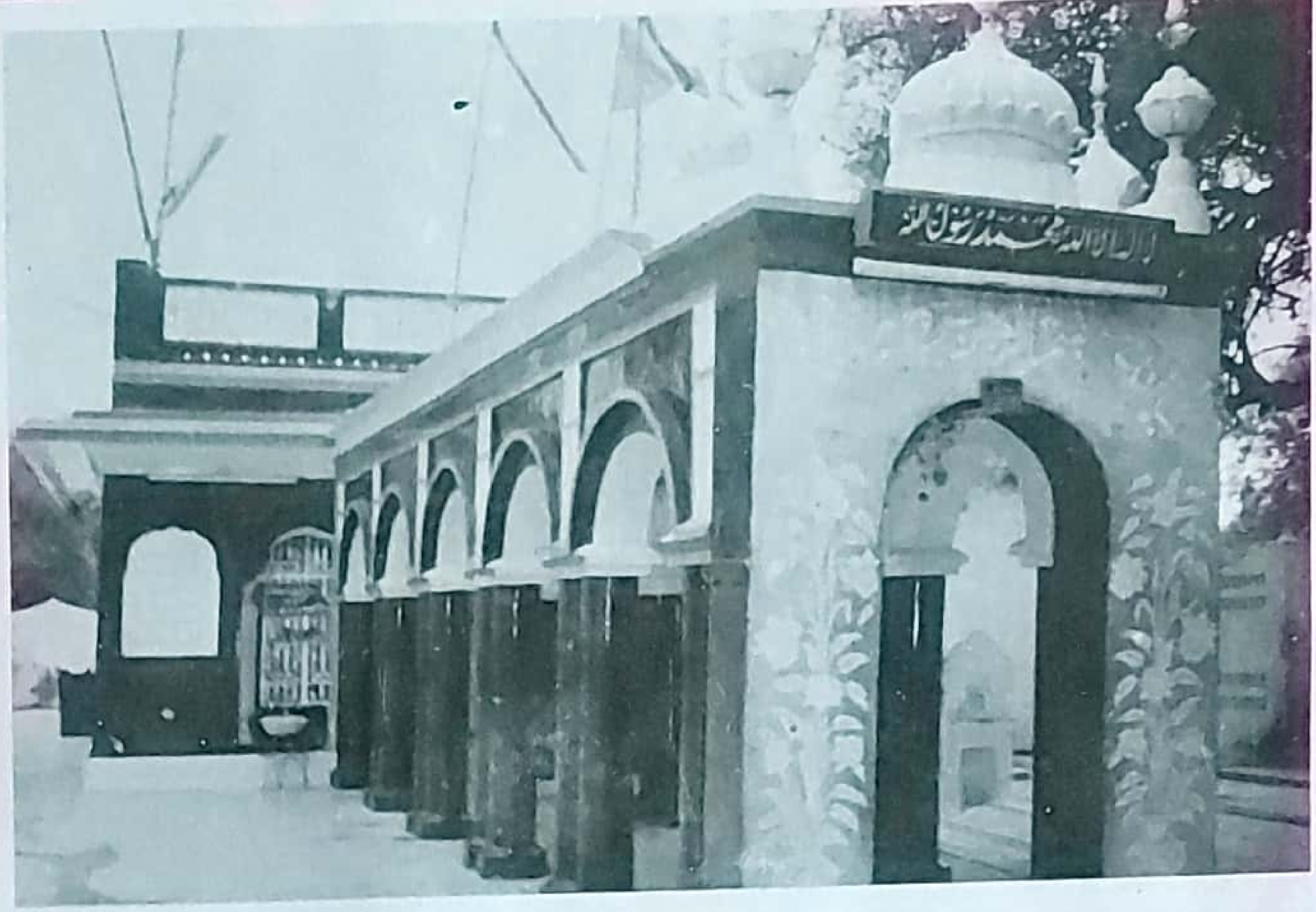

محمد رسول الله

Scanned with CamScanner

کلام شاہ حسینؒ

اردو ترجمہ

میاں ظفر مقبول

مکتبہ دانیال

سیل پوائنٹ

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

ناشران و تاجران کتب

اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner